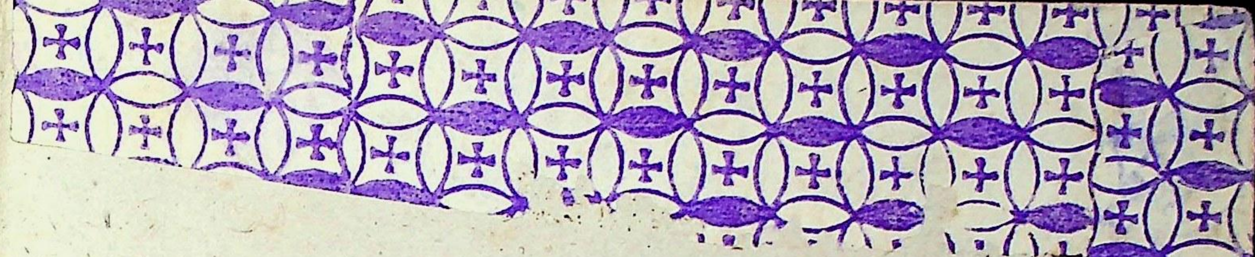
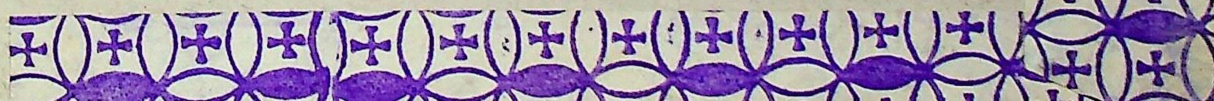
سلسلہ دوم جگت گیان رنگ تا سال ۱۹۶۳ء

〃 〃 سادھو رنگ تا سال ۱۹۰۹ء

دینا ناتھ دہلی۔ مکان نمبر 162 A سیرہ دبوں

ڈل مین یار سرینگر کشمیر







हतो वा प्राप्स्यसि स्वर्गं जित्वा वा भोक्ष्यसे महीम्।



آپ کی بچت

ان نئی مدوں میں روپیہ لگایئے

۱۰ سالہ ڈیفنس ڈیپازٹ سرٹیفکیٹ

ٹیکس سے بری ۴½ فی صد سود ہر سال ملے گا۔
یہ سرٹیفکیٹ ۵۰ روپے کی حاصل الضرب رقوم کے ملتے ہیں۔
یہ سرٹیفکیٹ ریزرو بنک آف انڈیا کے تمام دفتروں، اسٹیٹ بنک آف انڈیا کی شاخوں، اس کے ذیلی بنکوں، ٹریژریوں اور سب ٹریژریوں سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

۱۲ سالہ نیشنل ڈیفنس سرٹیفکیٹ

انکم ٹیکس سے بری ۶¼ فی صد سالانہ سود سادہ یا ۴¾ فی صد سالانہ سود مرکب۔ یہ سرٹیفکیٹ ۵ روپے، ۱۰ روپے، ۵۰ روپے، ۱۰۰ روپے، ۵۰۰ روپے، ۱۰۰۰ روپے، ۵۰۰۰ روپے اور ۲۵۰۰۰ روپے کی مالیت کے ملتے ہیں۔
بارہ برس بعد میعاد مکمل ہونے پر ان سرٹیفکیٹوں میں لگائی رقم ۷۵ فی صد منافع کے ساتھ لوٹائی جائے گی۔

سرمایہ کاری کی آخری حد: ایک فرد زیادہ سے زیادہ ۲۵۰۰۰ روپے اور دو اشخاص مل کر زیادہ سے زیادہ ۵۰۰۰۰ روپے کی مالیت کے سرٹیفکیٹ خرید سکتے ہیں۔

بھارت کی دفاعی طاقت کو بڑھایئے

قومی بچت آرگنائزیشن

جاری شدہ ۱۹۳۴ء

سالانہ چندہ:- 7/ روپیہ
ممالک غیر سے:- 10/ روپیہ

ایڈیٹر:-
گورکھ ناتھ نندہ

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

رسالہ "اوم" دہلی کا

بھگوت گیان انک

فی کاپی 2.50 روپیہ

قومی دفاعی فنڈ میں دو اپنے زیورات
ہتھیار ہم خرید کے دیں دشمنوں کو مات

Khaliq Naqvi Calligraphee

شری گورکھ ناتھ نندہ ایڈیٹر پرنٹر پبلشر پروپرائٹر نے سود لیتھو پریس دہلی سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم ... دہلی سے شائع کیا

از قلم:- کوی دلؔ خوشاب نوابی

گیتا کی تعلیم

پہلے سُن ۔ پھر عمل کر!
گیتا کے اس پیغام پر

خواب میں بھی دوسروں کے حق پہ تو چھاپہ نہ مار　　ہے یہی حق کا تقاضا ہے یہی حق کی صدا
اپنا حق پانے کی خاطر جو بھی کر سکتا ہے کر　　حق کی خاطر سر کٹا لیکن نہ حق اپنا گنوا

پہلے سُن ۔ پھر عمل کر
گیتا کے اِس پیغام پر

آدمی ہے اس لئے ہر آدمی سے پیار کر!　　سب کو آنکھوں پہ بٹھا تو سب کو چھاتی سے لگا
ہاں مگر۔ اُلٹی نیت سے پیش آئے کوئی تو　　اُس کو گردن سے دبا تو اُس کو ہستی سے مٹا

پہلے سُن ۔ پھر عمل کر
گیتا کے اِس پیغام پر

گھر میں گھُس آئے اگر دشمن تو پھر ہشیار ہو　　ہاتھ سے بھی کام لے ۔ ہتھیار سے بھی کام لے
تو کسی کو مت ستا لیکن ستائے کوئی تو　　تیر سے بھی کام لے ۔ تلوار سے بھی کام لے

پہلے سُن پھر عمل کر
گیتا کے اس پیغام پر

ہاتھ اُس کا کاٹ لے ۔ جس سے کیا ظالم نے ظلم　　ہاتھ اُس کو پھر نہ تو اونچا اُٹھانے دے کبھی
ہاتھیوں اپنے دِکھا کہ ہاتھ وہ ملتا رہے　　ہاتھ میں آیا ہوا زندہ نہ جانے دے کبھی

پہلے سُن پھر عمل کر!
گیتا کے اِس پیغام پر

دوستوں کے واسطے پھولوں کا تازہ ہار بن　　رنگ بن ۔ نکھار بن ۔ نسیم بن ۔ بہار بن
دشمنوں کے واسطے تو آہنی دیوار بن　　برق بن ۔ شرار بن ۔ طوفان بن منجدھار بن

پہلے سُن پھر عمل کر
گیتا کے اِس پیغام پر

فہرست مضامین

بھگوت گیان انک بابت ماہ جنوری فروری ۱۹۶۳ء

سرفروشانِ وطن کا نعرۂ مستانہ

شری لوکش پٹیالوی۔

کوہِ راسخ سا ارادہ ہے تو ہمت بھی جواں!!
قوتِ عزم و عمل پر ہے بھروسا ہم کو
روشنی پختہ ارادوں سے ہوئی ہے ہر سو!
دل امنگوں سے ہیں بھرپور نگاہیں سرشار
کب ہوا جان گنوانے میں تامل ہم کو
کوہِ غم کو بھی اٹھا لیں گے خوشی سے سر پر
ہم کفن باندھے ہوئے رہتے ہیں اپنے سر پر
اپنی ہمت ہی سے منزل پہ پہنچ جائیں گے!
خون سے ہم نے جلایا ہے چراغِ ایثار
آ نہیں سکتی کسی طور بھی ان میں لغزش
ہم کو مطلوب ہے اک جنس وفا ہی اے دوست
نصرۃ اہلِ وفا میں ہے کچھ ایسی لذت
شان و ہمت سے بڑھے ایسے رہِ شوق میں ہم!!
کر نہیں سکتے یہ گمراہ وفا کیشوں کو موتو
راہِ مقصد میں بہایا ہے لہو ہنس ہنس کر!
جس جگہ دار پہ چڑھتے ہیں شہیدانِ وفا!
تو لذتِ راحت نے مٹایا ہے اندھیرا غم کا

ہاں! اٹھائیں گے غمِ زیست کا ہم بارِ گراں
ہم بتا سکتے ہیں خود اپنے تخیل کا جہاں
ہم سے پوشیدہ نہیں جادۂ منزل کا نشاں
دلولے اپنے عزائم میں ہیں پیہم رقصاں
اپنے ایثار پہ ہے دیدۂ عالم حیراں
ایسی اک جرأتِ بیباک ہے سینے میں نہاں
کیا ڈرائیں گے ہمیں تیغ و تبر، تیر و سناں
رہنما کا نہ اٹھائیں گے کبھی ہم احساں
جس سے ہے آج بھی پُر لذت یہ بزمِ امکاں!
ہو نہیں سکتے ارادے کبھی اپنے لرزاں
ہم نے سوچا ہی نہیں ہوتا ہے کیا سود و زیاں
لطف لے لے کے کریگا اسے ہر شخص بیاں
دامنِ وقت پہ ہیں آج بھی عظمت کے نشاں
جس قدر دنیا میں ہیں جاہ و حشم کے ساماں
اپنے ایثار پہ ہم رہتے ہیں ہر دم نازاں
سر کٹانے کیلئے ہم بھی پہنچتے ہیں وہاں!!
پھر مسرت سے چمک اٹھی ہے بزمِ دوراں

محفلِ زیست میں روشن ہیں محبت کے چراغ
[illegible]

از قلم: سنت ہری سنگھ جی

پرستاونا

پرنتو اتو روپ اِس پرگیان دِلاسد گے گرنتھ میں گرنتھ کرتانے پرماتمہ کے روپ کا بودھ کرانے کے لئے اِسے پرگیان سروپ کہہ کر سنکیت کیا ہے کیونکہ پرگیان ہی اس کا شُدھ درگرہ ہے پرنتو بھرانتی سے اسے ہم برتی گیان روپ تو مانتے ہیں گیان سروپ پرماتمہ نہیں مانتے جیسا کہ اپنے سامنے اُپستھت کسی وکیتی کی پہچان نہ ہونیکے کارن کہیں اس وکیتی کو اپنے سے اوجھل سمجھیں۔ کبھی کبھی ہم برتی گیان اور گیان سروپ میں وویک نہیں کرپاتے اسی لئے ہم گیان کو دکاری ان سمجھتے ہیں۔ یدپی انتہ کرن کا دکار ہونے سے برتی وناشی ہے اور اس کے اُتپتی اور ناش کا پرکاشک گیان سروپ آتما اوناشی۔ جیسے کہ بمب اور پرتی بمب ایک سمان پرتیت ہونے پر بھی بمب کی تو پرتی بمب سے بالکل وِلکشن ستا ہے۔ پرتی بمب کیول پرتیتی ماتر ہے اور بمب درپن سے باہر اپنے سروپ سے موجود ہے ایسے ہی گیان سروپ تو ستیہ آتما روپ ہے اور برتی گیان کیول انتہ کرن کا پریناممیعقیا روپ۔ یہی گیان سروپ ستیہ اور نتیہ ہوتا ہوا متصیا سروپ والی ہر برتی کی اُتپتی وناش اور ان کے پرسپر بھید آدی کا ساکھشی روپ سے ترد پرکاشک ہے اسی نتیہ اور ستیہ پرگیان دستوار رکفات پرماتم سروپ کو گرنتھ کرتانے انیک شرتیوں کے پرمان سے نروپن کیا ہے جیسے کہ

प्रज्ञानं ब्रह्म (ऐ० उ०५-३ सत्यं ज्ञानं अनन्तं ब्रह्म

" विज्ञानमानन्दं ब्रह्म اس پرکار نشچہ یہ ہی پرگیان سروپ ہی برہم سروپ سدھ ہوتا ہے۔ ویدوں کے پرمانوں کے علاوہ یہاں پر انیک یکتیوں دوارا اس پرگیان سروپ پرماتمہ کو اکھنڈ نراکار قرار دیو۔ اگرچہ اور سوئم جوتی تھا جگت کی اُتپتی استھتی لَے کا کارن بھی بتلایا ہے اور انیک شرتیوں کے ارتھ کو یکتی سے سپشٹ کیا ہے۔ یہ لیکھک کی اپورو بُدھی کا کوشل ہے۔

جگت کے ابھن نمت اُپادان کارن روپ سے اسی پرگیان سروپ پرماتمہ کو جہاں شرتی نے......

यतो वा इमानि भूतानि जायन्ते! اس واکیہ سموہ سے ورنن کیا ہے ان سب لکشنوں کو گرنتھ کرتانے اپنے بُدھی کوشل سے اسی پرگیان سروپ میں ہی ایک سندر ریتی سے گھٹا کر دکھلایا ہے کیونکہ جگت کا ایسا کوئی بھی پدارتھ نہیں ملتا جس میں یہ سب لکشن پورے اُترتے ہوں ارتھات جس سے جگت کی اُتپتی آدی سنبھو ہو پھر وچار کرنے پر یہی ایک گیان روپ آتما ہی ایسا نکلتا ہے جس میں یہ سبھی لکشن پورے کے پورے اُترتے ہیں۔ یہاں پر سوپن درشٹانت سے یہ بات بھلی بھانتی سدھ ہو رہی ہے کہ سرب منومئی جگت اسی گیان سے اُتپن ہوتا ہے اسی میں استھت رہتا اور پِنہ اُس میں وِلے ہو جاتا ہے۔ اپنی دشیتی آشچریہ روپ شکتیوں سے اپنے آپ کو آپ ہی انیک روپ سے رچکر اُن کو قائم رکھ کر پھر انت میں اُن کو اپنے میں وِلے کرکے آپ ہی ایک ماتر شیش رہ جاتا ہے۔ یہ من کا کھیل اس کی اپنی سامرتھیہ سے تو نہیں ہو سکتا بلکہ پرگیان سروپ آتم تتو کی ستا سے ہی ہوا کرتا ہے کیونکہ من بیچارا اور اپنی ستا رہت ہے اور جڑ تا کا پرمان سوشپتی کال میں دے ہی رہا ہے جہاں اس کا نام گندھ تک بھی نہیں ملتا۔ اس لئے یہ ساری شکتیاں آتم تتو کی ہی ہیں جسے گیان سروپ تتھا شدھ کہا گیا ہے۔ یہی گیان سروپ ہی اپنی سنکلپ شکتی سے اپنے میں کئی کلپت وستوؤں کو دکھا دیتا ہے اور اس سے سدھ ہوتا ہے کہ یہ

شکتی اور اُس کے کاریہ ادھشٹان سروپ گیان سے بھن کچھ سوتنتر ستا نہیں رکھتے ۔ ایک ستیہ وستو پر گیان سروپ آتما ہی اُن سب کا ادھشٹان ماتر ہے ۔ وہی ان کا ابھن نمت اپادان کارن ہے دوسرا کوئی نہیں ۔

جاگرت کی اس پرتکش وشال پرپنچ کی رچنا کو اپنی سوپن مئی انتر سرشٹی کی طرح کیسے منو مئی نشچے کیا جاوے یہ سوال اُٹھنے پر ہم کو بھگوت پرماتم سروپ کی وچتر شکتیوں پر دھیان دینا چاہیئے جس کے کارن یہ جاگرت اور سوپن کا باہر اندر اور ستیہ متھیا کا بھید بھان ہو رہا ہے ۔ وید کی شرتی بھی ان پر پرکاش ڈالتے ہوئے ایسے کہہ رہی ہے ۔ परस्य शक्तिर्विविधैव श्रूयते

کہ بھگوت گیان انت شکتیوں سے سمپن ہے جو کہ اس واہیہ انتر جگت ارتھات جاگرت سوپن کے بھید کا کارن ہے ۔ ان میں پہلی شکتی آورن نام کی ہے جو کہ ادھشٹان سروپ کو پرگٹ ہی نہیں ہونے دیتی اُسے آچھادن کیا کرتی ہے ۔ اس کا درشن سوشپتی میں سب کو ہوتا ہی ہے اور اس کے اُدے ہوتے ہی استھول سوکشم پرپنچ کا ابھاو ہو جاتا ہے ۔ پھر دوسری نرمان شکتی جگت استھول سوکشم روپ کی رچنا کرتی ہے یہ نرمان شکتی دو پرکار کی ہے کلپنا شکتی اور وکشیپ شکتی ۔ جس سے پہلے سوکشم اور پھر استھول جگت کی رچنا ہوتی ہے ان کا درشن سوپن اور جاگرت میں پرتکش روپ سے ہوتا ہے ۔ اس پرکار یہ بھگوت گیان سروپ کی وچتر شکتیوں کے کارن ہی متھیا روپ اور منو مئی جاگرت سوپن میں ستیہ اور متھیا اور واہیہ انتر کا بھید دکھائی دے جاتا ہے اور یہی بھگوت گیان اپنی اپنی شکتیوں کے پرگٹ کرنے کے کارن سب درشیہ جگت کا رچیتا سدھ ہوتا ہے ۔ آگے چل کر کارن کاریہ کے ابھید کی پرکریا اور سوپن سوپنا دی آدی کے درشٹانت سے اس سکل سرشٹی کو بھگوت گیان سے ابھن ہی دکھایا ہے کیونکہ متھیا وستو کی اپنی سوتنتر ستا ادھشٹان کے بنا سنبھو نہیں اس لئے سर्वं खल्विदं ब्रह्म ॥ اس سدھانت کو نرو پن کر کے کیول ایک ہی پرمارتھک ستا کو سدھ کیا گیا ہے ۔ چھاندوگیہ شرتی نے सदेव सोम्येदमग्र ऽऽसीत् ॥ (छाँ उ. ६-२-१) اس پرتگیا وچن کو اُٹھا کر یہ سدھ کیا گیا کہ سجاتی آدی تینوں بھیدوں سے رہت ایک ادوتیہ برہم روپ ست وستو میں یہ سرب بھوت بھوتک جگت اپنے ہی سنکلپ سے ایسے ستیہ ہو کر بھان ہوا کرتا ہے جیسے کہ سوپن میں ندرا دوش سے ایک ہی سوپنا دی کو اپنی مہما میں استھت ہوتے ہوئے بھی انیک پرکار کا متھیا سوپن جگت ست ہو کر دکھائی دے جاتا ہے اور وہاں ہی پھر سوپن اور سوپنانتر میں بھی متھیا کا بھید درشٹی گوچر ہوتا ہے یدپی دونوں ایک سمان متھیا ہیں ایسے ہی اس ان دونوں متھیا جاگرت اور سوپن میں سوپن تو جاگرت میں آتم آنے پر متھیا نشچے ہوئی جاتی ہے پر تو جاگرت ایک دیر گھ سوپن اور آدی سنکلپ کا ریہ ہونے سے اُس سوپن کی اپیکشا ستیہ بھان ہوتا ہے جو کہ چھایا سنکلپ کی رچنا ہے اور تب تک متھیا نشچے نہیں ہو سکتا جب تک کہ برہم تتو روپ ادھشٹان سروپ کا درڑھ اپروکش نہ ہو جائے ۔ جاگرت سرشٹی آدی سنکلپ سے اور سوپن سرشٹی سادی سنکلپ رچیت ہونے سے دونوں ہی سنکلپ ماتر ہیں ۔ اتنے ماتر سے جاگرت ستیہ تو ہو نہیں سکتی بلکہ دونوں سنکلپ روپ ہونے سے ایک سمان متھیا ہی ہیں اور دونوں ہی ایک گیان ساگر کی ترنگیں اور ولاس روپ ہیں ۔ اس گئے دا ستو سروپ کا بودھ سنکلپوں کے نرودھ کا ابھیاس کرنے سے ہو سکتا ہے جیسا کہ سمادھی میں ایک ست چت سروپ آتم تتو ہی شیش رہ جاتا ہے اور یہی سدھ ہوتا ہے کہ سوائے ایک ادویت چیتن سروپ سے کچھ بھی ستیہ بستو نہیں ۔ یہی تریا ادستھا یا آتم ساکشات کار ہے ۔ اسی کے لئے وید بھگوان نے سرب دھرم کرم اُپاسنا گیان آدی کا ودھان کیا ہے ۔

اُچیہ کوٹی کے ویدانت آچاریہ نہ تو واستو میں سرشٹی کی ہی ستا کو مانتے ہیں اور نہ کسی بھن سروپ والے سرشٹا کو ہی سویکار کرتے ہیں کیونکہ کوئی سرشٹی بھی ست وستو ہو تو سرشٹا کی کلپنا بھی کی جاوے مگر یہاں تو سدھانت میں ایک شدھ تتو گیان سروپ کے سوائے کچھ موجود ہی نہیں اور جو بھن ہو کر بھاستا ہے وہ اُسی کی اپنی مہما اور وبھوتی ہے ۔ سرشٹی اور سرشٹا دو بھن بھن سوتنتر تتو سویکار کرنا ناستکتا کا پریچے دینا ہے ۔ جیسے کہ دیودت بیٹھے اُٹھے یا چلے وہ دیودت ہی ہے یہ سب اس کی

وبھوتی ہی تو ہے۔ ایسے یہ آتم دیو نیسندا وستھا میں سرشٹی رہت اور پسندن اوستھا میں جگت روپ سے پرتیت ہوتا ہوا کچھ الگ ہو نہیں گیا کیونکہ وہ نروکار تو ہی تو ہے سرشٹی کی حالت میں بھی سرشٹا نام ہونے پر وہ آپ تو ایک ہی رہتا ہے سو پناوی سے بھن سوپن جگت کچھ نہیں جگت روپ میں برہم ہی پرگٹ ہوا ہے اس کی ہی سرشٹی اور پرلے کتھن ہو رہی ہے ابھی نشچہ پر گیان وان سدا ورڑھ رہتا ہے کہ بھگوت گیان سدا نروکار اور انیک روپ سے ویان ہے آتھان کال میں جس کو جگت کہا جاتا ہے اور سمادھی میں جس کا انشیم ہے وہ دونوں اوستھاؤں میں ایک برہم ہی ہے جیسے سونے کا بھوشن اور سونے کا ڈلا دونوں حالتوں میں ایک چمکدار اور مولیہ وان دھات سونا ہی ہے انیتھا کچھ ہوا نہیں۔ اس اوتم بھومکا میں اوتم گیانوان ہی قائم ہوتا ہے۔ اس پر کارکارن اور کاریہ بھاؤ دونوں برہم سروپ میں کلپت ہی سدھ ہوئے اور منوشیہ جگت واستو میں برہم سروپ ہی ٹھہرا جس کا یہاں بھگوت گیان روپ سے ورنن ہوا ہے۔

اس سے پورو سर्वं खल्विदं ब्रह्म ۔ اس شرتی کا بھاو سپشٹ کیا گیا تھا اور وہاں یہ درشایا گیا تھا کہ جگت روپ ہو کر بھی برہم تو اپنی سنکلپ شکتی سے پرگٹ ہو رہا ہے اس طرح برہم کا ہی سرو تر درشن یہ اس کا پروکش درشن ہے اپروکش درشن تو سدا ہی آتم روپ سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس لیئے اس پروکش برہم کا ہی اپروکش درشن اب کرایا جاتا ہے یدیپی پہلے بھی آتما روپ سے درشن کرایا گیا تھا مگر اس میں برہم سے ابھید نشچے نہیں کرایا گیا تھا۔ اتنے اونچے پد پر آروڑھ ہونے پر یدی بھیے کی نورتی پورے طور پر نہیں ہوئی تو یہ کیول بھید درشٹی کا ہی پھل ہے جیسے کہ مہاراجہ جسکے ورتی کے دربار میں زبردست ادھیکار والے پر دھان منتری کا پد بہت اونچا تو ہے پرنتو بھید بھاونا کے کارن اس کا پورن بھیے نورت نہیں ہوا۔ پہلے ہی آگے دوسرے ادھیکاریوں کی اپیکشا ادر اور گیان اور بل پراپت بھی ہے مگر اس مہاراجہ کے سامنے اپنے کو بالکل بے بس پاتا ہوا سدا اس کے آگے ادھیکار روکی بھیے بھیت ہی رہتا ہے کیونکہ وہ باقی سب سے زیادہ مہاراجہ کی شکتیوں کی جانکاری رکھتا ہے اسی طرح سرونگ کھل ونگ برہم کو سمجھنے والے کو اپنے آپ کو برہم سروپ سے بھن جاننے کے کارن اسے سدا بھیے ہی بنا رہتا ہے اور پورن سکھی نہیں ہو سکتا۔ اپنے آپ کو وہ ایک کٹھ پتلی یا کھلونے کی طرح کھلاڑی کے ہاتھ میں بے بس سمجھتا ہے بلکہ اپنے کو جڑ اور ستا شونیہ اور تچھ سمجھکر شیر سے بکری کی طرح سدا بھیے بھیت رہتا ہے۔ اس مرتیو تلیہ دکھ سے اوپر اٹھانے کے لیئے شرتی اب برہم کو اس کا اپنا ہی روپ بتاتی ہے۔ ان میں پرسپر کنچت ماتر بھی بھید نہیں۔ کیونکہ دوشٹ یا بھید میں بھیے ہی بتلایا گیا ہے اور شرتی اسے ادوے برہم سروپ ہی نشچے کرانا چاہتی ہے اور یہ سدھ کرتی ہے کہ अयमात्मा ब्रह्म یعنی تمہارا آتما ہی برہم سروپ ہے تت توم اسی तत्त्वमसि تم وہی (برہم سروپ) ہو یہ پرم اتکرشٹ اوستھا پراپت کرکے کرت کرتیہ ہو جاتا ہے۔ اس لیئے اس کرت کرتیا کے لیئے ہم کو अहंब्रह्मास्मि روپ سے ابھید گیان کا ہونا نہایت آوشیک ہے اور ایسے وید واکیوں میں وشواس کا نہ آنا دربھاگیہ اور انرتھ کا ہی کارن ہے جو کہ مہان پاپ کرموں کا پھل ہے۔

اس اوستھا کو پراپت کرنے کے لیئے شروان منن اور ندھیان کے ابھیاس کی بہت ضرورت ہے جس میں تیاگ بیراگ کا ہونا بھی مقدم ہے۔ جو پرش شروان آدی سے ابھیاس کرتا ہوا انویہ ویترک یکتی کا سہارا لیتا ہے وہی اپنے برہم سروپ کا ٹھیک ٹھیک بودھ کر سکتا ہے اور امرتو کو پراپت کر سکتا ہے نہیں تو چرکال تک اس اہم برہم اہمی روپ گیان کے بنا بھید بھاونا کے کارن بھیے اور مرتیو میں پڑا رہتا ہے اور اس کی وپریت بھاونا کا دوسرا کوئی اپائے ہے بھی نہیں۔ یدی شروان آدی کرنے کی اس جگیاسو میں پوری یوگیتا نہ ہو تو اسے نراش نہیں ہونا چاہیئے وہ انیگرہ اپاسنا کے نرنتر ابھیاس سے بھی اپنی وپریت بھاونا کو بدل سکتا ہے اور اس کی لونی ہوتے بھی اسے برہم کا آتم روپ سے ساکشات کار اوشیہ ہی ہوگا ایسا کرنے میں نہ تو الشیو ابھیمان ہی سمجھا سکتا ہے اور نہ کوئی اس کا دیہہ آتم بھاو میں اپیوگ ہی ہے بلکہ اس کے زبردست

دپر یہ کو جڑ سے اُکھاڑنے کی ایک اچوک اوشدھی ہے جسے مہارشیوں نے اپنے ابھیاس سے انوبھو کیا ہے۔ وشیشتا یہ ہے کہ یہ ابھیاس کال میں سادھن ہے اور سدھ اوستھا میں پھل روپ ہے اس لئے شاستر کار سپشٹ شبدوں میں یوں ورنن کرتے ہیں प्रनु भूतेर भावेऽपि ब्रह्मास्मि इत्येव चिन्त्यताम् ॥ ارتھات ساکشات کار سے پہلے بھی اپنی برہم بھاونا اوشیہ ہی کرتویہ مانی گئی ہے۔ اس کا پرمان اس اہنگرہ اُپاسنا کے سادھکوں کے لئے بہت وستار سے شاستروں میں ملتا ہے۔

آگے چل کر اس سنکلپ کو جس سے یہ جیو جگت آدی بھید سدھ ہوا اس برہم سروپ سے بھن نہیں مانا گیا اور جن جن شاستر کاروں نے اسے پرکرتی یا شکتی آدی کہکر الگ الگ نشچے کیا اُن کی آلوچنا کی گئی ہے اور یہ سدھ کیا گیا کہ ایک ادوتیہ برہم تو ہی اپنی مہما میں براجمان ہے دوسری کوئی ستیہ وستو ہے ہی نہیں۔ اس کی پرتیتی کیول مرو بھومی (ریگستان) میں جل کی طرح متھیا ہی ہوا کرتی ہے اس لئے ستیہ استیہ آدی سے ولکشن اسے متھیا انروچنیہ مانا ہے۔ اور اس کی ویاکھیا میں خوب یکتی سے کام لیا گیا ہے۔ اس اُپادھی کے نمت سے ادھیاتمک آدھی بھوتک آدھی دیوک روپ سے سرشٹی تتھا وشیشٹی سیر اسی آتما کی انیک روپ سے دکھائی گئی ہے۔ اور جاگرت آدی میں ان کے بھن بھن استھان اور بھن بھن ویوہار دکھائے ہیں ایسے ہی سمشٹی میں تیجس پرہ روپ اس کے کوتک دکھا کر وشوانر ہرنیہ گربھ اور ایشور یہ بھن بھن سروپ کتھن کئے گئے جن سب میں ایک ہی ادوتیہ ادھشٹان وستو انوسیوت دکھائی گئی اور یہ اُپادھی سہت انکا یہ سروپ سگن سروپ کا درشن ہے اور ادھشٹان روپ نرگن سروپ سرب اُپادھیوں سے اتیت بتلایا گیا۔ اسی نروان سروپ سرب اُپادھی ونرمکت آتما کو ساکشات کار کرکے ہی یہ پرش کرت کرتیہ ہو سکتا ہے اور شریر من اندریوں سے راگ دویش رہت شاستری کرم کرتا ہوا یہ جیون دیتت کرتا اپنے اکریہ سروپ میں استھت رہتا ہے اسی کا نام جیون مکتی ہے جو کہ شریر رہتے تک تو پرمانند سروپ کے انوبھو کا ہیتو ہے اور اس کے بعد سدا کے لئے اس کا آواگون مٹ جاتا ہے اور سوئم ودیہ روپ سے برہم بھاو کی پراپتی ہوتی ہے جس کی اُستتی شرتی سوئم کرتی ہے اور اُس کو دھنیہ۔ دھنیہ بتلاتی ہے اس کا کسی بھی ہیتو سے کوئی کرم سنچت یا کریمان کا بندھن کا ہیتو نہیں بنتا اور پراربدھ تو اس دیہہ کی سماپتی تک ہی تھی اس لئے شرتی اس کے لئے ایسے شبد پکارتی ہے۔

न स पुनरावर्तते न स पुनरावर्तते

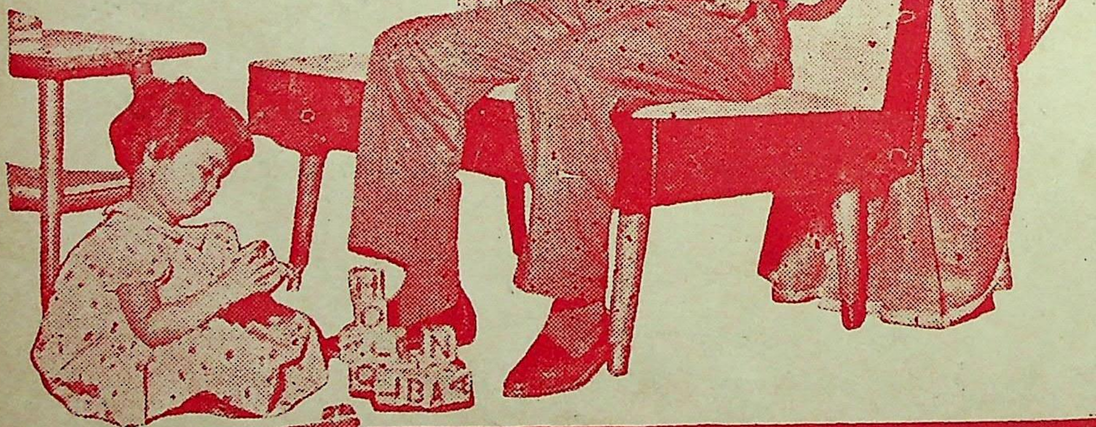
इत्योम

وہ پنہ یہاں کسی دیہہ دھارن کے لئے نہیں لوٹتا نہیں لوٹتا۔

اوپر لکھے گئے سنکشپت لیکھ سے یہ سدھ ہو گیا ہوگا کہ گرنتھ اُتم جگیاسو کے لئے کس قدر اُپیوگی ہے اور کیسے تتو بودھ کو تھوڑے پرنتو الوکک ڈھنگ سے نروپن کیا گیا ہے۔

یہ پدارتھ جتنا زیادہ سے زیادہ وچار میں لایا جاوے گا اتنا ہی آنند ادھک سے ادھک پراپت ہو سکیگا۔
گیان سروپ پربھو اس گرنتھ کے وشیہ میں ہماری بدھیوں کو ادھک گمبھیرتا سے ڈبکی لگانے کی سامرتھیہ پردان کریں۔ اوم شم

نوٹ:۔ یہ سالنامہ جنوری اور فروری ۱۹۶۳ء یعنی دو ماہ کا پرچہ تصور کیا گیا ہے۔ ماہ فروری میں کوئی علیحدہ پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ ناظرین "اوم" اس کے لئے خط و کتابت نہ کریں۔ اگلا پرچہ شکتی نمبر ہوگا جو کہ یکم مارچ ۱۹۶۳ء کو شائع ہوگا۔ منیجر


PNB

آپ قیمتوں کو بڑھنے سے کِس طرح روک سکتے ہیں



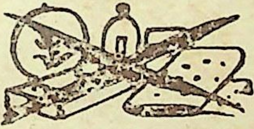
زیادہ مال تیار کیجئے

زیادہ کام کیجئے۔ پیداوار بڑھایئے۔ سُست روی کے طریقوں کو چھوڑیئے۔ کام کاج میں باقاعدگی لایئے۔ اوقات کے پابند رہیئے۔ یہ اضافی کوشش ہی ہے جس کی بدولت پیداوار اور ہماری دفاعی طاقت بڑھتی ہے۔



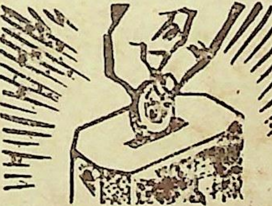
پیداوار بڑھایئے

اپنے کھیتوں سے بھرپور فصلیں اُگایئے۔ پیداوار کو معقول قیمتوں پر بیچیئے۔ سبھی کو خوراک میسر آئے اور کوئی ضائع نہ کرے۔



کم خرچیئے

صرف ضرورت کے وقت ہی خریدیئے۔ فضول خرچی سے بچیئے۔ دعوتوں اور تقریبوں پر روپیہ صرف نہ کیجئے۔



زیادہ بچایئے

ہر ممکن بچت کیجئے۔ اور روپیہ نئی ڈیفنس سیونگز اسکیموں میں لگایئے۔ جتنا زیادہ آپ بچائیں گے ملک کی دفاعی طاقت اُتنی ہی زیادہ بڑھے گی۔ اور جلد فتح ہوگی۔



قیمتوں کو بڑھنے سے روکیئے
جانباز جوانوں کی طاقت بڑھایئے

جے ہند

DA 62/595

از قلم:۔ مہاتما دولت رام جی سچدیو

"پرگیان وِلاس" اوم

لیعنی

ادویت سدھانت کا درپن

منشیہ ماتر ہی نتیہ اور سدا استھر رہنے والے سچے سکھ کی کھوج میں ہے۔ سارا سنسار اسی کی تلاش میں دوڑ دھوپ کر رہا ہے آج کا ایٹم یگ اسی کھوج کا نتیجہ ہے مگر اس سے بجائے سکھ کے سروناش ہی ہونے کی آشنکا پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ پہلے زمانے میں رشیوں نے ویدوں اپنشدوں آدی میں سے ایسے سروناش کے بھے کا سروداکے لئے ناش کرنے کے اُپائے ڈھونڈے تھے۔ انھوں نے اپنے سپھل پریتن سے گیان امرت کو کھوج نکالا تھا۔ انھوں نے پرانی ماتر کو ہمیشہ کے لئے نربھے کر دیا تھا۔ اُن کی شکشا کو پاکر مہا پرشوں نے مرتیو کو للکارا اور اسے پکار پکار کر جھنجھوڑا تھا۔

यस्य ब्रह्म च क्षत्रं च उभे भवत ओदनः ।

मृत्युर्यस्योपसेचनं कः इत्थावेद यत्र सः ॥ कठ ॥

انھوں نے بتایا تھا کہ برہمن کھشتری آدی کا گیان بل اور بھج بل جس کے لئے بھات روپ نوالہ ہیں۔ اور مرتیو جس کی چٹنی ہے ایسے برہم ویتا کو کون جان سکتا ہے کہ وہ کس اوتم استھتی میں ہے۔ یعنی اسے اب کوئی بھی جینے کی آشا یا مرتیو کا خوف نہیں رہا۔ اور وہ سدا کے لئے نربھے ہو گیا ہے۔

بقول سوامی رام تیرتھ جی۔ موت کو موت نہ آجائے۔ جو قصد میرا کر کے آئے

او موت اڑا دے اس جسم کو میرے اور اجسام ہی کچھ کم نہیں .... ایسی استھتی پانے والا گیانوان جب آنند کے ساگر میں مگن رہتا ہے وہاں بھلا یہ کہاں موت سے بھے بھیت ہو سکتا ہے۔ اس ابھے پد کا راز کیا ہے؟ یہ کیسے پایا جاتا ہے۔ اس کو پانے والے کی استھتی سروَدا اڈول کیسے بنی رہتی ہے۔ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ اے شخص تیرا آتما سدا ہی ستیہ چیتنیہ اور آنند سروپ برہم ہے۔ موت کا نوالہ یہ شریر ہے۔ تیرا اس سے کچھ بھی سنبندھ نہیں تو سدا اس کا ساکشی اور ادھشٹان سروپ ہے اور واستو میں یہ جگت تیری ستا سے ہی ستیہ ہو کر بھاس ہوتا ہے اس کی اپنی ستا تین کال بھی نہیں کیول بھرانتی سے ہی سوپن جگت وت تجھے یہ ستیہ سا ہو کر پرتیت ہو رہا ہے۔ تیرا سروپ سدا ہی نروکار ہے اجر اور امر ہے۔ اپنے سروپ کو پہچاننے ہی سے تو اس مہمہ خوف سے بچ سکتا ہے۔ گورو کے اپدیش سے ہی تو اس انادی نندرا سے جاگ کر اپنے سروپ میں قائم ہو کر نربھے ہو سکتا ہے۔ اس لئے اُٹھ جاگ مہا پرشوں سے گیان پراپت کر کے

اپنے آپ میں قائم ہو جا۔ اس کے سوا پرمانند کی پراپتی کا کوئی چارہ نہیں۔

اس اگیان ندرا سے جاگنے کے لئے ست اور است کا وویک نہایت ضروری ہے۔ ایک شدھ پرگیان روپ آتما میں یہ متھیا اپادھی روپ شریر اور جگت ایسے آن ہوتا پرتیت ہو رہا ہے جیسے کہ مٹی میں گھڑا یا رسی میں سانپ وغیرہ۔ اس اپادھی کی واستو ستا کوئی نہیں بلکہ ادھشٹان کی ستا کو پاکر یہ ست وت ہو رہی ہے۔ ادھشٹان تو ایک پرگیان روپ برہم ہی ہے۔ اسی پرگیان کا بھن بھن انتشکرن ویہہ آدی میں ظہور ہو کر یہ بھن بھن دکھائی دے رہا ہے۔ یہ سوپن لیلاوت سبھی لیلا واستو میں سوپناوی آتما روپ پرگیان سے ابھن ہو کر دکھائی دیتی ہوئی بھی ایک پرگیان ماتر ہی اپنی مہما میں براجمان ہے اندر باہر فقط ایک پرگیان ہی ہے ارتھات چیتنیہ سروپ برہم ہی سب کا اپنا آپ ایک اور ادوتیہ ہے اسی کا ورنن اسمہ پرگیان ولاس گرنتھ میں انیک یکتیوں سے کیا گیا ہے جس کا آدھار اپنشد یوگ واششٹ مانڈوکیہ کاریکا آتم پران گیتا اور ادویت سدھانت کا سارا لٹریچر ہے اسی کا ورنن بھاشیہ کار شنکر آچاریہ نے اپنے گرنتھوں میں کیا ہے۔ آشا ہے کہ اس پرشن اتر روپ پرگیان ولاس کے گنبھیر مطالعہ سے لیکھک کی محنت سے لابھ اٹھایا جاوے گا جو کہ لیکھک نے جیون بھر کے سوادھیائے اور ابھیاس کے بعد جگیاسو جنتا کے ہت کے لئے لپی بدھ کیا ہے اور جسے شری نند جی نے اس رسالہ ادم کے سالانہ نمبر میں چھپوانے کے لئے وشیش کرپا سے آگیا پردان کی ہے۔

برہم گیان کی اوشیکتا

پرشن۔ اے بھگون! ویدانت کے انیک گرنتھوں کے موجود ہونے پر بھی آپ اس نئے گرنتھ کی رچنا کیوں کر رہے ہیں؟

اُتر۔ پریہ جگیاسو! بھن بھن شاستروں اور ان کے مول وید کے کرم کانڈ اور اپاسنا کانڈ میں جو کچھ بتلایا گیا تھا اس سے پرماتم تتو کا پروکش روپ سے ہی گیان کرایا گیا ہے۔ ساکشات درشن نہیں کرایا گیا۔ اب اس اپنشد بھاگ ارتھات گیان کانڈ میں اسی پربرہم کا آپ جگیاسو لوگوں کو ساکشات کار کرایا جاوے گا اور جو لکشن اس پرماتم سروپ کے شاستروں میں کہے گئے ہیں ان سب کو پرتیکش روپ سے دکھلایا جاوے گا۔ اور سنسکرت سوتر گرنتھوں شنکر بھاشیہ اور سنسکرت کے ٹیکا گرنتھوں میں جو کٹھن یکتیاں بہت وستار سے دی گئی ہیں۔ ان کو سرل ریتی سے اور سنکشیپ سے سمجھانے کا یتن کیا جاوے گا۔ اور اس پر مہاتماؤں کے انوبھو کو بھی ساتھ ہی ساتھ دکھلایا جاوے گا۔ اس سے جگیاسوؤں کے پرم کلیان کی پوری سمبھاونا ہے۔ اس گرنتھ کو لکھ کر اپنی متی کی شدھی کے ساتھ ہی ساتھ گورو مہاراج اور مہا پرشوں کے چرنوں میں شردھانجلی روپ سے بھی یہ گرنتھ بھینٹ کیا جا رہا ہے جن کی کرپا سے اس ویدانت تتو کو سمجھنے کے لئے پرورتی ہوئی۔ اب یہ سمجھنا چاہیئے کہ گیان کانڈ کا ایک ماتر پریوجن یہ ہے کہ جس پرماتمہ کے لکشنوں کو سن کر آپ کو اس کے درشنوں کی تڑپ پیدا ہوئی ہے اور اب اس کے وِیوگ کو زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتے اس کا آپ کو پرتیکش روپ سے ساکشات کار کرایا جاوے۔ آپ اس کی گیان مئی پوجا کر کے اس کو رِجھا کر پرمانند پراپت کر سکیں۔

یاد رکھو کہ شاستروں میں اس پرمیشور کو سرو ویاپک بھی کہا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہ سدا اپروکش ہے اور سروگیہ ہونے کے ناطے ہماری اس تڑپ کو سدا جانتا اور محسوس بھی کرتا ہے وہ نتیہ بھی

اس کا گیان بھی نتیہ ہے۔ پھر کیوں نہیں ہمیں اُس کے درشن ہوتے۔ اس میں کیا راز ہے۔ جو وستو سدا امر و تم براجمان اور سرو گیہ بھی ہو اور پھر وہ دیالو بھی ہو پھر وہ کیوں نہیں ہمارے سامنے پرگٹ ہو کر ہمارا دُکھ دُور کرتا؟ اب بھی وہ ہم کو جانتا اور دیکھتا ہے اور اپروکش کہا جاتا ہے یعنی ہم بھی اُس کو دیکھتے ہیں مگر پھر بھی چھپا ہوا کیوں ہے کیوں ہم اس کی کھوج کر رہے ہیں یہ کیا معمّہ ہے۔ لو ہم تمھیں ایک درشٹانت دیتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے۔ تم ابھی سمجھ جاؤ گے دھیان کرو کہ رام نے شام کی تعریف تو سُن رکھی ہے اُسے آج تک دیکھا نہیں اور وہ اُسے ملنے کے لیے کوشش کر رہا ہے اور شام وہیں اُس کے پاس موجود کھڑا ہے مگر پہچان نہ ہونے سے اُس کے لیے ہر جگہ بھٹک رہا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ میرا پیارا شام ہی میرے سامنے کھڑا ہے بلکہ اُسے کوئی اور شخص سمجھکر اُس کی اُپیکشا کر رہا ہے۔ شام بھی جانتا ہے کہ یہ میری تلاش میں ہے کبھی بار وہ اُسے دیکھ کر اُس کے بھولے پن پر مسکرا دیتا ہے۔ اب اگر اس کو کوئی یہ بتا دے کہ یہی وہ شام ہے جس کی تم کو مدّت سے تلاش ہے اور اُس کے تمام لکشنوں کو اُس میں گھٹا کر سمجھا دے تو رام بڑا حیران ہو گا کہ شام تو میرے سامنے میری تلاش کے پہلے سے ہی موجود ہے میں ہی اس کو نہیں جانتا تھا کہ یہی میرا پیارا شام ہے۔ یہ میری ہی بھول تھی۔ یہ تو مجھ سے کبھی اوجھل ہوا ہی نہیں تھا۔ یہی حالت یہاں جگیاسو کی ہو رہی ہے۔ شاستروں میں جو لکشن پرماتمہ کے کہے ہیں وہ اس کے پرگیان سروپ آتما میں پورے اُترتے بھی ہیں پرنتو یہ اس کو کیول گیان ماتر سمجھ کر اور برہم سروپ نہ جان کر آج تک اُس کی کھوج میں بھٹک رہا ہے ضرورت ہے کہ کسی بتلانے اور پہچان کرانے والے کی اور اُس کے واکیوں میں وشواس کرنے کی اور وہ آج اب اور یہاں ہی حاضر ہے۔ کیول ہماری بھول نے ہی اس کو کہیں دُور بٹھا رکھا تھا۔ وہ اپروکش ہوتا ہوا بھی ہم سے آج تک چھپا ہی رہا۔

پرگیان ہی پرماتم سروپ

پرشن ۲ بھگون! یدی پرماتمہ ہمارے سنمکھ سدا ہی وراجمان ہے تو پھر ہمیں اُس کے لکشنوں کو بھلی پرکار بتلا کر اُس کی پہچان کرائیے جس سے ہم اُس کو ٹھیک ٹھیک جاننے کے سمرتھ ہو سکیں۔

اُتر۔ پیارے پربرہم پرماتمہ ہر سمیہ تمہارے اتینت سمیپ تمہارا ہی انتر آتما ہو کر تمھیں ہر سمیہ جانتا اور دیکھتا ہے اور اب بھی تمہاری بدھی روپی گپھا میں براجمان ہے اور وہ تمہارا "گیان" ہی تو ہے۔ تم اس کو پرماتمہ نہ سمجھکر کیول گیان ماتر ہی جانتے ہو۔ وشواس کرو کہ یہ گیان ہی پرماتم سروپ ہے اس میں ذرا بھر بھی سنشے نہ کرو۔

یہ گیان سروپ پرماتمہ تمہارے سنمکھ وراجمان سویم جیوتی سروپ ہے۔ وہ تمھیں بھلی پرکار سے جانتا ہے اور تم اسی گیان سروپ کی کرپا سے ہی ہر سمیہ ہر وستو کو جانتے اور پہچانتے ہو۔ اسی سے سب کچھ سوچتے سمجھتے ہو۔ پرنتو دُکھ اور کھید اس بات کا ہے کہ تم اس سے دُکھی ہو رہے ہو۔ جیسے کہ رام شام کے سمیپ ہو کر بھی اُس کو "شام" نہ سمجھ کر کیول منش ماتر ہی جانتا ہے یہی شام ہے ایسا نہیں جانتا۔ ایسے ہی تم بھی اُس پرماتمہ کو نہیں جانتے کیول گیان ماتر ہی سمجھ کر اُس کی اُپیکشا کر رہے ہو یعنی اُس کو چھوڑ رہے ہو۔

پرشن ۳ بھگون! یدی یہ گیان ہی پربرہم پرماتمہ ہوتا تو شرتی اس کو اوشیہ ہی ایسا ورنن کرتی۔ بھلا ہم سے کیوں اُس کو چھپا کر رکھتی اور اس کا کیوں نہ کرم تھا اُپاسنا کانڈ میں ہی ورنن کر دیتی۔ کیا کوئی ماتا اپنے پتر کو اتنی دیر بلکتا دیکھ سکتی ہے۔ اس لیے ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس گیان کو آپ پرماتم روپ بتلا رہے ہو وہ ہرگز ہرگز پربرہم پرماتم روپ نہیں ہو سکتا؟

پُورن ادھیکار کی آوشیکتا

اُتر۔ پیارے! شاستروں میں پہلے تم سُن چکے ہوگے کہ پرماتمہ کے انیک نام ہیں اور اُن میں پرگیان بھی ایک نام ہے۔ پرگیانم برہم (پرگیان ہی برہم روپ ہے) اور دوسری شرتی میں برہم کے سروپ لکشن یوں بتلائے گئے ہیں:۔ ستیم گیان منتنگ برہم सत्यं ज्ञान मनन्तं ब्रह्म ارتھات برہم ستیہ گیان تھا اننت سروپ ہے۔ پرنتو کرم تھا اُپاسنا کانڈ میں جگیاسو کی شردھا اور درڑھتا لانے کے لئے اُسے تت کال ہی برہم ساکشات کار نہیں کرایا گیا کیونکہ پورن ادھیکار یوگیتا اور سچی تڑپ کے بنا یدی اُس کا اُپدیش کر دیا جاتا تو نہ اسے اس کی قدر یا آدر ہی ہوتا اور پورن سادھن سمپتی کے بنا ہی اور بنا پریشرم ہی پراپت ہو جانے سے اِسے کچھ وشیش آنند بھی نہ پراپت ہو سکتا۔ اب جبکہ تمھیں اُس کے لئے سچی تڑپ اور ساکشات کار کی سچی لگن پیدا ہو چکی ہے اس لئے اِس گیان اُپدیش دوارا اب تم کو اُس کے واستو سروپ کی پہچان کرا دی جاتی ہے۔ اِس لئے شرتی پر پورا بھروسہ کرو کہ یہ گیان سروپ ہی پربرہم پرماتمہ ہے۔

پرشن ۴۔ ہے بھگون! کیسی وچتر بات ہے کہ میری تچھ بدھی کے اس تچھ گیان کو ہی آپ پربرہم پرماتمہ بتلا رہے ہیں۔ کیا کبھی سروویاپک پرماتم تو میری اس چھوٹی سی بدھی میں سما سکتا ہے؟

بُدھی گپھا میں پرماتمہ

اُتر۔ پیارے! یاد رکھو کہ انیک ناموں سے نامی انیک نہیں ہو جاتا۔ اِسی طرح پرماتمہ جس کے شرتیوں میں انیک نام بتلائے گئے ہیں اُن میں سے پرگیان بھی اس کا ایک نام ہے۔ "پرگیانم برہم" جیسا کہ پہلے بھی ہم کہہ آئے ہیں۔ اس شرتی سے پرگیان سروپ آتما کو ہی برہم بتلایا گیا ہے۔ وشواس رکھو کہ یہی پرگیان سروپ اب آپ کو درشن دینے کے لئے آپ کی بدھی میں براجمان ہو رہا ہے اور اِس سمیہ بھی آپ کی بدھی کو پرکاش کر رہا ہے۔ ایسا ہونے سے وہ چھوٹا نہیں ہو گیا اور نہ کہیں باہر سے اندر ہی آ بیٹھا ہے۔ بلکہ جیسے سُورج پرتھوی سے لاکھوں گنا بڑا ہونے پر بھی انیک جل پاتروں اتھوا درپنوں میں پرتی بنب روپ سے پرگٹ ہو جاتا ہے اتھوا جیسے مہا آکاش گھٹ میں گھٹا کاش روپ سے پرگٹ ہونے سے چھوٹا نہیں ہو جاتا ایسے ہی یہ پرماتم دیو تمہاری چھوٹی سی بدھی میں پرگٹ ہو کر اس کو پرکاش کرتا ہوا کسی پرکار سے چھوٹا نہیں ہو گیا کیونکہ ایسا سمجھو ہی نہیں بلکہ پہلے کی طرح اب بھی وہ ویاپک اور پورن ہی ہے۔ اور اپنی مہما میں سروتر وراجمان ہے۔

پرشن ۵۔ ہے بھگون! بھلا ہمیں کیسے نشچے ہو کہ یہی پرگیان سروپ ہی پرماتمہ ہے۔ کیا آپ کرپا کر کے اس "پرگیان" میں پربرہم پرماتمہ کے لکشن سدھ کر کے دکھا سکتے ہیں؟

پرگیان ہی پرماتمہ ہے

اُتر۔ پیارے! سچ مچ تم کو آشچریہ ہو رہا ہوگا کہ پری پُورن پرماتمہ کیسے اس بدھی میں آ کر پرگٹ ہو گیا ہے پرنتو دیکھو کہ جب رام کو شیام کے سبھی لکشنوں کا پُورن نشچے ہو جائے تو جس کو وہ پہلے کیول منشیہ ماتر ہی سمجھتا تھا اب اس کو اپنا اشٹ مترِ شیام سمجھ کر پرسن ہوتا ہے۔ اُسی پرکار تم کو یہ بدھی میں پرگٹ ہوا "پرگیان" کیول گیان ماتر ہی نشچے

ہو رہا ہے۔ پرماتم روپ سے نشچے نہیں ہو رہا۔ اواب ہم تمہارے وشواس کرانے کے لیے پرماتمہ کے سبھی لکشنوں کو اسی پرگیان میں سدھ کر کے دکھلاتے ہیں کہ یہی پرگیان سروپ ہی تمہارا اِشٹ دیو پرماتم سروپ ہے۔ اِن لکشنوں سے پرماتم تتو کو ٹھیک ٹھیک پہچان کرنے میں اوشیہ ہی سہیل ہو سکو گے۔

کرم تھتھا اُپاسنا کانڈ میں پرماتمہ کو اکھنڈ نراکار۔ نِراویو تھتھا اگوچر بتلایا گیا ہے اور اس کو ہی سویم جیوتی بھی کہا گیا ہے۔ اُسی سے سرب سرشٹی کی اُتپتی۔ اُسی میں استھتی تھتھا اگوچر بتلایا گیا ہے آؤ ذرا ان لکشنوں کو پرگیان سروپ میں گھٹا کر دیکھو جس سے تم کو اِس کا پورن گیان اور نشچے ہو سکے۔ اکھنڈ کا ارتھ ایک ادوتیہ اور نراویو سرب سے انگوں سے رہت نراکار کا ارتھ آکار یا روپ رہت۔ اگوچر کا بھاو ہے جو من اندریہ آدی دوارا گرہن نہ ہو سکے اور سویم جیوتی شبد کا ارتھ ہے جس کو بنا کسی دوسرے کی مدد کے ہر وستو کا پرکاش یا گیان ہو۔ اتیادی۔ ان لکشنوں والا کیول پر پراتم تتو ہی ہے جس سے سب سرشٹی کی اُتپتی آدی ہوتی ہے۔ یدی وچار کر کے دیکھیں تو یہ نشچے ہو جاویگا کہ پرماتم دیو کے یہ سب لکشن پرگیان سروپ میں پورے کے پورے اُترتے ہیں پرماتمہ ایک اور ادوتیہ ہے اُس میں انتشکرن اور اندریوں اور وشیوں کے متھیا بھید سے تمہارا تھ بھید سمبھو نہیں ہوتا۔ وہ ہی بھوت بھوشیت اور ورتمان کال تھتھا دیش بھید سے بھی سرودا اتیت اور اسنگ ہونے سے سرب دیش کال اور وستوؤں میں ایک اور ادوتیہ ہی ہے۔ گیان سروپ آتما کے کوئی بھی اَویو (انگ) نہ ہونے سے وہی نراویو ہے۔ آکار نہ ہونے سے وہی نراکار ہے اور روپ رہت ہے۔ چونکہ وہ من اور اندریوں سے گرہن نہیں ہو سکتا بلکہ وہ خود ہی اِس گیان سروپ کا وشیہ ہوتے ہیں اس لیئے وہ پرگیان سروپ سرودا اگوچر ہے ارتھات اِدرشیہ ہے۔ گیان سے ہی سب کا پرکاش ہوا کرتا ہے اِس گیان کو سوریہ چندر تارا منڈل اگنی بجلی آدی پرکاش کرنے میں اسمرتھ ہیں۔ یہ سرشٹی منومئی ہونیسے اس گیان سروپ سے ہی پیدا ہوتی ہے اسی گیان میں استھت رہتی ہے اور انت میں اِسی میں لین بھی ہوتی ہے۔ ایسے سبھی پرماتم سروپ کے لکشن اسی پرگیان سروپ میں سدھ ہوتے ہیں۔ اب تمھیں اوشیہ ہی یہ نشچے ہو گیا ہو گا کہ یہ تمہارا گیان ہی پرماتم سروپ ہے۔ اِس میں تم کو کنچت بھی سندیہہ نہیں کرنا چاہیئے۔

گیان ہی سرب شکتیمان ہے

پرشن ۶ بھگون! پرماتمہ تو سرب شکتیمان ہے اور سرب جگت کی اُتپتی استھتی اور سنگھار کر سکتا ہے تو کیا ہمارا یہ "گیان" بھی سرب شکتیمان ہے۔ کیا اس میں بھی کسی کی اُتپتی آدی کرنے کی شکتی ہے؟

اُتر ہے پیارے! جیسے شاستروں میں تم نے سُنا ہے کہ وِشو بھر کے سبھی کاریہ کرنے اور سرب جگت کی رچنا آدی کرنے میں ایشور سمرتھ ہے اور سب کچھ اُس کی ہی آگیا اور اِچھا کے آدھین ہی ہو رہا ہے تو تمھیں یہ وشواس بھی اوشیہ کرنا چاہیئے کہ وہ گیان سروپ ہی پرماتمہ ہے جس کے آدھین سب کچھ ہو رہا ہے کیونکہ وِشو میں کیول دو پرکار کے ہی کاریہ ہو رہے ہیں ایک مانسک یا آنترک اور دوسرے باہری۔ جو کہ دیہہ دھاریوں کے ادھیکار سے باہر معلوم ہوتے ہیں مانسک کام تو سبھی جیووں میں ایسے ہی ہو رہے ہیں جیسے کہ ہمارے منشیہ شریر کے اندر ہوا کرتے ہیں اور وہ ہمیں اپنے ادھیکار میں معلوم ہوتے ہیں۔ پرنتو اُن میں سے بھی کچھ ایسے کام ہیں جو ہماری سامرتھیہ الفوا ادھیکار میں ہیں جیسے کہ پرانوں کی کریا رکت سنچار اور بھوجن آدی کا پچنا وغیرہ وغیرہ۔ اور دوسرے مانسک کاریہ پھر دو پرکار کے ہیں ایک تو وہ ہیں جن میں ہمارا گیان ان کو اپنے لیئے ہِت کر سمجھتا ہے اور اُن کو اُپیوگی سمجھ کر ان کو گرہن کرنے کے لیئے ہمارا سنکلپ اُٹھا کرتا ہے

اور دوسرے جن کو ہم اپنے لئے ہانی کارک سمجھتے ہیں اُن کو گرہن کرنے کی بجائے ہمارا سنکلپ ان کو تیاگنے یا اُن سے دور رہنے کا ہوتا ہے اور ایسے سنکلپ کے انتر ہی گرہن اتھوا تیاگ کے لئے ہمارے سرب انگ چیشٹا کرتے ہیں جیسے بکری گھاس کو دیکھتے ہی اُسے کھانے کے لئے پرورت ہوتی ہے اور سنگھ آدی کرور جیووں کو دیکھکر جھٹ بھاگ کھڑی ہوتی ہے اس لئے وہ سرب کاریہ چاہے وہ گرہن کرنے کے لئے ہوں یا تیاگ کے لئے سبھی ہمارے سنکلپ پوروک ہی ہوتے ہیں ایسے سبھی کاریہ گیان کے ہی آدھین ہیں اور سب گیان کے ادھیکار میں ہیں چاہے وہ کاریہ مانسک ہوں یا باہری شریر دوارا ہونے والے۔ اس سے یہ سدھ ہوا کہ بھگوت گیان ہی سرب کاریوں کو کرنے میں سمرتھ ہے اور وہ سرب کاریہ جو اِس منشیہ کے سنکلپ کے آدھین نہ ہو کر واہیہ جگت اتھوا شریر کے اندر ہو رہے ہیں اُن کے لئے بھی بھگوت گیان کی پریرنا پہلے دشیٹی انتشکرن میں نہ ہو کر سیدھی ہی ہرنیہ گربھ ارتھات سمشٹی انتہ کرن یعنی سمشٹی سوکشم شریر کے انگوں سوریہ اگنی جل پرتھوی آدی میں ہوا کرتی ہے اس پرکار سرب جگت کے کاریہ جو ایشور کرت کہے جاتے ہیں وہ بھی بھگوت گیان کی ہی آگیا اتھوا پریرنا تتھا ستا سے ہوتے ہیں۔ وہی گیان سروپ سرب جگت کا پریرک اور انتریامی ہے اور سرب کو سمان روپ سے ستا پردان کر رہا ہے۔

پرشن ۷ بھگون! یہ تو نشچیہ ہو گیا کہ بھگوت گیان ہی اندر باہر کی سرب سرشٹی کا کرتا ہے پرنتو پھر بھی ایسا پرتیت ہوتا ہے کہ یہ گیان کیول ہمارے ادھیکار کی ہی شاریرک انتر باہر کی کریاؤں کو کر سکتا ہے اس سے باہر کی سرب جگت کی رچنا اس کے پالن آدی کاریوں تتھا دیہہ سمبندھی دوسرے اُن کاریوں کو کرنے میں جن میں ہم سویم اسمرتھ ہیں اُن کو تو گیان کے سوائے کوئی دوسری ستا ہی کر رہی ہے اور وہ ہمارے گیان کے سروپ سے سرو تھا بھن ہی ہے۔ اِس لئے یہ گیان سرب جگت کا سرشٹا پالک تتھا سنگھارک نہیں ہو سکتا؟

جگت کے سبھی کاریہ مریادا پوروک ہونے سے گیان آدھین ہی ہیں

اُتر۔ پیارے۔ ایسا کبھی بھی نہ سمجھو کہ گیان کیول ہمارے سنکلپت کاریوں کے کرنیکا ہی ادھیکار رکھتا ہے اور اُن سے اَتی رکت (علاوہ) جگت کے دوسرے کارج اس کے ادھیکار میں نہیں۔ کیونکہ دونوں پرکار کے کاریہ ایک وشیش نیم اور مریادا کے آدھین ہی ہو رہے ہیں اور نیم آدھین ہونے والے سرب کارج گیان سے ہی ستا اور پریرنا پاتے ہیں اور اُس کے ادھیکار سے ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ بنا گیان کے کسی بدھی ہین سے ہونیوالے کاریہ بے ڈھنگے اور مریادا ہین ہی ہوا کرتے ہیں و یرتھ تتھا پریوجن شونیہ ہوا کرتے ہیں۔ پرنتو سرشٹی کے سبھی کاریہ اور شریر کے اندر ہونے والے وہ کاریہ جن میں ہمارے سنکلپوں کا کوئی سمبندھ نہیں سب کے سب مریادا پوروک اور نیم انوسار ہی ہو رہے ہیں اس لئے یہ سرب کاریہ بھگوت گیان سے ہی ہو رہے ہیں۔ وہی اِن سب کو ستا سپھرتی دے رہا ہے۔ اس لئے سبھی کاریہ گیان آدھین ہی ہیں۔

پرشن ۸ بھگون! مجھے ایسا کچھ نشچے تو ادشیہ ہوتا ہے کہ یہ سب بھگوت گیان کی ہی ستا اور پریرنا سے ہو رہا ہے پرنتو یہ ہمارے چھوٹے سے گیان سے سب کچھ ہونا کیسے سمبھو ہے یہ تو کسی پورن گیان والے ایشور سے ہی ہو رہا ہوگا جو کہ سب سے بڑا اور ہم سب سے بھن ہے۔

پرگیان کے پرگٹ ہونے کے بھِن بھِن استھان

اُتّر۔ پیارے۔ تم ایسا سنشیہ مت کرو اور سوچ وچار کر دیکھو تو تمھیں سمجھ آجائے گا کہ گیان تو ایک اور ادوتیہ ہے۔ ایسے سرب کرموں میں جو باہر یا بھیتر ہمارے ادھیکار سے باہر ہوتے معلوم ہوتے ہیں بھگوت گیان اِن میں پہلے ہرنیہ گربھ میں پھر ہردیہ میں پھر مستشک (دماغ) میں اور گیان اندریوں میں پرگٹ ہو کر ستا پردان کرتا ہے۔ اِن اُپادھیوں کی انیکتا میں یہ گیان بھی انیک سا ہو کر بھان ہوتا ہے اور ایسا بھِن بھِن پرتیت ہونا بھی بھگوت گیان کا ہی ایک وِلاس اور چمتکار ہے۔ یہ سرب اُپادھیاں ہرنیہ گربھ سے لیکر گیان اندریوں تک اُن شیشوں کے سمان ہی ہیں جو کہ درجہ بدرجہ رکھے گئے ہوں جو کہ شیش محل میں ترتیب وار لگے ہوتے ہیں اور جن کے کارن ایک سے انیک مُکھ ہو کر بھان ہوتے ہیں اور اُن سب میں ایک ہی بمب روپ مُکھ انیک ہو کر بھان ہوتا ہے ایسے ہی اِن سب اُپادھیوں میں ایک ہی پرگیان سروپ آتما انیک ہو کر دکھائی دے رہا ہے جیسے کہ ایک ہی دیپک انیک شیشوں میں انیک ہو کر پرگٹ ہو رہا ہو۔ اپنی اِچھا سے ہونے والے دیہہ کے سبھی کاموں میں پریرنا جھٹ پٹ دماغ میں ہوتی ہے اور شریر میں کسی سنکلپ یا پریرنا کے بنا ہونے والے پاچن کریا اور رکت سنچار آدی میں اِسی پرگیان سروپ کی پریرنا ہردیہ پران آدی یا سوکشم شریر میں ہوا کرتی ہے۔ اور باہری جگت کے کاریوں کے لئے اِسی بھگوت گیان کی پریرنا ہرنیہ گربھ اتھوا سمشٹی سوکشم شریر میں ہوا کرتی ہے، اور بھگوت گیان روپ ادھشٹان تو سب میں ایک ہی رہتا ہے اُسی سے سب کے سب شریروں میں اِچھا اور وِک اتھوا اَن اِچھا پوروک تھا وا ہیہ جگت میں اپنے آپ ہونے والے سبھی کاموں میں ایک ہی ادھشٹان تھا پرپرک ہونے پر بھی بھِن بھِن اُپادھی ہونے کے کارن اِن سب سے بھِن بھِن کام ہونے سے پریرک روپ ادھشٹان تو اتھوا [illegible] پرگیان سروپ میں بھی انیکتا کا بھرم ہوا کرتا ہے اِسی لئے انت میں یہی نتیجہ ہوا کہ گیان انیک نہیں ایک اور ادوتیہ ہی ہے وہی بھگوت گیان جو ہرنیہ گربھ میں پرگٹ ہوتا ہوا سرب برہمانڈوں کے سبھی کاریوں کا پریرک اور پرکاشک ہے وہی تمہارے سنکلپ اور اِچھا کے آدھین اتھوا بنا اِچھا کے ہونے والے سبھی کاریوں میں پریرنا کرنے کے لئے تمہارے ہردیہ یا دل میں اور دماغ میں پرگٹ ہو رہا ہے۔ اِس سمیہ بھی وہی بھگوت گیان آپ کے دماغ میں پرکاش کر رہا ہے اِس لئے اُس کے ساکشات کار کا اِس سمیہ تمہارے لئے سندر اوسر (موقعہ) ہے۔ آؤ اِس کی ادبھُت سندرتا اور ایشوریہ کا انوبھو کرو اور اِس گیان کے بھگوت سروپ ہونے میں کنچت بھی سندیہہ مت کرو کیونکہ یہاں آپ کو جو اُس کے ساکشات کار کا موقعہ مِلا ہے یہ اس کی مہان کرپا ہے۔ اِسی گیان سروپ کا ہی کرم اور اُپاسنا کانڈ میں سروگیہ روپ سے شاستروں نے ورنن کیا تھا۔ کیونکہ جاننا ہی تو گیان ہے اور بِنا گیان کے جاننا بن نہیں سکتا اور اِس گیان میں کسی بھی وستو کے آکار گُن یا دوش کا پرگٹ ہو جانا ہی تو جاننا یا گیان ہے اور بنا گیان کے یہ سنبھو ہی نہیں اِس لئے یہ سِدھ ہوا کہ "جاننا" تو بھگوت گیان روپ پرماتمہ کا ہی ایک وِشیش چمتکار ہے اور اِسی وِبھوتی اور چمتکار کے کارن ہی اِسے سروگیہ کہا جاتا ہے۔

پرشن ۹۔ بھگون! پربرہم پرماتمہ تو ایک ہی سمیہ میں سرب دیش میں استھت ہو سب کو جانتا ہے اور یہی اِس کی سروگیتا بھی ہے۔ پرنتو ہماری بدھی میں پرگٹ ہوا ہوا یہ گیان تو ایک سمیہ میں ایک ہی وستو کو جانتا ہے۔ پھر بھلا یہ پرماتم روپ کیسے ہو سکتا ہے؟

گیان سروپ کی سروگیتا

اُتّر۔ پیارے گیان ہونے میں ایک وِشیش نیم یہ بھی ہے کہ بھگوت گیان ایک وِشیش اُپادھی سے ایک وستو کو ہی

ایک سمیہ میں ایک ہی استھان پر پرگٹ کرتا ہے۔ پرنتو اتنے سے وہ الپگیہ نہیں ہوجاتا۔ جیسے کہ کوئی پورن ودوان پرش
ایک سدھانت کے متعلقہ کسی ایک ہستی کو ایک کال میں نردیشن کرتا ہوا شیش سبھی ودیا ہستی آدی سے اگیانی اور انجان نہیں
ہوجاتا۔ یہی حال اس بھگوت گیان کا بھی ہے۔ ایک دماغ میں ایک وستو کو ایک سمیہ پرگٹ کرنے پر وہ اس کال میں بھی
سرب کو جان رہا ہوتا ہے اس سے وہ انجان یا اگیانی الپگیہ نہیں ہوجاتا۔ یہی حال اس بھگوت گیان کا بھی ہے ایک
مستشک (دماغ) میں ایک ہی وستو کو ایک سمیہ میں پرگٹ کرنے پر وہ اس کال میں بھی سرب کو جان رہا ہوتا ہے اس سے
وہ اگیانی یا الپگیہ نہیں ہوجاتا۔ یدی وہ اگیانی یا الپگیہ ہوگیا ہوتا تو اسی دوسرے کال میں کیسے دوسری وستو کو نردیشن
کرتا۔ اس لئے یہ بھگوت گیان سرو گیہ ایشور سروپ ہے اس بھگوت گیان میں الپگیتا کا بھرم ایسے ہی سمجھو جیسے کہ پورن تتو
ویتا گورو شِشیہ کو ایک سمیہ میں اتنا ہی اپدیش دیتا ہے کہ جتنے کو وہ اپنے ادھیکار کے انوسار سمجھ کر یاد کرسکتا ہے اور اگر

....

ششیہ اس موقعہ پر سمجھ لے کہ گورو

....

تو کیول اتنے ماتر ہی جانتا ہے ادھک کچھ نہیں جانتا تو اس کی بھول ہوگی کیونکہ گورو تو پورن تتو ویتا ہے اور ششیہ
کی آوشیکتا اور یوگیتا کے انوسار ہی اس کو شکشا دے رہا ہے۔ یہاں اس سے یہ ثابت ہوا کہ انتہ کرن اتھوا دماغ یا کسی
اپادھی میں تھوڑی اور چھوٹی اپادھی میں گیان پرگٹ ہونے سے بھگوت گیان سروپ آتما الپگیہ نہیں ہوگیا سروگیہ سروپ ہی ہے۔

پرشن نمبر ۱ - بھگون! پرماتمہ کو شاستروں میں سرب سرشٹی کا رچیتا (رچنے والا) تتھا پالن کرنے والا بتلایا گیا ہے۔ پرنتو
ہمارے انتہ کرن میں پرگٹ ہونے والا گیان تو ایسا نہیں بھان ہوتا۔ کیا اس گیان سے بھی سرشٹی کی رچنا آدی سرب کام
سدھ ہوسکتے ہیں۔ کرپا کرکے سمجھا کر کہیے!

بھگوت گیان ہی سرب جگت کا کارن ہے!

اُتّر - پیارے۔ جس پرکار پرماتمہ سروگیہ سروپ ہے اور گیان ہی پچھلے پرکرن میں سروگیہ سروپ سدھ ہوا
ہے اسی پرکار یہ گیان سرب سرشٹی کا رچیتا (رچنے والا) تتھا سرشٹا بھی ہے کیونکہ بھگوت گیان کے سمبندھ میں وید
بھگوان کا اپدیش یہ ہے کہ اسی گیان سروپ میں ہی سرب جگت کے پدارتھوں کی شکلیں (آکار) پیدا ہو سکتی ہیں کیونکہ
سنکلپ کرتے ہی ہر پرکار کی آکرتی گیان میں پرگٹ ہوجاتی ہے اور یہ نیم کسی ایک پرکار کے پدارتھوں کے لئے
ہی لاگو نہیں ہوتا بلکہ سرب پرکار کے پدارتھوں کے لئے یہی ایک نیم ہے اور اسی گیان سروپ کے اندر ہی پرتھوی
اور آکاش، لوک اور پرلوک آدی سبھی پدارتھ جھٹ پٹ ہی پیدا ہوتے ہیں اور سچ سے ہوکر دکھائی دیتے ہیں اسی
لئے یہی گیان دیو سرب کا سرشٹا بھی ہے۔ اس سدھانت کو سمجھنے کے لئے سوپن اوستھا پر درشٹی ڈالو کہ وہاں جیسے
سرب سوپن جگت کسی رچیتا (نمت کارن) کے بنا ہی اور کسی اپادان کارن کے بنا ہی اپنے ایک گیان سروپ میں
بن کھڑا ہوتا ہے۔ اس سے یہی سدھ ہوا کہ گیان سروپ آتما ہی اپنے سروپ سے سرب سرشٹا اور سرب شکتیمان ہے۔
یہاں تک یہ سدھ ہوگیا کہ گیان سروپ آتما ہی اپنے سروپ سے نراولو۔ نراکار۔ سرب شکتیمان۔ سروگیہ سرب
جگت کا پریرک تتھا انتریامی تتھا سرب درشٹا ہے۔ اگر اب بھی کوئی پرش گیان سروپ آتمہ کو پرماتم سروپ
ماننے میں شنکا کرے یا ماننے کو تیار نہ ہو تو اس کے گھور اگیان کے سوائے اس ستیہ سدھانت کو نہ ماننے میں اور کیا
ہیتو ہوسکتا ہے۔ ایسے مندبدھی اور ناستک لوگوں کو شرتی اور ودوان سمجھانے میں اس پرکار اُتر دیتے ہیں جیسے پشو کو کوئی

فلاسفر کسی فلاسفی کے سمجھانے میں اسمرتھ ہو۔

پرشن ۱۱ بھگون! جس گیان کو آپ برہم روپ سدھ کرنا چاہتے ہو وہ پرماتمہ کا گن تو مانا جاسکتا ہے مگر یہ سوئیم پر برہم سروپ ہر گز نہیں ہوسکتا۔ کرپا کر کے یہ سمجھائیں کہ گن سوئیم گنی کیسے ہوسکتا ہے۔ یعنی یہ گیان پر برہم پرماتمہ کیسے مانا جاسکتا ہے؟

گیان پرماتمہ کا سروپ ہے گن نہیں

اُتّر۔ پیارے! یہ بھرانتی کیول تمھیں ہی نہیں ہوئی۔ بنا وچار کے سرب سادھارن کو ایسا ہی بھان ہوتا ہے۔ پرنتو برہم ودیا میں یہ ثابت ہوا ہے کہ گیان پر برہم سروپ ہی ہے۔ اُس کا گن یا وِشیشن نہیں۔ جیسے کپڑے کا لال رنگ جو اُس میں باہر سے آیا ہوا ہے یعنی اس کا سروپ نہیں اُس کو دھونے سے اُتر سکتا ہے اور پہلے بھی اُس رنگ سے کپڑا خالی تھا اُس کے سمان یہ گیان پرماتمہ میں باہر سے آیا ہوا نہیں یہ تو اُس کا نج سروپ ہے آر دیت دھرم نہیں۔ جیسے کہ کپڑے میں لالی اُس میں آر دیت سروپ ہے۔ کیونکہ کپڑا اپنے سروپ سے سُوت ماتر ہے اور اُس کی رنگت لال وغیرہ اس میں آر دیت گن ہے اور ادھشٹان تو ست سروپ ہوتا ہے اور گن ادھیست اور آر دیت ہی ہوتا ہے۔ ادھشٹان تو اُس کا واستو سروپ ہوتا ہے اور گن متھیا اور کلپت۔ اس لئے گن جو کہ متھیا ہے اس کا واستو سروپ نہیں ہوسکتا اور وستو یا تو ادھشٹان یعنی ست ہوگی یا پھر کلپت اور ادھیست۔ گیان متھیا یا کلپت تو ہے نہیں کیونکہ اسی ادھیست جگت کی اُتپتی آدک اسی ادھشٹان روپ گیان میں سدھ ہوتے ہیں۔ اور گیان کے بنا وہ سدھ ہی نہیں ہوسکتے۔ اس لئے یہ گیان ہی برہم کا واستو سروپ ہے اُس کا گن نہیں۔ اس کو گن روپ مان لینا کیول بھرانتی ماتر ہے۔ اس لئے یہی سدھانت ہے کہ گیان برہم کا واستو سروپ ہے اس کا گن نہیں۔ اس میں گن روپ ہونے کی بھرانتی اس لئے ہو رہی ہے کہ یہ منشیہ اپنے گیان سروپ اور برتی گیان میں بھید کو نہیں سمجھ سکا۔ اور شدھ گیان سروپ اور برتی گیان کو ایک ہی سمجھے ہوئے ہے اور جس پرکار اس گیان روپ برتی کو اپنا گن سمجھے ہوئے ہے اِس پرکار اس گیان سروپ کو پرماتمہ کا بھی گن ہی سمجھتا ہے۔ اور ایسا سمجھنا اُس کی بھرانتی ہے۔ یہ گیان انتہ کرن میں اس پرکار پرگٹ ہو رہا ہے جیسے کہ شیشہ میں پرتی بنب (عکس) کو شیشے کا گن سمجھے اس پرکار انتہ کرن وشیشٹھی یا سمشٹھی انتہ کرن (ہرنیہ گربھ) میں پرگٹ ہونے والے گیان کو اگیانی لوگ پرماتمہ کا گن سمجھے ہوئے ہیں اگرچہ وہ عکس اپنے بنب (محکوس) روپ ادھشٹان کا ہی سروپ اُپادھی روپ شیشہ کا دھرم نہیں۔

برتی گیان اور گیان سروپ میں بھید

دوسرا کارن اس میں یہ بھی ہے ہم بھرانتی سے گیان کو اُتپتی اور وناش والا مان رہے ہیں اور پرماتمہ کو اجنما اور اوناشی کہا گیا ہے۔ پرنتو سادھارن لوگ یہ نہیں سمجھ پاتے کہ شیشہ بنانے والے کا مکھ شیشے کے بننے سے نہیں بن جاتا بلکہ پہلے ہی موجود ہوتا ہے اور کیول شیشہ میں ظاہر ہی ہوا کرتا ہے اور وہ ظاہر ہونے والا مکھ شیشہ کے بنا بھی پہلے شیشہ بنانے والے کی گردن پر موجود ہے اور ایسے ہی شیشہ کے ناش ہوجانے سے نشٹ بھی نہیں ہوجاتا بلکہ وہیں اُس شیشہ بنانے والے کی گردن پر پہلے کی طرح موجود رہتا ہے۔ شیشہ نے تو کیول اُس کو پرگٹ ہی کیا ہے بنایا نہیں اسی پرکار گیان سروپ آتما بھی بدھی یا انتہ کرن کے سنکلپوں کی اُتپتی یا ناش سے نہ تو بنتا ہے اور نہ ناش کو ہی پراپت ہوتا ہے ہاں انتہ کرن

روپ شیشہ کے بن جانے سے پرگٹ ہوتا اور چھپ سا جاتا ہے اسی کا نام برتی گیان ہے۔ جو سدا بنا رہتا ہے وہ گیان سروپ ہے۔ اگر گیان سروپ آتما سوشپتی میں ناش ہو جائے اور سوشپتی کے بعد پیدا ہو جائے تو سوشپتی کو کون سیدھ کرے اور یہ سوشپتی کا اگیان اور سکھ سب کے انوبھو سیدھ ہی ہے کیونکہ جاگ کر اس کا ورنن ہوتا ہے اور ورنن انوبھو کی بنا پر ہی ہو رہا ہے۔ بنا انوبھو کے ورنن ہو نہیں سکتا۔ سوشپتی اوستھا میں بدھی ورتی کی پرتیتی نہ ہونے پر بھی گیان سروپ کا ابھاو نہیں کہا جا سکتا اور نہ یہ جاگرت یا سوپن میں پھر نیا ہی اُتپن ہوتا ہے یدی وہ گیان نشٹ ہوا مانا جائے تو گذرے ہوئے حالات کی سمرتی کیسے سنبھو ہو سکتی ہے اور کیسے پھر اُن کا ورنن ہو سکتا ہے نشٹ ہوا گیان تو آ کر بتا نہیں سکتا اور نیا پیدا ہوا پہلے حالات کو جانتا ہی نہیں اس لیے اُن کا ورنن نہیں ہونا چاہیئے تھا مگر سمرتی پدارتھوں کی ہوتی ہے اور اُن کا ورنن بھی ہوتا ہے اس لئے یہ سدھ ہوا کہ گیان جاگرت سوپن میں پرگٹ تو ہوتا ہے پیدا نہیں ہوتا اور سوشپتی میں اس کی اپرتیتی تو کہی جاتی ہے مگر اس کا ناش نہیں مانا جا سکتا۔ ایسے ہی مرتیو اور مورچھا کال میں بھی نہ تو یہ ناش کو پراپت ہوتا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے دیہہ کے جنم سے نیا ہی پیدا ہوتا ہے اور یدی مرتیو کال میں اس کا ناش اور بھاوی جنم میں اس کا جنم مان لیا جاوے تو پچھلے جنم کے پُنیہ پاپ کرم کا پھل نئے پیدا ہوئے دیہہ کو کیوں بھوگنے پڑیں اور پچھلا دیہہ تو رہا نہیں اس لئے وہ کرم نشٹ ہو جانے چاہیئے تھے مگر ایسی بات نہیں بلکہ سوکشم شریر ہر جنم میں ایک ہی رہتا ہے اُسی میں ستھیتہ رہنے والے گیان سروپ کا پرکاش ملنے سے پچھلے سنسکار اپنا پھل دینے کے یوگیہ ہوتے ہیں۔ یدی نئے جنم میں نئے کرم پھل بھوگ مانے جائیں اور پچھلے جنم کے کرموں کا ناش مان لیا جاوے تو بہت بڑا انیائے ہو گا کیونکہ بنا کیئے کے کرم پھل کا بھوگ اور کیئے کرموں کا ناش سویکار ہو گا۔ اسی کو اکرت ابھیاگم اور کرت ناش روپ دوش شاستروں میں کہا ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ گیان سروپ ادھشٹان سدا ہی ست سروپ سے موجود ہے اور وہی اپنا آتما برہم سروپ ہے۔ اس لئے جن مند بدھی لوگوں نے گیان کی اُتپتی اور وناش مانی ہے وہ بھرانتی میں ہیں۔ اسی بھرانتی کے کارن وہ گیان سروپ اور برتی گیان کا وویک نہیں کر سکے اور برتی تو اُتپتی اور وناش شیل ہے اور گیان سروپ ایک اننت اناوی ہے اُتپتی اور وناش سے رہت ہے۔ یہی پربرہم سروپ ہے کیونکہ پرماتمہ کے سبھی لکشن اس میں پورے اُترتے ہیں۔

پرشن ۱۲۔ ہے بھگون! پرماتمہ تو ایک اور ادوتیہ ہی سنا گیا ہے پرنتو گیان تو ہر ایک انتہ کرن میں بھن بھن ہے۔ رام کا گیان شام کے گیان سے سرو تھا بھن ہے اور گیان ہر انتہ کرن میں الگ الگ ہونے سے انیک ہیں اس لئے یہ انیک گیان کیسے ایک پرماتمہ روپ ہو سکتے ہیں؟

گیان ایک اور ادوتیہ ہے

اُتر۔ پیارے ذرا غور سے سوچو تو تمھیں گیان بھی ایک ہی سدھ ہو گا۔ رام کا گیان شام کے گیان سے واستو میں بھن نہیں یہ بھن بھن شریروں اور بدھیوں میں پرگٹ ہونے کے کارن انیک سا بھان ہوتا ہے واستو میں شرتی نے گیان سروپ برہم کو ایک اور ادوتیہ ہی سدھ کیا ہے جیسے کہ انیک درپن سامنے اُپستھت ہونے پر ایک ہی دیپک انیک روپوں میں پرگٹ ہوتا ہے وہ انیک نہیں ہو جاتا۔ یا سوپن اوستھا میں جیسے ایک سوپنا دی کا گیان انیک کلپت سوپن پرشوں میں انیک سا دکھائی دیتا ہے۔ گیان سروپ آتمہ میں یہی وشیشتا ہے کہ وہ اُپادھی بھید سے انیک دکھائی دیکر بھی ایک ادوتیہ اکھنڈ اور دویا ایک ہی رہتا ہے۔ ہر ایک اُپادھی میں الگ الگ دکھائی دینا تو بھرانتی ماتر ہی ہے اور اس پرکار ایک ہوتے ہوئے بھی انیک روپ سے پرتیتی ہونا یہ گیان سروپ جیوتی کا وچتر چمتکار ہے۔ اس پرکار

جو جو لکشن پرماتم سروپ کے ویدکے کرم اُپاسنا کانڈ میں ورنن ہوئے ہیں وہ سب کے سب بھگوت پرگیان سروپ میں انوبھو سے سدھ ہو سکتے ہیں۔ یدی اس سنبندھ میں یکتیوں کو ادھک وستار سے دیکھنا چاہیں تو شنکر بھاشیہ سہت انپشدوں۔ مانڈوکیہ کاریکا۔ پنچدشی۔ یوگ واسشٹ آدی گرنتھوں میں گہری درشٹی سے منن کرنے سے دیکھ سکتے ہیں۔

ویدانت شاستر میں پرماتم دیو کے سرب لکشنوں کو گیان سروپ میں ہی بھلی پرکار سے سدھ کیا گیا ہے اُن کے مہاواکیوں کے شرون منن ندھیاسن سے اپروکش ساکشات کار ہو سکتا ہے اور یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ جو پرماتم دیو پورن شکتی سے ہر نیہ گربھ میں وراجمان ہے وہی اب اس سمیہ تمہارے ہردیہ اور بدھی میں گیان سروپ سے درشن دے رہا ہے۔ یدی آپ کو اس کا نتیہ نرنتر اپروکش درشن بنا رہے تو پھر کوئی بھی پاپ آدی آپ سے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ کا یہ کرتویہ ہو جاتا ہے کہ آپ اس کی پریم پوروک مانسک پوجا منن ندھیاسن روپ سے کریں پھر تمہارا درجہ کسی طرح بھی پرم ہنسوں سے کم نہ ہوگا اور آتھان کال یعنی جاگرت آدی میں بھی اُسی جیوتی میں اپنے من اور اندریوں کی پرکریا کو ہوتا ہوئے انوبھو کروگے اور اس طرح کبھی بھی پاپ سے لیپت نہ ہوسکو گے اور سدا ہی شدھ آچرن اور شاستری وِدہار کرتے ہوئے آنند مان رہو گے اور سبھاوک ہی پاپوں سے بچے رہو گے۔ جیسے کہ درباری لوگ مہاراجہ کے دربار میں سدا ساودھان رہتے ہیں اسی طرح تم بھی سدا نشپاپ نردوش اور نرلیپ ہو جاؤ گے اور اسی میں تمہارا کلیان ہے۔

پرشن ۱۲ کیا کسی شرتی دوارا آپ اس گیان میں برہم کے لکشن سدھ کر سکتے ہیں اور ہم کیسے جانیں کہ یہ گیان ہی جگت کی اُتپتی آدی کا کارن پرماتم روپ ہے؟

”سرب جگت کا مُول کارن گیان ہی ہے“

اُتّر۔ اب تک اوپر لکھے گئے سارے مضمون میں یہ سدھ کیا گیا کہ یہ پرگیان جس میں جاگرت سوپن سوشپتی روپ سنسار مشیا روپ سے پرتیت ہو رہا ہے وہ پرگیان سروپ ہی برہم ہے اسی سے یہ سب کچھ پیدا ہو کر۔ قائم رہ کر پھر اسی میں وِلے کو پراپت ہوتا ہے اور اس میں کئی ایک مت متانتروں کو دکھا کر یہ اسی سدہانت کی اور گمبھیر یکتیوں سے پشٹی کی جاوے گی اور اُس سے سوتہ ہی باقی سدہانتوں کا کھنڈن ہو جاوے گا۔ تیتریے شرتی میں کہا گیا ہے کہ:۔

यतो वा इमानि भूतानि जायन्ते, येन जातानि जीवन्ति
यं प्रयन्त्यभिसंविशन्ति तद्ब्रह्म तद्वि जिज्ञासस्व ॥ तै. ३.१-१-

ارتھ۔ ”جس مُول تتو سے یہ سرب جگت اور پرانی سموہ پیدا ہوئے ہیں جس میں پیدا ہو کر قائم رہتے ہیں اور پُنہ جس میں وِلین ہو جاتے ہیں وہی برہم ہے اُسی کو جانو۔ یدی ہم جگت کے بھن بھن پدارتھوں پر دھیان دیں یا پرانیوں کو دیکھیں تو کوئی ایک ایسا پرانی یا پدارتھ درشٹی گوچر نہیں ہوتا جو سارے جگت کو اُتپن کرے اُس کی رکشا اور پالن کرنے اور انت میں اُسے اپنے میں لے کر لینے کی شکتی رکھتا ہو۔ کیونکہ سبھی پدارتھ جگت کے ہی انترگت ہیں اور جگت کے پدارتھ کبھی جگت کا مُول کارن تو نہیں بن سکتے تو وچار کرنا ہوگا کہ ایسا کونسا پدارتھ ہے جس کی طرف شرتی نے اشارہ کیا ہے کہ جس سے یہ سب جگت کے پدارتھ پیدا ہو کر قائم رہتے اور پھر وِلے ہو جاتے ہیں۔ اب ذرا گمبھیر یکتیوں سے غور کرنا پڑے گا کہ یہ شرتی میں بتائے گئے سرب لکشن کیول گیان سروپ میں ہی پورے کے پورے اُترتے ہیں۔ یہ اُتپن ہوتے ہوئے گیات ہوتے ہیں تو گیان میں۔ اُتپن ہو کر بھی گیان میں ہی قائم رہتے ہیں نہیں تو کیسے جانیں گے کہ یہ موجود ہیں اور انت میں وِلین ہونے پر ان کے وِلے ہو جانے کا پرمان اور ایک ماتر شیش وستو گیان ہی رہ جاتا

ہے اسی لئے شرتی نے یہ پرماتمہ کے لکشن جن تو میں اشارہ کئے ہیں وہ ہے آپ کا گیان سروپ آتمہ۔ دوسرا کوئی نہیں ہوسکتا۔ گیان ہی ان کو پرکاشت کرتا ہے اور سوئم پرکاش بھی ہے۔ اُسے کوئی دوسرا تو پرکاش نہیں کرسکتا۔ اور پھر یہی تینوں کالوں میں ایک رس اور اننت بھی ہے یہی نت ستیہ اور اننت روپ گیان ہی برہم ہے دوسرا کوئی نہیں۔ یہی بھوت بھوشیت ورتمان کے پرچھید سے رہت ہے کیونکہ شرتی کہتی ہے ؎

پرگیانم برہم ؛ ستیم گیان منتنگ برہم۔ (برہم پرگیان سروپ ہے برہم ستیہ گیان اور اننت سروپ ہے) اس لئے یہ گیان ہی ایک ایسا تتو ہے جس میں برہم کے سرب لکشن پورے کے پورے اُترتے ہیں اس لئے یہی برہم ہے۔ آؤ ذرا غور سے برہم کے ان لکشنوں کو گیان سروپ میں گھٹا کر دیکھیں۔ یہ ایک، وچتر اور اکھنڈ ستیہ ہے کہ یہ گیان سروپ پورن تتو ہم سب میں ایک رس روپ سے انوسیوت ہے اور پھر خوبی یہ کہ سدا اپروکش بھی ہے۔

यत्साक्षाद परोक्षाद् ब्रह्म । کوئی بھی ویکتی اپنے میں گیان سروپ کی موجودگی سے انکار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ سبھی جیوت منشیہ پشو پکشی کیٹ پتنگ سبھی دیہہ دھاری اسی کے موجود ہونے پر ہی جیتے ہیں اپنے ارد گرد سب کو جانتے ہیں اور اسی کی موجودگی سے سب کچھ کرنے میں سمرتھ ہوتے ہیں اور جب یہ گیان ان شریروں میں اپنا سروپ پرگٹ نہیں کرتا نہ تو یہ کچھ کر ہی سکتا ہے نہ کچھ جاننا بھوگتا اور نہ ہی خود جی سکتا ہے۔ اس کی ستا نہ ملتے ہی سرب جگت ہی کریا سماپت ہوجاتی ہے نہیں نہیں جگت ہی نہیں رہ سکتا اور پھر تو یہ شریر مرتک ہی ہوجاتا ہے۔ جلایا۔ بہایا یا دفنا دیا جاتا ہے کسی کام کا نہیں رہتا۔ یہ سب کھیل اسی گیان سروپ کا تھا جس کی موجودگی اور اپستھتی میں یہ راجہ مہاراجہ یوگی مہاتما۔ یودھا فلاسفر سائنسدان بیوپاری اور کاروباری روپ ہو رہا تھا اسی کی موجودگی سے برہما ہے وشنو ہے وشنو اور شو شو ہے۔ پس یہی گیان ہی پربرہم سروپ سب کی جان پران ہے۔ پرانوں کے پران ہے اور بدھی کی بدھی بلکہ یہی سب میں سب کچھ ہے۔ اسی گیان سروپ کو شرتی "پرگیانم برہم" کہتی ہے یعنی یہ پرگیان ہی برہم سروپ ہے۔

پرشن نمبر ۱ بھگون! آپ نے یہ سدھ کیا ہے کہ یہ گیان ہی برہم سروپ ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ بتلانے کی کرپا کریں کہ اس گیان میں جگت کی اُتپتی استھتی اور پرلے کیسے ہے مجھے ابھی تک یہ سمجھ نہیں آیا۔

گیان ہی جگت کی اُتپتی آدی کا کارن

اُتّر۔ پیارے! یدّپی اس سدھانت کو پہلے بھی ہم کہہ آئے ہیں پرنتو تمہارے نشچے کی پریکشا کے لئے پھر اس کو وستار پورک اور یکتیوں سے نروپن کیا جاتا ہے۔ دھیان دیکر سنو! جب ہم کسی وستو کے روپ یا آکرتی کی کلپنا کرتے ہیں تو اس کو اپنے گیان کے اندر ہی اُتپن اور استھت ہوا دیکھتے ہیں اور گیان میں اُس سنکلپ کے رہنے تک وہ وستو اسی روپ میں ہمارے گیان میں ہی رہتی ہے اور اس نام روپاتمک سنکلپ کے گیان سروپ میں لے ہوتے ہی یہ وستو بھی ہمارے گیان سروپ میں لے ہوجاتی ہے۔ من اور اندریوں سے جنیت کی گئی سبھی وستوؤں کے لئے یہی ایک نیم ہے کسی وشیش پرکار کی وستو کے لئے نہیں۔ یہاں تک کہ جو وستو باہری جگت میں ہم کو درشٹی گوچر ہوتی ہے یدی اس میں بھی اُس کی بناوٹ پر وچار کیا جائے تو اسی گیان سروپ کی رچنا شکتی کے انوسار ہمیں ایسی آکرتی بھی پراپت ہوجاتی ہے جو کہ باہری جگت میں اُستھت ہی نہ ہو۔ درشٹانت کے لئے یوں لو کہ ہم نے باہری جگت میں ایسی کوئی وستو آج تک نہیں دیکھی کہ جس کا مستک تو ہاتھی کا ہو اور باقی دھڑ انسان کا پرنتو جب ہم منشیہ کے شریر اور ہاتھی کے سر کو اپنے خیال میں ملا جلا کر کلپنا کرتے ہیں تو اسی رچنا شکتی سے شری

گنیش جی کی مورتی اپنے گیان میں اُتپن ہوئی دیکھتے ہیں۔ اسی پرکار جب ہم لکڑی مٹی اینٹ سمینٹ اور لوہے آدی کی ایک وششٹ نیم کے انوسار ملی جلی کلپنا کرتے ہیں تو ہمارے سامنے ایک نیا پدارتھ یعنی مکان بن کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ سدھ ہوا کہ بھگوت گیان ہی سرب پرکار کی وستوؤں اور اُن کی آکرتیوں اور روپ آدی کا مُول کارن ہے جو سنکلپ کو رچنا کر کے اس سے نئی نئی سرشٹی پیدا کرتا اپنے میں استھت رکھتا اور پھر اُن کو اپنے میں ولے کرتا ہے۔ جیسے ہاتھی کے کلپت سر اور منشیہ کے کلپت دھڑ کے علاوہ گنیش جی اور اینٹ لوہے سمینٹ سے الگ کوئی مکان نہیں اسی طرح یہ سنسار جو سرب آکرتیوں اور پرتیتیوں کا سموہ ہے اُسی مکان یا شری گنیش جی کی مورتی کی طرح سوائے خیالی جوڑ توڑ کے کچھ بھی نہیں اور یہ خیال اُسی گیان سروپ کی رچنا شکتی پرگٹ کرانے کا پھیلاوا ہے اور اس گیان سے الگ ستا نہیں رکھتا۔ پھر اِن کی بناوٹ اور میل جول بھی اُن ہی اپر تیت ہوتا ہے۔ آنکھ روپ کے سوائے کچھ نہیں دیکھتی۔ کان شبد کے سوائے کچھ گرہن نہیں کرتا ناک گندھ اور تُو سپرش کے بنا اور رسنا بنا رس کے کچھ گرہن نہیں کر سکتی اور ایک وقت ایک ہی وستو میں اپنا کام نہیں کر سکتے پھر خوبی یہ کہ ہم ایک چیز میں پانچوں گنوں کو اکٹھا ایک ہی کال میں مان کر شبد سپرش روپ رس اور گندھ سے یکت سارے جگت کو اکٹھا ہی گرہن ہوا مانتے ہیں جو کہ اسمبھو ہے اور یہی ہمارا سنسار ہے۔ خیال یا من اِن اندریوں کے بنا جو کلپنا کرتا ہے وہ سے اندریوں دوارا سامنے دکھائی دیتا مان کر اُسے ست مان رہے ہیں جو کہ ہے ہی نہیں۔ یہ صرف اُسی گیان سروپ آتمہ کی وچتر کلپنا اور رچنا شکتی ہے جو کہ اِن کو ملا جلا بنا یا سنسار نشچے کرا رہی ہے۔ اسی نیم کے انوسار تمام جگت کے پدارتھ کلپت روپ سے بنتے قائم ہوتے اور ولے ہوتے ہیں مگر اِن سب کو اپنے میں سدھ کر کے دکھلانے والا گیان سروپ آتما ویسے کا ویسا سدا ہی ودیمان ہے اس لئے اسی گیان سے اسی سرب جگت کی اُتپتی آدی ہو رہی ہے وہی پرم سروپ ہے اسی کو شرتی نے پرگیانم برہم کہکر سب کا مُول کارن کہا ہے نہ کہ کوئی کلپت پرمیشور کسی اور دُور دیش میں بیٹھا ہوا کیونکہ ایسا ماننے سے ہر پرکار کا بھے ہی ہے۔

پرشن ۱۵۔ بھگون! منوہی وستوؤں کی اُتپتی آدی تو بھگوت گیان کے آدھین ہو بھی پرنتو ہمارے گیان کے ہٹ جانے پر بھی یہ باہری جگت کے پدارتھ تو بنے ہی رہتے ہیں اس لئے یہ تو گیان کے آدھین نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ان واہیہ پدارتھوں کے سموہ روپ جگت کا کارن تو گیان کے سوائے کوئی دوسرا ہی ہو سکتا ہے جس کو پرماتمہ نام سے شاستروں میں سنتے ہیں؟

باہری اور انتر جگت کی اُتپتی کس سے؟

اُتّر۔ تمہارا ایسا پرشن بن تو سکتا ہے پرنتو سدھانت میں کچھ اور ہی بات ہے۔ سدھانت میں تو سرب اندر اور واہیہ کے پدارتھ منوماتر ہی سدھ ہوئے ہیں اور بھگوت گیان سروپ آتمہ کی وچتر وبھوتی یا چمتکار کے کارن ہی یہ اندر باہر کا بھید درشٹی گوچر ہوتا ہے۔ اس سدھانت کو بھلی پرکار سمجھنے کے لئے ہم تمھیں سوپن لوک میں لے چلتے ہیں تم اُس سوپن سرشٹی کے سدھانت سے اس واہیہ جگت کا سدھانت بھی اچھی طرح سمجھ جاؤ گے۔ ندرا آنے پر جب ہم سوپن اوستھا میں پراپت ہوتے ہیں تو یہاں بھگوت گیان سروپ میں سوپن سرشٹی پیدا ہوئی ہوئی دیکھتے ہیں اور یہ بھگوت گیان ہی ایک انیہ آپادھی سے سوپن پرش کے روپ میں اپنی ہی جاگرت جیسی منوہی آکرتی دھارن کئے ہوئے پرگٹ ہو جاتا ہے اور سوپن جگت کی سرب منومی آکرتیوں

میں سنبندھ یکت بنا رہتا ہے جو کہ اسی ادھشٹان روپ گیان میں سوپن جگت کے اندر اُتپتی کو پراپت ہوئے ہو
ہیں اور یہ سوپن اوستھا کی منومئی آکرتیاں گیان سروپ سے پرگٹ ہوئے اُس سوپن پُرش کے آدھین نہیں ہو
اُس کے ادھیکار سے باہر اور بھِن ہی اُن کی پرتیتی ہوتی ہے ٹھیک ویسے ہی یہ باہری جگت ارتھات جاگرت
جگت بھی اُسی پرکار اِس گیان سروپ ادھشٹان میں پرگٹ ہوا ہے اور اس جاگرت پُرش کی اُپادھی میں پرگٹ
ہوئے ہوئے وِشیش ابھیمانی کے آدھین نہیں بھان ہوتا۔ یدپی دونوں ہی کیا جاگرت پُرش اور کیا جاگرت
جگت دونوں ایک ہی بھگوت گیان سے بھِن بھِن اُپادھیوں کے دوارا اہنکتا اور اِدنتا
یعنی میں اور یہ ان دو اُپادھیوں کے رُوپ میں پرگٹ ہوئے ہیں۔ ہر شخص اس بات کو بھلی
سے جانتا ہے کہ سوپن جگت کیول منوماتر ہی ہے اور جب سوپن پرپنچ ندرا کال میں بن کھڑا ہوتا ہے تو سونے وا
پُرش کی اپنی سوپن سنبندھی آکرتی بھی تت کال پیدا یا پرگٹ ہو جاتی ہے اور اِس بھگوت گیان کو سوپن سنبندھی دیہہ
ساتھ وہی سنبندھ پراپت ہوتا ہے جو کہ اب اس جاگرت اوستھا میں اِسے جاگرت دیہہ سے پراپت ہے۔ اِ
سوپن دیہہ میں بندھن اور ابھیمان ہونے کے کارن سوپن اوستھا میں باہری تتھا منومئی بھان ہونے والی آکرتیوں میں تم
منومئی پدارتھوں میں بھید سپشٹ روپ سے پرتیت ہوتا ہے ارتھات سوپن اوستھا میں واہیہ دکھائی دینے والے پدا
تو سچے اور ایشور رچت اور وہاں ہردے کے انتر منومئی پدارتھ جھوٹے بھان ہوتے ہیں پرنتو کیا سوپن کے منومئی
اور کیا واہیہ سچے پرتیت ہونے والے پدارتھ سبھی کے سبھی سوپن روپ ہونے سے ایک سمان جھوٹے ہیں پرنتو اُن میں
جھوٹے کا بھید کیول اس بھگوت گیان کا ہی وِچتر چمتکار ہے جس بھگوت گیان کی وِچتر شکتی سے اندر کے منومئی سنـ
میں اندر اور واہیہ پدارتھوں کا بھید پرتیت ہوتا ہے اُسی وِچتر شکتی سے اِس جاگرت جگت میں بھی اندر باہر کا
پرتیت ہو رہا ہے ارتھات باہری جگت تو سچا اور ایشور رچت اور منومئی جگت جیو رچت اور جھوٹا پرتیت ہو رہا ہے د
یہی سرب جگت ماتر ارتھات جاگرت اور سوپن دونوں جگت منوماتر رُوپ ہی ہیں۔ پرنتو یہ بھید کیول سوپادھ
اور نراپادھک گیان کے بھِن بھِن استھان ہونے کے کارن ہی ستیہ اور متھیا الگ الگ بھان ہوتا ہے کیونکہ جس پر
نراپادھک گیان سروپ میں یہ جاگرت جگت بن کھڑا ہوا ہے اُسی پرکار جاگرت پُرش کے منومئی دیہہ کی بھی رچنا ہو
ہے اور وہی اسنگ اور شدھ بھگوت گیان سروپ ادھشٹان اس کلپت پُرش کی آکرتی میں پرگٹ ہو کر اُپادھ
یکت ہوا ہوا پرچھن سا ہو گیا ہے۔ اس ساری وِیاکھیا سے یہ سِدھ ہوا کہ یہ سرب جاگرت اور سوپن جگت
منوماتر ہی ہے اور یہی چیتن سروپ بھگوت گیان سارے جگت کی اُتپتی کا ہیتو ہے۔ باہری اور انتر جگت کا بھ
اُسی گیان سروپ آتمہ کا ہی چمتکار ہے جس کو ہم نے سوپن اوستھا میں بھلی پرکار سے انوبھو کر کے دیکھ لیا ہے۔
سوپن اوستھا میں پہنچ کر جب ہم کسی وستو کا من میں چنتن کرتے ہیں تو اُس پدارتھ کی آکرتی ہمارے گیان میں اُسی و
پرگٹ ہو جاتی ہے پرنتو وہاں سوپن لوک میں واہیہ (باہری) کہے جانے والے پدارتھوں سے ہماری سوپن میں کل
کی گئی منومئی وستو سروتھا بھِن اور نرالی ہی بھان ہوتی ہیں کیونکہ سوپن پُرش کی منومئی وستو تو اُس کے اپنے گیان
کے آدھین ہی بھان ہوتی ہیں اور شیش سرب سوپن جگت واہیہ اور ستیہ روپ بھان ہوتا ہے اور یہ نشچیہ نہیں ہو
کہ یہ بھی ہمارے ہی سنکلپ سے گیان سروپ آتمہ کی شکتی دوارا رچا گیا ہے اگرچہ وہاں سبھی سوپن جگت کیا ا
کیا باہر سب بھگوت گیان میں ہی پرتیت ہو رہا ہے پرنتو ایسے ہی معلوم ہوتا ہے کہ میرے منومئی پدارتھ تو میرے گیان
آدھین ہیں اور دوسرے سبھی سوپن جگت کے پدارتھ ایشور رچت اور سچے ہیں ارتھات میرے گیان کے آدھین نہ

یہی حال جاگرت جگت اور جاگرت پُرش کا ہے۔ جن جن سبھی آکرتیوں میں یہ بھگوت گیان ہی اپنی وِچتر شکتی سے آپ سوئم ہی پرگٹ ہوا ہے وہ سب ہی سوپن وت اسی گیان کے آدھین ہیں پرنتو اُن کا سوتنتر ستا والا ہوکر پرتیت ہونا یہ سب اسی کا وِچتر چمتکار ہے پرنتو بھرانتی وش ایسا بودھ نہیں ہو رہا۔ اس لئے اِس بھرانتی کا نوارن کرنا آتی آدشیک ہے کیونکہ اسی بھرانتی کے کارن ہی ٹھیک ٹھیک بودھ اپنے شدھ گیان سروپ کا نہیں ہو رہا جو کہ سرب انتر باہیہ جگت کا ایک ماتر ادھشٹان ہے۔ اسی بھرانتی کے کارن تو ہم شرتی کے ٹھیک ٹھیک ارتھ کو نہیں جان رہے حالانکہ یہ بھید بھرانتی خود بھی اسی بھگوت گیان کا ہی چمتکار ہے جس میں سب کی بدھی حیران ہے۔ اب جب یہ درڑھ نشچہ ہو گیا کہ سرب دِرشٹی جگت اتھوا سوپن جگت منومئی آکرتی ماتر ہی ہے جن کا آشریہ اور ادھشٹان یہی بھگوت گیان ہے جو کہ منشیہ دی کی کلپت اُپادھی روپ میں دکھائی دے رہا ہے اور یہ بھی سدھ ہو گیا کہ یہی پربرہم پرماتمہ روپ بھگوت گیان سرب سرشٹی کا اُتپن کرنے والا ہے جو اِس سمیہ تمہاری منشیہ روپ آکرتی میں پرگٹ ہوا ہوا ہے اور اِس سے بھی سدھ ہوا کہ یہی بھگوت گیان سرب سرشٹی کا اپنے ہی سنکلپ سے پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کا مول کارن ہے اور اِس سمے تمہاری ہی منشیہ کی آکرتی میں پرگٹ ہوا ہوا ہے پرنتو ہے وہ سرب سرشٹی کا ایک ماتر سرشٹا۔ دوسرا کوئی سرشٹا اِس انتر واہیہ جگت کا نہیں۔ اِس لئے وہ گیان سروپ ہی برہم ہے۔

پرشن ۱۲۔ پربھو! آپ نے سوپن سرشٹی کے سمان جاگرت سنسار کو بھی بھگوت گیان سے اُتپن ہوا ہوا بتایا اور دونوں کو ہی منومئی سنکلپ ماتر ٹھہرایا۔ کرپا کرکے اب میرا یہ سنشیہ بھی نورت کریں کہ سرب سرشٹی ہی یدی منومئی ہے تو واہیہ کھان پان آدی سے جس پرکار ہماری بھوک اور پیاس دُور ہوتی ہے تو پھر اسی طرح ان سوپن کے بھوگوں کھان ان سے ہم اُٹھ کر کیوں بھوکے اور پیاسے ہی اپنے کو پاتے ہیں اِس میں کیا کارن ہے۔ کھول کر سمجھائیں!

بھگوت گیان کی وِچتر شکتیاں

اُتّر۔ پیارے! اِس بھید کو سمجھنے کے لئے تمھیں بھگوت گیان کی کئی ایک وِچتر شکتیوں کے سمجھنے کی آدشیکتا ہے۔ اُن کو سمجھ لینے سے اندر باہر کے پدارتھوں اور اُن کے بِھن بِھن پربھاووں اور اُن کی بِھن بِھن وشیشتاؤں کا بھید جانا جا سکے۔ ذرا دھیان دیکر سنو!

پرہم ودیا کے آچاریوں نے گیان سروپ آتمہ کی وِبھن شکتیاں بتلائی ہیں جو کہ لال کی دمکوں کے سمان اُس سے سمیہ سمیہ پر پرگٹ ہوا کرتی ہیں۔ پہلی آورن شکتی ہے جو کہ ادھشٹان روپ وستو کو ڈھانپتی ہے دوسری چیتا شکتی ہے جو کہ بِھن بِھن پدارتھوں کو اُس میں پرگٹ کیا کرتی ہے آورن شکتی کا پورا پورا انوبھو ہمیں سوشپتی کال میں ہوتا ہے۔ اُس سمیہ سرب منوراج ارتھات مانسک برتیاں اور اُن کا کاریہ اُوپ سنسار اپنے بیج روپ سے اودیا میں لین ہوا ہوتا ہے۔ اودیا میں سروپ کو ڈھانپ دینے اور سب برتیوں آدی کو لے کر دینے کی شکتی کا نام ہی آورن شکتی ہے اور رچنا شکتی پرگٹ ہونے پر جاگرت یا سوپن اوستھا میں سنکلپ ہوتے ہی بِھن بِھن پدارتھوں کی پرتیتی ہونے لگتی ہے۔ یہ رچنا شکتی دو پرکار کی ہے ایک کلپنا شکتی دوسری وکشیپ شکتی۔ کلپنا شکتی دوارا سرب آکرتیاں گیان کے آدھین منوراج ہی بنتی دکھائی دیتی ہیں اور یہ آدشیک نہیں کہ اِن کے پربھاو تتھا وشیشتائیں بھی ساتھ ہی پرگٹ ہوں اور وکشیپ شکتی کے آنے پر تو یہ کام بھی پورا ہو جاتا ہے ارتھات اُن میں اپنا پورا پربھاو دکھانے کی پوری یوگیتا آ جاتی ہے۔ کارن کاریہ بھاو اور چھوٹا بڑا اچھا بُرا آدی سدھ ہونا اسی وکشیپ شکتی کے نمت سے ہوتا ہے اور یہ سنکلپ کے بدلتے

کے ساتھ نہیں بدلتی اور ایسا بھان ہوتا ہے کہ یہ نتیہ اور سچر روپ سے استھت ہے۔ اب تم جان گئے ہوگے کہ منومے
سوپن جگت کے پدارتھ کیول کلپنا شکتی سے رچت ہیں ان میں ابھی وکشیپ شکتی نے اپنا وہ کام نہیں کیا جو کہ جاگرت
کے پدارتھوں دوارا اسیدھ ہوا کرتا ہے۔ اسی کارن سے سوپن میں بھوجن کھا لینے سے بھی ہم جاگنے پر اپنے کو بھوکا پیاسا
ہی انوبھو کرتے ہیں اور سوپن میں بھوجن کرنے پر اس کال میں ترپتی ایسے ہی بھان ہوتی ہے جیسے کہ جاگرت میں بھوجن کرتے
ہوئے ہوا کرتی ہے پرنتو جاگ کر سوپن سرشٹی سے نکلتے ہی اپنے کو پہلے کی طرح بھوکا ہی انوبھو کرتے ہیں کیونکہ ان سوپن کے کھائے
گئے پدارتھوں کا پربھاو وہاں سنکلپ ماتر ہی ہوتا ہے اور جاگرت میں کھانے پر سچا بھان ہوتا ہے اور جاگرت میں یدی
منوراج ماتر کا کھانا کھایا جاوے سنکلپ میں کھانا تو بھان ہوتا ہے پرنتو ترپتی کا بھان تو کنچت ماتر بھی نہیں ہوتا ہاں یدی
ترپتی کی بھی کلپنا منوراج میں ساتھ ہی ساتھ کر لیتے تو وہ بھی پرتیت ہو جاتی۔ اس سدھانت کو اور بھلی پرکار سمجھنے کیلئے یوں
جانو کہ سنکلپ کرتے وقت تو کیول کلپنا شکتی ہی کام کرتی ہے اور ہمارے گیان میں کلپت آکار والی وستو آ کھڑی ہوتی ہے
اور وکشیپ شکتی اس میں اپنا پربھاو نہیں دکھاتی ارتھات اس میں کوئی ادھک پرورتن ورِدھی نہیں کرتی اور یہ وکشیپ
شکتی کریا سے رہت ہی رہتی ہے اور سنکلپت وستو سنسکار روپ سے کیول پرگٹ تو ہوتی ہے پرنتو پرتکش واہیہ
آکار درشٹی گوچر نہیں ہوتا جیسے کہ صاف کپڑے میں ٹھپکے والے کیول چنہہ تو بنا دیتے ہیں اور پھر ان میں رنگدار دھاگا
پیچھے گھروں میں لڑکیاں بھرا کرتی ہیں۔ کلپنا شکتی تو ٹھپکہ چھاپنے ماتر کا کام کرتی ہے اور وکشیپ شکتی ان میں رنگدار دھاگا
بھرنے کا۔ سوپن جگت میں پہلے کلپنا شکتی پرگٹ ہوتی ہے پیچھے سنکلپ دڑھ ہونے پر وکشیپ شکتی کا پربھاو پڑنے لگتا ہے اور
تب یہ جانا جاتا ہے کہ فلاں پدارتھ پرگٹ ہو گیا اس لئے سوپن کال میں سوپن جگت کے پدارتھ جاگرت جگت کے پدارتھوں
کے سمان اتپن ہوئے ہوئے سے بھان ہوتے ہیں کیونکہ وہاں وکشیپ شکتی کے کام کا بھی بھرم ساتھ ہی ہوا ہے اور منوراج
ماتر میں کیول سنکلپ ماتر ہونے سے یہ وششٹتا بھان نہیں ہوتی۔ اس لئے ان شکتیوں کے بھید بھرم سے کچھ پدارتھ تو کیول
منوماتر ارتھات اکٹھے ہوئے سنسکار والے (उद्बुद्ध संस्कार) پرتیت ہوتے ہیں۔ کچھ باہر میں آتے ہوئے پرتکش
بھان ہو جاتے ہیں۔ یدیپی منوراج تتھا سوپن دونوں کے پدارتھ کیول منوماتر ہی ہوتے ہیں اور دونوں انتہ کرن کی برتی
میں ہی دکھائی دیتے ہیں۔ اندر اور باہر کا واستوک بھید وہاں کچھ بھی نہیں پرنتو وہاں سوپن میں ایسا بھان ہوتا ہے
کہ کلپنا روپ پدارتھ تو میرے منوگت ہیں اور سامنے دکھائی دیتے ہوئے پدارتھ باہر اور سچے ہیں۔ پرنتو ہیں وہ سب کے
سب کلپت اور منوماتر ہی۔ یہ سب کے سب سوپن روپ سے منومے اور جھوٹے ہی ہیں ان کے سروپ میں کوئی بھید نہیں
اور یہ سب بھید بھرانتی بھگوت گیان کی وچتر شکتیوں کے کارن ہی ہے۔ باہری جاگرت جگت میں بھی یہی نیم کام
کر رہا ہے سرشٹی کے انادی کال سے یہاں بھی پہلے کلپنا شکتی پرگٹ ہو کر سوکشم پنچ بھوت تن ماترا روپ سے اس میں
پرگٹ ہو جاتے ہیں جیسا کہ منومئی سنسکار روپ آکرتیاں ہوتی ہیں۔ اس کے پیچھے وکشیپ شکتی کے کارن ان میں ستیہ
روپتا کی بھرانتی ہو کر ان کی ستیہ روپ سے پرتیتی ہونے لگتی ہے اور جیسے سوپن میں بھی گیان دیو سوپن پرش کے روپ
میں پرگٹ ہوا تھا اسی پرکار یہ جاگرت پرش روپ بھی سنکلپ رچت پرگٹ ہو گیا ارتھات یہی بھگوت گیان
جاگرت منشیہ کے آکار سے اہم ([illegible]) روپ اپادھی سے پرگٹ ہوا اس لئے سوپن میں سوپن سنسار پرتکش بھان
ہے اور وہاں کا منوراج کا جگت جاگنے کے کیول برتی کے اندر اور منومئی پرتیت ہوتا ہے۔ اور سوپن سرشٹی کے
سمان پرتکش بھان نہیں ہوتا اس لئے اندر باہر کا بھید دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ وہ دونوں ہی منومئی ہیں۔ اور
دونوں میں انتر واہیہ کا بھید واستوک نہیں۔ یہی اوستھا جاگرت جگت اور سوپن جگت کی ہے دونوں ہی [illegible]

ماتر ہیں پھر بھی اندر باہر کا بھید اور سوپن چھوٹا اور جاگرت جگت سچا بھان ہوتا ہے پرنتو واستو میں دونوں ہی منو ماتر ہونے سے متھیا ہی ہیں ان میں کوئی یتھارتھ بھید نہیں۔ سرب جگت ماتر کیا جاگرت کیا سوپن اور کیا منو راج آدی اسی بھگوت گیان کی وچتر شکتیوں کا ولاس اور چمتکار ماتر ہیں۔

پرشن ہے بھگون! یہ تو میں نے سمجھ لیا کہ جاگرت اور سوپن کے سچے جھوٹے تتھا اندر باہر پرتیت ہونے میں بھگوت گیان کی بھن بھن کلپنا اور وکشیپ شکتیاں ہی ہیتو ہیں اور انہی سے یہ اناد کال سے سرشٹی کا پرواہ چلا آرہا ہے پرنتو کیا یہ پرواہ سدا ایسا ہی چلتا رہے گا یا کبھی اس میں کچھ پریورتن بھی ہوگا اب مجھے یہ بتلانے کی کرپا کریں۔

سرشٹی اور پرلے کا چکر

اُتر۔ پیارے! اب اس سدھانت کو تو تم سمجھ گئے کہ یہ سب بھگوت گیان کی اننت شکتیوں کے کارن یہ جگت کیول پرتیتی ماتر اپنے ادھشٹان سروپ برہم میں متھیا ہو کر پرتیت ہو رہا ہے پرنتو ایسا سلسلہ سدا نہیں رہے گا پھر اس کی پرلے اور پرلے کے بعد پھر یہ سرشٹی تب تک ہی چلتی رہے گی جب تک کہ ادھشٹان سروپ کا گیان کسی کو نہیں ہوتا یہ اگیان کا کاریہ سرشٹی اور پرلے بھان ہوتے ہی رہیں گے۔ ہاں سنو کہ اس کی پرلے کب ہوتی ہے! جب سمشٹی جیووں کے اس کلپ میں پھل دینے والے کرم آورن شکتی کے پرکٹ ہونے پر نشچت سمیہ پر رک جاویں گے اُسی سمیہ سرب درشٹی گوچر اور پرکش وستوؤں کی آکرتی اسی گیان سروپ ادھشٹان میں لین ہو جاوے گی اور واہیہ کا سرب درشٹی گوچر جگت ادرشیہ ہو جاوے گا۔ اسی اوستھا کو مہا پرلے کہا گیا ہے۔ اُس سمیہ آورن شکتی کے کارن اس استھول سوکشم جگت کی دشا وہی ہوگی جو کہ سوشپتی کال میں جاگرت سوپن روپ سنسار کی ہوا کرتی ہے۔ سرب واہیہ تتھا انتر جگت جیسے سوشپتی میں نہیں رہتا ایک بھگوت گیان ہی اس آورن شکتی روپ کالی چادر میں سب جگت کو ایسا لپیٹ لیتے ہیں ایسے نرودکار روپ سے براجتے ہیں کہ اُس سمیہ ان من بدھی آدی کے نہ رہنے سے اس اوستھا کا گیان اُس کال میں تو نہیں ہوتا کہ یہ سب کدھر چلے گئے پرنتو اُس سے اتھان ہونے پر اس کی سمرتی اتنی ماتر ہوتی ہے کہ ایسا بے خبر سویا کہ کچھ بھی ہوش نہ رہی۔ اسی پرکار اس سرب سنسار کا بیوہار پرلے کال میں بند ہو جاتا ہے اور نئی سرشٹی کے آرنبھ میں پھر پہلی سرشٹی کا گیان پرگٹ ہو جاتا ہے اور یہ سرشٹی اور پرلے کا پرواہ اناد کال سے چلا آیا ہے اور چلتا رہے گا۔ اور جب ٹھیک ٹھیک اپنے سروپ برہم آتم تتو کا بودھ ہوگا تو یہ بھرم بھی ایسے دور ہو جاوے گا جیسے رجو کا گیان ہوتے ہی سرپ بھرم دور ہو جاتا ہے۔ اب اس لیکھ سے تم کو یہ سپشٹ ہو گیا ہوگا کہ یہ بھگوت گیان جو اس سمیہ جاگرت پرش روپ اپادھی میں پرگٹ ہوا ہوا ہے اُس میں یہ سرب شکتیاں موجود ہیں جو کہ اس موجودہ دیہہ کی اُتپتی سے پہلے اس کے روپ میں موجود تھیں اور چونکہ شکتیاں شکتی والے سے جدا کوئی ہستی نہیں رکھتیں جیسے کہ دودھ کی سفیدی دودھ سروپ ہی ہے اسی طرح واستو میں یہی نرگن سروپ ہے۔ اسی نراپادھک سروپ کی بھن بھن شکتیوں کو ہم نے سوپن اوستھا میں پورن روپ سے انوبھو کیا ہے۔ اس لئے ایسا درڑھ نشچے کرو کہ جو بھگوت گیان سرشٹی کے پوروا اپنے واستو سروپ سے موجود تھا اب بھی وہی اپنے واستو روپ سے موجود ہے اور یہی سروپ ہے اُسی کو اونکار روپ سے مانڈوکیہ شرتی اسے اس پرکار ورنن کرتی ہے۔

'ओमित्येतदक्षरमिदंसर्वं' तस्योपव्याख्यानं
भूतं भवद् भविष्यदिति, सर्व मोङ्कारेव ॥ (मा१-१)

ارتھ۔ یہ اونکار (برہم سروپ آتما) ہی یہ سب کچھ ہے اِس کا ویاکھیان یہ ہے کہ بھوت بھوشیت اور ورتمان سب کچھ اونکار ہی ہے ارتھات کار یہ جگت بھی اونکار روپ برہم ہے اور ترکال اتیت کارن جگت بھی برہم سروپ اونکار ہی ہے۔ اونکار کو ہی اگلے دوسرے منتر میں برہم روپ اور پھر اسی کو آتما روپ کہا ہے۔ अयमात्माब्रह्म ॥ یہ آتما ہی برہم ہے۔ सर्वं ह्येतद्ब्रह्म ॥ ارتھ یہ سب کچھ برہم ہی ہے۔ یہاں تک تم کو گیان سروپ برہم کی وِبھِن شکتیاں تھا اُس کی نِروِکارتا اور آتم رُوپتا کہی جس سے یہ سدھ ہو گیا کہ وہ بھگوت گیان ہی ایک ادوتیہ تتو ہے۔

پرشن ۸: بھگون! مجھے آپ کی امرت رُوپ بانی سے ایسے پرتیت ہوتا ہے کہ یہ مہان شکتی والا پرماتما مجھ میں ہی وِدیمان ہے۔ پھر بھی ایسا سندیہ ہو جاتا ہے کہ اس جیو اُپادھی میں آیا ہوا بھگوت گیان یدی برہم سروپ ہی ہے تو اِس ورتمان کال میں کیوں اپنی شکتیوں کا پربھاو نہیں دکھاتا۔ مجھے تو ایسا ہی پرتیت ہوتا ہے کہ وہ برہم تتو اِس آتما سے بھِن وستو ہی ہو گا۔

جیو کا واستو سروپ

اُتر۔ پیارے! جس کارن سے انادی کال سے یہ اگیان بہت درڑھ اور گھنا ہو رہا ہے اِس کارن سے ایسا بھرم تجھے ہو جانا سبھاوک ہی ہے۔ ایسا سمجھو کہ یدّپی گیان سروپ آتما جگت کی اُتپتی کال سے پُوروکال کے سمان اب بھی پُورن شکتیمان ہی ہے پھر بھی منشیہ آدی کی اُپادھی لئے ہوئے یہ اپنے تچھ سنکلپ سے اُن شکتیوں کو پرگٹ نہیں کر سکتا اُپادھی اِس منشیہ دیہہ کی بہت چھوٹی اور پرچھن ہے اِس لئے اِس میں پوری پوری شکتیوں کا پورا پورا درشن نہیں ہو پاتا جیسا کہ بجلی کے الپ شکتی والے بلب سے اُس مہان شکتی والی ویاپک بجلی کا پورا پورا درشن نہیں ہو سکتا۔ یدّپی اس چھوٹے بلب میں بھی پرگٹ ہونیوالی بجلی اسیم اور اننت ہی ہے یہی کارن ہے کہ جب اِس میں پوری پوری شکتیوں کا ساکشات درشن نہیں ہو جاتا تو ایسا بھرم ہونے لگتا ہے کہ یہ تچھ اور نِربل ہے اور یہ دوش اِس پرکار کا ہے کہ جب کبھی کوئی سرب شکتیمان ہماری پرارتھنا پر دھیان نہ دیکر اپنی پورن شکتی کو پرگٹ نہ کرے اور ہم ایسا سمجھ لیں کہ وہ شکتی ہین اور نِربل ہے اتھوا اشنان کرتے سمیہ کوئی چکرورتی مہاراجہ کمر میں کیول ایک وستر ہی پہنے اور ہم ایسا سمجھ لیں کہ وہ اَدِن وِردّر (غریب) ہے۔ اُسے ایسا نشچے کرنا ہمارا بھرم ماتر ہی ہے کہ وہ بھگوت گیان منشیہ دیہہ میں آیا ہوا تچھ اور شکتی ہین ہی ہے اور اپنی جگت رچنا آدی کی سامرتھیہ کھو بیٹھا ہے۔

پرشن ۹: بھگون! یہ تو میری بدھی میں آ گیا کہ بھگوت گیان ہی برہم سروپ ہے اور سرو شکتیمان بھی۔ پرنتو میں نے شاستروں دوارا ایسا سنا ہے کہ پرماتما تو ایک اور ادوتیہ ہے پھر یہ بھی میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک کا گیان بھِن بھِن ہے اور پھر میرا گھٹ گھٹ سمبندھی گیان پٹ سمبندھی گیان سے وِلکشن ہے۔ رُوپ کے گیان سے شبد کا گیان بھِن ہے۔ رام کا گیان شام کے گیان سے بھِن ہے۔ پھر یہ بھِن بھِن گیان ادوتیہ برہم کیسے ہو سکتا ہے؟

"گیان سروپ برہم ایک اور ادوتیہ ہے"

اُتر۔ پیارے! تیرا یہ پرشن بھی اِس گیان سروپ آتما کے واستو سروپ کو تتھا اُس کے لکشنوں کو نہ جاننے کے کارن ہی ہے۔ اب یوں سمجھو کہ برہم ودیا میں بھگوت گیان سروپ کو ایک اور ادوتیہ ہی سِدھ کیا گیا ہے۔ کیونکہ

"یہ گھٹ ہے" "یہ پٹ ہے" یہ بھید گھٹ پٹ آدی وشیوں کے بھید کے کارن ہی ہے۔ گیان سروپ ان میں ایک ادوتیہ ابھن ہے۔ ارتھات گیہ پدارتھ تو انیک ہو سکتے ہیں پرنتو گیان انیک نہیں ہو سکتا۔ اُن پدارتھوں کی انیکتا کے ساتھ پرکاشک پرکاشیہ بھاو روپ سنبندھ ہونے سے گیان سروپ بھی انیک سا بھان ہوتا ہے۔ جب "گھٹ" کے نام اور رُوپ سے اُس گیان کا کلپت تاداتم سنبندھ ہوتا ہے تب وہ "گھٹ کا گیان" کہلاتا ہے اور جب پٹ کے نام اور رُوپ کے ساتھ اُس کا کلپت تاداتم سنبندھ ہوتا ہے تو "پٹ گیان" کہلاتا ہے جیسے آکاش جب گھٹ میں پرگٹ ہوتا ہے تو گھٹا کاش کہا جاتا ہے اور جب مٹھ (مکان) کی اُپادھی سے پرگٹ ہوتا ہے تو مٹھا کاش کہلاتا ہے۔ اسی پرکار بھِن بھِن اُپادھیاں وہ گھٹ پٹ آدی پدارتھ ہی ہیں جن سے وہ گیان کلپت تاداتم سنبندھ والا ہو رہا ہے اور گیان سروپ آتما تو ایک اور ادوتیہ ہی ہے اور ایک رس اور نِروکار ہے اُس میں انیک پدارتھوں کے پرتیت ہو جانے سے اُس سے اُن کا واستو سنبندھ نہیں ہوا اور نہ واستو میں انیک ہی ہوا ہے۔ اسی پرکار رُوپ گیان اور شبد گیان آدی کا بھید بھی واستو نہیں اُن کے پرکاشت ہونے میں چکشو شروتر آدی سادھن تھا نِمت رُوپ ہیں جو کہ بھِن بھِن ہیں پھر بھی اگیان آدمی پہلے کی طرح یہاں بھی رُوپ گیان اور شبد گیان اِتیادی سمجھ کر گیان سروپ میں انیکتا کا بھرم کرتا ہے جیسے ایک ہی بجلی کے پرکاش کو دکھانے والے نیلے پیلے آدی بھِن بھِن لیمپ یا بلب ہوتے ہیں پرنتو اُن میں بجلی ایک ہی رہتی ہے۔ پھر یہ اگیانی ایسا بھی سمجھنے لگتا ہے کہ یدی گیان ایک ہی ہوتا تو ایک ہی اندریہ کے دوارا سرب پدارتھوں کا گیان شبد سپرش آدی کا ہو جاتا۔ ارتھات چکشو میں پرگٹ ہوتا ہوا گیان رُوپ کو دیکھتے ہوئے شبد کو بھی سُن لیتا اور شبد سپرش اور رس اور گندھ کا بھی گیان ہو جاتا۔ پرنتو ایسا ہوتا نہیں اور یہ ہمارے انوبھو کے وِردھ بھی ہے۔ اسی پرکار سرب اندریوں تتھا اُن کے وشیوں کے لئے بھی نیم ہے۔ اِس سے یہ سِدھ ہوا کہ اندریہ اتھوا وشیہ کی اُپادھی کے نِمت سے گیان کی انیکتا کا بھرم ہو جانا سبھاوک ہے۔ پرنتو جس پرکار پہلے کہہ آئے ہیں کہ وشیوں کے بھید سے گیان کے بھید کی بھرانتی ہوئی ہے ایسے ہی اندریوں کے بھید سے بھی گیان کی انیکتا کا بھرم ہو جانا سوبھاوک ہے کوئی آشچریہ نہیں سدھانت تو یہ ہے کہ گیان ایک اور ادوتیہ ہے۔ جس جس اندریہ سے اس کا کلپت سنبندھ ہوتا ہے ارتھات جو اندریہ منو برتی دوارا اُس آتم سروپ گیان سے سَتا سپھرتی پراپت کرتا ہے اُسی کے دوارا اُس کے ہی وشیہ شبد سپرش اتھوا گندھ آدی کا گیان ہوتا ہے دوسرے کسی وشیہ کا نہیں اس لئے رُوپ گرہن کرنے والا چکشو اندریہ منو برتی دوارا جب گیان سروپ سے سَتا گرہن کرتا ہے تو وہ کیول رُوپ کو ہی پرگٹ کرتا ہے یہی حالت باقی اندریہ کا ہے۔ اس لئے اندریہ بھید سے گیان سروپ آتما میں بھید ماننا ایک بھاری بھُول ہے۔ جیسے اگیان بچہ بھُول سے ہی ایک ہی بجلی کی شُدھ جیوتی کو بھِن بھِن رنگ والے شیشوں سے نکلنے پر الگ الگ رنگوں کو گرہن کرتا ہے۔ مگر بجلی ایک ہی رہتی ہے۔ اُس میں کنچت ماتر بھی بھید نہیں۔

پرشن نمبر ۲ بھگون! بھِن بھِن اندریوں کے بھِن بھِن بوہار ہونے پر آتما کس پرکار ایک اور ادوتیہ ہی رہتا ہے یہ مجھے ذرا کھول کر سمجھانے کی کرپا کریں۔

سوئیم پرکاش آتما!

اُتر۔ پیارے۔ جُوں جُوں وچار کر کے دیکھو تمھیں یہ سپشٹ ہوتا جاوے گا کہ ہر اندریہ کا اپنا اپنا بوہار ہے اور ایک اندریہ دوسرے اندریہ کا بوہار نہیں کر سکتا۔ یہ تو تم خود بھی سمجھ رہے ہو جیسے نیتر اندریہ کا یہ سبھاؤ ہے کہ اُس کے دوارا رنگ اور شکل اکٹھے پرگٹ ہوتے ہیں اور شروتر اندریہ دوارا کیول شبد ہی گرہن ہوا کرتا ہے

پرنتو رنگ یا شکل پرگٹ نہیں ہوتے جس کارن سے نیتر کالے یا گورے رنگ اور گول چپٹے اور لمبوترے آکار کو پرگٹ کرنے والا ایک ہی اندریہ ہے اور اُس کے لئے گولک بھی ایک ہی ہے اس لئے وہ ان سب کو ایک ہی کال میں گرہن کرسکتا ہے۔ اُس میں بھی گیان سروپ آتما وہی ہے جو شروتر آدی کو ستا پردان کرتا ہے اور وہاں وہ شبد کو سُنتا ہے۔ اسی پرکار باقی سب اندریوں میں بھی سمجھنا چاہیئے۔ ہاں یہ بھی اوشیہ دھیان رکھنا چاہیئے کہ جیسے نیتر کسی درپن آدی کو دیکھتی ہے تو درپن اور اس کے رُوپ اور آکار کو پرگٹ کرتی ہوئی کبھی سُوریہ کے پرکاش سہت ہی اُس کے رنگ آکار آدی کو پرگٹ کرتی ہے اور یہی کارن ہے کہ نیتر۔ رنگین پدارتھ اور درپن تینوں کے موجود ہونے پر بھی سُوریہ آدی کے پرکاش کے بنا یہ چکشو کسی کو بھی نہیں دیکھ سکتی۔ اسی پرکار اور گنبھیر وچار کرکے دیکھیں، تو جلدی ہی یہ سمجھ آسکتا ہے کہ گیان سروپ آتم پرکاش کے نہ ملنے پر یہ نیتر اندریہ نہ تو سورج کے پرکاش کو اور نہ ہی رُوپ والے پدارتھ نہ رنگ نہ شکل اور نہ ہی شیشے کو ہی دیکھ سکتی ہے جیسے کہ مُردہ شریر میں سوکشم شریر (جو کہ آتما کے پرکاش کرنے میں سادھن ہے) کے نہ رہنے پر شریر پران من اندریہ آدی کا کوئی کاریہ نہیں ہوسکتا۔ یہ نیم سبھی پران من شریر اندریہ آدی کے لئے سمان ہے۔ ان سب کو گیان سروپ پرکاش کی پراپیکھشا (ضرورت) ہے۔ سوئیم ان میں کوئی پرکاش نہیں سب ہی اس گیان سروپ کی ستا اور چیتنتا کو پاکر ہی اپنا اپنا بیوہار کرنے میں سمرتھ ہوسکتے ہیں پرنتو ستا سمان رُوپ سے ملنے پر بھی کاریہ ان سب کا الگ الگ ہوتا ہے اور اپنے اپنے ہی وشیہ کو پرگٹ کرنے میں ہیتو بنتے ہیں۔ ایک اندریہ دوسری اندریہ کا کاریہ نہیں کرسکتا۔ یدی کسی اندریہ کو دوسرا کوئی کاریہ کرنے کی سامرتھیہ پراپت ہوئی ہوتی تو اُسے بھی گرہن کرسکتا جیسے کہ نیتر اندریہ رُوپ اور آکار دونوں کو گرہن کرتا ہے۔ جیہوا چکھنے اور بولنے کا دونوں کام کرتی ہے۔ کیونکہ اُن کے لئے ایسا ہی نشچت ہوچکا ہے اس سارے کتھن کا یہی سار ہے کہ جس اندریہ کا جو جو کام ہے وہ اپنا اپنا کام بھگوت گیان کی ستا کو پاکر ہی کرسکتا ہے اور واستو پرکاش تو کیول ایک گیان سروپ آتما کا ہی ہے۔ ان میں اپنا پرکاش کوئی نہیں۔ پرنتو ان کی رچنا اس پرکار کی گئی ہے کہ وہ اپنے وشیہ کو ہی گرہن کیا کرتے ہیں دوسرے کو نہیں۔ اس سدھانت کو ہم سوپن درشٹانت سے بھلی پرکار سمجھ سکتے ہیں۔ وہاں ایک ہی گیان سروپ ادھشٹان میں ہر ایک اندریہ اور وشیہ ایک ہی کال میں بن سا جاتا ہے اور دونوں کو ستا دینے والا ایک ہی گیان سروپ آتما ہی ہوتا ہے اس لئے یہ سمان کال میں اُتپن ہونے والے اندریہ اور وشے کیسے پرکاشک اور پرکاشیہ بن سکتے ہیں کیونکہ وشیہ کو پرکاش کرنے والا اندریہ تھا اس کا گولک اس کی اُتپتی سے پہلے ہونا چاہیئے تھا اور یہاں تو دونوں کی اُتپتی ایک ہی کال میں ہوئی ہے اس سے یہی سدھ ہوا کہ سوپن پرپنچ اندریوں سہت کیول گیان سروپ سے ہی پرکاشت ہوتا ہے پرنتو وہاں بھی یہی بھرم ہوتا ہے کہ رُوپ کو نیتر نے اور شبد آدی کو شروتر نے پرکاشت کیا اور ایسا پرتیت ہوجانا بھی بھگوت گیان کا ہی ایک ولاس اور چمتکار ہے۔

ہمارے دو دوانوں تتھا آچاریوں کا یہ کتھن ہے کہ وچار سے ہی یہ انوبھو ہوسکتا ہے کہ سوپن جگت کی پرتیتی بنا اندریوں کی سہایتا کے ہی بھگوت گیان سروپ میں ہورہی ہے کیونکہ یدی اندریاں اور اُن کے گولک پہلے ودیمان ہوں اور اُس کے پشچات اُن کے وشیہ اندریوں کے سامنے اُپستھت ہوں تب ہی وہ اُن کو جان سکیں اور یہ پہلے سدھ ہوچکا ہے کہ سوپن کال میں اندریاں۔ گولک اور اُن کے ادھشٹھاتا دیوتا (ہر اندریہ کو سہایتا دینے والا الگ الگ دیوتا ہوتا ہے) سم کال میں ہی اُتپن ہوتے ہیں اس کارن سے وہ اُن وشیوں کو گرہن کرنے میں کارن نہیں بن سکتے تو بھی سوپن اوستھا میں بھرم ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہاں اندریاں پہلے موجود ہوکر اپنے آگے آنیوالے وشیوں کو گرہن کرنے میں ہیتو ہیں اور

یہ بتلایا جا چکا ہے کہ ایسی پرتیتی بھرم ماتر ہے اِسی کارن سے وردھ آرنیک شرتی آتما کی سوپرکاشتا کا پرتکش ورنن جیوتی برہمن کے اندر کرتی ہے اور اُسے نرالمب اور نرپیکش (کسی آشریہ کے بنا اور دوسرے کی اپیکشا سے رہت) بتلاتی ہے۔

न तत्र सूर्यो भाति न चन्द्र तारकं ।। (मु० ३-२-२-१०)

"तस्य भासा सर्वमिदं विभाति नेमा विद्युतो भान्ति
,कुतोऽय मग्नि: तमेव भान्त मनु भाति सर्वम् (मु. २-२-१०

"न तद्भासयते सूर्यो न शशाङ्को न पावक: ।
,यद्गत्वा न निवर्तन्तन्ते तद्धाम परमंमम ।। (भ:गी १५-६)

ارتھ۔ "وہاں نہ سُورج پرکاش کرتا ہے نہ چندرما نہ تارے" "نہ یہ بجلیاں ہی پرکاش کر سکتی ہیں۔ اُس کے پرکاش سے ہی یہ سب پرکاشت ہوتا ہے اس کے بھاسمان یعنی پرکاشت ہونے پر ہی یہ سب جانا جاتا ہے۔

۲۔ اُس پرم پد یعنی سروپ بھگوت گیان تتو کو نہ سُوریہ پرکاشتا ہے نہ چندر نہ اگنی۔ جس پد کو پراپت ہو کر گیانوان پھر نہیں لوٹتا وہ میرا پرم پد ہے گیان سروپ آتما کو ندرا اوستھا (سوپن) میں اندریوں کی اپیکشا نہیں اسی پرکار وہ جاگرت کال میں بھی اندریوں کی اپیکشا نہیں رکھتا اور جیسے سوپن میں اندریوں کی ساپیکشا (ضرورت) کا بھرم ہوا تھا ویسے ہی جاگرت میں بھی وہ اندریوں کی کنچن ماتر بھی اپیکشا نہیں رکھتا اور ٹھیک اسی پرکار یہ بھرم ہوا کرتا ہے کہ پہلے اندریاں موجود ہوں پھر اُن کے سامنے وِشیہ موجود ہوں تو پھر اُن کا گیان ہو سکتا ہے اِسی بھرم کے کارن یہ آتما اندریوں کی اپیکشا والا پرتیت ہوتا ہے اور ایسا پرتیت ہونا کسی بھگوت گیان کی وِچتر وِبھوتی یا چمتکار ہے جو کہ اتینت آشچریہ مئے ہے۔

جیسے کہ اُوپر دکھلایا گیا کہ وہ گیان سروپ آتما جاگرت یا سوپن میں وشیوں کا پرکاش کرنے میں اندریوں کی اپیکشا رکھتا پرنتو بھرم سے وہ اندریوں کی اپیکشا والا ہی پرتیت ہوتا ہے اسی پرکار یہ بھی بھرم ہوتا ہے کہ وہ اندریوں کے کیول آدھین ہی نہیں بلکہ الپ شکتیمان بھی ہے اور ایسا نشچے کیول وِپریت گیان کے کارن ہی ہو رہا ہے جو کہ شاستر پرمان سے وِرُدھ ہے۔

پرشن ۲۱۔ بھگون! آپ نے پہلے گیان کو سوپرکاش اور ادوتیہ ورنن کیا تھا۔ اس کی سوپرکاشتا تو سمجھ میں آگئی ہے پرنتو یہ ہر وِیکتی اور ہر اِندریہ میں الگ الگ پرتیت ہونے والا گیان کیسے ایک ہو سکتا ہے۔ کرپا کر کے اِسے ذرا کھول کر سمجھایئے!

گیان پرکاش روپ سے سب میں ایک ہی ہے

اُتر۔ پیارے! جیسے آتما کے سوپرکاش ہونے پر بھی اُس میں اندریہ آدی کی اپیکشا کا بھی بھرم ہوا کرتا ہے ایسے ہی یہ بھرم بھی ہوا کرتا ہے کہ چکشو کا گیان اور ہے اور شروتر کا گیان اور ہے۔ ارتھات گیان انیک ہیں یعنی بھن بھن ہیں۔ ذرا وِچار درشٹی سے دیکھیں تو یہ سدھ ہوتا ہے کہ آتما شروتر آدی اندریوں کی اپیکشا نہیں رکھتا ہے اور اس کارن سے وہ انیک رُوپ بھی نہیں۔ اپنی وِلکش شکتی سے جیسے وہ اندریوں کا محتاج (اپیکشا والا) بھان ہوا تھا اسی پرکار اُسی شکتی کے کارن ایک گیان میں انیکتا کا بھی بھرم ہو رہا ہے۔ اب یوں سمجھو کہ رام کا گیان شام کے گیان سے بھن نہیں پرنتو سرب سادھارن یہی سمجھتے ہیں کہ ایک وِیکتی کا گیان دوسرے کے گیان سے بھن ہے کیونکہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ رام کو جن جن وستوؤں کا گیان ہے شام اُن کو نہیں جانتا اور شام کی جانی ہوئی وستوؤں سے رام بے خبر ہے اسی طرح ہر ایک وِیکتی کا الگ الگ گیان ہی ہے پرنتو یہاں رہسیہ یہ ہے کہ گیان سروپ آتما تو سب کا پرکاشک ہو کر وِدیمان ہے

اور اُس کا کسی سے بھی کوئی سبندھ نہیں نہ وہ کسی شبھ وستو یا برتی کو اپنے میں گرہن کرتا ہے اور نہ وہ اشبھ کو ہی اپنے
سویکار کرتا ہے یہ انتہ کرن ہی ہے جو کسی شبھ اشبھ وستو کے سنسکاروں کو گرہن کیا کرتا ہے اور وہی انتہ کرن ان کا
تیاگ کرتا بھی ہے کبھی شبھ وستو کے آکار ہوتا ہے اور کبھی اشبھ کے اور گیان سروپ شدھ آتم تتو اُس انتہ کرن کے گرہن نیاگ
کو کیول پرکاش ہی کرتا ہے اور انتہ کرن ہی اُن وستوؤں کے آکار ہوتا اور تھا اُن کے روپ کو دھارن کیا کرتا ہے۔ آتما
کے پرکاش کے بنا کسی بھی وستو کو انتہ کرن گرہن نہیں کر سکتا اور ہر ایک ویکتی کا انتہ کرن بھن بھن ہے اور ہر انتہ کرن
کا وشیہ بھی بھن بھن ہے اسی پرکار گیان سروپ آتما سب میں ایک ہوتا ہوا بھی ہر ویکتی کا انتہ کرن اپنے اپنے وشیہ کو
گرہن کرتا ہے کوئی دوسرا ویکتی ان کو گرہن کرتا نہیں ہر ایک میں اپنے اپنے وشیوں کے سنسکار ہیں ایک کے سنسکار دوسرے
میں نہیں آتے بلکہ اپنے اپنے گنوں کے آدھین اُن کے گرہن کرنیکا ڈھنگ بھی الگ الگ ہے جیسے بھن بھن درپنوں کے سامنے
بھن بھن پدارتھ رکھ دیئے سب کو ایک ہی سوریہ سے پرکاش ملتا تو ہے پرنتو درپن اور اُن میں دکھائی دینے والے
پرتبنب الگ الگ ہی ہیں کیونکہ اُن کے سامنے آنے والے پدارتھوں میں بھید موجود ہے (یہاں یہ سدھانت پرتی بنب واد
کی ریتی سے سمجھایا گیا ہے .... اس موقعہ پر آچاریوں کا یہ کتھن ہے کہ بھگوت گیان
آتما کا پرکاش کرنا الگ بات ہے اور انتہ کرن کا وشیوں کو اپنے میں سے پرکٹ کرنا دوسری بات ہے وشیوں کو گرہن کرنے
کا بھاؤ یہ ہے کہ انتہ کرن وشیہ کے آکار کو گرہن کرکے تداکار ہو جاتا ہے اور بھگوت گیان کے پرکاش کرنے کا ارتھ ہے
انہی انتہ کرنوں میں انہی انہی آکرتیوں کو پرکٹ کرنا اور اُن کو اسنگ روپ سے جاننا۔ جب آتما کے پرکاش کرنے اور انتہ
کرن کے وشیہ آکار ہونے کا کام ایک ہی کال میں ہوتا ہے تو اُس اُس انتہ کرن وششٹ چیتن میں جاننا روپ کریا کا آروپ
ہوتا ہے اس سے یہ سدھ ہو گیا کہ وشیہ گرہن (وشیہ کے تداکار ہونا) تو انتہ کرن کا اور اسنگ روپ سے پرکاش کرنا آتما
کا کام ہے۔ اُتم جگیاسو کے لئے آوشیک ہے کہ اِن دونوں میں بھلی پرکار سے وویک کرے۔ کچھ ودوان یہ کہتے ہیں کہ وشیوں
کا انتہ کرن میں پرتبنب ہی پڑتا ہے پرنتو گہری درشٹی سے دیکھا جاوے تو نتیجہ ہوگا کہ انتہ کرن سوئم ہی اُن اُن وشیوں کے
آکار میں بدل جاتا ہے یعنی پرنیام واد کی ریتی سے اُن وشیوں کے آکار کو دھارن کرتا ہے جیسے کہ سونا ہی مالا کنڈل آدی
روپ میں دکھائی دے جاتا ہے۔ پرنتو وہاں سونا تو واستو میں بدل کر دوسری وستو بن نہیں جاتا کیول من نے ہی ان آکاروں
کو دھارن کیا ہوتا ہے۔ اور آتما یعنی بھگوت گیان اِن منومئی مالا کنڈل آدی کو پرکاش کرتا ہے۔

رام اور شیام کے بھن بھن انتہ کرنوں میں ایک ہی گیان سروپ آتما اِن سب منومئی آکرتیوں کا پرکاش کرتا ہے اور انتہ
کرنوں کے بھن بھن روپ سے تداکار ہونے پر بھی بھگوت گیان بھن روپ نہیں ہو جاتا۔ ایک روپ ہی رہتا ہے۔ پرنتو
ایک انتہ کرن کے گیات پدارتھ دوسری ویکتی کے لئے اگیات ہی رہتے ہیں۔ گیان سب سے اسنگ ہی ہے یہاں یہ بات
ایک درشٹانت سے اور سپشٹ کرتے ہیں۔ دو تین چادروں پر بھن بھن چتر نکالے گئے جو کہ سب سوریہ کے پرکاش میں
ہی دکھائی دے رہے ہیں۔ یدیپی چادروں میں الگ الگ چترکاری دکھائی دے رہی ہے تو بھی ہر چادر میں چتر تو الگ ہیں
اور سوریہ کا پرکاش سب میں سمان روپ سے موجود ہے۔ ایک چادر کے چتر دوسری چادر پر دکھائی نہیں دے سکتے۔ ایسے ہی
شام کے انتہ کرن روپ چادر کے سنسکار اور اُن سے اُٹھی ہوئی برتیوں کے گیان رام میں نہیں آ جاتے شیام اور رام کی برتیوں
میں بھید ہونے پر بھی بھگوت گیان روپ آتم تتو پرکاش روپ سے ایک سا ہی رہتا ہے۔ ہمارے کہنے کا تاتپریہ یہ ہے کہ
بھگوت گیان تو سوریہ کے سمان شدھ نرلیپ اور اسنگ ہے جیسے سوریہ کا پرکاش کسی وستو کی شدھی اشدھی سے
سے لپایمان نہیں ہو جاتا اور نہ کسی انتہ کرن میں آنے والے پاپ یا پنیہ کی واسنا سے پنیہ وان یا پاپی ہی ہوتا ہے وہ

سدا شدھ اور اسنگ ہی رہتا ہے۔ کسی کے گُن دوش کو کبھی بھی اپنے میں گرہن نہیں کرتا اس لئے وید بھگوان اس آتما کو سدا ہی اسنگ اور نرلیپ ہی بتلاتا ہے "اسنگو ہیم پُرشا"۔ (یہ آتم پرش تین دیہہ اور تینوں اوستھاؤں سے سدا اسنگ ہی ہے) اس طرح یہ شرتی بھگوت گیان کے شدھ سروپ کا ڈھنڈورا دیتی ہے تاکہ جگیا سو کو سروپ کا بودھ ہو سکے۔

اس سارے کتھن سے یہ سدھ کرنے کا تین کیا گیا کہ ہم یہ بات بھلی پرکار سے سمجھ جاویں کہ پدارتھوں کے گیان ہوتے سمیہ انتہ کرن ہی برتی روپ سے اُن وستوؤں کے آکار ہوا کرتا ہے اور بھگوت گیان پرکاش ماتر کرتا ہوا نروکار ہی رہتا ہے۔ آتما کے پرکاش میں انتہ کرن کے پرنیام روپ پدارتھوں کا گیان ہوا کرتا ہے۔ اس میں ادویتی پرش دوارا جو شنکا کی سنبھاونا تھی اُس کو یہاں پرکرن میں لاکر اُن کا سمادھان کر دیا گیا۔ ویدانت گرنتھوں میں ایسی اور کٹھن یکتیاں لکھی گئی ہیں جن کو ایسی شنکاؤں کے سمادھان کی اچھا ہو وہ گورو مکھ سے آپنشد برہم سوتر گیتا آدی گرنتھوں کے سوادھیائے سے لابھ اُٹھا سکتا ہے۔ یہاں تو گرنتھ کے چھوٹے ہونے کے کارن اتی سنکشیپ سے ہی اُن کا ورنن کیا گیا۔ سار روپ اس کا یہی ہے کہ بھن بھن دیش کال وشئیہ تتھا اندریہ انتشکرن آدی کے بھید سے پدارتھوں کا بھن بھن گیان ہونے پر بھی واستو میں بھگوت گیان آتما جیوں کا تیوں ہی بنا رہتا ہے۔ انیک اور وکاری نہیں ہو جاتا اس پرکار جب ورتمان کال میں گیان سروپ آتما ایک ہی رہا تو نشچے ہی وہ بھوت اور بھاوی سمیہ بھی ایک ہی رہے گا۔ سب ویکتیوں کا آتما سدا سے ہی ایک ہے اور ایک ہی رہے گا۔

پرشن ۲۲ بھگون! یدی یہ بھگوت گیان سروپ آتما سرب کال میں ایک ہے تو اسے سرو وا ایکرس ہی ودیمان (موجود) رہنا چاہیئے پرنتو یہ تو ہر کشن ناش کو پراپت ہوتا دیکھا جاتا ہے اور وشیش کر کے یہ سوشپتی میں تو رہتا ہی نہیں۔ ایسا ہمارا یہ روز بروز کا انوبھو ہے اس لئے کرپا کر کے پھر سمجھائیے کہ یہ نتیہ ہی ناش کو پراپت ہونیوالا گیان کیسے اوناشی اور ادویتیہ کہا گیا ہے؟

گیان اوناشی اور نتیہ ہے

اُتّر۔ پیارے! پیچھے بھی ہم یہ سدھ کر آئے ہیں کہ سروداسرب ہر انتشکرنوں میں پرگٹ ہونیوالا بھگوت گیان ایک ہی ہے اسی کارن وید میں اسے ستیہ نتیہ ورنن کیا گیا ہے۔ یدی تمہارے کتھن انوسار یہ مان بھی لیا جائے کہ گیان ناش کو پراپت ہو جاتا ہے تو اُس کے ناش کا پرکاشک یا ساکشی کوئی دوسرا گیان ہوگا یا کوئی اناتم جڑ تتو۔ اور یہ سب جانتے ہی ہیں کہ پرکاش کرنا اور جاننا تو کیول چیتن سروپ آتما ارتھات گیان سروپ کا ہی دھرم ہے۔ جڑ وستو یا اناتما میں کسی کو پرکاش کرنے یا جاننے کی شکتی نہیں ہوتی۔ یدی یہ کہا جاوے کہ اپنے ناش کا آپ ہی پرکاشک ہے تو ایسا سنبھو نہیں کیونکہ ناش ہو کر اپنے کو سویم ہی بعد میں ورنن کرے یہ سروتھا انوبھو کے وِرُدھ ہے کیونکہ جو سویم رہا ہی نہیں وہ اپنے کو کیسے جانیگا اور یہاں "ودتو ویاگھات دوش" व्याघात दोष پراپت ہوتا ہے اور یدی ایک گیان کے ناش کو دوسرا اور دوسرے کے ناش کو تیسرا جانے تو ایسے अनवस्था انوستھا دوش پراپت ہوگا ارتھات پھر تو یہ سلسلہ ہی سماپت نہ ہوگا اور یدی پہلے کے ناش کو دوسرا گیان جانے اور دوسرے کے ناش کو پہلا گیان جانے تو اینوانیہ آشریہ دوش پراپت ہوگا۔ اور یدی پہلے گیان کے ناش کو دوسرا اور دوسرے کے ناش کو تیسرا اور تیسرے گیان کے ناش کو پہلا جانے تو یہاں بھی نشٹ ہوا ہوا نہ تو دوسرے کو جان سکتا ہے اور یدی ایسا جاننا مان بھی لیا جاوے تو چکریکا دوش پراپت ہوگا۔ اس سے یہی سدھ ہوا ایک ہی گیان اکھنڈ اور اوناشی روپ سے ودیمان رہتا ہے اور سب کو سدا پرکاش کرتا ہے اور اپرنامی تتھا اوناشی ہونے سے سدا ایک ہی بنا رہتا ہے اس لئے وہی نتیہ برہم سروپ ہے جس میں جو مُورچھا سوشپتی یا مرن میں اس کے

ناش کا بھرم ہوا تھا وہ بھرم ایسا ہی ہے جیسے کے درپن کے ڈھانپ دینے سے یا اٹھا لینے سے شیشہ میں پرتی بنب نہ پرتیت ہونے سے مورکھ کو بھرم ہو جاتا ہے کہ بنب ہی نہیں رہا۔ یدپی بنب کا ناش نہیں ہوا۔ وہ سرودا کال موجود ہی ہے پرتی بنب تو پہلے بھی پرتیتی ماتر ہی تھا اب شیشہ کے نہ رہنے سے اس کی پرتیتی بھی نہیں رہی۔ اس کی پرتیتی درپن کے آجانے سے ہوئی اور درپن کے چلے جانے سے پرتیتی نہیں رہی۔ ایسے ہی یہاں شریر کے ایک فریم یا چوکھٹے میں انتہ کرن روپی شیشہ لگا ہوا ہے اور اس شیشے میں آتما کا آبھاس یعنی چدابھاس انتہ کرن کے برتی گیان کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ جو کہ اپنے بنب روپ ساکشی سے بھن کچھ ستا نہیں رکھتا۔ مرتیو کال میں اس شریر روپی پرانے چوکھٹے سے دوسرے نئے شریر کے چوکھٹے میں انتہ کرن کا شیشہ کرموں کی تبدیلی کے کارن بدل دیا جاتا ہے یا سوشپتی اور مورچھا میں اگیان کی چادر سے ڈھانپ دیا جاتا ہے اور مند بدھی پرش یہ سمجھتے ہیں کہ آتما گیان سروپ کا ناش ہو گیا واستو میں گیان سروپ آتما سرودا ہی ایک رس ودیمان ہے اس لئے گیان سروپ کا ناش ماننا اُن اگیان بچوں جیسی بھول ہے جو کہ بچہ شیشے کے اٹھ جانے سے اپنے ہی بنب روپ مکھ کا ناش ان کر کہا کرتا ہے کہ "کاکا کھو گیا" یدپی سویم کاکا (بچہ) وہاں اپستھت ہے جو کہ پرتی بنب روپ کلپت بچے کے کھو جانے کو سدھ کر رہا ہے اسی کا نام اگیان ہے"۔

دوسری یکتی اس گیان سروپ کے اوناشی ہونے کی یہ ہے کہ یہ گیان بھن بھن تتووں سے بنت نہیں کہ جن کے بکھر جانے سے یہ بھی نشٹ ہو جائے کیونکہ یدی یہ گیان سروپ آتما کسی دوسرے تتووں سے بنا ہوا ہوتا تو وہ تتو گیان سے بھن اگیان روپ ہی ہو سکتے تھے۔ ایسی حالت میں گیان ایک بھاگ میں اور دوسرے بھاگ میں اگیان ہونے سے ایک ہی وستو کا گیان ہوتے سمیہ وہ اگیان کے کارن اگیات بھی رہتی پرنتو ایسا انبھو وردھ ہے اور یہ سب جانتے ہی ہیں کہ ایک ہی پرش کو۔ ایک ہی وستو ایک کال میں گیات اور اگیات دونوں روپ کی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے سدھ ہوا کہ گیان میں کسی دوسری وستو (اگیان) کا میل یا سنبندھ بھی نہیں بن سکتا۔ اور یدی وہ انیک پرکار کے گیانوں کا مجموعہ ہوتا تو ایک ہی وستو کے بارے میں انیک پرکار کا انشچت گیان ہوا کرتا۔ اسی لئے یہ گیان نراویو اور ادوتیہ اکھنڈ سروپ ہی ہے اور اکھنڈ ادوتیہ ہونے سے یہ پورن ارتھات سب میں اوت پروت ہے۔ تتھا یہ گیان اوناشی بھی ہے کیونکہ اس کا ناش کرنے والا کوئی ہے ہی نہیں کیونکہ سب کا ادھشٹان کیول یہی ہے۔ اپنے ناش کو کوئی نہیں چاہتا یہ سب کو سدھ ہی ہے اس لئے یہ ادوتیہ اکھنڈ اور اوناشی ہی ہے اس میں کنچت بھی سندیہ نہیں۔

بھگوت گیان سروپ کے اوناشی ہونے میں تیسری یکتی یہ ہے کہ سرب جگت کیول منو ماتر ہی ہے اسی لئے کلپت ہے اور کوئی کلپت وستو کسی ادھشٹان روپ ستا کے بنا رہ نہیں سکتی اور یہ آتم سروپ گیان ہی اس سارے منو ماتر کلپت جگت کا ادھشٹان ہے اور نیائے تتھا ویدانت شاستر میں یہ سدھ ہو چکا ہے کہ وکار ماتر منو مئی وستوئیں ہی ناش کو پراپت ہوا کرتی ہیں۔ ادھشٹان کبھی ناش کو پراپت نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ گیان سروپ آتما جو کہ سب کا ادھشٹان ہے کبھی نشٹ نہیں ہو سکتا۔ ایسی ہی انیک یکتیاں آتما کے اوناشی ہونے کے بارے میں سنسکرت کے ویدانت گرنتھوں میں دی گئی ہیں جن کو اُن کے دیکھنے کی اچھا ہو گورو مکھ سے یوگیتا پراپت کر کے دیکھ سکتا ہے۔

پرشن ۲۳۔ بھگون! مجھے یہ تو نشچے ہو گیا کہ بھگوت گیان اوناشی سروپ ہے پرنتو اُسے آپ جو ہردے کمل میں ساکشات کرانا چاہتے ہیں کیا وہ ہردے میں پرویشٹ ہونے سے پرچھن تو نہیں ہو جاتا اور جو وستو پرچھن ہوتی ہے وہ اسی پرکار ہوا کرتی ہے جیسے کہ ہاتھ پاؤں والا ہمارا یہ شریر جو کہ گھر میں پرویش کر سکتا ہے اور اس گھر سے بھن بھی ہے پھر ایسی ہردے آکاش میں سمائی ہوئی پرچھن وستو جس نے اس ہردیہ میں پرویش کیا ہے کیسے پربرہم پرماتما روپ ہو سکتی ہے

گیان سروپ نراویو اور اکھنڈ پورن سروپ ہے

اُتّر۔ پیارے! یدی تونے اس گیان سروپ کو ایک اویناشی اور اسنگ روپ سے نشچے کیا ہے تو اس پرشن کے اُتر کو سمجھنے میں بھی تجھے کوئی دیری نہیں لگے گی اور نہ ہی کوئی کٹھنائی آئے گی جس میں اس آتما کی اکھنڈتا اور نراویو روپتا کو سمجھنے کے لئے ایک اتی سرل یکتی دی جاتی ہے جسے تم شیگھر ہی سمجھ جاؤ گے۔ کیونکہ بھگوت گیان کسی بھی نیتر آدی اندریہ کا وشیہ نہیں اور نہ ہی من بدھی کا ہی وشیہ ہے کیونکہ نیتر کسی روپ والے اور شروتر آدی کسی شبد والے۔ ناسکا (ناک)، گندھ والے پدارتھ کو ہی گرہن کرتی ہے ایسے ہی ہر اندریہ اپنے سجاتی وشیہ کو ہی گرہن کر سکتی ہے اور من بدھی تو سکھ دکھ کو یا کسی اندریہ دوارا گرہن کیئے پدارتھ کے سنسکار کو ہی لیا کرتا ہے جس سے وہ پھر سنکلپ وکلپ کرتا رہتا ہے اور بھگوت گیان ان شبد، سپرش، روپ، رس، گندھ آدی گنوں سے رہت ہے اور من کے دھرم سکھ دکھ آدی وکاروں سے بھی رہت ہے۔ یہ نہ ہی کسی دیش کال آدی میں پرچھن ہی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ پرچھن وستو ہی کھنڈ ہو سکتی ہے اس لئے گیان سروپ آتما پرچھن نہ ہونے سے اکھنڈ ہی ہے اور من بدھی بھی تو کسی اندریہ گراہیہ وستو کے سنسکاروں کو ہی گرہن کیا کرتے ہیں اس لئے گیان سروپ آتما من بدھی کا بھی وشیہ نہیں۔ ہاں بدھی یا مستشک (دماغ) میں یہ آتما اپنا پرکاش سامانیہ روپ سے ڈالتا ہے اور وہ سوچھ ہونے سے اس کے سروپ کو پرگٹ کرنے میں سہائیک سے ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ درپن پرکاش کو پرگٹ کرنے میں سہائیک ہوتا ہے۔ وہاں وہ سامانیہ سروپ آتما وشیش روپ سے کیول بھاست ہوتا ہے اس طرح وہ اس کا وشیہ نہیں ہو جاتا اور نہ اس ہیتو سے پرچھن ہی ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ سدھ ہوا کہ بھگوت گیان کسی بھی روپ رنگ یا آکار والا نہیں بلکہ واستو میں نراکار اور نراویو ہی ہے اور ساکار ساویو وستو کا ہی کسی دوسرے میں واستو پرویش بن سکتا ہے साकार , सावयव اس لیے یہ آتما نہ تو واستو میں کسی میں پرویشٹ ہی ہوا ہے اور نہ ہی پرچھن ہو سکتا ہے۔ اور سرب ویاپی اور پورن ہونے سے بھی یہ کس میں پرویش کرے اس سارے پرکرن کا سار یہی ہے کہ شاستروں میں بھگوت گیان کو اکاٹیہ یکتیوں سے پرماتم روپ سدھ کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند ایک یکتیوں کا یہاں سنکشیپ سے ورنن ہوا ہے جو کہ کیول سنکیت (اشارہ) ماتر ہے۔ اس لئے برہم سروپ ہونے میں کسی کو سندیہہ نہیں رہنا چاہیئے۔ یہ گیان سروپ آتما آپ کے بھیتر ہر سمیہ ودیمان ہے اس کا ساکشات کار سمادھی میں چت کے سامنے ہونے پر بھلی پرکار سے کر سکتے ہیں اس لئے آپ کو وشیش پریتن کر کے اس کا اپروکش ساکشاتکار اوشیہ کرنا چاہیئے۔ اور اسی دِچِتر شکتیوں کا آنند پراپت کرنا چاہیئے۔ اسی میں لین میں آہنگ بدھی کر کے آنگرہ اپاسنا کرنی چاہیئے جو پرش شردھا کے ابھاو کے کارن اس بھگوت گیان کو برہم سروپ ماننے میں انکاری ہو اسے آپ ناستک سمجھو اور اس کی بات پر ہرگز یقین نہ کرو۔ بلکہ شک وغیرہ کو چھوڑ کر اسی گیان سروپ آتما کو برہم سروپ جان کر اپنا سروپ نشچے کر کے آنند مان رہو۔

پرشن نمبر ۲۴۔ بھگون! آپ کی کرپا سے یہ تو میں سمجھ گیا کہ ہمارے اندر براجمان بھگوت گیان ہی ہمارا اُپاسیہ برہم ہے۔ اس کی ہی ہمیں ابھید روپ سے اُپاسنا کرنی چاہیئے۔ پرنتو آپ نے یہ نہیں بتلایا کہ یہ باہر دکھلائی دے رہا جو دکھ سکھ سے جگت ہے اس کا واستو سروپ کیا ہے اور اس سے چھٹکارا کیسے مل سکتا ہے؟

یہ سرب جگت نسچے ہی برہم روپ ہے

اُتر۔ "سروم کھلو ادم برہم"۔ پیارے! تیرے اس پرشن کے اُتر میں ہم تجھے اس کا سروپ یا اس جگت سے چھوٹ
کا اُپائے کہنے سے پہلے تجھے یہ نسچے کرا دینا چاہتے ہیں کہ اب تک جو کچھ تجھ کو بتلایا گیا یہ تو گیان کی پہلی سیڑھی ہے
کیول اتنے ماتر ہی جان لینے سے اُس برہم کا اندر باہر درشن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جگت کے سروپ کو بھی
جاننا ضروری ہے۔ لو سُنو! اب تک تم کو یہ بتلایا گیا ہے کہ بھگوت گیان ہی برہم سروپ ہے اب تم
یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہی گیان سروپ برہم ہی جگت کے روپ میں بھان ہو رہا ہے۔ اُس کے ایک ایک ذرہ
بھگوت گیان ایسے سمایا ہوا ہے جیسے کہ برف میں جل یا کھلونوں میں کھانڈ۔ واستو میں یہ سرب برہم سروپ
ہی ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ بھی موجود نہیں "سروم کھلو ادم برہم"۔ "برہم ایو ادنگ سروم" (یہ نسچے کر کے
سب برہم ہی ہے۔ برہم ہی یہ سب کچھ ہے) یہ شرتیاں اس سرب جگت کو برہم سروپ ہی بتلاتی ہیں۔ جیسے کہ پہلے
سدھ کر آئے ہیں کہ بھگوت گیان ہی پرماتم سروپ ہے کیونکہ شرتی کی گھوشنا یا ڈھنڈورا ایسے ہی ہے پرگیانم
لیعنی جو کچھ ہم کو درشٹی گوچر ہو رہا ہے وہ سب نام روپ منوماتر یا سنکلپ ماتر کلپنا روپ ہونے سے اسی प्रज्ञानं ब्रह्म ॥ (ऐ. ५-३)
ادھشٹان سروپ برہم میں ادھیست ہی تو ہے اُس کے بنا کچھ بھی ستا نہیں رکھتا جیسے بھوشن کے نام اور روپ سورن میں کیول کلپنا
ہونے سے وہ سورن سے بھن ستا نہیں رکھتے بلبلے اور ترنگ جل کے سوائے ستا ہی نہیں رکھتے اور اس لئے وہ جل ماتر ہی ہیں۔ اسی پرکار یہ
جگت بھی بھگوت گیان سروپ برہم سے بھن کچھ ستا نہیں رکھتا اُسی کا ترنگ ماتر ہونے سے اُسی کا سروپ ہے جو پرش برہم سروپ پرماتما
کے وششٹ رہسیوں اور وچتر چمتکاروں سے پورن روپ سے جانکاری پراپت کر لیتا ہے وہ ہی شرتی واکیوں کے ٹھیک ٹھیک
ارتھ کو سمجھ سکتا ہے کہ یہ بھگوت گیان سرب کا آتما اور ادھشٹان روپ ہونے سے سرب سمیہ دیو۔ دانو۔ منش۔ پشو پکشی آدی سرب جیو
کو سدا ہی پراپت تو ہے پرنتو یہی تتو ویتا مہا پرش اس گیان سروپ برہم کا انوبھو کر سکتا ہے اور جڑ و رگ میں بھی اُسی کو استی بھاتی
پریہ روپ سے انوبھو کر کے سدا ہی اپنے آپ کا سب میں درشن کرنے سے آنند مان رہتا ہے۔

دھیان دیکر سمجھو کہ جب ہم کسی وستو کا سنکلپ کرتے ہیں تو اس کی مورتی اپنے گیان سروپ میں پرگٹ روپ سے
دیکھتے ہیں وہ مورتی مان پدارتھ ہمارے گیان سے باہر کوئی ستا نہیں رکھتی ایسے ہی جگت کا کوئی بھی پدارتھ اس
سنکلپ سے باہر کوئی استیتو نہیں رکھتا اور نہ ہی کہیں باہر دکھائی دے سکتا ہے۔ کیول اُس کے باہر ہونے کی بھرانتی
ہی ہوا کرتی ہے اور سنکلپ کی ستا گیان سروپ ادھشٹان سے بھن کچھ سدھ نہیں ہوتی اس سے یہی سدھ ہوا
بھگوت گیان ہی جگت روپ ہو کر دکھائی دے رہا ہے اپنی کچھ سوتنتر اور بھن ستا نہیں رکھتا۔ اس لئے ایک ادوتیہ
سروپ کو ہی اندر باہر و یاپک جاننے سے ہی اس بھرم روپ جگت سے چھٹکارا ہو سکتا ہے اور کوئی اُپائے نہیں

پرشن ۲۵ بھگون! یہ کیسے سمجھ لیا جاوے کہ یہ درشیمان جگت ہمارے سنکلپ سے باہر کچھ بھی نہیں ہے
تو ایسا بھان ہوتا ہے کہ یہ جگت کے پدارتھ باہر ستیہ روپ سے ودیمان (موجود) ہیں اور سنکلپ اٹھتے ہی ہم
ان کا گیان ہونے لگتا ہے ایسا نہیں جچتا کہ باہر کوئی بھی ستیہ پدارتھ موجود ہی نہیں۔ کرپا کر کے تجھے پھر
دے کر سمجھا دیں کہ کیسے یہ سارا جگت سنکلپ ماتر ہے؟

یہ جگت کا نام روپ سوپن کے سمان ہے

اُتّر۔ پیارے! دیکھو۔ جب ہم سو جاتے ہیں تو وہاں سوپن اوستھا میں اس بھگوت گیان کی سربت کلیتوں تھا دیبھوتیوں کا پورن روپ سے انوبھو کرتے ہیں۔ اس سمیہ ایسا بھان ہوتا ہے کہ بھوجی سورگ پاتال۔ آکاش۔ لوک پرلوک۔ سوریہ چندر آدی سبھی پدارتھ اپنے آکار اور سروپ سے گیان سروپ میں پرگٹ ہو گئے ہیں اور وہاں سوپن کا سرب جگت یہاں کے جاگرت جگت کے سمان ہی ہمارے سامنے ودیمان ہوا دکھائی دے جاتا ہے اور یہ تو سبھی جانتے ہی ہیں کہ سوپن میں ہمارے گیان سروپ سے بھن کچھ بھی موجود نہیں پھر بھی سوپن اوستھا میں پرگٹ ہو کر گیان سروپ کی وبھن شکتیوں کے کارن وہ سوپن کے ستھیا پدارتھ بھی ستیہ سے ہو کر ہی بھان ہوتے ہیں اور سپنے میں یہ جاننا کٹھن ہو جاتا ہے کہ کیول گیان سروپ آتما ہی بھن بھن پدارتھوں کے آکار میں پرگٹ ہوا ہوا ہے۔ برہم ودیا کے آچاریہ یہ کہتے ہیں کہ بھگوت گیان کی ہی سنکلپ نام کی شکتی جب پرگٹ ہوتی ہے تو اس سمیہ من کی ترنگیں اور منوراج اٹھتے ہیں اور یہ سب جانتے ہی ہیں کہ سادھارن پرشوں کے ہردے میں جنکو کہ ابھیاس دوارا ایکاگرتا پراپت نہیں ہوئی سنکلپ وکلپ اور منوراج اٹھا ہی کرتے ہیں اور واستو میں یہ سب بھگوت گیان کی ترنگوں کا ہی وستار ہے جب یہ ترنگیں نہیں اٹھتیں تو اس سمے شانت اوستھا ہوئی ہے اور ترنگوں کے اٹھتے سمیہ سنکلپ وکلپ یک بعد دیگر بن بن کر آیا کرتے ہیں اور گیان سروپ آتما ان ترنگوں کے روپ میں درشن دے رہا ہوتا ہے۔ آتم ویتا مہا پرش یہ بتلاتے ہیں کہ سوپن اوستھا میں جو منوراج درڑھ ہوتے جاتے ہیں وہ وہاں ستیہ ہو کر بھان ہوتے ہیں اسی پرکار ہم سوپن کے پدارتھوں کو اس کال میں سچا سمجھنے لگتے ہیں اور کبھی کبھی تو جاگرت اوستھا میں بھی جب ہم کسی کلپت پدارتھ کا پنہ پنہ دھیان کرتے ہیں وہ بھی وہاں سچا ہو کر ہی بھان ہونے لگتا ہے۔ پاگل بھی منوراج کی پربلتا سے جن ترنگوں میں بہہ جاتا ہے وہ اسے سچا ہی سمجھتا ہے اور کوئی سچے اور درڑھ پریم والا پریمی جب اپنے پریتم کا چنتن کرتا ہے اس کو ستیہ روپ ہو کر ہی وہ وستو بھان ہونے لگتی ہے اور اسے وہ اپنے سنمکھ ہی دیکھتا ہے۔ بھگوان کے ساکار اپاسک کبھی کبھی اسی ریتی سے اس کا ساکشات انوبھو کرتے ہیں۔ یہ انوبھو سدھ سدھانت ہے۔ سارانش یہ ہے کہ سنکلپوں کا اٹھنا ہی منوراج ہے اور منوراج کا درڑھ ہونا ہی ان پدارتھوں کا انوبھو میں آنا ہے اس لئے یہ جاگرت جگت بھی اپنے ہی سنکلپوں کی درڑھتا کے کارن نظر آ رہا ہے واستو میں شدھ گیان سروپ کے سوائے کوئی بھی پدارتھ اندر یا باہر موجود نہیں یہ اس گیان سروپ کی ہی وچتر وبھوتی ہے اور اسی کا چمتکار ہے کہ اندر باہر کا بھید ستیہ ہو کر دکھائی دیتا ہے۔

پرشن ۲۶۔ بھگون! یہ تو سمجھ لیا کہ ہمارے ہی سنکلپ درڑھ ہو ہو کر ہمیں باہر پرتیت ہو رہے ہیں اور اچھا پرنتو اپنا بیگانہ آدی جیو سرشٹی ہماری ہی کلپنا ہے پرنتو پرتھوی آکاش سوریہ چاند ستارے ندی نالے سمندر آدی تو ہمارے سنکلپ رچت نہیں اور نہ ہی اب بھی ہم اپنے سنکلپ سے انھیں رچ سکتے ہیں اس لئے یہ تو ہماری کلپنا نہ ہونے سے ستیہ ہی مانے جا سکتے ہیں!

اندر اور باہر کا جگت ایک سنکلپ ماتر ہی ہے

اُتّر۔ پیارے! برہم ویتا آچاریوں نے اس سب جگت کو سنکلپ رچت ہی سدھ کیا ہے اب اس سدھانت

کو سمجھنے کے لئے اُن کی یکتی کو دھیان پُوروک سنو!
سرشٹی کی اُتپتی سے پُورو ایک برہم ہی اپنی مہما میں براجمان تھا۔ اور سوائے گیان سروپ ستیہ برہم کے کچھ بھی ودیمان
सदेव सोम्येदमग्र ऽऽसीत् ॥ (छां उ. ६-२-१) एकमेवाद्वितीयम् ॥
(موجود) نہ تھا۔
(اس سرشٹی کی اُتپتی سے پہلے ایک ادویتیہ ست وستو ہی موجود تھی) جب اُس میں سنکلپ کی ترنگیں اٹھیں اور آکاش وایو اگنی جل پرتھوی آدی پدارتھ اور لوک پرلوک کا سنکلپ اُٹھا تو درڑھ ہونے کے پیچھے وہی ستیہ سا ہو کر درشٹی گوچر ہونے لگا۔ اس پرکار ایک بھگوت گیان ہی سنسار کے روپ میں پرگٹ ہوا اور منومئی پدارتھ اور دِرشیہ جگت بن کر بھگوت گیان کے ترنگ روپ سے پرگٹ ہو گیا۔ جس پرکار سرشٹی کے آرمبھ میں آدی سنکلپ سے یہ سرب بھوت کرم سے پرگٹ ہوئے اسی پرکار اُسی چیتن دولیہ میں منشیہ آدی کی آکرتی بھی منوراج سے پرگٹ ہو گئی اور وہی ترا پادھک گیان سروپ آتما جگت کی ادبھت اور اننت رچنا کے اندر منشیہ آدی کے روپ میں پرگٹ ہو کر بھگوت گیان میں پرگٹ ہو گیا جس کو جیو دیہہ دھاری کہا جاتا ہے وہی شکتیاں سوپن کال میں پُوری کی پُوری پرگٹ ہوا کرتی ہیں کیونکہ سوپن اوستھا میں جب ہم پہنچتے ہیں تو اس گیان سروپ میں ایک وشیش ترنگ اسی پرکار کا بھی اُٹھتا ہے جس پرکار سرشٹی کے آدی میں برہم سروپ سے اُٹھا تھا اور یہ بھی پنچ بھوتوں کی رچنا کرنے کے پیچھے ٹھیک ہماری جاگرت کی آکرتی کے سمان آکرتی گُن آدی سہت دیہہ کا بھی آہنگ ہم روپ سے کلپنا کرتا ہے اور اُسی منشیہ روپ اُپادھی میں پرگٹ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ جاگرت میں آدی سنکلپ سے پرگٹ ہوا تھا اور ویسا ہی سرب کاریہ سوپن آدی کا کرتا ہے جیسا کہ اب جاگرت میں ہو رہا ہے اس لئے باہر بھیتر سب گیان سروپ کی ہی سنکلپ مئی رچنا ہے۔ بھید کچھ بھی نہیں۔

پرشن ۲۷۔ بھگون! یہ سوپن جگت تو جاگنے پر نہیں رہتا اور جاگرت جگت سونے سے پہلے اور جاگنے کے پیچھے بھی وہی رہتا ہے اور یہ تو ہمارے جنم سے پہلے بھی تھا اور پیچھے بھی رہے گا۔ پھر یہ جاگرت جگت سوپن وت متھیا کیسے ہو سکتا ہے!

جاگرت جگت بھی ایک دیرگھ سوپن ہے

اُتر۔ پیارے! تیرے اس سندیہ کی نورتی کے لئے یتنہ اور یُکتی دی جاتی ہے جس سے تجھے اس واستو سدھانت کا ٹھیک ٹھیک گیان ہو سکے۔ برہم ودیا کے آچاریوں کا یہ کتھن ہے کہ جو سمبندھ سوپن پرش کا جاگرت پرش سے ہے ویسا ہی سمبندھ اس جاگرت پرش کا آدی پُرش سے ہے جو کہ جگت کا اپنے سنکلپ سے سرشٹا ہے۔ اور جو سمبندھ جاگرت پرش سے سوپن پرپنچ کا ہے وہی سمبندھ اُس سرشٹی کرتا ایشور سے اس جاگرت جگت کا بھی ہے ارتھات جس پرکار یہ سوپن جگت اس جاگرت پرش کا ہی کیول سنکلپ ماتر ہے اسی پرکار یہ جاگرت جگت بھی چیتنیہ سروپ ایشور کا ہی سنکلپ ماتر ہے اور یہ سب جانتے ہی ہیں کہ جاگرت پرش سے سوپن پرش کچھ بھن ستا نہیں رکھتا اسی پرکار جاگرت پرش بھی آدی چیتنیہ ایشور سے بھن کچھ سوتنتر ستا نہیں رکھتا بلکہ اُس سے ابھن ہی ہے کیونکہ جو سوپن جگت سوپن پُرش نے سوپن کال میں دیکھا تھا اس کا ورنن جاگرت اوستھا میں وہی جاگرت پرش کیا کرتا ہے اس سے یہ سدھ ہوا کہ اُس سوپن پُرش کا سوپن جگت اس جاگرت پرش اور جاگرت جگت سے الگ ستا نہیں رکھتا اور اس سے یہ بھی سپشٹ ہے کہ سوپن جگت اور جاگرت جگت ایک ہی پُرش کا سنکلپ روپ ہے اُن کی بھن بھن متھیا اُپادھیوں کے بھید اور متھیا دھرموں کے کارن ہی اس میں سچے جھوٹے کا بھید درڑھ ہو کر دکھائی دیا کرتا ہے واستو میں دونوں ہی ایک ہی گیان سروپ کی ترنگیں ہیں۔ یدپی سوپن جگت اور جاگرت جگت کیول سنکلپ ماتر ارتھات منو ماتر ہی ہے پرنتو سوپن جگت

بھگوت گیان کی دوسری اُپادھی میں آسکت ہے اور جاگرت جگت اُس کے پرتھم سنکلپ رُوپ اُپادھی میں استھت ہے اور واستو میں ایک ہی چیتن کا سنکلپ ماتر ہے اس لئے جب یہ پرش پہلی جاگرت روپ اُپادھی .... سے دوسری سوپن روپ اُپادھی میں جاتا ہے تو سوپن پرپنچ تو نیا پیدا ہوتا ہے اور سوپن اوستھا سے باہر آتے ہی وہ سنکلپ رچت سوپن جگت تو نشٹ ہو جاتا ہے اور پہلی جاگرت جگت کی اُپادھی سامنے موجود دکھائی دیتی ہے اور اسے جاگرت اوستھا کہتے ہیں چونکہ یہ پہلی اُپادھی کا جاگرت جگت پرلے کال تک رہنے والا ہونے سے بدلتا نہیں اس لئے جگیاسو کو یہ بھرم ہوتا ہے کہ سوپن پرپنچ تو سنکلپ ماتر ہے اور جاگرت جگت ستیہ اور واستوک بھان ہوتا ہے یدپی اِن دونوں میں بھید کیول اُپادھی ماتر کا ہی ہے نہیں تو ایک ہی پُرش کے سوپن تتھا جاگرت جگت سنکلپ ماتر ہونے سے متھیا ہی ہے۔ بھگوت گیان کے اُس چمتکار اور رہسیہ کو سمجھنے کے لئے سوپن میں سوپنانتر کی کلپنا کرو۔ یہ سوپنانتر آتم سروپ بھگوت گیان کی تیسری اُپادھی کو کلپنا کر کے رچا گیا ہے کیونکہ سوپن اوستھا کا جگت دوسری اُپادھی سے رچا گیا تھا اور یہ سپشٹ ہی ہے کہ جب یہ پُرش سوپنانتر سے جاگے گا تو وہ دوسری اُپادھی والے سوپن جگت میں آئے گا اور تیسری اُپادھی والا سوپنانتر جگت ابھاو کو پراپت ہو جاوے گا کیونکہ اُس کی اُتپتی کا نِمت تیسرے درجہ کا سنکلپ بدل گیا ہے اب پھر وہی دوسرے درجہ کا سنکلپ سوپن پرپنچ پہلے کی طرح ستیہ ہو کر پرتیت ہو گا کیونکہ وہ ابھی تک اپنی اوستھا سے ہٹ کر پہلی جاگرت اوستھا کو پراپت نہیں ہوا۔ اِس لئے سوپنانتر کی اپیکشا سوپن ستایکت ہی پرتیت ہو گا اور جاگرت اوستھا کے آجانے پر سوپن اور سوپنانتر سمان روپ سے متھیا بھان ہوں گے جیسا کہ ابھی بتلایا گیا ہے کہ سوپن سوپنانتر کی اپیکشا ستیہ پرتیت ہوتا ہے اور جاگرت کے آجانے پر سوپن اور سوپنانتر دونوں ایک سمان متھیا درشٹی گوچر ہوتے ہیں ارتھات منوراج ماتر ہی سِدھ ہوتے ہیں اس لئے جو سنبندھ سوپنانتر کو سوپن اوستھا سے ہے وہی سنبندھ سوپن اوستھا کو جاگرت اوستھا سے ہے کنتو یہ دیرگھ کال سے چلا ہوا سوپن پرپنچ جسے جاگرت پرپنچ کہا جاتا ہے اور جو پرلے کال تک چلتا رہے گا مرن کال تک سچا دکھائی دیتا ہے اور اس سے اگلے نئے جنم میں پھر نیا پرتیت ہونے لگیگا۔

(مرتیو کے انتر) یہاں پر آچاریوں کا یہ کتھن ہے کہ جو جگت ہم آیو بھر دیکھتے رہے وہ مرتیو کال میں رات میں دیکھے ہوئے سوپن یا منوراج کے سمان بھاسنے لگتا ہے پرنتو جیسے سوپن سے نئی جاگرت میں آجاتے ہیں اسی پرکار مرتیو بھی ایک ندرا کے سمان ہے جس سے جاگ کر پرلوک روپی جاگرت میں آجاتے ہیں اور وہاں کے نرک سورگ آدی پرلوک سمبندھی اسرب لوہا ہم کو سچا بھان ہونے لگتا ہے پرنتو جیسے سوپن سے اُٹھ کر جاگرت جگت چر کال تک رہنے والا بھان ہوتا ہے اسی پرکار پرلوک بھی ہم کو ایسا ہی بھان ہونے لگتا ہے کہ اس جاگرت جگت سے بہت ادھک کال تک رہنے والا اور چر استھائی ہے اور اس جگت کی اپیکشا ستیہ اور ادھک سُندر ہے اس کی اپیکشا سے یہ جاگرت جگت ہم کو کیول کلپنا ماتر ہی انوبھو ہونے لگتا ہے اور جس پرکار جاگرت سے سوپن اور سوپن سے پھر جاگرت اور بار بار یہی چکر چلتا ہے اور جیون بھر چلتا رہتا ہے اسی پرکار پورن بودھ (تتو ساکشات کار) روپ واستو جاگرت ارتھات سروپ ساکشات کار پریت یہ لوک پرلوک میں آنا جانا ارتھات آواگون چکر چلتا ہی رہتا ہے اسی پرکار یہ جیوان سب منومئی سرشٹیوں میں بھرمن کرتا رہتا ہے کنتو پہلے سنکلپ سے رچت سرشٹی اپنے ہی دوسرے سنکلپ رچت سرشٹی سے ادھک ستیہ اور سُندر بھان ہوتی ہے اور پہلے کی اپیکشا دوسری سنکلپ رچت سرشٹی الپ کالین اور متھیا پرتیت ہوتی ہے۔ واستو میں دونوں لوک اور پرلوک منو ماتر اور کلپنا روپ ہی ہیں جو کہ ایک ہی بھگوت گیان کی انیک ترنگیں ہیں اور اُس میں کلپت ہی ہیں اور یہ تو سبھی جانتے ہی ہیں کہ کلپت وستو ادھشٹان سے بھن ستا نہیں رکھتی اور وہ ادھشٹان سروپ بھگوت گیان ستیہ اور سرو

آتم سروپ ہے اس لئے یہ سرب جگت لوک پرلوک اِس ادھشٹان سے بھِن کچھ ستّا نہیں رکھتا۔ پرلوک میں بھی اس منوشی سرشٹی کے انیک درجے ہیں جیسے پِتر لوک سُرلوک۔ بھور لوک۔ مہر لوک برہم لوک اتیادی۔ نیچے کا ہر لوک دوسرے کی اپیکشا سے ویسے ہی الپ ستّا والا ہے جیسے کہ سوپن جگت جاگرت جگت کی اپیکشا سے اتھوا جاگرت جگت پرلوک کی اپیکشا سے الپ کالین تتھا انتیہ ہے۔

(آشچریہ وارتا) برہم ودیا کے آچاریوں کا اس ساری ودیا کھیا سے یہ پریوجن ہے کہ جب یہ گیان دلو ایک پرکار کی کلپنا کو بدلتا ہے تو دوسری کلپنا کرتا چلا جاتا ہے اور آشچریہ یہ ہے کہ ہر آدمی سنکلپ دوارا رچیت جگت کو ستیہ اور دوسرے سنکلپ دوارا رچیت جگت کو متھیا انوبھو کیا کرتا ہے۔ واستو میں پہلے اور پیچھے کلپنا کئے گئے سبھی جگت کے پدارتھ سنکلپ ماتر ہونے سے بھرم روپ ہی ہیں واستو اور ستیہ نہیں اور اس تتو کا واستو بودھ تب ہوتا ہے کہ جب سبھی سنکلپوں کو وچار اور ابھیاس سے روکا جاوے اُس سمیہ سنکلپوں کے نہ رہنے سے چیتن ماتر ایک اور ادوتیہ ہی انوبھو ہوتا ہے اور اُس کے سوائے کچھ بھی موجود نہیں ہوتا۔ اُسی اوستھا کو تُریا کہا جاتا ہے اس سمیہ آتما کا درڑھ اپروکش ساکشات کار ہوتا ہے اور سدھ ہو جاتا ہے کہ جو بھی اناتم پدارتھ ہیں سب کے سب سنکلپ ماتر یا بھرانتی ماتر ہیں۔ شبھ کرم اور نشکام کرم اُپاسنا اور بھگتی۔ دھیان سمادھی آدی کرنے کا کیول ایک ماتر ہی پریوجن ہے کہ اُن سے ایک ادوتیہ برہم سروپ کے ساکشات کار میں پراپت نہیں ہوتی تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یا تو کوئی مانسک دوش یا پرتی بندھ ودیمان ہے یا پھر سادھن اور گیان ادرڑھ اور ادھورا ہے۔

پرشن نمبر ۲۸ بھگون! ایسا تو مجھے آپ کی کرپا سے سمجھ میں آ گیا کہ سبھی اناتم پدارتھ سنکلپ ماتر اور بھرانتی سے ہی ستیہ پرتیت ہوتے ہیں اور اُن کا ادھشٹان ایک بھگوت گیان سروپ برہم ہی ہے اُس کے ساکشات کار کے لیے سمادھی اور ابھیاس کی آوشکتا ہے کیونکہ کبھی ایسا پرتیت ہوتا ہے کہ اِس جگت کو کلپنا کرنے والا سرشٹا یا ایشور اس جگت سے ایسے ہی بھِن ہے جیسے کہ گھٹ کی اُتپتی سے کمہار اُس سے بھِن ہی ہوتا ہے اور وہی ہمارا اُپاسیہ دیو ہو سکتا ہے۔ کرپا کر کے میرے کو یہ سمجھائیے کہ کیسے میرا آتما یعنی بھگوت گیان اس جگت کا سرشٹا ہو سکتا ہے؟

گیان سروپ برہم ہی اِس جگت کا ابھن نمت اُپادان کارن ہے

اُتر۔ پیارے۔ جب یہ سدھ ہو گیا کہ سوپن جگت۔ جاگرت جگت اور پرلوک سبھی کا مُول اُپادان کارن ایک بھگوت گیان کا ہی سنکلپ ماتر ہے جو کہ اُس کی وِبھوتی۔ دمک یا چمتکار ماتر ہے جیسے کہ لال کی دمک لال روپ ہی ہوتی ہے اسی پرکار یہ سنکلپ بھی بھگوت گیان سے بھِن کچھ اپنی ستّا نہیں رکھتا۔ اِس بھگوت گیان کی کئی پرکار کی شکتیاں نام روپ مئے پدارتھوں کے بھِن بھِن آکاروں پر پرگٹ ہوا کرتی ہے اس لئے ایک ماتر ادھشٹان روپ ایک سچدانند برہم روپ آتما ہی ودیمان ہے۔ وہی سب چمتکاروں اور شکتیوں کا ایک ماتر نمت تتھا اُپادان کارن ہوتا ہوا بھی انیک روپ سے دکھائی دے رہا ہے ویسے ہی ہر ایک نام روپ والا پدارتھ جو دکھائی دیتا ہے اس کی اُتپتی پرمارتھ درشٹی سے کلپنا ماتر ہی ہے اور یہ سرب کو سدھ ہی ہے کہ کلپت پدارتھ اپنے ادھشٹان سے بھِن نہ ہونے سے بھگوت گیان سروپ ہی ہوتا ہے اس بھید یا رہسیہ کو جگیاسو سوپن سے جاگرت میں آنے پر ہی ٹھیک انوبھو کیا کرتا ہے کیونکہ سوپن اوستھا میں ندرا کے پربھاؤ سے اگیان کی پربلتا ہوتی ہے اِس کارن سے سوپن کے سرب نام روپ کو وہاں گیان سروپ نشچیہ نہیں کر سکتا بلکہ اُس کے برخلاف (وپریت) یہ جھوٹا سوپن جگت بھی جاگرت سمان ہی ستیہ ہو کر پرتیت

ہوتا ہے۔ پھر کبھی سوپن سے جاگنے پر یہ درڑھ نشچے ہو جاتا ہے کہ سرب سوپن پر پنچ ماتر ہی تھو مئے اور سنکلپ ماتر ہی تھا اور واستو میں سوائے گیان سروپ آتما کے کوئی وستو بھی ستیہ روپ سے ودیمان (موجود) نہ تھی۔ یہ بھگوت گیان سروپ کا اتینت آشچریہ روپ ولاس ہی ہے کہ جو استیہ کو بھی ستیہ پرتیت کرا رہا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر آشچریہ یہ ہے کہ سوئیم ہی بھگوت گیان ہر آکرتی اور ہر ایک وبھوتی یا ولاس میں پرگٹ ہوتا ہے پرنتو بھرانتی سے ایسا بھجنت ہوتا ہے کہ مرتکا میں ہی گھٹ آدی اتپن ہوئے اور کچھ کال رہ کر ستیہ پرتیت بھی ہوئے اور انت میں اسی میں ولین ہو گئے۔ یدپی ان سرب اوستھاؤں میں ایک مرتکا ہی اپنی نئی نئی وبھوتی اور آکرتی میں ہر نئی اوستھا میں پرگٹ ہو رہی ہے ایسے ہی ایک ست سروپ بھگوت گیان ہی جگت روپ سے پرگٹ ہو کر..........

اسی میں استھت ہوتا ہوا پنہ اسی میں ولین ہو رہا ہے ایسا پرتیت ہو رہا ہے۔ یدپی وہ گیان سروپ تتو ہی اپنی ہی نئی وبھوتی میں آتا ہوا بھی سوئیم آدی مدھیہ اور انت میں، ایک رس ادوتیہ سروپ سے سدا ودیمان ہے اور یہ بھی ایک وچتر بھول ہی ہے کہ وہ مرتکا میں گھٹ کو۔ سوت میں وستر کو اور رنگ میں چتر کو نیا اتپن ہوا ہوا سمجھا جا رہا ہے اور یہ پرتیت ہوتا ہے کہ مرتکا سے بھن کچھ دلکش وستو گھٹ نام کی بن گئی .... یا رنگ سے بھن کوئی چتر روپ پدارتھ بن گیا اور سوت میں کپڑا کچھ اور بن گیا اور جس کارن سے سادھارن بدھی پرش گو گھٹ کی اتپتی میں کمہار دستر کی اتپتی میں جلاہے اور چتر کی اتپتی میں چتر کار کی اوشیکتا پرتیت ہوئی اتنی ہے یہ بھی ایسے ہی سمجھ لیا کہ جگت کے پدارتھوں کی پرتیتی اور اپرتیتی (ہونے) دونوں ہی اتپتی والے ہیں اور ان کے لئے اوشیہ ہی کسی بھن سرشٹا کا بھی ہونا آوشیک ہے۔ ارتھات ان کو اتپن اور دلے کرنے والا کوئی سروگیہ سروشکتمان بھن ایشور اوشیہ ہی ہونا چاہیئے اس لئے اس پرش نے جگت سے بھن کسی جگت رچیتا ایشور کی بھی اپنے برہم روپ بھگوت گیان سے بھن کلپنا کرلی اور اس سروگیہ سروشکتمان پرماتما کو کہیں دوسری جگہ جگت سے باہر بھن ستا والا جان کر اس کو اپنا آپا سیہ دلو اسنشٹ روپ سمجھا اور یہ سرب بھرانتی بھی بھگوت پر گیان کا ہی دلکش ولاس یا چمتکار ہے جسے ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ودوانوں کا یہ کتھن ہے کہ اگر کوئی سمراٹ سوئیم ہی اپنی مہارانی کے سنمکھ پوشاک بدل کر اس کا سیوک بن کر آکھڑا ہو تو واستو میں وہ سمراٹ ہی رہتا ہے اور اس کے سمراٹ سروپ یعنی اپنے نجی سروپ میں کچھ بھی فرق نہیں پڑتا اور وہ سوئیم ہی سیوک اور سوامی (مالک) بن کر مہارانی کے سامنے استھت ہوتا ہے اور اس کے سروپ میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ پرنتو جنہوں نے اسے سمراٹ روپ سے نہ پہچان کر سے سمراٹ کا سیوک سمجھا یا اس کا سندیسہ لانے والا ہرکارہ سمجھا وہ ان کی اپنی ہی بھول تھی پرنتو اس کو بھلی پرکار سے پہچاننے والی مہارانی نے تو اسے سیوک روپ میں آنے پر بھی اپنی اندر کی نگاہ سے اسے اپنا پتی دیو ہی سمجھا تھا اور اس کا اچت آدر ستکار بھی کیا تھا اور سنگھاسن پر بیٹھایا تھا۔ اسی پرکار جو اس برہم سروپ بھگوت گیان کے واستو سروپ کو نہیں پہچانتے اور اس کے کربڑا اور ولاس کو نہیں سمجھتے وہ چاہے کتنے بھی اچھے کوٹی کے فلاسفر (دارشنک) اور ودوان ہی کیوں نہ ہوں چاہے لوگ انھیں کتنا بھی بدھیمان کیوں نہ بتلائیں یدی وہ اس کے واستوک سروپ سے پریچت (واقف) نہیں تو وہ سدا ہی اس سرشٹا کو سرشٹا روپ چینتن سے بھن سمجھ کر اس میں وواد ہی کرتے رہتے ہیں پرنتو درشٹی تو اس دانا (بدھی مئی) مہارانی کی بھانت اس کو ٹھیک ٹھیک پہچان کر اس کا ہر اوستھا میں آدر ستکار اور سنمان ہی کرتے ہیں اور اس کی ابھید حقیقی روپ سے پوجا اور آرادھنا کرتے ہیں۔

یہ بھید بھرانتی روپ بھول بڑے بڑے سمپرداییوں کے آچاریوں کو بھی ہوئی جنہوں نے اپنے کو بھگوان کا دوت اور سندیش لانے والا بتایا اور ایشور کا دوت ہونے کا ابھیمان کیا اور اس سدھانت کو منوانے کے لئے اپنے ودودھیوں پر

تلوار بھی چلائی اور اس بھید سدھانت کو نہ ماننے والوں کو ناستک ادھم کا فرآدی بھی کہا۔ اُن کی ہتیا کرنا اپنا دھرم سمجھا بلکہ ایسا کرنا جہان پنیہ بتایا۔ انھوں نے اس اپنے سدھانت کو ہر جگہ پھیلانے کا یتن کیا کیونکہ اُن کی نظر میں یہ سرشٹی پرماتما سے بھن ستا رکھتی ہے اس لئے اس کا آدر ستکار کرنا اُچت نہیں۔ یدپی وید سدھانت کو نہ جاننے کے کارن وہ سوئم ہی گھور اگیان میں تھا بھید بھاؤ میں پھنسے پڑے تھے اور اُن کو بھگوت کا چمتکار روپ اس سنسار میں بھید اُتپن ہو کر اُن کی درشٹی سے پرماتما سوئم ہی واستو میں اُوجھل اور پردہ میں معلوم ہوا اور انھوں نے جو تھا جگت کے روپ میں اسی پرماتما کو اُپادھی دھارن کیا ہوا نہ سمجھا بلکہ اُس سے بھن ستا والا مان لیا۔ کچھ بھی ہو۔ ہم اس وچار کو ادھک وستار نہیں دینا چاہتے کیونکہ مت متانتر کے پکش پاتی اور مت اندھ لوگ یہاں پر وواد اور جھگڑے پر اُتر آتے ہیں یدپی یہ کیول بھرم اور پکش پات ہی ہے اور یہ سب لیلا اور اُن کے ذوق ہے کہ ابھیمان سب ہی بھگوت گیان کے چمتکار وبھوتیاں اور ولاس ہیں یا یوں سمجھو کہ اُس کے کوتک اور لیلا ہی ہیں جس کو تتو سا کشات کار کئے بنا کوئی بھی جان نہیں سکتا اور نہ ہی اُس کا نرنے ہی کر سکتا ہے۔

(واستو سدھانت) برہم ودیا کے آچاریہ اس سدھانت کو مانتے ہیں کہ واستو میں بھگوت گیان سروپ برہم کے بنا نہ تو کوئی سرشٹی کی ہی ستا ہے اور نہ اُس سے بھن کوئی سرشٹا ہی ہے کیونکہ جب کوئی بھن سرشٹی ہو تو سرشٹا روپ ترشٹ اُس سے بھن رچنے والا ہو بلکہ ایک شدھ تتو ہی اپنی مہما میں نروکار روپ سے ورا جمان ہے اور اُس کی وبھوتی یا ولاس کے بدلنے سے سرشٹی اور سرشٹا کو بھن بھن تیار تھ تتو نشچے کر لینا یہی واستو میں ناستکتا ہے۔ درشٹانت میں جیسے دیودت لیٹا تھا اور پھر وہ کھڑا ہو گیا تو وہ اپنے سروپ سے بھن کچھ ہو نہیں گیا۔ کیول یہ اُس کا ولاس۔ مہما اور وبھوتی ہی ہے کہ دوسرے روپ میں پریت ہو رہا ہے اور اپنی اصلی حالت میں بھی موجود ہے اُس کے ایسا کرنے سے کوئی نئی وستو نہ تو بن گئی اور نہ ہی کھوئی گئی اور نہ اُس کا دوسرا کوئی رچیتا یا بنانے والا ہی ہے۔ سرشٹی اور پرلے دونوں برہم کے ہی سُوروپ کی وبھوتیاں ہیں اس کی ہر ایک وبھوتی ایک کے پیچھے دوسری نئے نئے روپ میں پرگٹ ہوتی ہوئی بھی ہر حالت میں ادھشٹان سروپ آتما نروکار ہی رہتا ہے۔ واستو میں نہ کچھ پیدا ہی ہوتا ہے اور نہ ناش ہی ہوا کرتا ہے اور جب کچھ واستو میں اُتپن یا ناش ہی نہ ہو تو اُتپتی کرتا اور ناش کرتا کیسے مانا جاوے وہی برہم بھگوت گیان سروپ سدا اپنی مہما میں ایک رس نروکار روپ سے وِدیمان ہے۔ اس لئے یہ سب اُتپتی اور پرلے تیرے آتما روپ بھگوت گیان کی ہی وبھوتیاں اور ولاس ہیں اور واستو میں تیرے سروپ سے جدا کچھ بھی نہیں!

پرشن ۲۹ بھگون! یہ کیسے مان لیا جاوے کہ کوئی بھی وستو اُتپن یا ناش نہیں ہوتی۔ ہمیں تو سنسار کی سبھی وستوئیں اُتپتی اور وناش والی ہی درشٹی میں آتی ہیں۔ کرپا کر کے پھر سے سمجھائیے کہ کیسے ایک ہی برہم نروکار روپ سے سوئم ودیمان رہتا ہوا اپنی پرکرتی سے بھی کچھ اُتپن یا ناش نہیں کرتا؟

آتما روپ برہم سدا نروکار ہی رہتا ہے اور سبھی جگت آدی واستو میں کچھ بن نہیں جاتا

اُتر۔ پیارے! یدی شرد ھا پوروک اس تتو کا اور گمبھیرتا سے تم وچار کرو تو تمھیں جلدی ہی نشچے ہو جائے گا کہ ہر ایک وستو اس آتم روپ سے بھن نہ ہونے سے نروکار اور ایک رس ہی ہے اور وہ نروکار اور ایک رس آتما ادھشٹان روپ ہی ہے اُس میں کیول دکھائی دینے مات ستھیا آکرتی روپ وکار ہوتے ہیں اور یہ سب کو پرتکش ہے کہ جل گرم ہو کر بھاپ (ہوا) کی شکل میں بدل جاتا ہے اور وہ ہوا پھر جل کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے ارتھات آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ملاپ سے جل بن جاتا ہے اس کا انوبھو عرق نکالنے والے یَنتر سے سپشٹ روپ میں ہوا کرتا ہے۔ اس میں سندیہ نہیں کہ جو تتو

والیو روپ سے موجود تھا وہی جل روپ میں پرگٹ ہو گیا پرنتو مند بدھی پرش یہ سمجھنے لگتا ہے کہ والیو نشٹ ہو گئی اور جل نئے روپ سے پرگٹ ہو گیا۔ یہ نیم کیول جل اور والیو تک ہی سیمت نہیں بلکہ چاروں مہا بھوت ہی پرتھوی سے والیو تک اسی پرکار آپس میں بدلتے ہی رہتے ہیں اس لئے نیائے شاستر نے پرتھوی سے لے کر آکاش تک سبھی بھوتوں کا مول کارن پرکرتی کو ہی مان لیا ہے اور یکتیوں سے یہ سدھ کیا ہے کہ مول پرکرتی ہی ان سبھی بھوتوں کے روپ میں پرگٹ ہوتی ہے اور جگت کے سبھی پدارتھ انہی بھوتوں سے ہی بنے ہیں اور پھر یہ سب بھوتک پدارتھ اپنے اس کھائی دینے والے باہری روپ کو پرکرتی میں ہی کھو دیتے ہیں اس طرح اس سارے سنسار میں پریورتن ہوتا رہتا ہے اس لئے سنسار کا پرکرتی روپ اور پرکرتی کا سنسار روپ دھارن کرتے رہنے سے اس میں ذرا سی بھی کوئی وستو ناش کو پراپت نہیں ہوتی۔ صرف آکرتیاں ہی بدلتی رہتی ہیں۔ یدپی نیائے کیول یہاں تک ہی پہنچتے ہیں کنتو اس نام روپ مئے سرب جگت کے آدھار کو انھوں نے جڑ پرکرتی روپ مان لیا ہے۔ ان کے سدھانت میں اس سنسار کا ادھشٹان چیتن روپ آتما نہیں۔ اور ان کا آتما گو اپنے نج سروپ سے جگت کا ادھشٹان نہ ماننا یہ بھی اسی چیتن آتما ہی کی وچتر وبھوتی کے ہی کارن ہے کیونکہ واستو میں چیتن روپ ادھشٹان میں یہ سنکلپ ہی ترنگ کی بھانتی ہر آکار میں بدلتا ہے اور یہ وچتر بات ہے کہ وہ چیتن جب اپنے سنکلپ روپی شکتی کا آشرے لے کر بھوتک پدارتھوں کے آکار میں پرگٹ ہوتا ہے تو اس اوستھا میں یہ آتما اپنی آورن روپ شکتی سے آپ ہی آورت ہوئے کے سمان ہوا کرتا ہے اور واستو سروپ میں پرتیت نہیں ہوتا بلکہ وہ اگیان روپی آورن جڑ ہونے سے وہ ادھشٹان روپ چیتن آتما بھی جڑ کے سمان بھان ہوتا ہے اور جب وہ آتما کی مایا شکتی بھن بھن سنکلپوں یعنی برتی گیان کے روپ میں بدلتی ہے تو وہ اپنے ادھشٹان کو بجائے ڈھکنے کے اس کو پرگٹ کرنے والی بن جاتی ہے اور اس شکتی کا انوبھو ہمیں سوپن اوستھا میں ہوا کرتا ہے کیونکہ یہ تو سب جانتے ہی ہیں کہ سوپن اوستھا میں کیول منومئی آکرتیاں ہی ہوتی ہیں اور ان سب کا ادھشٹان گیان سروپ آتما ہی ہے پرنتو جہاں تک تو یہ گیان سروپ آتما کیول آکاش سے پرتھوی آدی بھوتوں کے روپ میں پرگٹ ہوا کرتا ہے تو اس اوستھا میں اُپادھی جڑ ہونے کے کارن اپنے واستو سروپ سے پرگٹ نہ ہو کر بھوتک جگت کے جڑ نام روپ میں پرگٹ ہوا کرتا ہے اور چیتنیہ سروپ سے پرگٹ نہیں ہوتا۔ چھپا سا رہتا ہے اور جب وہ آگے وستار کو پاکر پران دھاری جیووں کے روپ میں پرگٹ ہوتا ہے تو اس میں بھگوت گیان جیوتیوں کی جیوتی روپ میں پرگٹ ہوا کرتا ہے اور اپنی سوئیم پرکاش روپ مہما میں پرگٹ ہونے لگتا ہے اور یہ الپنا پرتیت ہونا اسی بھگوت گیان کے ولاس روپ وچتر رہسیہ ہیں جہاں نیائے شاستر کے ودوان ابھی نہیں پہنچ سکے۔ اس لئے نہ تو گیان سروپ آتما سے بھن کوئی جڑ پرکرتی کی ہی ستا ہے اور نہ اس کے کاریہ روپ جگت کی۔ اسی ہیتو سے یہ سارے کا سارا پرکرتی وکرتی روپ (کارن کاریہ روپ جگت) آتما سے بھن ستا والا نہیں ہے کیول ایک گیان سروپ یا برہم سروپ آتما ہی اپنی مہما میں آپ وراجمان ہے اور اس میں سنکلپ روپ ترنگ ہو کر آکرتی میں دکھائی دیتا ہوا اپنے واستو گیان سروپ کا ہی سوئیم انوبھو کر رہا ہوتا ہے۔

پرشن نمبر ۳۔ بھگون! یہ تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ بھگوت گیان ہی اپنی مہما میں آپ استھت رہتا ہوا انیک جڑ پدارتھوں کے آکار میں پرگٹ ہوتا ہے پرنتو یہ سب اُتپن ہوئے بھوتک پدارتھ یدی کیول سنکلپ ماتر ہی ہیں تو کسی بھی کلپت پدارتھ سے جیسے کوئی بھی پربھاو یا اثر دوسرے پر نہیں پڑتا تو ان کا بھی کوئی واستوک اثر کسی پر بھی کچھ نہ پڑتا جیسے کہ کلپت آگ تصویری شکل میں پرگٹ ہوئی ہوئی ہماری روٹی وغیرہ نہیں پکا سکتی اور سوپن کے یا منومئے پدارتھ کا کوئی پربھاو کسی دوسرے جاگرت پرش پر نہیں پڑتا دکھائی دیتا اور انھیں سرب جگت

پدارتھوں سے ہمارے سریر پر جو جن سدھ ہوا کرتے ہیں اگنی سے گرمی اور جل سے شیتلتا ملتی ہے پھر یہ سنکلپ ماتر کیسے ہو سکتے ہیں۔ کرپا کر کے کھول کر سمجھائیے؟

اکہری اور دوہری کلپنا والا جگت

اُتّر۔ پیارے! اس سدھانت کو سمجھنے کے لئے اپنی بدھی کو کچھ اور سوکشم کرو۔ اور اگیا گرت سے برہم ودیا کے گوڑھ رہسیہ کو سمجھنے کا پریتن کرو تو تمھیں سدھ ہو جاویگا کہ شاستر جو کچھ کہہ رہا ہے بالکل ستیہ ہے۔ دیکھو جاگرت اوستھا بھی سوپن کے سمان ہی گیان سروپ کا سنکلپ ماتر ہے پھر بھی بھگوت گیان کی وچتر شکتی سے ایسا ہر کسی کو گیان نہیں ہوتا کیونکہ سوبھاو سے ہی یہ گیان سروپ آتما کارن کاریہ بھاو سے رہت سرودا شُدھ روپ ہی ہے اور اُس کا کارن کاریہ اتھوا کسی کریا سے سنبندھ کیول کلپت تتھا منو مئی ہی ہے کیونکہ جس سمیہ سوپن میں اگنی کی کلپنا کی جاتی ہے اُسی سمیہ اُس میں پرکاش کرنے اور جلانے کی بھی کلپنا ساتھ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جل کی کلپنا کے ساتھ ہی ساتھ ٹھنڈک اور بہہ جانے کی کلپنا بھی سم کال میں ہو جاتی ہے اور اُسی دوہری گُن گُنی بھاو کی کلپنا کے کارن جاگرت اور سوپن کے دونوں باہر اندر کے پرپنچ اپنے اپنے کال میں ستیہ بھان ہو جاتے ہیں اور جہاں منو راج اتھوا چتر مئی (تصویری) اگنی میں اُس کے گنوں اور پربھاو کی کلپنا نہیں ہوتی اور کیول پدارتھ ماتر کی اکہری کلپنا ہوتی ہے وہاں پدارتھ کے پریت ہو جانے پر بھی اس کا گن پربھاو ستیہ روپ سے انوبھو میں نہیں آتا جیسے کہ رجو میں کلپت سرپ کی پرتیتی تو ہوتی ہے پرنتو آج تک اس نے کسی کو ڈسا ہو ایسا دیکھا سنا نہیں گیا کیول سرپ کی ہی ادھیاس کال میں پرتیتی ہوتی ہے اور سوپن اور جاگرت میں سرپ کی پرتیتی کے ساتھ ہی ساتھ اُس کے ڈنگ لگانے کی شکتی بھی انوبھو ہوتی ہے۔ اگرچہ جاگرت سوپن اور منو راج میں وہ کلپت ہی ثابت ہو چکا ہے اس لئے تمھیں اس جاگرت جگت کے پدارتھوں کو بھی سوپن اور منو راج کی طرح کلپت ہی نشچے کرنا چاہیئے۔ اس میں کنچت ماتر بھی سندیہ نہیں کرنا چاہیئے۔

پرشن ۳۱ بھگون! یدی جاگرت سوپن اور منو راج سب ہی ایک سمان کلپت اور سنکلپ ماتر ہے تو ان کا پرسپر بھید کس کارن سے ہے کہ جاگرت کے سانپ سے ڈسا ہوا تو مر جاتا ہے اور سوپن کے سانپ کے ڈسنے سے مرتا جیوت ہی رہتا ہے اور منو راج کا سانپ تو ڈستا بھی نہیں ہے؟

جاگرت اور سوپن سرشٹی میں بھید

اُتّر۔ پیارے! یہ سب پرسپر کے بھید آدی سرشٹی کے سرشٹا بھگوت گیان کی وچتر شکتیوں کے کارن ہی ہے ساری شکتیوں کے بھید کا ورنن کرتے ہوئے برہم ودیا کے آچاریوں نے بتلایا ہے کہ جگت کا اُپادان روپ سے پرگٹ ہونا بھگوت گیان کی سنکلپ شکتی جب جگت کی اُتپتی کے لئے پرورت ہوتی ہے اس سمیہ جس کے جو جو آکار گن آدی کی کلپنا ہوا کرتی ہے وہی آدی سنکلپ یا اُس کا سوبھاو یا نیت کہلاتی ہے اور نیتی کال کے انتر سوپن۔ آدی میں ہونے والی کلپنا روپ شکتی کو سادی (پیچھے کا) سنکلپ کہا جاتا ہے اس پرکار کیول ایک پرکار کے سنکلپ سے کلپت آکرتیوں کا ہی یہ کارن کاریہ بھاو ہوتا ہے اور انہی کا ہی پرسپر سادھک بادھک بھاو بھی ہوا کرتا ہے۔ پرنتو آدی سنکلپ سے کلپت آکرتیوں کا دوسرے (سادی) سنکلپ یعنی منو راج سے کلپت آکرتیوں میں کارن کاریہ بھاو یا آشریہ آشرت بھاو نہیں رکھتے۔ اس وچتر بھید اور وشیشتا کے کارن آدی سنکلپ رچت وستوئیں آپس میں کارن کاریہ بھاو تو رکھتی ہیں اور ایک دوسرے میں

دکھائی ماتر ہی دیتا ہے کیونکہ وہ سادی سنکلپ کا کاریہ ہے پرنتو اُس رجو میں سرپ کلپنا کرنے کے ساتھ ساتھ ایک منشیہ کا دیہہ اُس سے ڈسا جاتا ہوا کلپنا کر لیا جاتا تو منشیہ اور سانپ دونوں ہی سمان ستا والے ہونے سے وہاں بھی ڈنک کا لگنا ضرور انوبھو ہوتا اسی کارن سے سوپن میں سانپ اور پرش دونوں کی کلپنا سمان ستا والی ہونے سے ارتھات سادی سنکلپ کا کاریہ پراتی بھاسک ستا ہونے سے وہاں اُس پرش کو ڈنک لگتا اور وہ دکھی ہو کر مرتا بھی دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ جاگرت کال میں منوراج میں بھرانتی روپ سرپ کی آکرتی سادی سنکلپ سے ہی کلپت ہوتی ہے اور دوسرے باہر کے جاگرت بیدارتھ آدی سنکلپ کے رچت ہوتے ہیں اس لیے آدی سنکلپ والے پدارتھوں سے پربھاوت نہ ہونے پر اس منوراج کے سنکلپ سرپ کے ڈنک سے پربھاوت نہیں ہوتا ارتھات جاگرت کا پرش منوراج کے سانپ سے ڈسا نہیں جاتا اور اس کارن آدی سنکلپ رچت پدارتھ سچے اور سادی سنکلپ رچت پدارتھ متھیا کلپنا ماتر پرتیت ہوتے ہیں اور سوپن کال میں سرب سادی سنکلپ سے پیدا ہوئی ہوئی سانپ اور منشیہ کی سرشٹی ہی ہوتی ہے اس لئے وہاں کے سرپ آدی سے سوپن کا منشیہ سچ مچ ڈسا ہوا سا بھان ہوتا ہے۔ واستو میں کیا جاگرت کیا سوپن اور کیا منوراج سرشٹی سب ہی سنکلپ ماتر ہونے سے متھیا ہی ہے اور جب سوپن سے پرش جاگ کر جاگرت میں آتا ہے تو یہ آدی سنکلپ رچت جاگرت جگت سچا اور سوپن جگت جھوٹا اور متھیا بھان ہوتا ہے اور یہاں آتے ہی نہ تو سوپن سرشٹی کا سانپ وغیرہ ہی رہتا ہے اور نہ سوپن میں ڈسا ہوا پرش ہی رہتا ہے اور سمجھ جاتا ہے کہ سوپن جگت کلپنا اور بھرانتی ماتر ہی ہے۔

پھر بھی جن جن سنکلپوں کی درڑھتا اس استھول جاگرت والے دیہہ میں ہوا کرتی ہے اُن میں اسی گاڑھتا کے کارن ان کا پربھاؤ جاگ کر بھی دیکھا کرتا ہے جیسے کہ سوپن کی استری سے سوپن درشٹا پرش سے جب اپنا بھوگ ولاس ہوتا ہے تو اپنے شریر کے سمان وہاں بھی سوپن درشٹا اپنے شریر کے ہونے سے اور درڑھتا ادھک ہونے سے جاگ کر بھی دیکھتا ہے کہ ویریہ پات ہوا ہوا ہے اسی طرح اتی بھیے دائک شیر آدی کو دیکھ کر چلا بھی اٹھتا ہے مگر کومل سنسکاروں کا یہ پربھاؤ نہیں ہوتا کیونکہ اُن میں درڑھتا نہ ہونے سے یہ نیم نہیں رہ جاتا اور کلپنا کرو کہ سوپن میں اُسے سرپ نے کاٹا اور وہاں دکھی علوم ہوئی تو وہاں دونوں ہی سرپ اور پرش سادی سنکلپ کی رچنا ہیں اور جاگرت دیہہ پر اُن کا کوئی پربھاؤ نہیں پڑتا۔ کیونکہ جاگرت دیہہ آدی سنکلپ رچت تھا اور سرپ سادی سنکلپ رچت تھا اور جاگ کر اپنا جاگرت دیہہ تو دیکھتا ہے پرنتو سوپن دیہہ یا سوپن کا سانپ نہیں دکھائی دیتا اس لئے یہ سمجھتا ہے کہ مجھے سانپ نے نہیں ڈسا بلکہ یہ سمجھ جاتا ہے کہ سوپن کا سانپ۔ سوپن کا پرش اور اس کا ڈسا جانا اور درد سب ہی ندرا کے کارن بھرانتی روپ ہی تھا اسی لئے وہ متھیا تھا۔ یہ سب کھیل آدی سنکلپ اور سادی سنکلپ روپ بھگوت گیان کی وچتر شکتیوں کے کارن ہی تھا۔

پرشن :- ہے بھگون! اس ساری ویاکھیا سے تو یہ ہی سدھ ہوا کہ جیسے سوپن جگت کا متھیا تو جاگرت میں آجانے سے اپنے آپ بنا کوشش کے ہو گیا اسی پرکار بنا کسی سادھن وچار آدی کے ہی جاگرت جگت بھی سوپن میں یا مرتے وقت متھیا نشچے ہو جائے گا اور ٹھیک ٹھیک بودھ اپنے سروپ کا بھی اپنے آپ ہی ہو جاوے گا۔ تو پھر نہیں وچار ویراگیہ ابھیاس آدی سادھنوں کی کیا آوشیکتا ہے؟

پورن بودھ کی آوشیکتا

اُتر :- پیارے! تیرا یہ پرشن کچھ اور گہرے وچار کی ضرورت رکھتا ہے۔ یدی تو دھیان پوروک ذرا سو کشم بدھی کو لے کر وچار کرے گا تو تیرا یہ بھرم بھی جلدی ہی دور ہو جاوے گا۔ تجھے کبھی ایسا وشواس نہیں کرنا چاہیئے کہ جیسے سوپن جگت

کا پربھاؤ جاگرت کال میں نہیں رہتا ایسے ہی جاگرت اوستھا کے پدارتھ اور اُن کا پربھاؤ اپنے آپ ہی بنا وچار آدمی کے سوپن کال میں نرمُول ہو جاویں گے۔ کیونکہ آج تک انیک بار سوپن پر بلکہ ہر جنم میں پچھلا دیہہ تیاگ کر نیا دیہہ گرہن کرنے پر بھی یہ آدمی سنکلپ رچت جگت مُول سے نہیں اُکھڑ سکا۔ اور ہر جاگرت میں پھر ویسے کا ویسے ہی ستیہ روپ پرتیت ہوا کرتا ہے۔ یدیپی روگی آدمی جب سوپن میں اپنے کو سوستھ رُوپ سے دیکھنے لگتا ہے اور جاگرت کے روگ اور دُکھوں کو اپنے میں نہیں دیکھتا پھر بھی جاگرت میں آکر پھر دوبارہ ویسا ہی دُکھی اپنے کو مانتا ہے۔ یہاں اِس دشٹیہ تیا سے ہم ودیا کے آچاریوں کا یہ کتھن ہے کہ سادی سنکلپ آدمی سنکلپ کا ہی چھپایا اوستھا سنکلپ ہے اور وچار درشٹی سے جانا جاتا ہے کہ چھپایا کا چھپایا والے پرش سے ابھید ہوتا ہے اِس پرکار اوستھا سنکلپ سے رچت پدارتھوں کا اپنے آدی سنکلپ رچت پدارتھوں سے ابھید تا کا ہی استندھ ہے اسی کارن تدرا اوستھا آنے پر سوپن میں ہم بھرانتی وش اپنے کو جاگتا ہوا ہی سمجھتے ہیں اور وہاں کی سرشٹی کو سچا ماننے لگتے ہیں جھوٹا نہیں سمجھ پاتے۔ ہاں سوپن اوستھا میں یدی جاگر کال کے درڑھ ابھیاس سے یہ وچار آجاوے کہ وہ سوئم اپنی رچی ہوئی سوپن سرشٹی سے بھِن ستا رکھتا ہے تو نشچیت رُوپ سے وہاں کی سوپن سرشٹی اُس ندرا کال میں بھی متھیا بھان ہونے لگے پرنتو بھگوت گیان کی وچتر سنکلپ شکتی سے اُسے ایسا وویک ہو نہیں پاتا اور نہ ہی وہ سوپن جگت سے کبھی بھِن اپنے کو درشٹا یا ساکشی ہی سمجھتا ہے اور نہ ہی وہاں سوپن جگت اُسے متھیا نشچے ہوتا ہے سرہم ودیا میں یہ بھی نشچیہ ہوا ہے کہ اِس اوستھا سنکلپ کے پریورتن سے مُول سنکلپ نہیں بدلتا۔ ویسے کا ویسا ہی رہتا ہے کنتو مُول سنکلپ کے بدل جانے سے اوستھا سنکلپ اوشیہ بدل جاتا ہے اور اِس وچتر رہسیہ کے کارن یہ جاگرت جگت ہماری سوپن اوستھا میں نہیں بدلتا پرنتو جاگرت جگت میں پریورتن آجانے پر سوپن جگت میں پریورتن اوشیہ آجاتا ہے اور جب پھر سوپن میں جاتا ہے تو پھر نئی سرشٹی کی رچنا کر لیتا ہے۔ جیسے سوپن میں مارا ہوا پرش جاگرت میں زندہ ہو جاتا ہے مگر جاگرت میں مارا ہوا وہی شخص سوپن میں زندہ نہیں ہو سکتا۔ اِس طرح سوپن جگت میں پریورتن ہونے پر بھی باہر کا جاگرت جگت باہر بنا ہوا ہی رہتا ہے اُس میں کوئی پریورتن نہیں ہوتا۔ اس پرکار کے گمبھیر رہسیہ اور سوکشم تتھا گُوڑھ سدھانت بھگوت گیان کے بارے میں سنسکرت کے گرنتھوں میں آچاریوں نے وستار سے کتھن کئے ہیں۔ ہم نے اُن میں سے تھوڑی سی سُگم یکتیاں یہاں سمرپن کی ہیں جن کا ورنن کرنا ضروری سمجھا ہے۔ وستار سے دیکھنے کی اِچھا والے جگیاسو مانڈوکیہ کاریکا اور شنکر بھاشیہ سہت برہم سوتروں کو اور اُپنشد آدی مولک گرنتھوں کو آچاریہ دوارا پڑھ کر منن کریں اور پھر ندھیاسن کر کے ستیہ وستو کا انوبھو کریں۔ ہمارا اِن رہسیوں کے ورنن کرنے کا ایک ماتر پریوجن یہ ہے کہ جاگرت اور سوپن جگت دونوں ایک ہی بھگوت گیان کے ہی سنکلپ اور وِلاس ماتر ہیں۔ اِن یکتیوں کا منن ندھیاسن کرنے سے جاگرت اور سوپن جگت میں ستیہ اور متھیا بھاؤ کا جو درڑھ بھرم ہماری بدھی میں بیٹھا ہے وہ نہیں رہتا۔ وچار پوروک دیکھنے سے دونوں ہی جگت (جاگرت اور سوپن) سنکلپ روپ ہونے سے متھیا اور بھرم ماتر ہی سدھ ہوتے ہیں اس لئے واستو میں اپنے ادھشٹھان روپ بھگوت گیان سے بھِن کوئی سوتنتر ستا نہیں رکھتے۔ جو کچھ بھی دِکھائی دے رہا ہے وہ سب ہی منومئے سنکلپ ماتر اور پر گیان سروپ کا ہی وِلاس ماتر ہے اور نشچے کرنا چاہیے کہ وِلاس اپنے ادھشٹھان سے بھِن کوئی ستا نہیں رکھتا۔ اِس سے یہ سدھ ہوا کہ سرب جگت برہم روپ ہی ہے اور یہ جگت بھی برہم سروپ بھگوت گیان کا وِلاس ہونے سے اُس سے بھِن نہیں وہی رُوپ ہے۔ گیانوان کو جگت میں سدا ہی برہم درشن ہوا کرتے ہیں جو کہ اُس کا اپنا سروپ ہے۔ ہماری اس ساری ویاکھیا کا سار یہ ہے کہ بھگوت گیان سے بھِن کچھ بھی ستیہ روپ سے موجود نہیں اور یہ سرب درشٹی گوچر جگت اُسی کا وِلاس یا منومئی سنکلپ ماتر ہے۔

اس پرکار بھگوت گیان کی دو پرکار کی وبھوتی ہے۔ پہلی وبھوتی میں یہ سب واہیہ آکرتیاں وگیان مئی اور منو راج ماتر ہیں اور دوسری وبھوتی وہ ہے جس میں تمام جگت آکرتیوں کا بادھ ہو جاتا ہے۔ پہلی وبھوتی میں اُس کا ہی سگن سروپ سے درشن ہے اور جب کوئی آورن وکشیپ یا اُس کی ستیہ روپتا کی واسنا بھی نہیں رہتی وہ اُس کی نرگن اوستھا ہے اور یہی اس کا شُدھ سروپ ہے۔ گیانوان بوہار کال میں تو جگت کے پدارتھوں کو کھیل ماتر دیکھتا ہوا بھی سگن برہم کے درشن کرتا ہے۔ اور منونرودھ یا سمادھی میں سرب درشیہ سنسار کا بادھ کر کے اور سروپ میں لین کر کے اپنے نرگن سروپ میں آنند پوروک استھت ہوتا ہے اس پرکار جاگرت سوپن ادبھیات استھان میں اور پھر تریا روپ سمادھی میں سروداکال ہی بھگوت گیان سروپ کا ہی آتم روپ سے درشن کرتا ہے۔ تم بھی اس وچار کا آشرہ لیکر اسی آنند کا انوبھو کرو جاگرت آدی میں سگن برہم کا اور تریا اوستھا میں اپنے ہی نرگن سروپ کا انوبھو کرو جہاں سرب اناتم جگت کا ابھاو ہے اس پرکار ہر اوستھا میں برہم کا ہی ساکشاتکار کرتے ہوئے اسی میں آنند مان رہو۔ تم اب خود اس انوبھو کرنے سے گیانوان تے پد کو پراپت ہوئے ہو اور کیولیہ کے ادھکاری ہو چکے ہو۔

پرشن ۳۲۔ بھگون! آپ کی اپار کرپا سے مجھ کو یہ تو درڑھ نشچے ہو گیا ہے کہ یہ سرب جگت بھگوت گیان سروپ میں ادھیست ہی ہے اور اس میں ہر ایک پدارتھ اُس کا ولاس ماتر ہی ہے اور یہ ولاس جل میں لہروں کی بھانتی اپنے ادھشٹان برہم سروپ سے بھِن کچھ ستا نہیں رکھتے پرنتو مجھے ابھی یہ پتہ نہیں لگ رہا کہ میرے اپنے سروپ کا اُس گیان سروپ برہم سے کیا سنبندھ ہے کیا میں بھی جگت کی بھانتی اُس میں ادھیست ہی ہوں یا اُسی کا انش روپ ہی ہوں اس لیے کرپا کر کے میرے واستو سروپ کے بارے میں کھول کر سمجھائیے۔

اُتّم پد

اُتّر۔ پیارے! تیرا پرشن اُچت ہی نہیں بلکہ آوشیک بھی ہے۔ تیری جگیاسا کو دیکھ کر مجھے بہت پرسنتا ہوئی ہے۔ اس وشیہ میں تجھے جو کچھ کہنا ہے دھیان سے سُنو!

اوپر کے ودیا کھنڈان میں ہم نے "سروم کھلودم برہم" کا سدھانت تیرے کو سمجھایا تھا۔ وہاں ہم نے برہم کا گیان سروپ سے ورنن تو کیا پرنتو اُس کا آتم روپ سے ورنن نہیں کیا۔ اب اس اوسر پر تجھے برہم کا آتم سروپ سے اُپدیش "ایم آتما برہم" کے آدھار پر ہو گا۔ "سروم کھلودم برہم" کے سدھانت میں آرُڑھ ہونے سے تم ایک اُتّم ادویت پد کو پراپت ہوئے ہو اور اُس اُتم آسنا کے پھل سروپ تم کو یہ اُتم سم درشٹی پراپت ہوئی ہے کہ تم یہ تو جان ہی چکے ہو کہ ادھشٹان سروپ بھگوت گیان سے بھِن کچھ بھی ستیہ سروپ سے ودیمان نہیں ہے اور جو کچھ یہ جگت ماتر تم دیکھ رہے ہو یا سن رہے ہو وہ سب نام روپ مِتھیا ہونے سے ایک ادھشٹان سروپ گیان ہی تو ہے جیسے کہ متھیا سرپ تو کچھ بھی نہیں کیول جو ہی ہے اس سے بھگوت گیان کی اپار مہانتا کو تم سمجھ ہی گئے ہو گے۔ یہ سرب برہم روپ ہونے کا نشچے اور اُسی کا سردتر چنتن تم کو سدا ہی اُس کے سنمکھ رکھنے سے ایسا پد پراپت کرتا ہے جیسے کہ منتری سدا ہی راجا کے دربار میں رہ کر جہان آدر ستکار اور ایشوریہ کو پاتا ہے۔ اور اُس برہم کے جو جو وششٹ رہسیہ تم نے پچھلے ودیا کھنڈان میں انوبھو کئے ہیں وہ سوائے اس کے سا سمیپ رہنے والے گیان وان رُوپ مہامنتری کے اور کوئی جان سکتا ہے۔ ڈاکئے اور سندیشے لانے والے دُوت جو کہ تجھ سے بھی نیچے پد کو پراپت ہیں بھلے اُن کے گوڑھ رہسیوں کو وہ کیسے جان سکتے ہیں۔ دُوت آدی کو تو کیول اپنی سادھارن مَتی کے انوسار ہی اُن رہسیوں کو چھوڑ کر کیول سنی سنائی باتوں کا ہی گیان ہوتا ہے۔ (الا بجائے؟)

کی باتوں پر بھروسہ کرنے والے وکتی اس کے گوڑھ اور گُہیہ رہسیوں کو نہ تو سن ہی سکتے ہیں اور یدی کسی پرکار سُن بھی لیں تو اُن کو ماننے میں کیول سنکوچ ہی نہیں کرتے بلکہ وشواس بھی نہیں کرتے اور ان وکتیوں کی اوستھا تو اُن لوگوں کے سمان ہے جو کہ پردھان منتری سے تو بھینٹ نہیں کرتے اور چھوٹے چھوٹے ادھیکاریوں چپراسی آدی پر بھروسہ کر کے مہاراج سینبندھی باتیں سُن کر ڈر جاتے ہیں۔

یدی منتری پد بہت اونچا ہے اور جانکاری ادھک ہونے سے اُدھک آدر بھی پاتا ہے پرنتو اسکو دوسرے ساد ہارن وکتیوں کی اپیکشا بھے بھی بہت ادھک ہی ہوتا ہے کیونکہ مہاراجہ کے اُچّیہ ادھیکاروں اور مہان شکتیوں کو بھلی بھانتی سمجھتا ہے اس لئے اس پد پر پہنچا ہوا یہ ادھیکاری برہم سروپ کے سمیپ رہتا ہوا بھی اُس کی سروشکتیمانتا سے بھید بدھی کے کارن بھے بھیت بھی رہتا ہے اور اُسی کے پربھاؤ سے دبا رہتا ہے۔ چونکہ بھے ہمیشہ اپنے سے کسی بھن سے تا ہے ہی ہوتا ہے اس لئے اس بھے کی نورتی کا اُپائے اوشیہ کرنا ہی چاہیئے پرماتمہ کی اننت شکتیوں کا بھے ہونا تو سبھاو ہی ہے۔ اور جب تک اُس پرماتم تتو سے بھید بھاو بنا رہے گا بھے کی نورتی سنبھو نہیں۔ کیونکہ دوسرے سے بھے ہوا ہی کرتا ہے۔ شرتی بھی کہتی ہے (دوسرے سے اوشیہ ہی بھے ہوتا द्वितीयाद्वै भयं भवति ॥

ہے) اس شرتی کا بیان پر یہ بھاو ہے کہ جب تک جگیا سو پرماتمہ کو اپنے سے بھن سمجھتا ہے تو اُسے بھے بنا ہی رہتا ہے نربھے نہیں ہو سکتا۔ اس پد پر پراپت ادھیکاریوں نے جو بھاو پرکٹ کیئے اُن سے سپشٹ روپ سے یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ وہ کیسے بھے بھیت رہے۔ اسی بھے کے کارن انہوں نے گھور سے گھور تپ کیئے اور اُن کے وکھ سو کھ کر کانٹا ہو گئے اور بچارے گھر بار چھوڑ کر بنوں میں جا بسے اور یہ وارتا بڑے بڑے آچاریوں اور مہرشیوں کے جیون سے سپشٹ روپ سے سدھ ہوتی ہے۔ شرتی بھگوتی کا ایسا کہنے کا بھاو یہ ہے کہ اپنے آتما سے بھن کسی کو بھے نہیں ہوتا چاہے اس کا کتنا بھی ادھک ادھیکار اور پربھاو دوسروں پر کیوں نہ ہو بلکہ اپنے ادھک سے ادھک ادھیکار اور پربھاؤ سے آنند اور پرسنتا ہی ہوا کرتی ہے۔ اور اس کے آدھین بھی ادھیکاری چاہے وہ سینا پتی اور لکھیہ یا پردھان منتری کے پد پر آروڑھ کیوں نہ ہوں اپنے سے کسی بڑے مہاراجہ آدی کے ادھک ادھیکاروں سے اوشیہ ڈرتے اور کانپتے ہی رہتے ہیں۔ اس لئے جگیاسو کو بھی جب تک برہم سروپ کا آتم سروپ سے ساکشات کار نہ ہو وہ بھے بھیت ہی رہتا ہے اور پورن ابھے پد تو بھی اُس کو پراپت ہوتا ہے جب وہ برہم سروپ اور اپنے آتما کو ابھید اور ایک روپ سے انوبھو کر لیتا ہے اور یہ سدھ ہی ہے کہ بھید وادی اس ابھے پد کو کبھی بھی پراپت نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی سرب کامناؤں کی ہی کبھی نورتی ہو سکتی ہے اس لئے وہ آپت کام نہیں ہو سکتا۔ اسی کارن برہم آتم بھاو کا پد ہی پرم اُتکرشٹ ہے جو کہ پورن گیانیوں کا ہے جس میں پہنچ کر پورن ترپتی اور پرمانند پراپت ہو سکتا ہے اور جس سے بڑھ کر اور شریشٹھ دوسرا پد پانے یوگیہ نہیں ہے۔ جو ودوان رشی منی یا آچاریہ اس پرم اُچیہ اوستھا کو نہیں پراپت ہوئے اور اس سے نیچے ہی کسی درجہ میں رکے رہے وہ سدا کے لئے ہی اس بھے میں پھنسے پڑے رہے۔ اس اُچیہ پد کو پراپت کر کے بھی مہان انرتھ اور بھے میں ہی پڑے رہے اس لئے شرتی اُن پر اپنی کروناکر کے اس اونچے کہے جانے والے پد سے بھی ویراگیہ کرانا چاہتی ہے۔ اور اتی شیگھر ہی ابھے پد اور آپت کامتا کا پرم پد دینا چاہتی ہے اور یہ ودوان لوگ جانتے ہی ہیں کہ پورن نربھیتا برہم آتم سروپ بودھ کے بنا نہیں ہو سکتی۔ آگے اسی پر ہی ہم کچھ پرکاش ڈالیں گے۔

ہم پیچھے بتلا آئے ہیں کہ بھگوت گیان ہی برہم سروپ ہے اور اُس سے بھن کچھ بھی ست پدارتھ ہے نہیں اور یہ

یہ سب کچھ اُسی میں پرتیتی ماتر اور ادھیست ہی ہے اور تمہارا یہ جیو سروپ بھی اُس سے بھِن کچھ ستا نہیں رکھتا اس لیے تم بھی ہی ہو ارتھات تم بھی گیان سروپ ہی ہو اور یدی تم ایسا نہیں جانتے تو واستو میں اُس برہم کو سروروپ بھی نہیں جانتے اور اُس کے ادویت اور ایک سروپ کو نہ ماننے سے مہان ناستک ہو اور برہم سے بھِن کچھ بھی وستو ماننا اُس کی سرورُوپتا سے انکار ہے اور یہی سب سے بڑا پاپ ہے۔

پرشن ۳۳۔ بھگون! آپ کے کتھن انوسار تو بھگوت گیان پر برہم پرماتما ہی ستیہ ہے اور اُس سے بھِن سب کچھ مِتھیا اور ادھیست ہے نتھا پرتیتی ماتر ہے اور میرا سروپ بھی اُس سے بھِن کچھ سوتنتر ستا نہیں رکھتا پرنتو مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ میں تو ایک تُچھ جیو اُس پرماتما کی انش ماتر ہوں میں سویم وہ برہم کیسے ہو سکتا ہوں۔ کرپا کر کے میری بدھی کے سنتوش کے لیے اس سدھانت کو پھر سمجھایئے۔

ابھنتا۔ ایکتا اور بھِنتا

اُتّر۔ پیارے ذرا دھیان دے کر سُنو۔ ہم تمہارے اِس سنشیہ کی نورتی کے لیے تمہیں کچھ اور یکتیاں دیتے ہیں جس سے تم کو یہ تو بھلی بھانتی سمجھ میں آجاویگا۔

تمہارا سروپ بھگوت گیان سے بالکل بھِن نہیں کیونکہ جب سب انتر دابھیہ کی آکرتیاں منو ماتر ہی ہیں اور بھگوت گیان روپ ادھشٹھان سے بھِن اِن کی سوتنتر ستا نام ماتر کو بھی نہیں اور یہ تمہاری انش وشیشی آکرتی بھی جس میں پرتیبھا ہونے سے اس میں آئے ہوئے چیتن تتو کو جیو نام سے کہا گیا ہے۔ یہ آکرتی بھی تو منو ماتر ہی ہے اور اُسی میں ارتھات گیان سروپ میں ادھشٹھان کلپت اور ادھیست ہے کسی صورت میں بھی اپنے ادھشٹھان سے بھِن سوتنتر ستا نہیں رکھتی۔ جیسے کہ سورن کا بنا ہوا بھوشن سورن سے بھِن کنچت سوتنتر ستا نہیں رکھتا واستو میں وہ سورن روپ ہی ہے ایسے تم بھی اپنے چیتن سروپ ادھشٹھان سے بھِن کچھ بھی سوتنتر ستا نہ رکھنے سے چیتن برہم سے ابھِن سروپ ہی ہو۔ نیز برہم دریا میں یہ سدھ ہوا ہے کہ اناتم پدارتھ کی اپنی آکرتی کلپت ہی ہوتی ہے اُس کی اپنے ادھشٹھان سے باہر کچھ ستا نہیں ہوتی جیسے کہ رجو سے بھِن سرپ کی کوئی ستا نہیں بلکہ اُس سے ابھِن ہی ہوتی ہے اور اپنے ادھشٹھان میں ویسے کو بھی پراپت ہو جاتی ہے ایسی وستو جو کہ اپنے ادھشٹھان میں کلپت روپ سے بن جاتی اور اُسی میں ویسے ہی ہو جاتی ہے اور اُسی ادھشٹھان کی ستا سے ہی اُس کی پرتیتی ہو اُس کو ابھِن کہا جاتا ہے۔ ایک کا ارتھ ہے کہ وہ سویم وہی ہے اُس سے دوسری کوئی الگ وستو نہیں۔ درشٹانت میں لال کپڑے سے بھِن اُس کی لال رنگت کوئی بھِن آشریہ یا استھان نہیں رکھتی بلکہ اُسی میں ابھِن ہو کر ہی دکھائی دیتی ہے۔ ایسا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ لال رنگ کپڑے سے باہر ہے یا لال رنگ ہی کپڑا ہے۔ اِس لیے لال رنگ اُس کپڑے کا واستو سروپ تو نہیں کنتو کپڑے سے یہ لال رنگ ابھِن ہو کر پرتیت ہو رہا ہے۔ آچاریوں نے یہ بتایا ہے کہ جس وستو کی استھتی دوسرے کے آشریہ پر ہو وہ ابھِن کہلاتی ہے جیسے کہ اُوپر درشٹانت میں سمجھایا گیا ہے۔ کہ کپڑا لال ہے یہاں لال رنگ کپڑے کے آشرت ہونے سے کپڑے سے ابھِن ہے اور گھٹ کالا ہے یہاں کالا پن گھٹ سے ابھِن ہے اس کا آشریہ گھٹ ہے۔ اپنے آشرے سے بھِن رہ کر یہ خود بخود پرتیت نہیں ہو سکتا پرنتو پٹ سے بھِن لال رنگت یا گھٹ سے بھِن کالی رنگت اُس گھٹ یا پٹ کا سروپ نہیں یا کیونکہ لال رنگ پٹ نہیں اور کالا رنگ گھٹ نہیں۔ اور یہ لال رنگ یا کالا رنگ دھو ڈالنے سے وہاں نہیں دکھائی دیتے اور گھٹ پٹ ماتر تو رہ جاتے ہیں۔ اِس سے یہی سدھ ہوا کہ یہ باہر سے آئے ہوئے گُن اپنے آشرے سے بھِن کلپت

ستا والے ہیں کسی آشریہ پر ہی یہ پرتیت ہوتے ہیں اور سوتنتر روپ سے ان کی استھتی نہیں رہ سکتی۔ اپنے ادھشٹھان یا آشریے میں اِن گن آدی کی کلپت پراتی بھاسک ستا ہی ہے (دکھائی دینے ماتر کو پراتی بھاسک کہتے ہیں سوتنتر روپ سے ست نہیں ہیں۔)

ایک کا بھاؤ یہ ہے کہ جس پر ہونے یا نہ ہونے کی ودھی نشیدھ نہ لاگو ہو سکے ارتھات "ایسا ہے" اور "ایسا نہیں ہے" یہ نہ کہا جا سکے۔ جیسے "گھٹ گھٹ" ہے ایسا کہنا بھی نہیں بنتا اور "گھٹ گھٹ نہیں ہے" ایسا کہنا بھی فضول اور بیکار ہے "گھٹ ہے" اتنے ماتر سے ہی گھٹ کی سدھی ہو جانے سے گھٹ کی ستا سویکار ہے۔ ایسے ہی "پٹ ہے" اتنا کہنے سے ہی پٹ کی ستا سویکار ہے۔ دوبارہ گھٹ کہکر یا پٹ شبد دوبارہ کہہ کر ودھی واکیہ کی ویرتھتا اور کہنے والے کی مورکھتا ہی سدھ ہوتی ہے۔ اسی پرکار یدی کوئی کہے کہ "گھٹ گھٹ نہیں" یا "پٹ پٹ نہیں" اس نشیدھ واکیہ میں بھی ویرتھتا اور کہنے والے کی مورکھتا ہی سدھ ہوتی ہے۔ اِس یکتی سے یہ سدھ ہوا کہ جس وستو پر ودھی یا نشیدھ لاگو نہ ہو سکے اُس کو ہی ایک اِس لکشن سے کہا جاتا ہے۔

جس پرکار ابھنتا اور ایکتا کو اوپر وستار سے دکھایا گیا ایسے ہی اب بھنتا کو بھی دکھانا آوشیک ہے اور وہ ایسے ہے کہ جب ایک پدارتھ کا دوسرے پدارتھ کے روپ میں ودھی نہ ہو بلکہ نشیدھ ہی ہووے تو اُس کو اُس وستو سے بھن ہی کہا جاتا ہے جیسے کہ "گھٹ پٹ ہے" ایسا تو نہیں کہا جاتا بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ گھٹ پٹ نہیں ہے۔ ایسی اوستھا میں گھٹ کو پٹ سے بھن کہہ سکتے ہیں۔ سنکشیپ میں یہ کہ پٹ اپنے سروپ سے ایک ہے۔ لال کا لارنگ سے بیٹھا اکھن ہے اور گھٹ پٹ سے بھن ہے۔ ان درشٹانتوں سے یہ سدھ ہوا کہ تمہارا استی وکتو (انسانی شخصیت) گیان سروپ ادھشٹھان میں ایک اور ست نہ ہونے پر بھی اکھن تو ہے بھن نہیں اور تمہارا شدھ گیان سروپ برہم سے ایک یعنی تمہارا واستوک سروپ ہے اور تم وہی ہو۔ اُس سے بھن نہیں ہو اور نہ ہی اکھن ہو بلکہ خود تمہ گیان سروپ ہی برہم ہے۔ تجھے جیو روپ نہیں۔ اس ادوتییہ سروپ برہم میں بھید ابھید کلپنا کیول آروپ ماتر ہی ہے۔ تم اس کے انش یا ٹکڑے بھی نہیں کیونکہ تمہارا گیان سروپ پہلے نرا ویو سدھ کیا جا چکا ہے اس کا ان آنش بھی نہیں ہو سکتے۔

پرشن نمبر ۳۵۔ بھگون میں نے آپ کی کرپا سے اکھن۔ ایک اور بھن کی ویاکھیا سُنی۔ اب یہ کرپا کر کے بتلایئے کہ جیو اور جگت اس ادھشٹھان روپ برہم سے اکھن ہیں یا ایک نہیں۔ ایسا جاننے سے سدھانت میں ہمیں کیا پراپت ہوا؟

ادھشٹھان کی ستا ادھیست سے بھن ہوتی ہے مگر ادھیست ادھشٹھان سے بھن نہیں ہوتا

اُتر۔ پیارے۔ ہم نے تمہیں پچھلے ویاکھیان میں یہ سمجھایا تھا کہ گیات اور اگیات سبھی جگت برہم سے بھن کچھ ستا نہیں رکھتا اور واستو میں اُسی میں ادھیست ہونے سے ادھشٹھان سے بھن بھی نہیں اس لئے واستو میں اُسی کا سروپ ہی ہے۔ جیسا کہ شرتی نے بھی کہا ہے "سروم کھلو ودم برہم" ارتھات یہ سب برہم ہی ہے۔ اِس کا بھاو برہم جگت روپ ورنن کرنے سے نہیں بلکہ شرتی یہ بتلانا چاہتی ہے کہ اُس سے بھن ستا نہ رکھنے سے اُس سے ابھن ہی کیونکہ پیچھے یہ سدھ کر آئے ہیں کہ جگت کی سرب وستوئیں منوماتر ہونے سے گیان سروپ برہم کے ہی ولاس یا ترنگ روپ ہیں اور جس پرکار ترنگ سے جل بھن نہیں ہوتے اور جل ترنگ ماتر نہیں ہوتا کیونکہ ترنگیں نہ رہنے پر بھی جل اپنے واستو سروپ سے ویسے کا ویسا ہی رہتا ہے اِس لئے یہ جگت کی منوماتر سبھی وستوئیں بھگوت گیان سے ابھن

تو ہیں تو بھی بھگوت گیان روپ برہم منو ماتر سنسار روپ نہیں کیونکہ جب اپنی آپتی کال میں منو ماتر آکرتیاں گیان سرو
ادھشٹان میں اُتپن ہوتی ہیں اور ناش کے سمیہ اُسی میں ولین بھی ہوتی ہیں تو اس سے ہی سدھ ہوتا ہے کہ منو ماتر سنسار
اُس سے بھن ستا تو نہیں رکھتا پرنتو وکاری، کلپت اور منو ماتر آکرتیوں کا سمودائے یہ جو جگت ہے وہی برہم ہے" ایسا
بھی نہیں کہہ سکتے اور یہ تو اوشیہ کہہ سکتے ہیں کہ جگت روپ منومے آکرتیاں بھگوت پر گیان سروپ برہم سے بھن تو نہیں
پھر بھی اُسی کے آشرت اُس سے ابھن رہ کر ہی استھت ہیں۔ اسی پرکار یہ بھی سپشٹ ہی ہے کہ تمہاری منشیہ مے آکرتی
بھی سمشٹی سنسار کا انگ ہونے سے اُسی کے سمان وگیان مے یا منو ماتر ہی ہے اور تم منشیہ روپ سے اُس سے ابھن
تو ہو ایک نہیں ہو۔ منشیہ روپ ہی برہم نہیں ہے پرنتو برہم سے بھن بھی منشیہ کچھ نہیں جیسے کہ لال رنگ کپڑے کی ذات سے
ابھن ہونے پر بھی کپڑا لال رنگ ماتر ہی نہیں ہے اور جس پرکار باقی سرب درشیہ روپ سنسار ناش کو پراپت ہو جاتا ہے
اسی پرکار یہ تمہاری مانش روپ آکرتی بھی نشٹ ہونے والی ہی ہے اور ابھید رُوپتا کا جو سدھانت پہلے ہم کہہ آئے ہیں
یدّپی اُچیہ سدھانت بھی ہے پھر بھی اپنے روپ پد نہیں بلکہ اتینت بھئے کا ہیتو ہے جب گیا نوان اس پد پر پراپت ہوتا ہے تو
اس استھتی میں انیک نئے نئے انوبھو ہوتے ہیں جو کہ ایک سے ایک بھن ہے اور پورن گیانوان کو یہ شوبھا نہیں دیتا کہ ان میں کسی
بھی وناشی اوستھا کو پراپت کر کے اُس میں وشرام کرے۔ اس لئے اس استھتی والے انیک آدھیکاریوں کی وبھن سرب
اوستھائیں نہ کہہ کر اس کی آد اور انت کی ہی اوستھاؤں کا ورنن کر دیتے ہیں کیونکہ ان اوستھاؤں کا کچھ ہی مہتو ہے اور
اُن ادھیکاریوں کے لئے اُن میں وشیش آدر ہے۔

(ابھید آیاسک کی استھتی) جب اس استھتی پر پہلے پہلے یہ سادھک پراپت ہوتا ہے تو وہ اپنے کو بھگوت گیان ہی پر گرٹا
ہوئی ہوئی کیول ایک منومی آکرتی ہی گرہن کرتا ہے اور یہ سب جانتے ہی ہیں کہ ہر ایک اوستھا میں پرگٹ ہوئی منومی
آکرتی بھگوت گیان کے آدھین ہی ہوتی ہے اور اُس میں کلپت بھی۔ اور ہر مانش کی آکرتی میں سوتنتر نہ ہونے سے اس
کی پریرنا اور سنکلپ کے آدھین ہی اُسی پرکار چیشٹا کرتی ہے جس پرکار وہ اُسے نچانا چاہتا ہے وہ اُس کے ہاتھ میں ایک
کھلونے کی بھانتی ہی ہوتی ہے اور اپنے کو اس کے ہاتھ میں بےبس دیکھتا ہے اور ہر کریا کو اُسی کی کریا سمجھ کر اُسی کے سروتھا
آدھین ہوتا ہے اپنی شکتی سے اتھوا سنکلپ سے اپنے کو کچھ بھی کرنے میں سروتھا اسمرتھ دیکھتا ہے اور اپنے کو ایسا
ہی اسمرتھ اور بےسہارا پاتا ہے جیسا کہ شیر کے سامنے بکری اور انتم گتی اس کی یہ ہوتی ہے کہ جیسے کہ جیتے ہوئے کے ہاتھ
بے جان دستی ہو۔ وہ بھگوت سروپ کی شکتی کے سامنے اپنے کو اتینت بےبس اور پرادھین پاتا ہے۔ یہ ایسی اوستھا
اتینت کروتا کے یوگیہ اور عجیب ہوتی ہے۔

اب انتم استھتی اس اوستھا والے کی یہ ہے کہ سادھک کو آگے چل کر یہ انوبھو ہونے لگتا ہے کہ اُس کی اپنی آکرتی
کیول سنکلپ مئی منو ماتر اتھوا کلپت ہی ہے۔ اور بھگوت گیان کی ستا سے ہی ست بھا ہو رہا ہے اور یہ سب کو پرکش
ہے کہ کلپت وستو واستو میں ستا شونیہ ہی ہوتی ہے جیسے کہ بلبلے کی ستا جل سے بھن کچھ بھی نہیں ہے کیول وہ جل
کی ستا سے ہی موجود ہے اسی پرکار سبھی منومے کلپت پدارتھوں کی اس گیان سروپ ادھشٹان میں کوئی ویکتی
گت (علیحدہ) اپنی سوتنتر ستا نہیں۔ گیان سروپ کی ستا ہی ان میں پرگٹ ہو رہی ہے واستو میں ان کا ذرہ بھر بھی اپنا
سوتنتر ویکتتو نہیں جیسا کہ رجو میں سرپ بھرم ہونے پر سرپ کیول پرتیتی ماتر ہی استھت ہے اس استھتی پر پہنچا ہوا یہ
سادھک جیسا سو پرش اپنے آپ کو بالکل ہی ستا رہت اور بھگوت کو ہی ستیہ سروپ نشچے کرتا ہوا اپنے آپ کو کسی
جیوت کے ہاتھ میں مُردہ کے سمان ہی سمجھتا ہے اس لئے اس اوستھا والا پرش بھگوت کی ستا سے ست اور اُس کے

بناستا شونیہ ہی ہوتا ہے یدّپی یہ اوستھا ست اور مِتھیا کا ووِیک ہو جانے کے کارن ایک اُتم بھومکا ہے پھر بھی اپنا پورن روپ سے ناش اور ستا رہت ہو جانے کا بھی درڑھ نشچے ہوا ہوتا ہے اس لئے یہ اُس کی بڑی بھاری بھول ہے اور جو پہلے اپنے کوست رُوپ سمجھتا تھا اب اپنی سوتنتر ستا کو ہی کھو بیٹھتا ہے اور مُردہ کے سمان ہی ہوتا ہے اور وہ ناش یا مرتیو کا بھان بھئے سب کو انبھوسدھ ہے اس لئے وہ امرت پد کو ابھی نہیں پہنچا اس لئے شرتی اس وناش پد میں اس کو ٹھہرانا نہیں چاہتی بلکہ وہ اس کو اوشیہ ہی اس سے آگے امرت پد میں پہنچانا چاہتی ہے۔

پرشن نمبر ۳۶ بھگون! یدی یہ بھگوت گیان سروپ ہم سے ابھید تا کی اوستھا اتنی بھیانک ہے تو پھر نربھئے پد کی پراپتی کا اُپائے کیا ہے اور کس کارن سے سادھک اس میں رُک گیا ہے اور جس سادھن سے اس سے نکل کر ابھئے روپ پرماتم تتو میں درڑھ استھتی ہو ایسا کوئی اُپائے کرپا کر کے بتلایئے!

ابھئے پد کی پراپتی کا سادھن

اُتّر۔ پیارے! بھارتیہ برہم ودیا کے آچاریہ یہ بتلاتے ہیں کہ سادھک کو یہاں جو بھول ہوئی ہے اس کا کارن یہ ہے کہ اس کو گورو دوارا انویہ ویتریک کی یکتی سے پورن بودھ پراپت نہیں ہوا۔ یدی اس یکتی کے انوسار اپنے آتم سروپ کی پہچان کرتا تو اس کو درڑھ نشچے ہو جاتا کہ اس کا اپنا آتم سروپ ہی برہم روپ ہے اور وہ اپنے کو مرت (مردہ) کے سمان ستا سے رہت نہ دیکھتا کیونکہ بھگوت گیان امرت سروپ ہی ہے۔ اس پر مرتیو کا ادھیکار نہیں ہو سکتا اور جس کارن سے اس یکتی سے اپنے آتما کو ہی برہم روپ سے نشچے کر لیتا ہے اس لئے اس اپنے نربھئے سروپ میں استھتی پراپت ہو جاتی ہے۔ جو پہلے ہم اس برہم سروپ سے ابھن اور سمیپ ہونے کی بات کہہ آئے ہیں اور جس میں ووِیک نہ ہونے کے کارن اس سادھک کو پرادھینتا اور اتی بھئے دکھلایا گیا اُس سمیہ وہ سادھک سادر اور ووِیک شونیہ ہونے کے کارن اُس پد کو ہی گیان کا انتم پد سمجھ کر سنتوش کر بیٹھا تھا اس لئے اس سے آگے نکلنا یعنی آگے بڑھنا اتی کٹھن ہو گیا تھا کبھی سادھک تو اس اوستھا میں کئی درشنوں تک ہی رُکے دیکھے گئے ہیں اور الجھن میں پڑے رہتے ہیں۔ انت میں اُپنشدوں کے گہرے وچار اور برہم گیانی تتو ویتا مہاپُرشوں کی جس یکتی سے ایسے پرشوں کا اس الجھن سے چھٹکارا ہوا اُسی انویہ ویتریک کی یکتی کو یہاں پر ورنن کرتے ہیں۔ اسی کے پُنہ پُنہ چنتن اور ابھیاس سے واستو اور یتھارتھ روپ سے برہم سروپ کا بودھ سنبھو ہو سکتا ہے اور اسی برہم آتم بودھ سدا کے لئے جنم مرن روپ بندھن سے مکتی پراپت ہو سکتی ہے۔

پرشن نمبر ۳۷ بھگون! جس انویہ ویتریک کی یکتی سے اس بھرم سے چھٹکارا ہو کر برہماتم سروپ کا اپروکش ساکشاتکار ہو سکتا ہے آپ اسے اوشیہ ہی سپشٹ ریتی سے ورنن کرنے کی کرپا کریں۔

انویہ ویتریک کی یکتی

اُتّر۔ پیارے! برہم ودیا کے آچاریوں کا یہ کتھن ہے کہ جب وچاروان کو دویت کا نشیدھ کرتے کرتے شدھ آتم سروپ کا سرب کا شیش ادھشٹان روپ سے نشچے ہو جائے اور دویت کی پرتیتی ستا سے نہ ہو تو اس استھان پر پھر دوبارہ یہ وچار کرنا چاہیئے کہ کون کون سا تتو بھن بھن اوستھاؤں میں پریہا بھاؤ کو پراپت ہوتا ہے اور کون سا تتو سدا نروکار روپ سے اڈول استھت ہے۔ یہ پریناپی یا بدلنے وا

اتھوا ابھاو کو پراپت ہو جانے والی وستوئیں تو اناتما یا ویتریکی ہوں گی اور سدا ایکرس رہنے والی وستو ہی انویہ یا آتم روپ
ارتھات اپنا آپ ہوگی درشٹانت میں یوں سمجھو کہ لوہے کے گولہ کو جب اگنی سے تپا کر بھلی پرکار سے لال کر لیا جاتا ہے تو
اگنی اور لوہے کا گولہ اِس پرکار سے تاداتم بھاو کو پراپت ہو جاتے ہیں کہ آگ اور گولہ دونوں ایک ہی بھان ہوتے ہیں اور
گولے کی کٹھورتا اور گول آکار اگنی میں اور اگنی کی گرمی اور سُرخی لوہے میں ابھن روپ سے پرتیت ہوتے ہیں اور کہنے
میں آگ کا گولہ ہی ہوتا ہے۔ یہی تاداتم ادھیاس ہے اِسی پرکار جاگرت اوستھا کے اندر بھی استھول دیہہ اور آتما کا اور
اُس کے دھرموں کا اس پر اتنا تاداتم ادھیاس ہو رہا ہے کہ اِن کا وویک نہیں کر پاتے اِسی کا دوسرا نام ہی انیونیہ ادھیاس
ہے۔ اِسی ادھیاس کے کارن ہی اپنے شدھ پرکاش سروپ آتما کا پنچ بھوتک دیہہ سے وویک نہیں کر پاتا اور جس
پرکار سے لوہے کے سروپ میں اگنی کے اور اگنی کے سروپ میں لوہے کے دھرم آروپت ہوئے رکھتے اِسی پرکار منشیہ دیہہ
کے دھرموں کا اِس کے واستو سروپ آتما میں اور آتما کے لکشنوں کا اس دیہہ میں تاداتم ادھیاس ہوا کرتا ہے ارتھات
آتما کی ست چیت روپتا اِس اناتم است جڑ دیہہ میں اور اِس اناتم کی دُکھ رُوپتا اور پرچھن رُوپتا اس آتما میں اس انیونیہ
ادھیاس کے کارن پرتیت ہو رہی ہے جیسے کہ درشٹانت میں جلانا اور سُرخ ہونا اگنی کا دھرم ہے اور کٹھور اور گول
ہونا یہ گولے کا سبھاوک دھرم ہے تو بھی لوہے کا گولہ جلاتا ہے" اور اگنی گول اور کٹھور ہے" یہ بھرم تاداتم ادھیاس
سے ہی ہو رہا ہے اِسی پرکار اُتپتی آدی چھ وکار دیہہ کے ہی دھرم ہیں اور ستا اور پرکاش رُوپتا بھگوت گیان
سروپ کے ہی واستو سروپ ہیں کنتو بھرانتی وش اِس دیہہ کے اِن وکاروں کو آتما میں اور آتما کے ست چیت رُوپتا
کو اِس استھول پانچ بھوتک دیہہ میں مان بیٹھتا ہے اِسی کو "چد جڑ گرنتھی" کہا جاتا ہے جس کا شدھ آتم گیان سے بھن
کسی پرکار بھی چھیدن نہیں ہو سکتا اِسی کارن اِن کا سادھارن رُوپ سے وویک کرنا کٹھن ہو جاتا ہے۔ دیہہ تو اناتم
سروپ ہے اور گیان سروپ چیتن تو آتم سروپ ہے اِن کے وویک کے لئے انویہ ویتریک یُکتی کی وشیش آوشکیتا ہے۔ ہم یہاں اِس
یکتی کو پہلے درشٹانت اور پھر دارشٹانت میں گھٹائیں گے اور ہر ایک اوستھا میں اِس کی پریکشا بھی کریں گے۔
لوہے کے گولے کے گرم اور لال ہو جانے کی اوستھا میں لوہا اور اگنی دونوں ہی وہاں ودیمان ہیں پرنتو اُس کے ٹھنڈے
ہو جانے پر گرمی تو لوہے سے نکل گئی۔ لوہا اپنے واستو سروپ میں پرگٹ ہو گیا اِس لئے گولے کا شدھ سروپ آگ نہیں لوہا ہے
کیونکہ اب اُس میں نہ تو آگ کی گرمی ہے اور نہ لال رنگ وہ تو تھوڑا سمیہ اُس میں رہکر نورت ہو گئے اور لوہے میں گرمی
اور لال رنگ تھوڑے سمیہ کے لئے آ گئے تھے اُس کا نجی سروپ نہیں تھے۔ اب دارشٹانت میں دیکھئے یہاں منشیہ کی چار
اوستھائیں ہیں۔ جاگرت سوپن اور سوشپتی یہ تین اوستھا تو سب کو سوبھاو سے ہی پراپت ہیں اور چوتھی ترّیا اوستھا
ہے جس کا سب کو انوبھو نہیں کیول برہم ویتا تتو درشی اتھوا گیان آروڑھ مہان پُرشوں کو ہی یہ ابھیاس سے
پراپت ہے جس کا پچھلے مضمون میں سنکیت سے ورنن کیا گیا۔ یہ ترّیا اوستھا اِن تینوں اوستھاؤں سے نیاری ہونے
کے کارن چوتھی کہلاتی ہے ترّیہ شبد کا ارتھ ہی چوتھا ہے۔ اب انویہ ویتریک کی یُکتی سے تھوڑا وچار کیا جائے تو
آتما ہی کو کیول گیان سروپ اور ستیہ کہہ سکتے ہیں کیوں کہ جس وستو کا گیان نہ رہے اور یدی اس کو سروپ سے ودیمان
(موجود) بھی مانا جائے تو نہ جاننے والے یا اگیانی کے لئے وہ ہے ہی نہیں اور ابھاو روپ ہی مانی جاتی ہے ایسے ہی
تُریہ روپ آتما ودیمان ہوتے پر بھی اگیانی کی درشٹی میں ہے نہیں۔ کلپنا کرو کہ جگت میں انیک پدارتھ ہیں پرنتو منشیہ
ابھی تک اُن کو جان نہیں سکا اِس لئے استھول درشٹی سے منشیہ کے لئے وہ وستوئیں ہیں ہی نہیں۔ اِسی پرکار انیک
تتو جو منشیہ کے اندر ودیمان ہیں اور جن کا مرتیو کے انتر ہی ابھاو ہوگا اُن کا ہمیں گیان نہ ہونے سے وہ اب بھی ہمارے

لئے نہیں ہیں اور مرتیو کال میں ا‌ِیشوری نیم انوسار اُن کا ابھاو ہوگا۔ سوتے ہوئے پرش کو اپنے استھول دیہہ کا کچھ بھی گیان نہیں رہتا اور باہر کی ہوش نہ رہنے کے کارن اس کو سویا ہوا کہا جاتا ہے پرنتو ندرا کال میں سنسکاروں کے منو راج روپ سے پرگٹ ہونے کے کارن وہاں سوپن اوستھا کہی جاتی ہے اور سوپن اوستھا میں جاگرت جگت اور جاگرت دیہہ کے سمان اپنے کو اس سوپن جگت میں سوپن دیہہ یکت دیکھتے ہیں اور جاگرت کے سمان ہی وہاں سبھی کام کاج ہوا کرتا ہے۔ نشچیہ یہ بھی جانتا ہے کہ نہ وہاں جاگرت کا دیہہ ہے اور نہ جاگرت جگت۔ دونوں ہی وہاں پرتیت نہیں ہوتے اور جاگرت کال میں سوپن جگت اتھوا سوپن دیہہ یہ دونوں ہی نہیں ہوتے۔ پرنتو گیان سروپ آتما ساکشی سروپ سے دونوں اوستھاؤں میں انویہ روپ سے ودیمان ہوتا ہے اس سے یہ سدھ ہوا کہ جیو کا واستو سروپ سدا ایک رہنے والا ہی ہے آگیا نہیں اس پرکار تم جاگرت کے استھول دیہہ ہو اور نہ سوپن کے سوکشم دیہہ اور نہ یہ باہر کا جاگرت جگت ہی سچا ہے اور نہ اندر کا سوپن جگت بھگوت گیان۔ جو دونوں میں انویہ روپ سے ودیمان رہا وہی تمہارا واستو سروپ ہے جو کہ دونوں اوستھا میں ساکشی سروپ چیتن رہتا ہے اس لئے تم چیتن سروپ برہم ہو۔ جاگرت یا سوپن کے استھول سوکشم دیہہ آدی تم نہیں ہو تت تووم اسی۔ (تم ساکشی اور گیان سروپ آتما برہم ہی ہو)

پرشن نمبر ۳۔ بھگون! مجھے آپ کی کرپا سے انویہ ویتریک یکتی دوارا یہ درڑھ نشچیہ ہو گیا کہ میں استھول یا سوکشم دیہہ نہیں ہوں اور ان جاگرت سوپن اوستھاؤں میں ایک رس رہنے والا میں ہی گیان سروپ ہوں۔ پرنتو آپ اس گیان کو تو نتیہ بھی بتلا رہے ہیں میں اس گیان کا بھی تو سوشپتی میں ابھاو دیکھتا ہوں بھلا یہ گیان کیسے نتیہ روپ ہو سکتا ہے؟

"سوشپتی کا پرکاشک گیان سروپ آتما نتیہ ہے"

اُتر۔ پیارے! اب تک تجھے یہ سدھ کیا گیا کہ یہ جاگرت میں رہنے والا استھول دیہہ اور سوپن میں موجود ہونیوالا سوپن دیہہ جو کہ واسنامئے ہونے کے کارن وہاں کام کرتا دکھائی دیتا ہے۔ یہ دونوں دیہہ ایک دوسرے کال میں نہیں رہتے اس لئے یہ دونوں ہی انتیہ ہیں اور وہ تیرا واستو سروپ نہیں ہیں اور جو تو سوشپتی میں آتما ارتھات گیان سروپ کا ابھاو کہہ رہا ہے ہم اس کے سمبندھ میں آگے وچار آرمبھ کرتے ہیں۔ دھیان پوروک شنو۔

سوشپتی اوستھا میں بھگوت گیان اسی پرکار اگیان روپ کارن اپادھی سے یکت ہے جیسے کہ وہ جاگرت اور سوپن میں استھول اور سوکشم دیہہ کی اپادھی سے یکت نظر آئے تھے۔ یہاں سوشپتی میں اگیان کے ساتھ ان کا تادآتم بھاو ہونے سے ایسا بھان ہوتا ہے کہ آتما یا گیان نہیں رہا۔ یدیپی اگیان کی اپادھی کو دھارن کئے ہوئے اس اگیان کے پرکاشک روپ سے سدیو ودیمان ہو کر وہ گیان سروپ ہی اسے جانتے رہا۔ اگر وہ گیان سروپ آتما اس اگیان کو نہ پرکاشت کرتا تو سوشپتی سے جاگ کر کیسے یہ کہا جاتا کہ میں سوشپتی اوستھا میں بہت سکھ سے سویا۔ کچھ باہر کی سدھ بدھ نہ رہی یہاں ہم اپنے سروپ بھوت سکھ اور اگیان ان کی سوچنا کسی جاننے والے کو ہی سدھ کرتی ہے جو کہ جاگرت میں آیا ہوا من بانی سے مل کر سب سوچنا دے رہا ہے۔ یدی وہاں کوئی جاننے والا ہی نہ ہوتا تو اس کا ورنن بانی آدی کے دوارا کون کرتا۔ سوشپتی اوستھا میں بانی آدی اندریوں کے لین ہو جانے کے کارن کچھ ورنن نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ہم نے یہ سمجھ لیا کہ وہاں گیان سروپ کا ہی ابھاو ہے۔ جاگرت میں آکر جس سکھ اور انوبھو کی سوچنا دی جا رہی ہے یدی وہ انوبھوت نہ ہوئے ہوتے تو ان کا ورنن بھی جاگرت میں آکر نہ ہو پاتا اور یہ سروسدھ ہے کہ گیان سروپ کے بنا جاننا نہیں ہو سکتا اس سے یہی سدھ ہوا کہ سوشپتی اوستھا میں بھی بھگو گیان سروپ آتما پورن روپ سے ہی ودیمان تھا۔ اس کی ویاکھیا میں ودوانوں کا کتھن یہ ہے کہ جس پرکار جاگرت اور سوپن میں بھگوت گیان

اُن اِستھول سوکشم دیھوں سے یکت انھوا تاداتم بھاؤ سے یکت ہوئے تھے اِسی پرکار سوشپتی میں کیول اِودیا اُپادھی ارتھات اگیان سے یکت ہو کر اُس سے تاداتم بھاؤ کو پراپت ہو گئے تھے اِسی پرکار سوشپتی میں کیول اودیا رُوپ کارن اُپادھی ارتھات اگیان یکت ہو کر اُسی سے تاداتم بھاؤ کو پراپت ہو گئے تھے کیونکہ اگیان کا سوبھاؤ ہے کہ جس کے آشرے رہتا ہے اُسی کو ڈھانپتا ہے۔ اِس لئے گیان سروپ آتما وہاں پردے میں دکھائی دیا تھا جیسے کہ دھواں اگنی اور کائی پانی سے پیدا ہو کر انھیں کو ڈھانپتے ہیں۔ یدی اگنی ہی نہ ہو تو دھواں کیسے اُتپن ہو اور یدی جل نہ ہو تو کائی کیسے پیدا ہو اور کس کے آشریہ رہے۔ اب یہ سِدھ ہو گیا کہ سوشپتی میں آتما کے آشرے اگیان ایسے ہی رہتا ہے جیسے کہ جل کے آشرے کائی۔ اور سوشپتی میں گیان سروپ آتما اگیان کی اُپادھی کے تاداتم بھاؤ پراپت ہونے پر بھی اُس کے اندر پرکاش سروپ سے وہاں ودیمان ہے۔ وِچار والوں کو اُس کے ابھاؤ کی بھرانتی پیدا ہی نہیں ہوتی۔ کیول اگیانی پُرش اِس پرکار کا وِپریت نشچے کرتے ہیں۔ سوشپتی اوستھا کو ایک نِرجن استھان میں گپھا کی بھانتی سمجھو جس میں کوئی پُرش اکیلا نگر سے باہر پہنچ گیا ہو۔ یدی وہ نگر میں لوٹ کر ایسا نروپن کرے کہ آج "رات وہاں گپھا میں کوئی بھی نہ تھا" تو اِس کتھن سے تو یہ سِدھ ہوتا ہے کہ وہ ورنن کرنے والا تو سوئم اُس گپھا میں ودیمان تھا اُس کے سوائے دوسرا کوئی نہ تھا نہیں تو سرب کے ابھاؤ کو کون ورنن کرتا۔ اِسی پرکار سوشپتی میں یدی گیان سروپ آتما ودیمان ہی نہ ہوتا تو سب کے ابھاؤ کو کون پرکاش کرتا اور جاگرت میں آیا ہوا پُنہ پانی سے اس کا نروپن کیسے کرتا۔

پرشن ۳۹۔ بھگون! سوشپتی میں اگیان کے ودیمان ہونے کا پرمان تو ملتا ہے پرنتو وہاں گیان اور اگیان دونوں کیسے رہ سکتے ہیں کیونکہ ان کا پرسپر وِرودھ پرتکش ہے۔ جیسے کہ اندھکار اور پرکاش دونوں ایک استھان میں ایک ہی کال میں نہیں رہ سکتے اور یدی وہاں گیان ہوتا تو بھی باہر کے جاگرت جگت کے پدارتھوں کو بھی جانتا تو پھر اِس پرکار سوشپتی اوستھا ہی نہ ہوتی یہ کہ وچار میں گیان اور اگیان دونوں کا ایک استھان اور ایک ہی کال میں ہونا سمبھو نہیں کرپا کر کے اسے پھر سمجھانے کا انوگرہ کریں۔

سوشپتی میں گیان سروپ آتما ودیمان رہتا ہے

اُتّر۔ پیارے! ایسی شنکا مت کرو کہ اِس گیان سروپ آتما کا اگیان سے وِرودھ ہے اور گیان سروپ آتما اگیان رُوپ اُپادھی کو دھارن نہیں کر سکتا کیونکہ وِرودھ تو ورتی گیان اور اگیان کا ہے جو دونوں ہی گیان سروپ آتما کی اُپادھی رُوپ ہیں تمھیں یہ سوچنا چاہیئے کہ اگیان رُوپ اُپادھی کو دھارن کون کرتا ہے۔ اگیان تو اگیان کی اُپادھی نہیں ہو سکتا کیونکہ کہ سوئم اُپادھی رُوپ ہے اور جڑ ہے اور اگیان اوستھا میں منو ورتی اتھوا اندریاں ہیں نہیں۔ اِس لئے جب دیہہ اندریہ آدی اور واہیہ جگت کی پرتیتی نہیں ہوتی اُس کی اپرتیتی اور اُس کے ہیتو کا نام ہی تو اگیان ہے اُس سمیہ آتما کی اگیان اُپادھی کہی جاتی ہے اور جب دیہہ اندریہ اور جگت کے پدارتھوں کی پرتیتی ہونے لگتی ہے تو برتی گیان کی اُپادھی جاگرت تتھا سوپن اوستھا میں آکھڑی ہوتی ہے اس لئے اِن اگیان اور برتی کا ہی پرسپر وِرودھ ہے۔ اور دونوں کے پرکاشک گیان سروپ آتما کا کسی سے بھی وِرودھ نہیں سوشپتی میں آورن رُوپ اگیان اُپادھی کو دھارن کرلینے پر اُس اگیان کا وِرودھی برتی گیان نہیں ٹِک سکتا اور اِس سوشپتی اوستھا میں اگیان ہی گیان سروپ آتما کے پرکاش میں پرکاشت ہونے لگتا ہے اور اِس "نہ جاننا" رُوپ اگیان کو یہ آتم تتو پہلے کی طرح ہی پرکاش کرتا رہتا ہے یہی اُس کا جاننا ہے۔ اِس پرکار انیک یکتیوں سے گیان سروپ آتما کی سوشپتی میں وِدیمانتا یکتی یکت اور سِدھ ہے اِس ہیتو سے منشیہ گاڑھ نِدرا میں اپنے آتم سروپ بھگوت گیان سے انکاری نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اِس کے نتیہ سروپ ہونے سے اِس کا ابھاؤ کدا پی سمبھو نہیں۔ شروع میں یہ بتلایا جا چکا ہے کہ وہ بھگوت گیان نتیہ پرماتم

سروپ ہے اور اوناشی ہے۔ یدی کوئی پھر بھی اس کے ناش میں آشنکا کرے تو اوپر دی گئی تحقیقیاں اُس کے جواب میں کافی ہیں ان سے سب کو سدھ ہوجاویگا کہ بھگوت گیان کا سوشپتی کال میں بھی ابھاو نہیں ہوتا اور یہی ہمارا اِسشٹ سدہانت ہے جو کہ تیسری شنکا کے سادہان رُوپ سے کہا گیا۔

پرشن نمبر آپ کے اُپدیش سے یہ تو سدھ ہوگیا کہ بھگوت گیان کا جاگرت آدی تینوں اوستھاؤں میں ابھاو نہیں ہوتا اُس کا سدا ہی سدبھاو بنا رہتا ہے اب آپ تُریا اوستھا کے بارے میں بتلایئے کہ وہ کیسے پراپت ہوسکتی ہے اور اُس کے پراپت ہوجانے پر سادھک کی کیا استھتی ہوتی ہے؟

تُریا اوستھا کا ورنن

اُتّر۔ پیارے پہلے تم تُریا اوستھا کے لکشنوں کو سمجھ لو۔ اِس اوستھا میں نہ تو جاگرت اوستھا کے اندریہ اتھوا وشیہ ہی ہوتے ہیں۔ نہ سوپن اوستھا ادبھات نِدرا کال کا منومئی جگت اور نہ ہی وہاں سوشپتی اوستھا کا اگیان اور گاڑھ نِدرا۔ پرنتو بھگوت گیان سروپ آتما ہی جیوتیوں کی جیوتی سویم پرکاش سروپ اس اوستھا میں سویم ہی انوبھو روپ سے موجود ہوتی ہے اور اس اوستھا کی پراپتی کے لئے اودجگیاسو کو ادویت سدہانت کے سمجھنے کی یوگیتا کے واسطے نشکام کرم سے پراپت چت شدھی اور بھگوت بھگتی سے پراپت من کی ستھرتا اور ایکاگرتا اوشیہ ہی اپیکشت ہے اور چتشٹے سادھن ووِیک آدی سمپن ہوکر شروتر برہم نشٹھ ست گورو سے تت توم اسی مہاواکیہ کا اُپدیش شرون کرنا اور یکتی انویہ ویتریک کی سہایتا سے ان ہی واکیوں کے ارتھ کا منن کرنا ایکانت میں نِتیہ پرواہ روپ سے اس کو جاگرنا یعنی ندھیاسن کرنے کے لئے تت پر رہنا چاہیئے۔ اِسی ابھیاس سے آتم سروپ شُدھ تت کا اُسے اپروکش انوبھو ہوجاتا ہے اور یہ درڑھ وشواس ہوکر پورن بودھ ہوجاتا ہے کہ آتم سروپ بھگوت گیان میں اگیان یا اُس کے کاریہ وکشیپ آدی منومئی پدارتھوں کی پرتیتی رُوپ سنکلپ وکلپ دونوں اس کو نہیں پراپت ہیں (اسی اگیان کا نام سنسکرت گرنتھوں میں تو آگرہن اور وکشیپ کا نام ہی انیتھا گرہن کہا گیا ہے) کیول ایک ماتر آتما ہی ان سے شُدھ اور نرلیپ ودیمان رہتا ہے۔ یہاں اُس کو سروپ بھوت آتما کے درڑھ ساکشات کار سے یہ سدھ ہوجاتا ہے کہ جاگرت سوپن کی کلپت منومئی آکرتیاں اور اگیان دونوں بھگوت گیان میں ہی ادھیست ہیں کیونکہ اُن میں سے کسی ایک کے ہی بھاو ہونے سے دوسرے کا ابھاو ہوتا ہے اِس لئے ویتریکی ہیں اور تریا اوستھا میں دونوں (منوراج اور آورن) کا ہی ابھاو ہے اور اِس اوستھا میں کیول ایک ماتر بھگوت گیان ہی سوئے سوروپ سے ودیمان ہے اس لئے اُس کا جاگرت سوپن کے ساکشی رُوپ کے اندریاں اور وشیہ اور سوپن کے منوراج آدی پدارتھ سوشپتی میں نہیں اسی پرکار سے یہاں تریا اوستھا میں بھی نہیں پرنتو وشیشتا یہ ہے کہ تریا اوستھا میں سوشپتی کال کا اگیان بھی نہیں۔ یعنی اس کا بھی ابھاو ہوجاتا ہے اِس لئے اِن کارن کاریہ روپ اُپادھیوں سے اتیت یہ شُدھ سُروپ جیوتیوں کی جیوتی آتم تت سویم پرکاش رُوپ سے انوبھو ہوتی ہے اسی انوبھو اوستھا کا نام ہی تریا اوستھا ہے۔ اب تم اِس کی پراپتی کے لئے اُپائے سُنو!

تُریا اوستھا کی پراپتی کا اُپائے

جس پرکار سے ہم پہلے بھی کہہ آئے ہیں اُسی طرح یدی یہ سادھک سربسادھن سمپن ہوا ہوا انتر مکھ ہووے اور درتیوں کے پرکاشک رُوپ سے آتما کا چنتن کرے اور پورن پریم ایکاگرتا تھا درڑھتا سے اُس میں چت کو ٹھہرائے ارتھات سمادھی کا ابھیاس کرے اور کوئی دوسرا اناتم سنبندھی سپھرن یا سنکلپ یا کوئی سوکشم واسنا پیدا نہ ہو اور سب سے منہ موڑکر

کر آتم سروپ کا ہی ایک ماتر چنتن کرے تب وہ ایک پرکار سے سرب جگت سے سو جاتا ہے اور کیول گیان سروپ آتما ہی شیش رہ جاتا ہے اسی اوستھا کو شاستروں میں تریا کہا گیا ہے۔ پرنتو یہ تھوڑے کال کے معمولی ابھیاس سے پراپت نہیں ہو گی اس کے لئے سرب سادھن بہت دیرگھ کال کا ابھیاس لگاتار ہونا ضروری ہے۔ یہاں ایک ماتر آتما ہی شیش رہ جاتا ہے اور اناتما کار اہنگ ورتی کا اس میں ابھاو ہو جاتا ہے وہی آتما اکریہ تتھا شدھ سروپ ہے جو کہ "اہنگ" کا لکشیہ سروپ ہے۔ اس میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اس اوستھا میں پہنچکر ہی یہ سدھ ہوتا ہے کہ بھگوت گیان کے سوا کچھ بھی موجود نہ تھا اور یہ شدھ گیان سروپ برہم ہی اس جیو آتما (توم پد) کا ٹھیک ٹھیک لکش ارتھ ہونے سے انوبھو ہونے لگتا ہے (تت توم اس میں جو توم پد ہے وہی اہنگ برہم اسمی میں اہنگ پد سے کہا گیا ہے اور تت پد کو برہم پد سے کہا گیا ہے اور اسی کے انوسار کریا بھی موجود ہے) کہ میں ہی تو برہم سروپ ہوں "اہنگ برہم اسمی" اور پہلے یہ سدھ ہو ہی چکا ہے کہ یہی گیان سروپ آتما ہے اور یہی برہم سروپ بھی ہے۔ یہاں اس انوبھو کے ہو جانے سے ہی "تت توم اسی" یہ مہا واکیہ سپھل ہوتا ہے۔

پرشن الم بھگون! آپ کی اپار کرپا سے مجھے یہ تو درڑھ نشچے ہو گیا کہ تریا اوستھا میں ایک ماتر گیان سروپ کا ہی ساکشات کار ہوتا ہے وہی برہم سروپ ہے اور وہی میں ہوں۔ پرنتو اتنا جان لینے سے مجھے کیا پراپت ہوا جب کہ ایسا جان لینے پر بھی میں اپنے کو دیہہ میں جکڑا ہوا جیو روپ انوبھو کر رہا ہوں اور مجھے روگ ویادھی بڑھاپے کام کرودھ راگ دویش اور مرتیو اور نرک سوگ کا بھیٔے آدی بنا ہی ہوا ہے اور پرمانند سروپ کا مجھے انوبھو نہیں ہوا۔ کرپا کر کے مجھے اس بھیٔے کی نورتی اور پرمانند کی پراپتی کے لئے کوئی امرت مئی اپدیش دیجئے؟

سروپ ساکشات کار اور آنند پراپتی

اتر۔ پیارے! تیرا یہ کہنا کسی حد تک ٹھیک ہے کیونکہ ابھی تو نے کیول اس سدھانت کو شرون ماتر ہی کیا ہے جب تو اس کا شاستر یہ ودھی سے منن اور نرنتر ندھیاسن کرے گا اور اس کا تجھے ساکشات کار ہو گا تب ہی تیرے کو پرمانند روپ تریا اوستھا اور اس کا پھل جیون مکتی پراپت ہو گا اس لئے اس اپائے کے اتیرکت کوئی دوسرا اپائے اس جنم مرن سے سدا کے لئے چھوٹنے کا نہیں جیسے کہ اندھکار کی نورتی کے لئے پرکاش کے سوائے کوئی دوسرا سادھن ہے ہی نہیں۔ اور جب یہ جان لیا کہ بھگو گیان سروپ ہی پربرہم پرماتما ہے اور وہ تم ہی ہو۔ اس انوبھو کال میں ہی "تت توم اسی" اس مہا واکیہ کے شرون سے تمہیں یہ گیان سروپ برہم اپنا آپ ہو کر انوبھو ہو رہا ہے اسی کارن اس کے ساکشات کار کے لئے ہی وید بھگوان نے "تت توم اسی" کا اپدیش کیا ہے جس کا بھاو یہ ہے کہ تم جگیا ہو! تم دیہہ آدی سنگھات اس کے ابھمانی یا جیو روپ نہیں ہو تمہارا واستو سروپ بھگوت گیان ارتھات برہم ہی ہے۔ برہم تم سے بھن کوئی دوسرا تو نہیں۔ جب اس پرکار جگیاسو مہا واکیہ کے ارتھ کو ست گورو دوارا شرون کرتا ہے تو اس کے ارتھ کا منن ندھیاسن دیرگھ کال نرنتر ابھیاس کر کے انتہ وہ اپروکش ساکشات کار اپنے برہم سروپ کا کرتا ہے تو اس کو "اہنگ برہم اسمی" اس روپ سے درڑھ نشچے ہو جاتا ہے اور یہی پرما روپ نشچے آتماکار ورتی پیدا ہو جانا ہی پورن بودھ ہے۔ اس برتی سے اناتم جات (اناتم سموہ) بادھ یعنی متھیا نشچے ہو کر سویم یہ آتما برتی کا یہ کا شک ماتر لکش روپ سے گرہن کر کے یہ برتی بھی سوروپ میں لین ہو جاتی ہے یہاں اس نروکلپ اوستھا میں پرمانند کا انوبھو ہوتا ہے جس کی اپما کسی لوکک سکھ سے نہیں دی جا سکتی۔ اپنے سروپ میں ہی پرماتما کی پورن مہما کا انوبھو کرتا ہے۔ اب یہاں وچار کر کے دیکھیں کہ اپنے کو تچھ دین اور دکھی ماننے والا یدی چکرورتی مہا راجہ کے پورن ادھیکار اور ایشوریہ کو اپنے میں انوبھو کرے تو یہ کتنی شانتی سکھ نربھیتا اور اسیم نشکنٹک نردوندوتا سے آنند مان ہوتا ہے اور اس کو جو بھیٔے اور دکھ کسی دوسرے

کی آدھینتا کے کارن پرتیت ہو رہا تھا وہ آتمی کھش مُول سے ہی نورت ہو جاتا ہے۔ اِس لئے اِس پد کو ایسے پد کہا گیا ہے۔
اب نہ تو اِس شریر ابھیمان سے ہونے والے اِس کے روگ پیڑا بڑھاپا اور مرتیو کا ہی اپنے میں کوئی بھے رہتا ہے اور نہ کسی
پاپ پنیہ کے پھل دُکھ سُکھ دینے والے بھاوی دُکھ کی چنتا اور نہ ہی پرلوک کے سورگ نرک آدی کی آشا اتھوا بھے ہی رہتا ہے
کیونکہ اب درڑھ اپروکش گیان کی کرپا سے ہی یہ اودیا گرنتھی دُور ہو چکی ہے جو کہ سب کا مُول تھی۔ اب وہ مہا پُرش ایسی جیون
اوستھا میں ہی پُورن ریتی سے نربھے اور آپت کام ہو جاتا ہے اور یہی جیون مُکتی ہے۔

اپروکش گیان کے پرتی بندھک سنشیہ اور وپریہ

جو لوگ ویراگیہ اور ابھیاس سے رہت ہیں یا اُس میں ادھورے ہیں اور اس کمی کے کارن تُریا اوستھا جن کو پراپت نہیں
ہو سکی۔ انکو مہا واکیہ "تت توم اسی" کے شرون سے سنشیہ وپریہ رہت "اہنگ برہم اسمی" روپ ساکشات کار نہیں ہو سکتا
کیونکہ اس کے شرون ماتر سے انہیں سنشیہ اور ترک وترک پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو برہم سروپ ماننے سے بھے کھا
ہیں اور یہ سنشیہ وپریہ بھی واستو میں اُن کے نج سروپ بھگوت گیان کے آشچریہ مے چمتکار کے کارن ہوتے ہیں جس کو
بھاونا نام سے شاستروں میں ورنن کیا گیا ہے۔ جو اِس بھگوت چمتکار کو وہ نہیں سمجھتے اور وہ ایسا کہا کرتے ہیں کہ پرماتما
تو سرب شکتیمان۔ سروگیہ اور سرب سرشٹا ہے اور ہمارے میں کوئی بھی شکتی اور سروگیتا آدی دھرم نہیں۔ ہم تو تُچھ ا
دین ہین ہیں۔ ایک چیونٹی کو پیدا نہیں کر سکتے۔ پرماتما تو سرو ویاپک ساری سرشٹی میں سمایا ہوا ہے اور ہم تو چھوٹے سے شریر
بندھن میں جکڑے ہوئے ہیں۔ پھر ہم کس پرکار پرماتم سروپ ہو سکتے ہیں۔ اس پرکار اسنکھیہ آکشیپ اِن پرشنوں
طرف سے ہوا کرتے ہیں۔ یدی ان سبھی پرشنوں کا اُتر ان تھوڑے سے صفحوں میں دینا سمبھو نہیں ہے تو پھر بھی ہم پرماتم سر
بھگوت گیان کی اِس وچتر شکتی کو یہاں نروپن کریں گے جس کے کارن اُن میں یہ سب شنکائیں اُتپن ہوتی ہیں اُن کو سمجھ
بدھیمان پُرش اُن کے اِن پرشنوں کا سمادھان بھلی پرکار سے کرنے میں سمرتھ ہو سکتے ہیں۔

ہمارے آچاریوں کا یہ کتھن ہے کہ بھگوت گیان کی ایک وچتر شکتی وپریہ نام کی ہے جس کو وپریت بھاونا یا ادھیاس
بھی کہتے ہیں اور جیسے اگنی میں سے دُھواں اُٹھ کر لیمپ کی چمنی کو کالا کر دیتا ہے اور اگنی روپ جیوتی کو ڈھانپ لیتا ہے
اِس شکتی کے کارن وستو اَور کی اور دکھائی دیتی ہے۔ جیسے کہ بھگوت گیان کے اندر یہ سرب جگت اور جگت کے
اندر یہ دیہہ بھی بنا ہوا ہے پرنتو یہ کیسی بھرانتی ہے کہ یہ گیان سروپ آتما اِس دیہہ کے اندر پرچھن دکھائی دے
رہا ہے اور اِسی وپریت بھاونا یا وپریہ شکتی کے کارن منشیہ اپنے آپ کو شدھ بھگوت سروپ نہ جان کر کیول شریر
ہی نشچے کرتا ہے اور سویم سرب سنسار کا کرتا ہرتا اور سرب شکتیمان ہو کر بھی اپنے کو تُچھ دین ہین اُتپتی مرن شیل دیہہ ما
سمجھ بیٹھا ہے۔ اِس وپریت بھاونا کی ویشیش شکتی ہمیں سوپن اوستھا میں سپشٹ روپ سے انوبھو ہوتی ہے کیونکہ یہ سدھ
ہو چکا ہے کہ سوپن جگت میں کیول منومئی وستوئیں ہی ہمارے گیان میں کلپت ہو ہو کر سامنے آتی ہیں۔ اِسی کارن د
سوپن پرپنچ گیان سروپ میں بن جانے پر بھی اِسی وپریہ شکتی کے کارن ہی بھان ہوتا ہے کہ یہ سنسار کسی دوسر
کا رچا ہوا ہے اور اُس سنسار میں ہم بھی پیدا ہوئے ہیں۔ پرنتو واستو میں ہمارے گیان سروپ کے اتی رکت
(علاوہ) کچھ بھی وہاں ہے نہیں اور وہی واستو میں ہمارا شدھ سروپ ہے۔ پھر بھی ہمیں سوپن دیکھ میں جاگرت
کی طرح ہی اہنگ مم بدھی ہوتی ہے اور ایسے بھان ہوتا ہے کہ وہ سوپن میں دکھائی دینے والا دیہہ کسی اپنے ماتا پتا
سے ہی اتپن ہوا ہے اور یا تو یہ بچہ روپ سے کومل شریر والا ہے یا پھر کسی کا وہ بردھ پتا یا مہا ہوا اتی نر

ہی میرا اپنا آپ ہے۔ پھر بھی یہ سبھی جانتے ہیں کہ وہ سوپن جگت اور چھوٹے بڑے دیہہ کیول ہماری ہی کلپنا ہے۔ ہم نے ہی سارا یہ سوپن سنسار رچ رکھا ہے اور بھرانتی یہاں بھی اتنے تک ہو جاتی ہے کہ ہم ایک چیونٹی تک اُتپن نہیں کر سکتے۔ اب یہ ایک نئی کلپنا کر دیکھ کن کو یہ سوپن آ رہا ہے کہ میں بنوں میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔ اور تھک کر چور ہو گیا ہوں۔ پیاس سے مُکھ سوکھ رہا ہے۔ اکسمات ایک کنواں دکھائی دے جاتا ہے۔ رسی بھی ہے اور ڈول بھی پڑا ہے پرنتو کنوئیں کا پانی ۵ ہے اور ہاتھ گہرا ہے یعنی رسی چھوٹی ہے اب اتنی تھوڑی سی رسی ہم بنا نہیں سکتے یدپی ہم نے اتنا بڑا وشو رچ رکھا ہے۔ کیول دیہہ سنتی سے اپنے کو دیہہ ماتر سمجھ کر اپنے کو بے بس پاتے ہیں کہ تھوڑی سی رسی بھی ہم نہیں بنا سکتے۔ اور آشچریہ کہ کنواں ڈول آدی سب ہم نے ہی بنایا تھا۔ یہی اوستھا یہاں جاگرت میں بھی ہے۔ تم چیتن دیو نے ہی اپنے سنکلپ سے یہ سارا برہمانڈ رچ رکھا ہے کسی انیہ کی یہ رچنا نہیں پھر بھی منشیہ دیہہ کی تچھ آپادھی کے کارن تم ایک چیونٹی کو بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ ایسی ہی درڑھ ویپریت بھاونا ہو رہی ہے۔ سوپن کے درشٹانت سے یہ سمجھ آ گیا ہوگا کہ جیسے وہاں بھگوت گیان سروپ میں ویپریت گیان اور اُس کا کاریہ دونوں ہی کلپت ہیں ایسے ہی اسی بھگوت گیان میں یہ جاگرت پرپنچ بھی واستو میں سنکلپ ماتر ہی ہے اور یہاں بھی ویپریت بھاونا روپ وچتر شکتی کے کارن سرو سادھارن منشیوں کو جیو بھاو اور دیہہ ادھیاس کے کارن ہو رہی ہے جس کے کارن اپنے کو برہم سروپ نشچے نہیں کر رہا۔

پرشن ۲۸ ہے بھگون! آپ کی کرپا سے میں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ واستو میں میرا واستو سروپ پرگیان سروپ برہم پرمانند روپ ہی ہے اور کیول اسی ویپریت بھاونا کر کے ہی اپنے کو جیو سروپ دین اور ہین انوبھو کر رہا ہوں۔ اب آپ کرپا کر کے اس ویپریت بھاونا کی پورن نورتی کے لئے کوئی اُتّم اُپائے کتھن کریں جس کے پالن کرنے سے میرا یہ دپریہ دوش دور ہو کر اپنے شُدھ سروپ میں درڑھ استھتی ہو سکے!

ویپریہ دوش کی نورتی کا اُپائے۔ اہنگرہ اُپاسنا

اُتّر۔ پیارے! شرتی اپنے بچّے جگیاسو کے اس گھور دکھ کو ماتا کے سمان بھلی پرکار سے انوبھو کرتی ہے اور اُس نے جو اُپائے بتلائے ہیں اور جن کو ودوانوں نے اپنے انوبھو سے اتینت اُپیوگی بھی سدھ کیا ہے ہم وہ تیرے پرتی نروپن کرتے ہیں۔ دھیان دیکر سُنو!

ہمارے آچاریہ اس ویپریت بھاونا کی نورتی کے لئے یہ کہتے ہیں کہ برہم بھاو جو کہ اس کلپت جیو بھاو سے سروتھا ویپریت ہے اس میں "اہنگ برہم اسمی" روپ بھاونا کا ابھیاس پُنہ پُنہ کرنے سے یہ ویپریت بھاونا بدل جاتی ہے کیونکہ کسی بھی ورودھی بھاونا سے پہلی بھاونا بدل جایا کرتی ہے۔ اس پرکار جس کو تو تم اہی مہا واکیہ کے شرون سے "اہنگ برہم اسمی" روپ ارتھ شرون منن ندھیاسن میں نہ بدل جاوے اور سوکھشم بدھی کی ترٹی سے اُن شرون کے بعد منن آدی کو کرنے میں اسمرتھ ہو۔ پرنتو آسے گورو اور وید واکیوں میں اٹوٹ شردھا بھی ہو۔ وہ اہنگ برہم اسمی کی بھاونا کو پُنہ پُنہ کرے تو اس ابھیاس کی درڑھتا سے یہ ویپریت بھاونا کھشین ہو جاتی ہے اور کچھ سمیہ پاکر پہلے کئے ہوئے مہا واکیہ کے شرون کے پھل سروپ آسے اپروکش ساکشات کار اپنے شُدھ برہم آتم سروپ کا ہو جاتا ہے۔ اس اہنگرہ اُپاسنا کو اپنشدوں میں بڑے وستار سے لکھا گیا ہے۔ اس سے نشچے ہی وپریہ دوش کا ناش ہو کر "اہنگ برہم اسمی" روپ سے اپروکش ساکشات کار ہو جاتا ہے اور منشیہ جن کو شاستر کاروں نے پشو وکیٹ پرورد سے کھڑا کیا ہے اُن کا سوئیم ہی سماد ہان ہو جاتا ہے۔ پرنتو جب تک کوئی بھی منشیہ اُٹھتا ہو تب تک مہا پرشوں دوارا بتلا

ہوئی نکیتیوں سے اپنے وچھیپ اور ابھیاں کو درڑھ کرتا رہے اور سنشیوں کے جڑ سے نکل جانے پر اہنگ برہم آسمی مہاواکیہ کے دوارا نروپن کئے گئے برہم سے اکبھن اپنے ساکشی سروپ میں ٹھیک ٹھیک برہم بھاو کا پروا ہ نرنتر رکھتا ہوا چرکال تک ابھیاس کرے اور اناتما کار برتی کو ٹکنے کا اوسر نہ دیوے جب جب اٹھیں اسی سروپ چنتن کے بل سے انھیں ہٹاتا رہے اسی کو دوسرے شبدوں میں ندھی دھیاسن بھی کہہ سکتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ اہنگرہ اُپاسنا میں بھاونا اور شردھا ..... پردھان رہتی ہے اور ندھیاسن وچار کے بل پر ہوتا ہے اس کے انتر و پریت بھاونا استنت مستقل ہوجاوے گی پرنتو شریر کی سماپتی پریتت پراربدھ بھوگ کے بھگتانے کے لئے پرتیتی ماتر تو اوشیہ رہتی ہی ہے ارتھات لیش اودیا سے اس شریر اور جگت کا سادھارن وہار آبھاس روپ سے پرتیت ہوتا رہتا ہے جیسے کہ سوانگی اپنی کریا کرتا ہے اتھوا جیسے جلے ہوئے کپڑے یا کاغذ پر لکھے ہوئے اکھشر اور چتر (تصویریں) تب تک دکھائی دیتے ہی ہیں جب تک کہ مرتیو روپی وایو کے ویگ سے سوکھشم شریر سے یہ استھول شریر پراربدھ سماپتی سمے میں نشٹ نہیں ہوجاتا۔ ارتھات سوکشم شریر کا تیاگ نہیں ہوجاتا اور آگے کے لئے اس میں سے اودیا کر نمتی کے ٹوٹ جانے سے پنر جنم کا ہونا سماپت نہیں ہوجاتا اور برہم روپ پراپت نہیں ہوجاتا۔

پرشن ۳۲- بھگوان! آپ کی کرپا سے یہ تو مجھے سمجھ میں آگیا کہ آتم بودھ کا سادھن سروپ اہنگرہ اُپاسنا ہم تو کی بھاونا کو برہم بھاونا میں بدل دیتی ہے۔ اب کرپا کرکے مجھے سمجھائیے کہ شرون منن ندھیاسن کا کیا کام ہے اور "اہنگ برہم اسمی" روپ دھیان کب تک کرنا چاہیئے۔

اہنگرہ اُپاسنا اور شرون منن ندھیاسن

اُتر۔ پیارے! ہم تجھے کرم سے اس سادھن کا نروپن کرتے ہیں جس میں تیرے پرشن کا اُتر تجھے مل جاوے گا۔ دھیان سے سنو! جب یہ منشیہ چاروں سادھن سمپن ہوکر شروتری برہم نشٹھ ست گورو کے چرنوں میں اپستھت ہوکر ودھی پوروک تت توم اسی مہاواکیہ کا ارتھ سہت شرون تتھا سن کرتا ہے اور گورو واکیوں میں شردھا رکھتا ہوا اپنے پرچھن دیہہ ابھمان کو پورن روپ سے تیاگ کر اپنے برہم سروپ ہونے کا درڑھ نشچے کرکے شاستری سدھانت میں ہونے والے سبھی سنشیوں کو نورت کر دیتا ہے ارتھات پرمان گت سنشیہ سے رہت ہوا ہوا اس برہم بھاونا میں استھت ہوتا ہے تو اس کا شرون منن پھلی بھوت ہوتا ہے اور جن مہانو بھاوون کا اس جنم اتھوا پورب جنموں میں نشکام کرم اور اُپاسنا کے بل سے مل وکشیپ دور ہوچکا ہے ان کرت اُپاسک پرشوں کو مہاواکیہ کا شرون ہوتے ہی اپنے شدھ سروپ کا ساکشات کار "اہنگ برہم اسمی" روپ سے شرون کال میں ہی ہوجاتا ہے۔ ہاں جس ممکشو کو گورو مکھ سے مہاواکیہ کا شرون ہوکر بھی بدھی اتی سوکشم نہ ہونے سے منن ندھیاسن روپ ابھیاس کرنے کی یوگیتا نہ ہو اس کے لئے ہی شاستروں نے اہنگرہ اُپاسنا کا ودھان کیا ہے۔ اور جن کی بدھی سوکھشم ہے ان کے منن سے پرمیہ گت سنشے اور ندھیاسن کے پرواہ سے پریت بھاونا کی نورتی کتھن کی گئی ہے۔ اس لئے اب ان دونوں سادھنوں کا پھل بھن بھن روپ سے تیرے بودھ کی سگمتا کے لئے کہا جاتا ہے۔

سنشے اور وپریہ کا اُپائے!

گورودکھیت سے ویدانت واکیوں کو سادھک ادھیکاری جب شردھا پوروک شرون کرتا ہے اور یہ نشچے کرتا ہے

کہ ادھیاتم شاستروں کے بھِن بھِن واکیہ ساکشات اتھوا پرمپرا روپ سے ایک ادویت برہماتم کی ایکتا کو ہی سِدھ کرتے ہیں تو اِس نِشچے سے اس کے پرمان گت سنشیہ کی نِورتی ہوجاتی ہے۔ اور جب اسمبھاونا روپ دوش دُور ہوکر پروکش گیان اُتپن ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد مہاواکیوں کے اکھنڈ ارتھ کا یکتی پوروک ایکانت میں چنتن ارتھات منن کرنے سے اس کے پرمیہ گت سنشے کی نورتی ہوجاتی ہے اور پہلی اناتم دیہہ آتم بھاو کی بھاونا بدل جاتی ہے اور ندھیاسن سے یتنہ اور پہلے منن سے نشچت تتو ارتھات اہنگ برہم آسمی کا پرواہ جاری کرکے تتھا اناتم سنسکاروں اور برتیوں کا یتنہ یتنہ ترسکار کرکے چرکال کے ابھیاس کے بعد وپریت بھاونا دُور ہوکر برہم سُروپ سے اِسی ساکشی سروپ کا اپروکش ساکشات کار ہوجاتا ہے اور اسی درڑھ نِشچے میں آروڑھ ہوا ہوا جیون مکت روپ سے نرنتر وچرتا ہے اور اب اُسے کوئی شوک موہ راگ دویش نہیں ستاتے اور کرم بندھن سے سدا کے لئے مکت ہوجاتا ہے۔

گیانی کا بوہار

یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ گیان وان کو وِپریہ کبھی بھی نہیں ہوتا یا اُس کی برتی کبھی بھی نام رُوپ کے آکار نہیں ہوتی۔ بلکہ اِس کو بھی نام رُوپ تو بھان ہوتا ہے پرنتو پہلے کی طرح اِسے ستیہ نہیں سمجھتا۔ کیول آبھاس یا پرتیتی ماتر ہی سمجھتا ہے جیسے کہ درپن سامنے آنے سے اپنا مکھ باہر اور وِپریت دِشا میں دکھائی تو دیتا ہی پرنتو دیکھنے والا اس کو اپنی ہی گردن پر دیکھنے سے سروتھا وِپریت دِشا میں نِشچے کرتا ہے کیونکہ یدی درپن کا مکھ پشچم کی طرف ہے تو اُس کے کارن پرتبمب پشچم میں تو دکھائی دیتا ہی پرنتو اس کی بدھی یہی نِشچے کرتی کہ میں تو پُورب کی طرف ہی دیکھ رہا ہوں کیول درپن کا مکھ ہی وِپریت دِشا میں ہے سا ہی پرکار سرب جگت اُس کو آبھاس ماتر اتھوا سوپن ورت متھیا ہی نِشچے ہوتا ہے چاہے یہ دوسروں کی بھانتی اُن سے بوہار بھی کرلیتا ہے۔ پدارتھوں کی ستیتا اُس کی بدھی میں کدا پی نہیں پیدا ہوتی۔ وہ تو اُسے متھیا ہی جانتا ہے اور اپنے آپ کو اِس سرب سنسار کا ساکشی رُوپ ہی نِشچے کرتا ہے۔ یہ گیا نوانوں کی اُتم استھتی ہے۔ یدپی وچار پوروک شرون منن کرنے سے وِپریت بھاونا دُور ہو ہی جایا کرتی ہے۔

اہنگرہ اُپاسنا ایشوری اپمان نہیں

پھر بھی کسی کو یدی اپنی مند بدھی کے کارن وِپریت بھاونا دُور نہ بھی ہو تو بھی ہٹھ پُوروک بنا برہماتم کی ایکتا کے درڑھ نِشچے کے بھی اہنگرہ اُپاسنا۔ اہنگ برہم اسمی۔ کا ابھیاس شاستر آگیانکر کرنے سے سمیہ پر اِس وِپریت بھاونا کی نِورتی کا اُتم سادھن سِدھ ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے پرشوں کو اِس کا ابھیاس شردھا پُوروک اوشیہ کرنا ہی چاہیئے اور وہ لوگ جو اُسے اِس مارگ سے ہٹانے کا یتن کرتے ہیں وہ اس کا اَنشٹ ہی کرتے ہیں وہ اِس کے ہتیشی نہیں۔ اُن کی باتوں پر کداپی وشواس نہیں کرنا چاہیئے۔ اُن کے خیال میں تو یہ ایشور ہونے کا ابھیمان ہے اور ایسے مُکھ سے اُچارن کرنا بھی مہا پاپ ہے اور جیو ہوتے ہوئے اپنے کو برہم سروپ کہنا یا ایسا خیال بھی کرنا گھور ناستکتا ہے۔ پرنتو اُن بیچاروں کو اِس اہنگرہ اُپاسنا کے ابھیاس کا بالکل ہی پتہ نہیں اور نہ ہی وہ اس کے رہسیہ کو ہی جانتے ہیں اور نہ سمجھتے ہی ہیں اس لئے ان کے وچنوں میں کداپی وشواش نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اس میں نقصان دوسرا اور ہانی کا بھی بھے ہے۔

کچھ دوسرے سمپرداؤں کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ساکشات کار سے پہلے اہنگ برہم اسمی ایسا کتھن کرنا یا چنتن

کرنا اُچت نہیں۔ ہاں ساکشات کار کے انتر ایسا کہنے میں کوئی دوش نہیں اور نہ ہی کوئی ہانی ہے۔ پرنتو یہ لوگ بھی
بھولے ہوئے ہیں اور ان کے بھی اس کتھن کا کبھی وشواس نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اگیان دُور کرکے گیان کو اُتپن کرنیوالی
اس اُچوک اوشدھی کو کھانے سے یہ پُرش روکتے ہیں۔ اس لئے کہ گیان ہونے سے پہلے پہلے یہی اوشدھی رُوپ ہے اور
گیان کے انتر یہی اُس کا ساکشات رُوپ پھل ہے۔ جیسے کہ بچوں کو پہاڑے یاد کرنے اور بولنے پہلے تو سادھن رُوپ
ہیں اور اُن میں دڑھتا پراپت کر لینے پر انکا بوہار میں پریوگ کرنا اس کا پھل ہے۔ جیسے کہ منی کی چمک کو منی سمجھ کر وہاں
پہنچنے پر منی مل جاتی ہے اسی پرکار اہنگرہ اُپاسنا کے پُورن ہونے پر انت میں اُسی شُبھ ہوئے مہاواکیہ کا پھل ارتھات
سروپ ساکشات کار ہو ہی جاتا ہے ایسی بھرم پوروک پرورتی سے بھی شردھالو کو واستوک وستو کی پراپتی میں یہ سنوادی
بھرم کا درشٹانت ہے۔

پرشن — ہے بھگون! جو لوگ اس اہنگرہ روپ دھیان اور جپ سے روکتے ہیں وہ کون لوگ ہیں کیا وہ آچاریہ
نہیں ہیں۔ اُن کے وچنوں میں وشواس کرنے سے کیا ہانی ہوتی ہے اور وہ لوگ کس یکتی سے اس اہنگرہ اُپاسنا کا نشیدھ
کرتے ہیں۔ کرپا کرکے وستار پوروک سمجھائیے۔

بھید وادیوں کے کٹاکش اور جگیاسو کا کرتویہ

اُتر۔ پیارے! ایسے بھید وادیوں کے پرچار کا اس جگت میں اتنا پربھاو ہے کہ جس کو بھی اس مہاواکیہ
کا اُپدیش دیا جاتا ہے وہ وچار کئے بغیر ہی کیول سُن کر اس سے بھے بھیت ہو جاتا ہے اور وپریت بھاونا کے پربل
پرواہ سے اس اُپدیش کو سُننے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور تم یہ جانتے ہی ہو کہ بنا کسی پر وشواس کئے کے روگ کی چکتسا
کیسے ہو سکتی ہے اور جو امرت کو بھی وِش سمجھ کر اس کا پریوگ ہی نہ کرنا چاہے اُس کے لئے کیا اُپائے ہو سکتا ہے اس لئے ایسے
وشواس ہین پرشوں کے ان پرتی بندھوں کی نورتی کرنے میں ہم ایسے اسمرتھ ہیں جیسے کسی نپُنسو کو سمجھانے میں انیہ منش۔ لوپ
کال میں ادویت وادی آچاریوں کو بھی یہی بھرانتی ہوئی۔ اُن کے مت کے انوسار اہم برہماسمی کہنا یا ایسا وچار بھی من میں
لانا مہا پاپ ہے اس کا کارن بھی یہی وپریت بھاونا کی پربلتا ہے۔ اس پرکار ناستک پُرشوں کے وچنوں میں شردھا اور وشواس
کرنا اور شاستری سدہانت میں اوشواس کرنا مہان ہانی کرنے والا ہے۔ جب کہ ساکشات شرتی بھگوتی ہی اہنگ برہم
اسمی کے ابھیاس کے لئے آگیا کرتی ہے۔ پھر شرتی کی آگیا کا اُلنگھن کرنا تو اپنے ہی وناش کا ہیتو ہے۔ وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ
ایشور بھی ایک سادھارن منشیہ کی بھانتی ہے یدی کوئی انیہ پُرش اس سروپ میں آروڑھ ہونے کا یتن کرے گا
اور اس کا ابھیاس کرے گا تو ایشور اُس پر ایسے کوپ کرے گا جیسے کہ کوئی مہاراجہ ایسے ویکتی سے کرتا ہے۔ جو کہ اس
کے سامنے اپنے مہاراجہ ہونے کی گھوشنا کرے۔ اس کا وِرودھی ہو کر اتی کرودھ میں آیا ہوا اس کو گھور ڈنڈ دیتا ہے۔
پرنتو واستو میں ایسی بات۔ سب کا ادھشٹان سروپ سب کا آتما پر برہم پرماتما اس پرکار کے دوش اور من کی کھنتا
سے اتیت ہے۔ یدی ایسا ہوتا تو جو لوگ "اہنگ برہم اسمی" کا دھیان کرتے آئے ہیں اُن کا بھوگ اور لوک کھیم پرماتما
نے اوشیہ ہی بند کر دیا ہوتا۔ اس پر یدی کہیں کہ ایشور پرم دھیریہ وان ہونے سے اُن کی مرتیو پرینت اُن کو ڈنڈ نہیں
دیتا۔ مرن کے انتر اُن کو اوشیہ ڈنڈ دے گا۔ ایسے تیار روپ ایشور کی یہ ایشورتا اور نیائے شیلتا اتی آشچریہ جنک
ہے کہ جو پاپ کو دیکھ کر بھی نہ تو اس کے کرنے والے کو روکتا ہے اور نہ ہی اُسے تت کال دنڈ دیتا ہے۔ ایسی اُن لوگوں
کی بہت سی شنکاؤں کے ساتھ اُن کے سمادھان بھی ہیں۔ پرنتو یہ اُن کے مند بھاگیہ ہی سمجھنے چاہیئے کہ جو اہنگرہ اُپاسنا سے

اس اُپائے کو اس جنم مرن روپی مہا روگ کی نورتی کے لئے اُپیوگ میں نہیں لاتے جیسے کہ اگیان اور مورکھ لوگ بخار کو روکنے والی اوشدھی گلویا کو نین آدی کا پریوگ کرنے سے انکار کر دیں اور اس کے پریوگ میں لانے سے پورو ہی اس میں دوش نکالتے ہیں تتھا دُکھ پاتے رہیں۔

پیارے! اب تم سمجھ گئے ہوگے کہ بھگوت گیان برہم سروپ ہے اور وہ گیان سروپ برہم خود تم ہی ہو۔ تم ہی برہم سروپ ہو۔ اب اس پر وشواس کرو اور اُن لوگوں کے جھانسے میں نہ آؤ جو کہ اس اہنگرہ اُپاسنا سے تم کو دور رکھنا چاہتے ہیں اور اُن کے بہکاوے میں نہ آؤ۔ کیول شرتی واکیوں پر وشواس کرو اور اہنگ برہم آسمی اس ابھیاس میں تتپر ہو جاؤ اور پرم آنند تتھا پرم ترپتی کو پاکر آپت کام ہو جاؤ کیونکہ جب سادھک گیان کی اس استھتی پر پہنچتا ہے تو وہ اس اہنگرہ اُپاسنا کی ریتی سے اپنے پرماتم سروپ کی اننیہ بھگتی اور اُستتی کرتا ہے ارتھات پہلے تو وہ جگیاسو اوستھا میں "پرماتما مہان اننت اور اپار ہے اور پرم کرپالو ہے" ایسا بھجن اور چنتن کرتا تھا پرنتو اب وہ "میں شدھ سروپ ہوں۔ پربرہم سروپ مہان اور اننت ہوں۔ یہ سب میری ہی اپار شوبھا ہو رہی ہے" ایسا دھیان اور اُپاسنا کرتا ہے۔ دیکھو ہمارے رشی مُنی جو ہمارے پورو ج ہوئے اس استھتی کو پراپت کرکے ایسا ہی کتھن اور انوبھوتی کا ورنن کر گئے ہیں۔

धन्योऽहं धन्योऽहं धण्योऽहम् पुन: पुन: (पंचदशी) میں دھنیہ ہوں۔ دھنیہ ہوں اور پُنہ پُنہ دھنیہ ہوں۔

مَیں شدھ سروپ ہوں۔ مکت سروپ اور نتیہ ہوں۔ شو سروپ ہوں۔ "شِووہم" اتیادی۔ اس وشے میں یدی تم پنجدشی کار سوامی ودیارنیہ جی مہاراج کا ترپتی دیپ دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس استھتی پر پہنچے ہوئے مہا پرشوں کی اُپاسنا کس پرکار کی تھی۔ اتنا ہی نہیں صوفی مت کو ماننے والے بھی جب اس استھتی پر پہنچے تو بے روک ٹوک اُن کے مُکھ سے "من خدائیم" (میں ہی برہم سروپ ہوں) کہ میں ہی شدھ سروپ اور اپار مہما والا ہوں اور عیسیٰ مسیح نے بھی بائیبل میں تبلایا ہے کہ "I and my Father are one" ارتھات میں اور میرے پتا واستو میں دونوں ایک ہی ہیں کیول اُپادھی کا ہی فرق ہے اب تم بھی اس پرکار کی شکتی کو جان کر اس جیون مکتی کی استھتی میں آروڑھ ہو جاؤ اور اگیانی پرشوں کے جھانسے میں نہ آؤ۔

پرشن ۵۹ بھگون! آپ کی کرپا سے مجھے یہ نشچے تو ہو گیا ہے کہ تتوم اسی مہا واکیہ کے شرون منن ندھیاسن سے اپروکش ساکشات کار اپنے برہماتم سروپ کا ہوتا ہے اور اسی سے کیولیہ موکش کی پراپتی بھی ہو سکتی ہے اور ایسے نشچے وان گیانی کو اس گیان کے پربھاو سے یہ جگت اپنے آتما کا ایک ترنگ روپ ہی پرتیت ہوا کرتا ہے جس سے پھر یہ گیانی دُکھی کبھی نہیں ہوتا۔ کرپا کرکے اب مجھے یہ بتائیے کہ یہ جگت یدی اُس گیان سروپ کا پرنیام روپ وکار ہو تو برہم وکاری ہونے سے انتیہ سدھ ہو گا۔ ایسے انتیہ برہم سے ابھید ہونے سے ہمارا موکش بھی تو انتیہ ہو گا۔ کرپا کرکے میرے اس سندیہہ کو نوارن کیجیے؟

"اپرینامی اور نروکار تتو!"

اُتر۔ پیارے! تم یہ سمجھ چکے ہو کہ بھگوت گیان سے اتی رکت دوسرا کوئی تتو واستو میں ہے ہی نہیں اور وہ واستو میں اپنی مہما میں آپ براجمان ہے اور اس میں یہ سرشٹی کیول منو مے درشیہ روپ سے بھاستی ہے الگ سے یہ نہ سمجھو کہ یہ بھگوت گیان پرینامی تتو ہے، کیونکہ ہمارے سنکلپ کرتے ہی کسی بھی وستو کی آکرتی ہماری واسنا کے انوسار ادھشٹھان سروپ گیان میں دکھائی دے جاتی ہے۔ ایسا نہیں کہ گیان سروپ پرینام کو پراپت

ہو کر سنسار ہو گیا ہے کیونکہ یدی گیان پرینامی تتو ہوتا تو اوشیہ ہی اُتپتی اور ناش والا بھی ہوتا پرنتو وہ نہ تو پیدا ہو
ہے اور نہ ہی ناش کو پراپت ہوتا ہے اس لئے وہ پرینامی اور وکاری نہیں۔ سب سے پہلے ایسا بھرم وگیان وا
کو ہوا تھا کہ بھگوت گیان پرینام کو پراپت ہو کر جگت روپ ہو گیا ہے اور اُس کا ایسا نشچے کیول بھرم ما
ہے اور اسی لئے سمجھا ہے۔ وگیان وادی کو یہ بھرانتی اس کارن سے ہوئی کہ وہ ادھشٹان روپ بھگوت گیا
ترنگ روپ برتی گیان میں وویک نہیں کرسکا اور اُس کو برتی کے پرینام کی بھرانتی ہوئی اور اُس نے گیان سرو
کو پرینامی نشچے کر لیا۔

گیان سروپ اور ورتی گیان میں بھید

ویدانت سدہانت کے تتو ویتا مہا پرشوں نے منو نرودھ وچار اور سمادھی کے بل سے یہ گمبھیر رہسیہ ا
کیا تھا کہ برتی گیان اور گیان سروپ دو بھن ستا والے پدارتھ ہیں۔ برتی گیان کو سنکلپ کہتے ہیں اور گیان س
کو اس کا ادھشٹان چیتن جیوتی سروپ پرکاش۔ اور یہ پرتکش ہے کہ جس میں یہ برتیاں پرینام کو پراپت ہوتی ہ
جو اِن کے پرینام کا پرکاشک ہے وہ ایک رس اپرینامی تتو ہی گیان سروپ ہے وہی برہم ہے اور وہی ہمار
آتما سروپ ہے۔ یہ سنکلپ یا برتیاں نتیہ نئے نئے روپ بدل بدل کر سامنے آتے رہتے ہیں اور انادی
سے سرشٹی کا کھیل اسی پرکار چلتا رہتا ہے اور چیتن آتما سروپ گیان اس کا پرکاش کرنے والا ساکشی سروپ
نروکار ہی ہے۔ .... یہ جگت تو کیول سنکلپ ماتر ہے اور جس گیان سروپ پرکاش میں یہ جانا ہ
اور بدل بدل کر اپنے سروپ میں لین ہو رہا ہے وہ ایک رس تتو آتما ہے اُس نروکار روپ آتما میں یہ جگت ا
اور آدویت ہے۔

پرشن لہٰ بھگون! تو کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ بھگوت گیان سروپ برتی اور پرکاش دونو سے ملا جلا (مشرت)
یدی ایسا ہی ہے تو ملی جلی وستو بھی تو سدا وناش شیل ہی ہوتی ہے تو کیا پھر بھگوت گیان بھی ناشوان تتو ہے

آتمہ سے بھن کچھ بھی ستیہ وستو نہیں

اُتّر۔ پیارے ایسا سنشیہ مت کرو کہ بھگوت گیان دو بھن بھن تتو دل برتی اور پرکاش سے مل کر بنا
اس کارن سے یہ بھی وناشی ہے جیسے کہ دوسرے مشرت پدارتھ۔ سانکھیہ شاستر کے آچاریوں کو بھی ایسا ہی
ہوا تھا۔ انھوں نے برتی اور پرکاش (پرکرتی اور پُرش) کو دو بھن بھن جڑ اور چیتن ستیہ پدارتھ مانا تھا۔ ا
یا برتی کو پرکرتی روپ اور پرکاش کو پرش روپ مانتے ہیں اور پُرش کو اسنگ بتلا کر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ
پُرش کی ستا اور چیتنا کے کارن جگت کے آکار میں پرینام کو پراپت ہوتی ہے اس لئے یہ پرینام سروپ
ہے اور پُرش سے ملی رہتی ہے وہ اس اگیان یا پرکرتی کو پردھان نام سے پکارتے ہیں جو کہ اُن کے سدہانت
تو ہے ارتھات چیتنا رہت اگیان سروپ ماتر گنا تمک ہے۔ اور پُرش اسنگ اور پرکاش سروپ
پُرش کے آشرے رہ کر نام روپ وکار کی صورت میں پرینام کو پراپت کرتی ہے۔ اس سے پہلے کچھ آگے بڑھا
کو وکاری اور پرش کو نروکار اور اسنگ تو جان لیا پرنتو بھول یہ ہوئی کہ دونوں کو ہی ست سمجھ لیا او
کو ہی وبھو (ویاپک) بھی اور ایسے نانا پرش وبھو اور ویاپک مان لئے۔ اور یہ سدہانت ویدا کھوا

دویت سدھانت سے سروتھا وِردھ ہے کیونکہ وید تتھا اُپنشد تو ایک ماتر ستا کو سویکار کرتا ہے اور اُس کو ہی پنہ پنہ کئی جگہوں پر سپشٹ کرتا ہے۔

सदेव सोम्येदमग्र ऽऽसीत् (छ:. ६-२-१)

एक मेवाद्वितीयं ब्रह्म ,, नेहनानास्ति किञ्चिन (क० २-१-११)

ارتھ۔ اِس جگت کی اُتپتی سے پُورو ایک ماتر ست وستو ہی تھی جو کہ سجاتی وِجاتیہ اور سوگت بھید سے رہت تھی۔ (۲) واستو میں نانا دویت وستو کچھ بھی نہیں (۳) دویت سے ادشیہ ہی بھے ہوتا ہے۔

ستیہ اور کلپت کا واستوک میل سنبھو نہیں

برہم وِدیا کے آچاریوں کا کتھن ہے کہ پرکرتی کی بھِن سوتنتر کوئی ستا نہیں۔ کنتو وہ برہم میں ادھیست پرتیتی یا آبھاس ماتر ہی ہے۔ چونکہ پرکرتی ہی وِکار کو پراپت ہوا کرتی ہے اس لیے وِکار کی بھی کوئی اپنی ستا نہیں۔ اور یہ جگت وِکار ماتر ہی تو ہے۔

वाचारम्भनं विकारो नाम धेयं मृत्तिकत्येवसत्यम् (छाँ उ० ६-१-४)

ارتھ وِکار نام والے سبھی پدارتھ بانی کا وِلاس ماتر ہی ہیں جیسے کہ گھٹ صراحی آدی میں مرتکا مٹی ہی ایک ماتر ادھشٹھان سروپ ست وستو ہے، اور گیان سروپ پرکاش ہی ایک ماتر ستا سروپ ہے۔ یدی ادھیست دونوں بھِن بھِن ست پدارتھ ہوتے تو دونوں میں سنیوگ بن سکتا پرنتو سنکلپ یا برتی کوئی ست وستو ہے نہیں کیونکہ پرتیتی ماتر کلپت ہی ہے اس لیے گیان سے بھِن اس کی سوتنتر ستا آدی اور اس گیان روپ ست وستو کے ساتھ اس کا سنیوگ نہیں بن سکتا۔ اس لیے ایک ادویت ماتر ہی ست وستو ہے اور برتی کیول پرتیتی ماتر۔ اور پرتیتی ماتر کا بھاو یہ ہے کہ وہ سوتنتر ستا سے ودیمان نہیں پرنتو دکھائی دیتی ہے جیسے مرو بھومی میں مرگ ترشنا کا جل۔ جہاں بوند بھر بھی پانی ہے نہیں تو بھی بھرم سے جل جیسا دکھائی دیتا ہے اس لیے درشٹانت میں مرگ ترشنا کا جل پرتیتی ماتر ہے اور جس بھومی پر وہ دکھائی دیتا ہے وہ بھومی ہی وہاں ستیہ روپ سے ودیمان ہے۔ اب تیری سمجھ میں آگیا ہوگا کہ مرو بھومی میں مرگ ترشنا کے جل کی پرتیتی ہونے میں ریت اور جل کی ملاوٹ نہیں کہی جا سکتی۔ یدیپی وہاں ایک بوند ماتر بھی جل موجود نہ ہونے سے ملاوٹ کہی نہیں جا سکتی پھر بھی سادھارنیہ بات چیت میں ملاوٹ جیسی ہی کہی جاتی ہے اس کلپت جل کی کلپت ملاوٹ سے نہ تو بھومی کے سروپ کی پہچان میں کوئی رکاوٹ پڑتی ہے اور نہ ہی ایسی پرتیتی کو مرو بھومی یا کلر کا دوش ہی کہا جا سکتا ہے۔ ایسے ہی دارشٹانت میں یہ جان لو کہ گیان سروپ ادھشٹھان میں سنکلپ (برتی) تو ستا شونیہ پرتیتی تتھا آبھاس ماتر پدارتھ ہے اور بھگوت گیان روپ ادھشٹھان ست سروپ ہے اس لیے گیان سروپ آتما سنکلپ اور پرکاش کا جوڑ میل نہیں کیول پرکاش سروپ ایک ادوتیہ پورن تتو ہے تو بھی کلپت سنکلپ سے کلپت ہی ملاپ ہونے سے اس میں بانی کا کتھن ماتر ہی بوہار ہوتا ہے اس لیے بھگوت گیان سروپ کے ناشک کی آشنکا نرآدھار ہی ہے۔

پرشن ۲۷ بھگون! میں نے یہ سمجھ لیا کہ ستیہ بھگوت گیان اور کلپت پرکرتی یا برتی کا ملاپ نہیں ہو سکتا تو پھر ادھشٹھان میں اس کلپت وستو کی کلپنا کرنے کا پریوجن ہی کیا ہے۔ کرپا کر کے وستار پوروک سمجھائیے!

مایا کا سروپ اور اسکے وِچتر چمتکار

اُتّم، پیارے! اِدّی پی سنکلپ۔ پرکرتی یا پرکرتی بھگوت گیان میں پرتیتی ماتر ہی ہے تو بھی اسکی اتنی بھِن
بھِن اور وِچتر شکتیاں کہ اُن کی گِنتی نہیں ہو سکتی اور ان کا کوئی ٹھکانا نہیں بلکہ سارے برہمانڈ کے ہونے
کا مول اُپادان کارن یہی بھگوت گیان کی شکتی روپ پرکرتی یا سنکلپ ہی ہے۔ کیونکہ وہی ہر ایک آکار
نا داتم بھاو کو پراپت ہو کر پرتیت ہو رہی ہے اور خود بھی آتم جوتی میں ادھیست ہو کر پرگٹ ہو رہی ہے اس
لئے سرب جگت کا اُپادان کارن ہونے سے اسی شمشٹی سنکلپ کو آدی کارن روپ پرکرتی سمبھو۔ اُپادان کا دو
دوسرا نام پرکرتی ہے اور جن آشچریہ وستوؤں اور گھٹناؤں کو یہ بُدھی کلپنا بھی نہیں کر سکتی اور جن کو انہونی کہہ دیا
جاتا ہے اُن کو بھی یہ بھگوت چیتن سروپ پرماتما کی مایا یا پرکرتی جیسے ایشوری سنکلپ بھی کہہ سکتے ہیں یا کر دکھاتی
ہے۔ مایا اسے اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ یہ جادو کے کھیل کی بھانتی ان ہونی بات کر دکھاتی ہے سنسکرت بھاشا میں
مایا جادو کو کہتے ہیں اور ان سب حیران کر دینے والے مایا کے وِچتر کھیلوں کو سب لوگ جاگرت اور سوپن میں دیکھتے
ہے۔ یہ سب کو پرتکش ہی ہے کہ جادو یا مایا ان ہوتے پدارتھوں کو سچا دکھانے کا ہی دوسرا نام ہے اور یہ سب
جانتے ہی ہیں کہ سوپن میں کوئی سامگری نہ ہونے پر بھی ندرا کال میں ہونے والی یہ کلپنا شکتی کیا کیا کر دکھاتی ہے
جیسے کہ جاگرت میں اندرجالی (مداری) کیا کچھ کر نہیں دکھاتا۔ اس پرکار جاگرت اوستھا میں بھی سائنس اور مسمریزم
اِتّوا یوگ ابھیاس کی وِچتر شکتی کیا کیا چمتکار دکھاتی ہے۔ متھیا سنکلپ روپ ہونے پر بھی ہم اس کو بھی ستیہ ماننے
لگتے ہیں یہی تو پرم آشچریہ ہے اسی لئے اس کو مایا کہا گیا ہے۔ پھر مایا پرکرتی کا یہ سارا کھیل پرتیتی ماتر ہی ہے او
کسی بھی وستو کی پرتیتی کسی ادھشٹھان کے بنا ہونی سمبھو نہیں ایسے پرتیت ہونے والے پدارتھ سروپ سے ستیہ نہیں ہوتے
بلکہ اپنے ادھشٹھان سروپ گیان روپ پرکاش کی ستا کو پا کر ہی ستیہ کے سمان پرتیت ہوا کرتے ہیں، اور یہ سپشٹ
ہے کہ جو اپنی سوتنتر ستا سے رہت ہو اور کسی انیہ ادھشٹھان کی ستا سے وِدیمان (موجود) ہو اُن کو آروپت پرتیتی
ماتر یا کلپت ہی کہا جاتا ہے اس کا دوسرا نام مایا شکتی ہے کوئی اسے قدرت یا نیچر بھی کہتے ہیں۔ پرماتما کے پورن سامرتھ
کا نام شکتی ہے اس لئے اس سنکلپ شکتی پرکرتی کو ہی بھگوان کی شکتی کہا گیا ہے اور پرماتما کو شکتی مان۔ اپنے نجی سروپ سے
اس مایا۔ پرکرتی یا سنکلپ کو اگیان روپ یا جڑ کہا گیا ہے کیونکہ سوپن اور جاگرت میں تو پرکاش روپ چیتن کی ستا کو پا کر
سنکلپ ستیہ کے سمان دکھائی دیتا ہے اور جب کارن اوستھا میں پراپت ہو جاتا ہے اور اس من یا سنکلپ روپ شکتی
کو گیان پرگٹ کرنے کی شکتی نہیں رہ جاتی تو سوشپتی اوستھا، مورچھا یا پھر مرن اوستھا میں اسکی اپنی جڑ روپتا یا اگیان
سروپتا کو مجبوراً پرگٹ ہونے کا سمیہ ہوتا ہے جو کسی صورت میں بدل نہیں سکتا۔ اس لئے اس کا دوسرا نام اگیان یا اودیا
ہے۔ کچھ ودوانوں نے گیان کے ابھاو کو اگیان کہا ہے پرنتو یہ اُن کا کتھن ٹھیک نہیں کیونکہ گیان سروپ کو شاستروں میں نتیہ
سدھ کہا گیا ہے اور اس کا ابھاو کدا پی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گیان کا ابھاو کیسے جانا جاوے یدی گیان ہی نہ ہووے
اور گیان ہی گیان کے ابھاو کو جانے یہ بن نہیں سکتا۔ اور ایک گیان کو دوسرا اور دوسرے کو تیسرا جانے یہ بھی درست
نہیں کیونکہ اس طرح اَن اوستھا دوش آتا ہے۔ اس لئے گیان کا کبھی بھی ابھاو ہو نہیں سکتا اور جب اگیان گیان کا ابھاو
روپ سدھ نہ ہوا تو بھاو روپ ہوا پرنتو پرتی گیان سے یہ وپریت سبھاو والا اس کا ورودھی ہے اور ورودھی ہونے
پر بھی اگیان اوستھا میں گیان سروپ آتما کا ابھاو نہیں کہا جا سکتا۔ وہ اسی میں ادھیست ہو کر ہی اپنے اگیان سے

سے پرگٹ ہوجاتا ہے اس سے یہ بھی سدھ ہوا کہ گیان سروپ آتما اگیان کا ورودھی نہیں اس کو یہ کہیں سرب ہوہار ہوا کرتا ہے جاگرت سوپن میں تو کاریہ روپ اور سوشپتی میں کارن روپ اوستھا میں ہوتا ہے۔ اسی ہوہار کی سدھی کے لئے ہی اسکو سویکار کیا گیا ہے اور اس کا پریوجن بھی دوسرا کوئی نہیں۔

پرشن ۵۸ بھگون! اس وچتر اگیان روپ شکتی میں بھگوت گیان ودیمان رہتا ہے یہ سنکر بڑا آشچریہ ہوتا ہے۔ اس اگیان کو پرماتما کی شکتی اور آیا دھی کہا ہے اور انادی دھرم بھی اس کے کہے گئے ہیں کرپا کرکے اس وچتر شکتی کو ٹھیک درشٹانت یعنی آدی دے کر سمجھانے کا کشٹ کریں۔

انر وچنیہ مایا شکتی میں درشٹانت

اُتر۔ پیارے! اس بھگوت گیان کے وچتر چمتکار ارتھات اگیان روپ شکتی کو ہم تمھیں درشٹانت دیکر سمجھاتے ہیں۔ سنو! یہ باہری بھوتک اندھکار تو تم نتیہ ہی انوبھو کیا کرتے ہو۔ سادھارن بدھی کے لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ جب سوریہ آدی کا پرکاش نہ رہے تبھی اندھکار ہوتا ہے ارتھات پرکاش کے ابھاو کو وہ اندھکار بتاتے ہیں۔

اسی پرکار کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گیان کا ابھاو ہی اگیان ہے۔ پرنتو آچاریوں نے تو یہ سدھ کیا ہے کہ یہ بھوتک اندھکار بھی پرکاش کا ابھاو نہیں ہے بلکہ اس کو بھاو روپ ایک ولکشن ہی تو بتلایا ہے جیسے کہ اندھیرے کمرے سے نکل کر جوں ہی سورج کے تیکھنے پرکاش میں پرش کو کچھ نہیں دکھائی دیتا اور آنکھ سے وہ اندھیرا مان بیٹھتا ہے اور اس سمیہ سوریہ اپنے پرکاش سے جگ مگ کر رہا ہوتا ہے اور پھر جسے اندھکار کہہ کر پکارتے ہیں اس میں بھی بلی کتا شیر اُلو وغیرہ پرانی بھلی پرکار دیکھ ہی سکتے ہیں اس لئے یہ بھوتک پرکاش بھی پرکاش کا ابھاو نہیں کہا جاسکتا۔ دیکھو اندھیری رات میں جو اندھکار کا انوبھو ہوتا ہے وہ ستیہ وستو تو نہیں ہے کیونکہ ستیہ وستو ایک ماتر آتما روپ بھگوت گیان ہی ہے اس کی اپیکشا سے تو یہ بھوتک اندھکار است روپ ہے تو بھی ایک کالے رنگ کی بہت بڑی چادر کی طرح اوپر نیچے سب جگہ پھیلی ہوئی کی طرح یہ اندھکار دکھائی دیتا ہے۔ اگر وہ کچھ بھی نہ ہوتا تو دکھائی بھی نہ دیتا اس لئے است روپ بھی نہیں کیونکہ است وستو تو واستو میں کبھی ہوتی ہی نہیں اور ان ہوتی وستو کبھی دکھائی بھی نہیں دے سکتی جیسے کہ بانجھ کا پتر نہ کبھی ہوا ہے اور نہ دکھائی ہی دے سکتا ہے۔ پھر یہ اندھکار تو پرتیتی گوچر اور بھاو روپ ہے۔

....

..... شاستروں میں پرتیتی ماتر وستو کو آبھاس روپ اور سروداکال ستہ رہنے والی وستو کو نتیہ اتھوا ستیہ کہا ہے اور اسی کو پرمارتھک ستا والا کہا ہے۔ اور جو کسی نہ کسی پرکار کسی دوسری ستا کو پاکر ویوہار میں آوے اسے بھاو روپ کہا جاتا ہے اور ستا شونیہ کو استیہ کہا جاتا ہے۔ یدپی اندھیری رات میں اندھیرا تچھ یا اوستو روپ ہی سدھ ہوا ہے پھر بھی جوں جوں ہم دیپک لے کر آگے آگے بڑھتے جاتے ہیں تو اندھکار میں بھی بڑی تیزی سے سمٹنے یا سنکوچ کی کریا ہوتی دیکھی جاتی ہے اور وہ بڑی تیزی سے بھاگتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور دیپک بجھانے کے ساتھ ہی ساتھ بڑی تیزی سے آگے بڑھتا ہوا بھی دکھائی دیتا ہے مانو کہ وہ پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ اس سے یہ سدھ ہوتا ہے کہ اس میں سمٹنے اور سنکوچ کی اور پھیلنے کی کریا ودیمان (موجود) ہے اس اندھکار میں کالی رنگت کے ساتھ ساتھ دوسری وستوؤں کو ڈھانپنے کی بھی شکتی سدھ ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اندھیرا ہوتے ہی سب چیزیں دکھائی دینا بند ہو جاتی ہیں اسلئے جس تم میں سنکوچ وستار اور آورن کی کریائیں موجود ہوں اس کو پرکاش کا ابھاو کہہ دینا اچھا نہیں کیونکہ ابھاو است وستو

کے یہ دھرم نہیں ہو سکتے اور ابھاو کو ہی استیہ کہا جاتا ہے ۔ یہاں تک یہ سدھ ہوا کہ اندھکار استیہ تو نہیں پرنتو وہ
کرنے پر وہ ست بھی سدھ نہیں ہوتا کارن یہ کہ پرکاش کے آنے پر اندھیرے کا سنکوچ اتنا ادھک ہو جاتا ہے کہ
وہ کہیں بھی دکھائی نہیں دیتا ۔ سورج نکل آنے کے بعد تو اندھیرا نام کی کوئی وستو ہمیں دکھائی تک نہیں دیتی یدی
اُس کی اپنی کچھ بھی ستا ہوتی تو کہیں نہ کہیں تو اوشیہ دکھائی دیتا ۔ اور یہ بھی پرتکش ہے کہ ہر وستو کی سدھی کیول
میں ہی ہوتی ہے پرنتو یہ تو پرکاش میں دکھائی تک نہیں دیتا ۔ اب اس کے لکشن اُس بندو (نقطہ) کی طرح ہوں گے کہ
کی استھتی کا استھان تو نشچت ہے پرنتو اُس کا پریمان परिमाण نشچت نہیں کہ کتنا لمبا چوڑا ہے
اندھکار تو بندو بھی نہیں کیونکہ سورج است ہوتے ہی وہ زمین کی سطح کے ساتھ ساتھ اس پرکار پھیل جاتا ہے کہ
جس کی حد نہیں ملتی اور لمبائی چوڑائی تو رکھتا ہے پرنتو اس کی موٹائی یا گہرائی نہیں ۔ اس پرکار یہ کسی درویہ میں سمایا ہوا
بھی نہیں یدپی کالا پنا (سیاہی) کریا اور آورن اُس کے گن آروپت ہوئے ہیں پرنتو یہ تو اس کا سروپ ہی ہیں باہر
کسی پرکار آئے ہوئے گن یا دھرم نہیں ارتھات وہ کالکھ ۔ کریا اور آورن روپ ہے وہ نہ تو کسی آشرے پر استھت
ہے اور نہ سوئیم ہی کسی کا آشریہ ہے ۔ نہ درویہ نہ گن نہ کریا ۔ کیونکہ وہ کیول متھیا پرتیتی ماتر ہے جو دکھائی تو دیتا ہے
پرنتو واستوک اپنی ستا نہیں رکھتا ۔ اس میں وچترتا اور وِلکشنتا تو یہ ہے کہ جس ادھشٹان پر یہ موجود ہوا دکھتا ہے
اسی کو ڈھانپتا ہے جیسے کہ کائی جل میں اُتپن ہو کر اور وہیں رہکر اُسی کو ڈھانپتی ہے اور دُھواں اگنی سے پیدا ہو کر
اگنی کو ڈھانپ لیتا ہے ۔

پرشن ۹۴ ۔ بھگون ! بھوتک اندھکار کے متھیا تو کو تو میں نے سمجھ لیا پرنتو اس درشٹانت سے دارشٹانت میں
پراپت ہوا ۔ مجھے یہ درشٹانت دارشٹانت میں گھٹا کر دکھایئے اور برہم کی شکتی سروپ اگیان کے بارے میں بھی ٹھیک
ٹھیک بودھ کرانے کی کرپا کریں ۔

اگیان کے دو۲ سروپ تتواگرہن اور انیتھاگرہن

اُتّر ۔ پیارے ! اودیا یا اگیان کا سروپ بھی بھوتک اندھکار کے سمان گیان سروپ کا ابھاو نہیں ہے کیونکہ
جاگرت کے آنے پر وہ اودیا یا اگیان بھی سنکوچ کو اسی طرح پراپت ہوتا ہے جیسے کہ اندھکار پرکاش کے آنے پر ہوا
اور سکڑتا ہوا بھان ہوتا ہے اور پھر سوشپتی کے سمیہ پھیلتا بھی دیکھا جاتا ہے کیونکہ جاگرت کے آنے پر اودیا کا
ہو جانا بھی سب کو انوبھو سدھ ہے اور سوشپتی میں اس کا پھیلاؤ بھی کسی سے چھپا ہوا نہیں اور اس کے ساتھ
ہی یہ سب جانتے ہیں کہ اس میں آورن (ڈھانپنے) کی شکتی بھی شدھ چیتن روپ پرکاش میں ہی سدھ ہوتی ہے
اور جب پرش سوشپتی سے باہر آتا ہے تو سنکلپ کے روپ میں پرگٹ ہو کر جاگرت اتھوا سوپن کا کام ہوتا ہے اور پھر
وہ دوبارہ سوشپتی اوستھا میں پھیل جاتی ہے تو وہ اپنی انتر کریا اور آورن شکتی ارتھات اگیانتا کا پورا تماشہ دکھاتی
ہے ۔ یدپی سوشپتی میں وہ اگیان اپنے ادھشٹان سروپ آتما کو پرتکش روپ سے پرگٹ نہیں ہونے دیتا ارتھات
اس کال میں ادھشٹان کا چیتنیہ پرکاش روپ سے بودھ نہیں ہوتا پرنتو اس کی ہی شکتی سے جاگرت میں پھر آتما کا
برتی گیان دوارا ہونے لگتا ہے ۔ اس سمیہ اُس کی آورن کرنے والی شکتی جو کہ اندھکار روپ بھی پہلے کی طرح
نہیں ہوتی اس لئے یہ اگیان بھی بھوتک اندھکار کے سمان ہی آشچریہ روپ پرتیتی ماتر وستو ہے اور اُس سے
ادھک آشچریہ اس کا لکشن یہ ہے کہ وہ سنسار بھر کی سرب وستوؤں کے آکار میں بدل جاتا ہے جیسا کہ سوپن

میں پرتھوی آکاش اور لوک پرلوک بن کر پرتیت ہوتا ہے۔ پھر جب یہ اگیان سوشپتی اوستھا میں آتما کو ڈھانپنے (آورت کرنے) کا وشیش کارن بنتا ہے اور کوئی شریر من اندریہ آدی کی بھی کریا نہیں ہوتی اُس وقت اس کا نام کارن روپ مُولا اگیان ہوتا ہے۔ اسی کو شاستروں میں تو اگرہن کہا ہے اور جب ہی اگیان برتی دوارا جاگرت اور سوپن میں پھیلتا ہے تو اس کا نام انیتھا گرہن ہوتا ہے اور اُس سمیہ سُتھیا نام روپ کے آکار میں پرگٹ ہوتا ہے جس سنسار میں नानत्व نانا تو کی پرتیتی ہوتی ہے۔ پرنتو جب وہ جاگرت اوستھا میں آکر پرگٹ ہوتا ہے تو وہی آتم پرکاش کی چیتنتا کو پرگٹ کرنے کا ہیتو بنتا ہے اور اس کا نام برتی گیان یا سنکلپ ہوتا ہے اور جب برتی رہت سامانیہ اوستھا میں ہوتا ہے تو اُس سمیہ اُسی کو انتہ کرن کہا جاتا ہے ایسے اس اگیان کے ہی انیک اوستھاؤں میں انیک نام ہیں۔

مایا کے وِبھن روپ

اس سارے ویا کھیان کا ابھپرائے یہ ہے کہ ایک ہی پرتیتی ماتر آروپت وستو کے انیک نام شاستروں میں کہے گئے ہیں۔ پرکرتی۔ مایا۔ شکتی۔ اودیا۔ اگیان۔ سنکلپ۔ برتی۔ انتہ کرن۔ آدی کارن۔ پران۔ اہنکار۔ ایشوری شکتی۔ سمشٹی بدھی۔ قدرت کاملہ اتیادی یہ سب ایک ہی انروچنیہ شکتی کے انیک نام ہیں۔ پرنتو بھِن بھِن استھان پر بھِن بھِن نام سے پکارا جاتا ہے۔ جیسے کہ ایک ہی پُرش کو راجیہ کرنے سے راجا۔ لکھنے سے لیکھک اور یاترہ کرنے سے .... یاتری اتیادی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ واستو میں بھِن بھِن اوستھاؤں میں ایک ہی پرش اُپستھت ہے کیول ناموں کا ہی بھید ہے۔ یہی برتی یا سنکلپ سوشپتی کال میں لین ہو جانے سے کارن روپ تموگن کی اوستھا میں اگیان۔ اودیا۔ کارن شریر یا پران کہلاتا ہے۔ ستوگن کی شانت اوستھا میں انتہ کرن۔ سوچنے سمجھنے کے سمیہ بُدھی۔ رجوگن، منوراج کے سمیہ برتی یا خیال کہلاتا ہے اور جب یہ سنکلپ شکتی ہی درشیہ پدارتھوں کے روپ میں سوئم دکھائی دیتی ہے تو اُس سمیہ اُس کو اُپادان کارن یا پرکرتی آدی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ پرنتو ناموں کے بھید ہونے پر بھی یہ ایک رہتا ہوا بھی جگیاسو کی بدھی میں بھِن بھِن پرتیت ہوتا ہے۔ اس کارن ادویت سدہانت اس کی سمجھ میں نہیں بیٹھتا۔ اسی لئے ہم نے دستار کے ساتھ اسے اُوپر ورنن کیا ہے۔ اگیان یا اودیا کا شبد بہت جگہوں میں برہم ودیا کی پرکریا میں ورنن ہوا ہے۔ اور مند بدھی لوگ اس کا ارتھ مورکھتا سمجھ کر اس سے گھرنا کرتے ہیں کیونکہ اگیانتا اور مورکھتا پرماتمہ کے گنوں میں کہیں بھی نہیں گئی اور ویدانتوں میں اگیان کا ارتھ مورکھتا نہ لے کر اس پرماتمہ کی اچنتیہ شکتی لیا گیا ہے۔ جس میں گیان۔ کریا اور آورن تینوں لکشن تین گنوں کے روپ میں ودیمان ہوں اُسے ہی اگیان روپ اُپادھی کہا جاتا ہے اور پھر اس کو اگیان اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے کارن منشیہ کو بھرم ہو جاتا ہے اور اپنے سروپ کی پہچان سے ونچت رہ جاتا ہے ارتھات اپنے سروپ کے ساکشات کار کرنے میں ہی اگیان ہی پرتی بندھک ہے۔ اس کارن سے ہی شدھ سروپ کے یتھارتھ گیان کی اپیکشا اسے اگیان کہا گیا ہے اور بھارت کے برہم وِتیا لوگ اسی نام سے ویدانت پرکریا میں اس کا پریوگ کرتے ہیں جب بھارتیہ برہم وِتیا لوگ یہ کہتے ہیں ....

.... کہ اگیان سے سرشٹی اُتپن ہوئی تو اس کا یہ ارتھ نہیں کہ پرماتمہ کی بھول اور پرماد سے یہ جگت اُتپن ہوا بلکہ اس کا تاتپریہ یہ ہے کہ پرماتمہ کی سنکلپ شکتی سے یہ سنسار اُتپن ہوا۔ جس کارن سے اُس کی اس شکتی کا نام مایا یا پرکرتی رکھا گیا ہے اور یہ بھی اس کا سپشٹ ارتھ نکلتا ہے کہ اس کی مایا سے یہ سب

کچھ اُتپن ہوا۔ سادھارن بُدھی والے لوگ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ اِس اگیان اور سنکلپ نام سے بھی ایشور کی شکتی کو کتھن کیا گیا ہے اِس لئے آچاریہ لوگ پورن گیان کرانے کی اِچھا سے ہی اِس ایشوری شکتی کو اگیان سنکلپ آدی ناموں سے ورنن کرتے ہیں جس سے یہ سمجھ میں آجاوے کہ اس کا بھاو اُسی کی شکتی سے ہی ہے۔ اس پرکار اُس شدھ تتو کو سمجھنے میں کوئی بھول نہ ہو جاوے۔

ادھشٹان رُوپ برہم کے بھِن بھِن نام

جس پرکار اِس ادھیست آبھاس ماتر ایشوری شکتی کے انیک نام کتھن ہوئے ہیں اسی پرکار ادھشٹان برہم سروپ کے بھی انیک نام اور لکش شاستروں میں ورنن ہوئے ہیں جیسے ست۔ چت۔ آنند۔ برہم۔ پرکاش کوٹستھ۔ گیان۔ اکریہ۔ اوناشی۔ چداکاش۔ چدآلو۔ اِتیادی۔ اِن کی ویاکھیا اسی گرنتھ میں پہلے آٹھ زینہ میں ہی بھلی پرکار کی جا چکی ہے اس لئے اس کی یہاں آوشیکتا نہیں۔ جب یہ سدھ ہو گیا کہ اگیان کا ارتھ بھول یا مور کھتا نہیں تو اس پرکار ورودھی مت والوں کے سارے آکھشیپ اور کٹاکش دور ہو جاتے ہیں یدی یہاں دئے گئے لکشنوں میں کسی کو پھر بھی سندیہہ ہو تو ہم اُن کے سنتوشش کے لئے ویدانت شاستر میں بتلائے گئے اگیان کے لکش آپ ہی شاستروں کی پری بھاشہ میں ہی یہاں ورنن کرتے ہیں۔

برہم ودیا کے آچاریہ کتھن کرتے ہیں کہ اگیان جسے اودیا بھی کہا جاتا ہے وہ اِدیا ترگناتمک۔ بھاو روپ اور اگھٹ گھٹن کرنے میں وشیش روپ سے چتر ہے۔ अघटित घटनापटीयसी ان لکشنوں کی ویاکھیا اب آگے کے لیکھ میں کی جاتی ہے۔

مایا کی انِر وچنیتا!

پہلا لکش ترگناتمک ہے اِس کا بھاو یہ ہے کہ جس کا سروپ تین گُنوں والا ہو۔ تین گُن ستوگن۔ رجوگن اور تموگن ہیں ستوگن سے گیان پیدا ہوتا ہے۔ رجوگن سے کِریا اور تموگن وستو کو ڈھانپنے کے کام یعنی آورن تینوں کی ملی جلی شکتی ہے۔

دوسرا لکش اِس گیان یا اودیا کا بھاو روپ ہے جس کا ارتھ پرتیتی ماتر وستو ہے نہ کہ ست روپ۔ اِس کو یوں سمجھو کہ جو پدارتھ ست نہ ہو اور نہ است ہو اور نہ ست است اُبھے رُوپ ہو اُسے بھاو آتمک یا بھاو کہا جاتا ہے۔

ستیہ یعنی ست ہونے یوگیہ وستو وہ ہے جو نتیہ ہو۔ است ستا رہت اکھوا شونیہ کو کہا جاتا ہے۔ دونوں کے ملے جلے کا نام ست است اُبھے روپ ہے۔ جو کہ سنبھو نہیں ست اور است دونوں سے جو ولکش ہو اُس کو بھاو روپ کہا جاتا ہے۔ ست سروپ وستو تو سدا ترکال اَبادھیہ اکرس ابھت ہے وہ کبھی گھٹتی بڑھتی نہیں اور نہ ہی ناش کو پراپت ہوتی ہے۔ اور است تینوں کالوں میں ودیمان نہیں ہوتی اور نہ کبھی یہ پرگٹ ہی ہو سکتی ہے جیسے بندھیا پتر۔ سہے کا سینگ وغیرہ۔

اگیان تو اپنے کاریہ بھرم سنشیہ آدی سے جانا جاسکتا ہے کہ اِس کا کارن اگیان ہے پرنتو وہ گیان ہونے پر نہیں رہتا اس لئے اِس میں "ست" کے لکش بھی نہ گھٹ سکے اور کاریہ رُوپ سے یہ پرتیت بھی ہوتا ہے اِس لئے اسے

بھی نہ ہوا۔ ست اور است دونوں کا میل اندھکار اور پرکاش کی نیائیں سنبھو نہیں اس لئے اُبھے رُوپ بھی نہ ہوا۔ اس لئے اگیان بھاو روپ پدارتھ ست است سے وِلکشن ہی ٹھہرا جو نتیہ اور ست تو نہیں پرنتو است بھی نہیں۔ اس لئے اس کو ہم ست است سے وِلکشن اور بھاو رُوپ کہیں گے۔ ایسا کہنے میں کوئی دوش نہیں۔ اب تیسرا لکشن اس اگیان یا اوِدیا کا اگھٹت گھٹنا پٹیسی अघटित घटनापटीयसी ہے۔ اس کا تاتپریہ اسنبھو کو سنبھو کر دکھانیوالا ہے۔

اب یوں سمجھو کہ یہ اگیان اوِدیا یا مایا ایسے پدارتھوں کی رچنا کر سکتی ہے جو کہ بدھی کی سوچ سمجھ سے باہر ہے۔ جیسے کہ ویریہ بندو میں منشیہ آدی کے اویو۔ گنّ اور رُوپ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتے پرنتو آشچریہ ہے کہ انہیں سے ان کی اُتپتی آدی ہوا کرتی ہے۔ اس لئے ان ورشٹانتوں سے یہ سپشٹ ہو جاویگا کہ یہ مایا۔ اوِدیا یا اگیان روپ شکتی گھٹت گھٹنا پٹیسی अघट घटन पटीयसी ہے ارتھات اتی چتر ہے اسنبھو کو سنبھو کر دکھلانا اس کا بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ اس لئے یہ بھگوت گیان کی لوِزن کاریگری۔ اُتکرشٹ اور چترائی ہے۔ اب اُوپر لکھے گئے لکشنوں کے انوسار اگیان کی پری بھاشا یعنی تعریف یوں ہو سکتی ہے کہ پرماتما کی وہ وچتر شکتی ہے جو ستو رجو اور تمو گنّ روپ ہے۔ بھاو روپ ہے۔ ست است اور اُبھے رُوپ سے وِلکشن ہے۔ نہ تو ادھشٹان سے بھِن سوتنتر ستاوان ہے اور نہ ادھشٹان سروپ ابھن ہے یا بھِن ابھِن روپ ہی ہے اس لئے ایسی آشچریہ روپ بھاو آتمک شکتی کو بھول یا مُور کھتا یا پرماد کہنا نہیں بنتا کیونکہ بھول یا مُور کھتا آدی کا اپنیتن روپ سے موجود ہونا بن نہیں سکتا۔ اس لئے ویدانت شاستر کے مُول سنسکرت گرنتھوں میں اسے پرماد یا دوش نہ بتا کر اس کو پہلے کہے گئے لکشنوں والی انروچنیہ شکتی ہے۔ کیونکہ شاستروں میں کہیں بھی بھول یا پرماد آدی سے سرشٹی کی رچنا کا ورنن نہیں۔ سارانش یہ ہوا کہ بھگوت گیان رُوپ آتما کا نج سروپ بودھ ہے وہ ست روپ برہم ہے اور اس میں ادھیست یا آروپت مایا۔ اگیان یا اوِدیا روپ اچنتیہ شکتی ہے جس کی سوتنتر ستا کوئی ہے نہیں کیول ادھشٹان کی ست رُوپتا سے یہ ست کہی جاتی ہے۔

پرشن۔ نشچ بھگون! آپ کی اپار کرپا سے میں نے اس مایا کا سروپ تو سمجھ لیا اب دیا کر کے اس کے ادھشٹان رُوپ چیتنیہ سروپ کے لکشن نروپن کریں اور جاگرت سوپن پرپنچ میں کیوں بھِن بھِن ستا پرتیت ہوتی ہے اسے بھی کھول کر سمجھائیے!

متھیا جگت کی پرتیتی سوپن وت

اُتّر۔ مایا کا سروپ سمجھنے کے اننتر اس کے ادھشٹان روپ برہم کو سمجھنے کے لئے اُچت ہی ہے۔ اب ذرا ایسے دھیان سے سنو۔ بھگوت گیان کا واستو سروپ اپریامی ارتھات ایک رس اور پرکاش سروپ ہے اور اس کی ادھیست رُوپ سنکلپ شکتی سرشٹی روپ میں بدلتی ہوئی دکھائی دیتی ہے اور یہ جگت سنکلپ روپ ہی ہے جو کہ انیک روپ ہو کر پرتیت ہو رہا ہے۔ آتما روپ ادھشٹان تو شدھ سپھٹک کی نیائیں نرمل ہے یہ سنکلپ میں جگت اس میں است بھاس ہو رہا ہے جیسے کہ بنب سے بھِن ستا والا پرتبنب پوری سچ دھج سے دکھائی دیتا ہوا بھی واستو میں سپھٹک میں ہے ہی نہیں! پرکار بھگوت گیان سروپ آتما میں یہ سرب منومئی جگت پرتیتی ماتر ہی بنا وچار کے دکھائی دے رہا ہے اور وچار کرنے پر اس کا کہیں کوئی پتہ ہی نہیں ملتا۔ درشٹانت میں جیسے سوپن جگت کھوجنے پر بھی سوپن کے ادھشٹان سوپنا دی میں نہیں ملتا اور سپھٹک کے درشٹانت میں تو پرتی بنب کی پرتیتی کا نِمت کیول سپھٹک ہی ہوتا ہے اس کا دیکھنے والا اس سے باہر موجود ہوتا ہے اور پرتی بنب کو سدا ہی اپنے بنب کی اپیکشا رہتی ہے۔ پرنتو دیاں درشٹانت کا کیول ایک انگ

ہی لینا ہوتا ہے کہ پرتی بنب وت مَنو مئی جگت ستا شونیہ ہے اور یہاں سوپن درشٹانت میں تو وشیشتا یہ ہے کہ یہاں پر دکھائی دیتے ہوئے پدارتھ نہ تو بنب اور نہ کسی انیہ درپن کی ہی اپیکشا رکھتے ہیں بلکہ وورت واد کے سدہانت کے انوسار سویم ہی یہ آتما اُن اُن روپوں میں پرگٹ ہوا ہوا سویم ہی درپن کا کام دے جاتا ہے اور آپ ہی اُن کا ادھشٹان اور گیاتا بھی ہوتا ہے۔ ارتھات سویم ہی بنب اور پرتی بنب کا گیاتا بنا ہوا ہے۔ درپن کا درشٹانت تو دکھانے ماتر ایک انش میں پورا اترتا ہے۔ دارشٹانت پر کوئی بھی درشٹانت پورا نہیں اتر سکتا کیونکہ یدی درشٹانت پورے کا پورا اتر جائے تو وہ سویم ہی دارشٹانت روپ ہو جائے اور وہ درشٹانت ہی نہ رہے۔ اس سدہانت کا پرتکش انوبھو تو سوپن کال میں ہوتا ہے جو کسی سے چھپا ہوا نہیں اور اس میں کسی پرمان کی اپیکشا بھی نہیں۔ دیکھو سوپن میں اپنے پرکاش روپ چیتن تتو اور اس کی شکتی روپ سنکلپ کے سوائے کچھ بھی ودیمان نہیں ہوتا اور سنکلپ روپ شکتی کی اس ادھشٹان سے بھِن ستا بھی نہیں ہوتی اور اس آتم پرکاش میں وہ سنکلپ ہی جگت روپ بن کر درشٹی گوچر ہوتا ہے۔ سوپن سنسار تو منومئی رچنا ہے۔ گیان سروپ ادھشٹان نروکار روپ ویسے کا ویسا ہی ہے اور اپنے منومئی سرب سنسار کا سرشٹا بھی ہے اور اس سارے کھیل سے نیارا اور شُدھ ہے۔ سوپن کے سبھی نام روپ کی پرتیتی کرانے والا ہونے سے یدی اُسے درپن سمان بھی کہدیں تو کوئی آپتی نہیں وہ ہی اس سوپن جگت کا ساکشی اور درشٹا ہے اور سوپن کی سرب سرشٹی اُس میں رجو سرپ وت دوسرے کسی بنب کے بنا ہی دکھائی دے رہی ہے وہ اُن کو اپنے میں اُتپن کرتا۔ مدھیہ کال میں اُن سے بوہار کرتا اور انت میں اُن کو اپنے میں ولے بھی کرنے والا ہے سب پرپنچ ہی منومئی کمر پڑا اتھوا ولاس ماتر ہے ست تو نہیں پرنتو ست وت پرتیت ہوتا ہے اور پھر اپنے سے واہیہ ہو کر بھی پرتیت ہوتا ہے اور یہ بھی آشچریہ ہے اسی پرکار یہ جاگرت جگت بھی اپنے چیتن سروپ میں بھِن وت باہر پرتیت ہو رہا ہے اور یہ اسی گیان سروپ کا وچتر ہی چمتکار ہے۔ اس کی انروچنیہ شکتی کا دوسرا ہی روپ اور وچتر ولاس ہے۔ نہیں تو کیا سوپن اور کیا جاگرت دونوں ہی سمان روپ ہی کلپت ہیں سوپن جگت کو تو شگھر ہی ہم جاگرت میں آکر متھیا جان لیتے ہیں پرنتو یہ جاگرت جگت اتنی جلدی بھرم روپ اور سنکلپ روپ نشچے نہیں ہوتا کیونکہ یہ آدی سنکلپ کا کاریہ ہے اور سوپن جگت دوسرے چھایا سنکلپ کا کاریہ ہے اسی کارن جاگرت تو ستیہ اور سوپن متھیا روپ نشچے ہو رہا ہے یدپی دونوں ہی سمان روپ سے کلپت ہیں۔

پرشن نمبر ۵۔ بھگون! یہ سوپن جگت تو ہر ویکتی کی نِدرا کال میں بھِن بھِن بھان ہوتا ہے اور جاگنے پر نہیں رہتا پرنتو ہر ایک جاگرت پُرش کے لئے یہ جاگرت سرشٹی تو ایک سمان ہی سروداستیہ ہی ہے اور سوئے ہوئے پُرش کا تو اپنا اپنا کلپت جگت ہے جو اُسے وہاں ستیہ پرتیت ہوتا ہے یدی ایک ہی چیتن دیو کے یہ جاگرت اور سوپن مئے دونوں جگت ہوتے تو سب کو ایک سمان ہی پرتیت ہوتے پھر ایسا بھید ہونے پر تو بھِن بھِن ہی چیتن سدھ ہوتا ہے تو چیتن ایک ہی ہے یا الگ الگ۔ مجھے کھول کر سمجھائیے۔ آپ کی بڑی کرپا ہوگی؟

ایک جیو واد

اُتّر۔ پیارے! اس کے سمبندھ میں شاستروں کے گُوڑھ رہسیہ تیرے پرتی کہتا ہوں۔ دھیان سے سُنو! برہم ودیا کے آچاریوں کے اس وشیہ میں دو بھِن بھِن مت ہیں۔ ایک مت کے انوسار ارتھات ایک جیو واد کی ریتی سے کیول ایک ہی ادھشٹان روپ آتم تتو ہے اور اُس کی ایک ہی شکتی سب کچھ کر رہی ہے۔ اس ایک جیو واد کے

انوسار جب اس گیان روپ ادھشٹھان میں سنکلپ روپ شکتی منومئی آکرتیوں کو رچتی ہے تو اسی سنکلپ کے انوسار جاگر دیہہ کی آکرتی پوری سج دھج کے ساتھ رچ لیتی ہے۔ سوپن میں سوپن پرش کی رچنا بھی اسی نیم پر ہوتی ہے اور سوپن سرشٹی کا ہیتو روپ سنکلپ اسی پرش کا دوسرا سنکلپ ہے اور وہاں کی سنکلپ مئی آکرتیاں پرتھم سنکلپ ارتھات جاگرت رچنا کی اپیکشا چھوٹے درجہ کی ہوتی ہے اس لئے سوپن سرشٹی کی رچنا جاگرت رچنا کی اپیکشا سے متھیا اور کلپت پرتیت ہوتی ہے اور سرشٹی رچنا کے آرمبھ میں جب سنکلپ جگت کے پدارتھوں کے آکار میں تبدیل ہوا تو سمشٹی روپ سے جاگرت جگت بنا اور اسی میں اپنے سنکلپ کی درڑھتا سے اپنے ہی رچے ہوئے منشیہ دیہہ سے اپنے کو پرگٹ کیا جو کہ وِشٹھی اپادھی ہے۔ اور پھر یہی چیتن آتما اپنے سوپن سنسار کی رچنا کر کے اپنی وشیش شکتیوں اور وبھوتیوں کو دکھاتا ہے۔ پرنتو جس کارن سے سوپن گت اس کے یہ وشیش چمتکار اور وبھوتیاں جاگرت سنکلپ سے بھن دوسرے بعد کے سنکلپ سے ہوتے ہیں اسی کارن پہلے آدی سنکلپ کے چمتکاروں کی اپیکشا تچھ اور کلپت سِدھ ہوتے ہیں اور سوپن کی اپیکشا یہ جاگرت جگت ستیہ بھان ہوتا ہے کلپت نشچے نہیں ہوتا۔ واستو میں کیا سوپن اور کیا جاگرت جگت ایک چیتن آتما کے ہی سنکلپ دوارا کلپت ہیں ان کے اوستھا بھید ہونے سے ستیہ اور متھیا کا بھید پرتیت ہوتا ہے۔ اوستھا بھید سے ایک جیو کا ہی سنکلپ یہ جاگرت جگت اور سوپن جگت ہے۔ دوسرے جیو جو دکھائی دیتے ہیں اسی کا آبھاس روپ ہونے سے جیو آبھاس ہیں۔ اس سدھانت کو ایک جیو واد کہا جاتا ہے۔

دوسرا امت یہ ہے کہ پرکاش روپ پرم آتما تو ایک ہی ہے پرنتو اس میں سنکلپ یا انتہ کرن روپ وبھوتیاں انیک ہیں۔ ان انتہ کرنوں کے سمت سے پرتی بمب روپ جیو انیک ہیں اس سدھانت کو ماننے والوں کو نانا جیو وادی کہا جاتا ہے۔ اس سدھانت کے انوسار ہر ایک سنکلپ میں جگت کو رچنے کی شکتی اسی چیتن دیو کی ستا سے پراپت ہوئی ہوئی ہے۔ پرنتو جاگرت جگت تو انیک سمشٹھی سنکلپوں کی سمشٹی رچنا ہے اور سوپن جگت ایک سنکلپ کی اکیلی رچنا۔ ہر ایک سنکلپ سے بھن بھن جگت کے پدارتھ بنتے ہیں۔

نانا جیو واد

اس لئے سمشٹھی سنکلپ کی رچنا کے پدارتھ تو باہر سچے ہو کر درشٹی گوچر ہوتے ہیں اور ایک ایک سنکلپ کا رچا ہوا جگت بھرم روپ اور کلپت دکھائی دیتا ہے اور جھوٹا جانا جاتا ہے کلپنا کرو کہ منداندھکار میں چلتے ہوئے دس پرش ایک ہی رجو میں کلپت سرپ کو دیکھتے ہیں اور وہ اسے بھرم سے سرپ ہی سمجھ رہے ہیں۔ یہ سب کی سمشٹی رچنا سے رچیت سرپ ہے کیونکہ دسوں کے دسوں ہی اسے سرپ مان بیٹھے ہیں اور ان کے علاوہ کسی گیارھویں پرش کے سنکلپ میں وہاں دراڑ (بھوچھیدر) کی کلپنا ہوتی ہے اب پہلے دس پرشوں کی اپیکشا یہ گیارھواں پرش متھیا وادی سِدھ ہوگا۔ اور باقی دس کو سچا مانا جائیگا۔ اس پرکار یہ جاگر جگت انیک پرشوں کا کلپت ہونے سے سمشٹی سنکلپ کا کاریہ ہے اور سوپن جگت کیول ایک پرش کی ہی رچنا ہے اس لئے ایک ویکتی کے سوپن جگت کی اپیکشا یہ سب سے سمشٹی سنکلپ رچیت جاگرت جگت ستیہ پرتیت ہوگا یدّپی کیا سمشٹھی اور کیا ویشٹھی (جاگرت اتھوا سوپن جگت) سب ہی سنکلپ اتھوا بھرم ماتر ہونے سے کلپنا ماتر اور متھیا ہی ہے۔

جب یہ نشچے ہوا کہ جاگرت اور سوپن جگت دونوں ایک سمان متھیا ہیں اور دونوں کا اُپادان کارن سنکلپ یا اگیان ایک ہی ہے اس لئے واستو میں دونوں میں کوئی انتر نہیں۔

آتم گیانی کی استھتی

سب سمشٹی و یشٹی جگت کا ادھشٹان سروپ اور پرکاشک چیتنیہ روپ آتما ارتھات بھگوت گیان ہی ہے جس کو برہم سروپ سے پہلے سدھ کر آئے ہیں وہ ہی ویشٹی اُپادھی سے ہر ایک کا درشٹا ہونے سے نرلیپ اسنگ اور چیتن ساکشی سروپ ہے۔ نہ وہ کرتا ہے نہ بھوگتا۔ گیانوان گیان کی اس اوستھا میں پہنچکر سرب جگت کو سنکلپ ماتر کلپت تتھا متھیا مانتا ہے اور اپنے آتم سروپ کو جیوتیوں کی جیوتی سوئم جیوتی سروپ نشچے کرتا ہے اور درشٹی گوچر استھول سوکھشم۔ گیات اگیات۔ شبھ اشبھ۔ سکھ دُکھ سرب سنساد کو متھیا نشچے کرتا ہے اور اُس سے کبھی لپت نہیں ہوتا۔ سدا اپنے واستو سروپ کے آنند سے آنندمان رہتا ہے۔ یہی جیون مکتی ہے اس لئے تم بھی یہی نشچے کرو کہ جو کچھ دکھائی دے رہا ہے یا اگیات بھی ہے سرب جگت تمہارا ہی سنکلپ ہے۔ تمہاری چیتن آتما ہی کی یہ سنکلپ ماتر رچنا ہے وہ سب کو رچنے والا ہی پرماتما سروپ تمہارا ہی اپنا آپ ہے۔ تم سوئم ہی پرماتم سروپ ہو تم ہرگز دیہہ یا دیہہ کے ابھیمانی متھیا آبھاس روپ جیو نہیں ہو۔ تت توم اسی۔ (تم وہی پر برہم سروپ ہی ہو)

پرشن ۵۲ کرپالو بھگون! اب تک آپ نے اس جگت کو سوپن وت پہار تھک ستا رہت اور متھیا نشچے کرایا اور بھگوت گیان سروپ کو اس کا رچیتا سدھ کیا۔ پرنتو مجھے یہ سمجھ نہیں آرہا کہ بھلا کیسے ایک دیہہ میں ساکشی روپ سے براجمان پرکاشک آتما ہی سرب دیہوں میں ویاپک پرماتم روپ ہو سکتا ہے۔ کرپا کر کے یہ گوڑھ تتو پھر ذرا کھول کر سمجھائیے تاکہ میری بدھی میں یہ بات ٹھیک ٹھیک بیٹھ جاوے۔

گیان سروپ آتمہ کی بھن بھن اُپادھیوں میں

اُتّر۔ پیارے۔ تیرا یہ پرشن جیو اور ایشور کے واستو لکشن ارتھ کو نہ سمجھنے کے کارن ہی ہے۔ اب ہم شرتی میں بتلائے گئے برہم سروپ کے سبھی لکشنوں کو تمہارے چیتنیہ سروپ ساکشی میں گھٹاتے ہیں۔ پورن دھیان سے سُنو!

پرماتمہ کے جتنے اُپادھی کرت نام گُن آدی کلپنا کئے گئے وہ سب کے سب ادھشٹان روپ برہم میں ہی آروپت اور ادھیست ہیں۔ ہم پہلے کہہ آئے ہیں کہ بھگوت گیان ہی پرماتم سروپ ہے اور وہ تمہارا ہی شدھ سروپ ہے جس کا عام بول چال میں آتما نام سے بوہار ہوتا ہے۔

پر گیان سروپ ارتھات سوئم جیوتی روپ لکشن باقی سب لکشنوں میں مکھیہ ہے۔ پرماتمہ کے باقی سبھی ویدوکت لکشن شاستریا ودوانوں نے اس جگیاسو کے بودھ کے لئے نروپن کئے ہیں۔ سب کے سب لکشن اس سوئم جیوتی روپ لکشن کے اندر ہی آجاتے ہیں اور اس میں انیک دوسرے لکشن بھی آروپت کر کے کہے گئے ہیں۔ اس گیان سروپ کی اُپادھی کے بھیت سے ہونیوالی دو بھن بھن اوستھا کلپنا کی گئی ہیں ایک اُتم اور دوسری نکرشٹ یا نکرشٹ اوستھا دو طرح کی ہے ادھیاتم اور آدھی بھوتک اور اُتم آدھی دیوک کہی جاتی ہے ان بھن بھن اوستھاؤں سے اسی گیان سروپ کی بھن بھن اُپادھی کے کارن انیک نام روپ اور کریائیں کلپت ہوتی ہیں جو کہ ان گنت ہیں پھر بھی کچھ مکھیہ اُپادھیوں کو لے کر یہاں سنکشیپ سے ورنن کیا جاتا ہے۔ تاکہ سادھارن جگیاسو کی بدھی میں بھی یہ سدھانت بھلی پرکار بیٹھ جاوے۔

ادھیاتم اُپادھی میں یہ برہم منشیہ آدی جیو بھاو میں پرگٹ ہوا ہوتا ہے اور جب یہ ایشور سمیت اُتکرشٹ اُپادھی سے یکت ہوتا ہے تو اسے ادھی دیو کہا جاتا ہے اور وہی جب بھن بھن پانچ بھوتک کاریہ روپ اُپادھی ارتھات

انت جگت کے استھول دیہہ آدی جڑ ورگ میں بن کھڑا ہوتا ہے تو اُس کا نام آدھی بھوتک ہوتا ہے۔ اچھا دیہ لوگوں نے
ان ادستھاؤں کو سمجھانے کے لئے شہر یا نگر سے اُپادی ہے اور آتم دیو کو ان نگروں میں پری بھرمن کرنے والا یاتری بنایا ہے۔
اس لئے ان اُپادھیوں میں اس کی اس استھتی کو گتی شبد سے بھی کہا گیا ہے۔ بھاو یہ ہے کہ جیسے کوئی پُرش بھن بھن نگروں کی
سیر کرتا ہوا اور اُن میں بچرتا ہوا آنند لیتا ہے اسی پرکار گھومتا ہوا بھی وہ پُرش وہی رہتا ہے کچھ اور نہیں ہو جاتا۔ اسی پرکار یہ
آتم دیو ان ادستھاؤں میں سیر کرتا ہوا اپنا سروپ بھوت آنند لیتا ہے۔ اور اپنے سروپ سے کچھ دلکش نہیں ہو جاتا۔ شہر کو
پُوری بھی کہا گیا ہے۔ پوریوں میں وچرنے یا آنند لینے والے کو پُرش کہا جاتا ہے۔

جیو کی تین ادستھا شاستروں میں کہی ہیں۔ جاگرت سوپن اور سوشپتی۔ ان تینوں ادستھاؤں میں سیر کرنے والے اس
پُرش کے بھی تین ہی نام ہو جاتے ہیں اور ادستھاؤں کے بھید سے تین ہی استھان ہوتے ہیں۔ جاگرت ادستھا میں بھگوت
گیان کی سیر ہونے پر چکشو اس کا استھان ہوتا ہے اور وشو یا ویشوانر اس کا نام پڑتا ہے۔ کیونکہ گرہ سے باہر آ کر اس کا
درشن آنکھ روپ محل میں ہوتا ہے۔ اور یہاں پرادھان ہو کر یہ سنسار کے وچتر وچتر کھیل تماشے دیکھتا ہے۔ یہ اس کی
جاگرت کی ادھیاتمک سیر کہی جاتی ہے۔

پرشن ۵۳ بھگون! کیا جاگرت ادستھا میں یہ آتما کیول چکشو میں آیا ہوا ہی وشو نام سے پکارا جاتا ہے اتھوا اس
کا دوسری اندریوں سے بھی سمبندھ ہوتا ہے۔ یدی وہاں بھی سمبندھ ہوتا ہے تو کیول چکشو کو ہی کیوں بیان کیا گیا ہے۔
اس کا کارن کیا ہے؟

چکشو میں وشو روپ آتما کا درشن

اُتر۔ پیارے۔ ایسا سندیہ مت کرو کہ اس کا درشن کیول چکشو میں ہی ہوتا ہے وہی آتم دیو شروتروں میں بیٹھ کر
سنتا۔ رسن میں رس لیتا ناک میں گندھ کو سونگھتا اور تُوچا میں رہ کر گرم سرد کا آنند لیتا ہے اور کومل اور کٹھور کی پہچان بھی
کرتا ہے۔ اس پرکار یہ شبد لوک۔ رُوپ لوک۔ سپرش۔ رس اور گندھ لوک آدی کا انوبھو کرتا ہے ارتھات اُن کی
سیر کیا کرتا ہے۔ کیول اتنا ہی نہیں کہ یہ گیان دیو ان پانچ گیان اندریوں کے گولکوں میں آ کر اُن وشیوں کو بھوگتا ہے
بلکہ بُدھی (دماغ) کے سنگھاسن پر بیٹھ کر ہی آتم دیو سرب وشیوں کے بھلے برے انوکول پرتی کول ہونے کا وچار کر کے
نرنے کرتے ہیں اور سمیہ سمیہ پر اپنی اِچھا شکتی کا بھی پریوگ کرتے ہیں اور اس پرکار اس شریر کو اپنے سنکلپ کے انوسار
کریا کراتے ہیں اور ایسا کرتے ہوئے بھی اس سے سدیو اسنگ ہی رہتے ہیں۔ چکشو میں اس کا جو وشیش نردین ہوا ہے
وہ اس کارن سے ہے کہ جاگرت کال میں انیہ سرب اندریوں کی اپیکشا اس چکشو کی پردھانتا بنی رہتی ہے اس لئے چکشو
آدی میں اس کی سیر ہونے پر اس کا نام وشو رکھا گیا ہے۔

پرشن ۵۴ بھگون! ایک ایک شریر کا کاریہ چلانے کے لئے تو آتما کی سیر چکشو میں سمجھ آ سکتی ہے پرنتو اس ساری
سرشٹی کے کاریہ چلانے کے لئے آتم دیو کی شکتی کس پرکار کام کرتی ہے۔ کرپا کر کے یہ بھی بتائیے؟

سمشٹی جگت میں پورن پرماتما

اُتر۔ پیارے! جس پرکار ایک ہی چیتن دیو دماغ اور گیان اندریوں میں انیک وت ہو کر اس چھوٹے
سے شریر میں راجیہ کا سارا کاریہ سنبھالتے ہیں اور اس کا پربندھ چلاتے ہیں اسی پرکار اُوپر کے لوکوں ارتھات

دیولوک - برہم لوک آدی کو بھی اپنے شاسن میں رکھ کر اور وہاں سوئم اُپستھت رہ کر اسی سمیہ میں وہاں کی سرب کاریہ وائی کو بھی چالو رکھتے ہیں اور سمشٹی شریر کے گولکوں کے ابھیمانی اِندر وُرن یم آدی کو بھی پرودوت ہی ستا اور پریرنا دیتے رہتے ہیں جیسے کہ ایک منشیہ کے استھول سوکھشم آدی دیہوں کو ستا دیتے آ رہے ہیں۔ بھاؤ اس سارے دیا کھیان کا یہ ہے کہ بھگوت گیان ایک ہی سمیہ میں ادھیاتم - ادھی دیو اور ادھی بھوت سب کو ہی سوئم ستا پردان کرتے ہوئے سرویم ہی سرب برہمانڈ کے اس کارخانے کو چلا رہے ہیں اور دوسرے بہاراجاؤں کے انوسار اُن میں ایسا نہیں ہوتا کہ جب وہ ایک استھان سے دوسرے استھان کو جاویں تو اُن کی راجدھانی پیچھے خالی رہ جائے - بلکہ ان سب کے پربندھ کرنے کے ساتھ ہی ساتھ منشیہ آدی جیووں کے ادھیاتمک اور دیوتاؤں کے آدھی دیوک سب ادتم ادھم لوکوں میں بھی پرودوت ہی ابھیمان رکھتے ہیں اور یہی بھگوت گیان کی وِچتر وشیشتا اور دلکھشتا ہے۔

جاگرت اوستھا میں تو بھگوت گیان کی جھوٹی اُپادھی میں ارتھات ادھیاتم چکشو آدی تک ہی اُن کی سیر کی سیما ہوتی ہے پرنتو اس کی راجدھانی ارتھات ہردیہ دیش کبھی بھی اُس سے خالی نہیں رہتا اس لئے وہ ایک ہوا ہوا بھی انیک وت جان پڑتا ہے۔ یہی کارن ہے کہ برہمن لوگ اُس کو ایک ہوتا انیک اُبھے رُوپ سے اُپاسنا کرتے ہیں اور اسی سنبندھ سے اُس کی اُستتی بھی کیا کرتے ہیں ایسا ہونے پر بھی وہ ایک ہو کر بھی انیک رُوپ سے برہمانڈ بھر میں پورا پورا ابھیمان رکھتے ہیں - پرنتو جاگرت کال میں اُن کا مکھیہ رُوپ سے درشن اور پربھاؤ نیتروں میں ہی اور وشیش کر کے دائیں نیتر میں ہی ہوتا ہے - کیونکہ وہ ہر وستو کا درشن نیتروں سے ہی کیا کرتے ہیں - اور دائیں آنکھ میں تو وشیش پرکاش ڈاکٹروں نے بھی سدھ کیا ہے - اس لئے شرتی بھگوتی جاگرت اوستھا میں اس آتم دیو کا ٹھکانہ دائیں آنکھ میں بتاتی ہے - اسی ہیتو سے شری برہما جی نے اِندر کو اپنے نیتر میں آتما کا پرتکش درشن کا اُپدیش کیا ہے۔ منشیہ کا شریر واستو میں سمشٹی وراٹ کا ایک نمونہ ماتر ہی ہے اس لئے برہم وِدیا وِد پرش اسے چھوٹا وراٹ بھی کہا کرتے ہیں - جاگرت میں ادھک پربھاؤ اس وشو روپ جاگرت ابھیمانی پرش پر ہی ہوتا ہے اس لئے یہاں چیتن آتما کا نام بھی وشو کہا گیا ہے۔

پرشن:- بھگون! وِشو اور وراٹ کی ایکتا تو سمجھ میں آ گئی اب کرپا کر کے تیجس اور ہرنیہ گربھ تتھا پراگیہ اور ایشور کی ایکتا سمجھائیے جس سے اُن کے ادھشٹان سروپ آتم تتو کو سمجھنے کے یوگیہ ہو سکوں۔

سمشٹی اور وِیشٹی سوکھشم جگت کی سمانتا۔ اور سوپن کے تماشے

اُتّر:- جس پرکار منشیہ کی جاگرت اوستھا اور اس کا جاگرت دیہ سمشٹی وراٹ جگت کا ایک نمونہ ہے کیونکہ اس دیہ سے سمشٹی وراٹ دیہ کا سب حال پتہ لگتا ہے اسی پرکار سمشٹی سوکھشم جگت کا نمونہ یہ وِیشٹی سوپن جگت ہے اور سوکھشم سمشٹی کا اور دیہ ارتھات مُول پرکرتی کا نمونہ ہی ہے اسی پرکار ان تینوں سمشٹی اوستھاؤں کے ابھیمانی چیتن کی اصلیت کو دکھلانے کے لئے یہ جیو کے تینوں وِیشٹی سروپ ہیں پرنتو چھوٹی بڑی اُپادھی کے کارن سے ہونے والا چھوٹے بڑے کا بھید کیول پرتیتی ماتر ہی ہے - واستو میں ان دونوں سمشٹی وِیشٹی کا ادھشٹان ایک ہی شُدھ برہم تتو ہے جو کہ تیرا واستو سروپ ہے۔

جب بھگوت گیان جاگرت اوستھا سے اُپرام ہو جاتے ہیں تو وہ سوپن اوستھا میں پہنچ جاتے ہیں اس سمیہ وہ سوپن جگت کی سیر کرتے ہیں - پرکاش مے ہونے کے کارن اِن کا نام یہاں تیجس ہوتا ہے - یہاں سوپن اوستھا میں تیجو مے سوکھشم سوپن سنسار میں سیر کرتے ہیں اور جاگرت کے اندریوں آنکھ کان آدی سے بھی سنبندھ چھوٹ جاتے ہیں اور اب کنٹھ استھان میں ہِتا نام کی ناڑی کو اپنا سنگھاسن بنا کر وِراجمان ہوتے ہیں پرنتو ایسا مت سمجھو کہ اُن کا ادھیکار استھول شریر سے

سرو تھا اُٹھ گیا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا۔ وہاں بھی پران روپ وہارن شکتی سے اور اپنی پورن ستا سے اُس پر پورن ادھیکار پوُرب وت ہی رکھتے ہیں۔ کیول اندریوں کو وہاں استھول شریر میں کام کرنے کی ستا (شکتی) نہیں ملتی۔ جو کہ پورا پورا واستو ابھیمان اُن میں پرگٹ کرتی ہے۔ اُس سمیہ یہ اندریاں اکھوا ان کے گولک کاشٹ آدی کے سمان چیتنا رہت ہوتے ہیں ارتھات جڑ جیسے ہو جاتے ہیں اور اس بات کا ٹھیک ٹھیک گیان ہو جاتا ہے کہ اُن میں اپنی ستا یا گیان کچھ نہ تھا۔ بنا بھگوت گیان کی ستا اور چیتنا کے یہ سب ستا رہت اور تیج رہت ہیں۔ استھول کی رکشا کے لئے اب بھی پران نام کا رکھوالا رکھا ہوا ہے جس سے اِن میں جیون ستا تو بنی رہتی ہے اور یہ دیہہ مرتا نہیں۔ جس پرکار وشیوں کو گرہن نہ کر سکنے سے گیان اندریہ اکریہ اور اچیتن ہو جاتے ہیں اسی پرکار کرم اندریاں بھی چیشٹا رہت اور جڑ ہو جاتی ہیں۔ پرنتو جٹھراگنی (ہضم کرنے کی شکتی) اور رکت سنچار اور شریر کے بڑھنے کی شکتی اس کی جیون رکشا کے لئے پران دیوتا کی آگیا میں دیکھ بھال کی طرح اس شریر میں کریا کرتی رہتی ہے اور جب وہ بھگوت گیان سوپن اوستھا میں سیر کے لئے پہنچ جاتے ہیں تو اُس سمیہ اُن کا پورن ادھیکار کنٹھ کی ہتا ناڑی میں ہوتا ہے اس کارن سوپن میں شرتی نے آتما کا استھان کنٹھ بتایا ہے۔ اس اُتم اوستھا میں بھگوت گیان بنا اندریہ گولکوں کے ہی کیول سوکشم شریر دوارا کنٹھ کی ناڑیوں کی سیر کرتے ہیں جو کہ سامانیہ روپ سے ہتا کہی جاتی ہیں اور اُن میں ایک وششٹ ناڑی پُرتیکا نام کی ہے۔ اس سمیہ اس آتما کا پرکاش اسی پُرتیکا میں وشیش کر کے ہوتا ہے۔ یہاں اس اوستھا میں پُرتیکا ناڑی کے اندر مایا شکتی کا وچتر چمتکار ہوتا ہے۔ تھوڑا سا سنکلپ گاڑی کا آتے ہی یہ بھگوت گیان اُس سوپن میں ہی بڑھیا رتھ یا گاڑی گھوڑوں سمیت پیدا کر کے اور اس کے لئے بڑھیا سڑکیں اور میدان پرتھوی اور آکاش بھی آنکھ جھپکتے ہی اندر ہی رچ لیتے ہیں اور یہاں یہ سوپن پُرش بن کر سوئم چیتن دیو اُجکمار کی بھانتی سواری کا آنند لیتے ہیں جیسا کہ جاگرت اوستھا میں کیا کرتے ہیں۔ اس اوستھا میں ان کے سرب کاریہ کلاپ پر اور وہاں کی رچنا پر کوئی انکش نہیں ہوتا۔ کوئی ڈھنگ نیم کرم ودھی آدی اِن پر لاگو نہیں ہوتے۔ ابھی ایک کھشن میں وہ رتھ پر آروڑھ ہیں تو اگلے کھشن میں وہ پیدل ہی بھاگے جا رہے ہیں اور بھے بھیت ہو کر اپنی رکشا کے لئے کھڑگ گھما رہے ہیں ادھر تو بھیانک شیر کو دیکھتے ہی اِدھر اُدھر گھبرائے ہوئے پھر رہے ہیں اور دوسرے ہی کھشن میں ندیوں میں تیرتے کبھی سمندری اور کبھی ہوائی جہازوں کی سیر کرتے کبھی پروں کے بنا ہی اُڑتے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسا جان لو کہ وچتر سے وچتر تماشہ کرتے ہیں اور سوئم ہی اس لیلا کو اسنگ ہو کر دیکھتے بھی ہیں۔ اس سوپن سنسار میں ان کی لیلا اتی وچتر ہوتی ہے۔ ہر کھشن میں نئی نئی نئی وبھوتی اور نیا کھیل کرتے اور اپنے میں دیکھتے ہیں یہاں یہ سرب شکتی مانتا اور آیت کامنا کا پردرشن کرتے ہیں۔ جس کا بھی سنکلپ اُٹھاتے ہیں اُس وستو سے ہی اپنی اچھا پوری کر لیتے ہیں اس لئے ان کی سرب شکتیمانتا کا پرتکش انوبھو یہاں سوپن میں ہی ہوتا ہے اس کا کارن یہ ہے کہ سادھارن منش کے لوگ تو اس کی جاگرت اوستھا کو اندریوں کے آدھین ہی سمجھتے ہیں۔ اب وہ اپنی پورن ستا سوتنتر شکتی اور اندریوں کی نرا پیکشتا دکھانے کے لئے اندریوں تھا اُن کے وشیوں سے نشچنت (بے پروا) ہو کر سوپن میں ویسے ہی نئے نئے اندر اور اُن کے نئے وشیہ رچ لیتے ہیں اور اپنے کو سرب شکتیمان اور اندریوں سے نرا پیکش سدھ کرتے ہیں۔ اس لئے شرتی بھگوتی اس اوستھا پر اُن کے سمبندھ میں ایسا نروپن کرتی ہے کہ "وہ بنا کانوں کے سنتا ہے۔ بنا آنکھوں کے دیکھتا۔ بن ہاتھوں کے پکڑتا اور بنا پاؤں کے چلتا ہے" اِتیادی۔ یہاں وہ آتم دیو اپنے سنکلپ ماتر سے ہی سوپن جگت کو رچ بھی لیتا ہے اور اپنی سرو شکتیمانتا کو پرمانت (ثابت) کرتا ہے پرنتو یہاں بھی سرب سادھارن کو جاگرت

کے سمان یہی بھرم ہوتا ہے کہ ان پرتھوی شوریہ چندر آکاش کو رچنے والا جو آتما ہے بنا کوئی دوسرا پرماتمہ ہے اور میں تو دیہہ دھاری جیو ماتر ہوا ہوا اور ماتا پتا کے رج ویریہ سے پیدا ہوئے ہوئے استھول دیہہ میں آیا ہوں۔ الپ شکتی مان۔ ایسے یہ بیماری لیلا کر کے سوئیم پرماتمہ ہوتے ہوئے بھی مستھیا دیہہ آدی کے دھرموں کو اپنے میں آروپ کر لیتا ہے یہ اسی کی ایک حیران کر دینے والی وچتر لیلا ہے۔ پرنتو شرتی تو اس کے واستو سروپ کو بھلی پرکار جانتی ہے اسی لئے اس اوستھا میں اس چیتن دیو کو دیووں کا دیو اور پورن شکتیمان کہہ کر اس کی استتی کرتی ہے۔ یدپی اس سوپن اوستھا میں آتم دیو اندریوں سے پرے رہ کر اپنی اسنگتا اور آیت کا متا کو کر رہے ہیں پھر بھی وہ ابھی سنکلپ روپ اپادھی میں جو کہ آر وپت ہی ہے ابھی سمبندھ بنائے بیٹھے ہیں۔ یہاں بھی اُن میں پرادھینتا کا بھرم ہوا کرتا ہے اس لئے اس سنکلپ روپ اپادھی سے بھی نرا پیکشتا دکھانے کے لئے اس من بدھی سے اپرامتا سدہ کر کے ان سے بھی نکل جاتے ہیں اور سوشپتی کی آنند گھن اوستھا میں پہنچ جاتے ہیں۔

سربسے نرپیکش اوستھا سوشپتی

سوشپتی میں تو نہ من ہی رہتا ہے اور نہ اس کی برتیاں ہی رہتی ہیں۔ اس سے سپشٹ ہو جاتا ہے کہ یہ برتی یا من اپنے واستو سروپ سے سروتھا جڑ ہے۔ چیتنتا جو اس میں پرتیت ہوتی ہے وہ اس کی واستو میں اپنی نہ تھی اور یہ سرب پرکار کے گیان۔ سوندریہ اور آنند وبھوتیاں ایک چیتن دیو کی ہی تھیں۔ من بدھی اور اندریاں بے چاری تو لکڑی پتھر کی بھانتی جڑ اور تچھ ہی سدھ ہوئیں۔ اس لئے گیانی تو ان کی درشٹی میں یہ آدر اور ستکار کے پاتر نہیں بلکہ اپیکشا کے یوگیہ ہیں۔

پرشن ۵۶۔ بھگون! جیسے جاگرت اور سوپن میں آتما اُن کا پرکاشک سدھ ہوا۔ مگر سوشپتی میں تو کچھ بھی گیان نہیں رہتا اور اگیان ماتر ہی رہتا ہے اب یہاں پر آتمہ کی کیا دشا ہوتی ہے۔ کرپا کر کے اسے ذرا کھول کر سمجھائیے۔

سوئیم پرکاش آتما

اُتّر۔ پیارے۔ اب اس سوشپتی اوستھا میں وہ من بدھی تتھا اندریاں اپنی پرتیتی بھی کھو بیٹھے ہیں اور اُن کی بجائے کرتی تتھا کریا آدی تک نہیں دکھائی دیتی۔ اس اوستھا میں ان من اندریہ آدی کے واہیہ تتھا آنترک جگت میں کوئی پدارتھ نہ رہ جانے سے اُن کی گندھ تک نہیں رہتی اور ان سب کے ابھاو کو جاننے والا ایک ماتر سو پرکاش آتما ہی ہوتا ہے۔ اندریوں اور من کے نہ ہونے اور ان کے اپنے اپنے وشیہ بھی نہ رہنے سے اگیان ماتر جو شیش رہتا ہے اُس کا بھی جاننے اور پرکاش کرنے والا کیول ایک چیتنیہ ماتر ہی ہوتا ہے یہاں اس اوستھا میں اس کا استھان ہردے بتلایا گیا ہے۔ اس انوبھو کو جاگرت میں ہی لوٹنے پر من بدھی اور اندریوں کے ملاپ سے ورنن کیا جاتا ہے اس سے یہ سدھ ہوا کہ آتما سو پرکاش ہے اور شیش سبھی من بدھی اندریہ آدی اسی آتمہ کی ستا اور پرکاش سے ستا اور پرکاش وان ہو کر اپنا بوہار کرنے کے یوگیہ ہوتے ہیں پرنتو سرب اوستھاؤں میں ایک رس ہو کر بھی ان کو انوبھو کر کے سوئیم ان کا وشیہ نہ ہونا یہ اس آتم دیو کی ہی ولکشن وچتر تا ہے اور ایک خاص چمتکار ہے۔ یہاں اس اوستھا میں من بدھی اندریہ آدی کے اپنے اپنے بل گیان ستا اور سوندریہ کی قلعی کھل جاتی ہے۔ یہ ٹھیک ٹھیک پتہ لگ جاتا ہے کہ کس کی ستا اور چیتنتا سے یہ ستا وان اور گیان

نکٹ بنے بیٹھے تھے۔ اِس سُوشُپتی اوستھا میں اِس بھگوت گیان کا نام شرتی نے پراگیہ رکھا ہے کیونکہ یہ اپنے
پورن گیان سے تو نکٹ ہوتے ہیں پرنتو سرودتھا اگیات اوستھا میں پہنچ جاتے ہیں اور اُن کو جاننے کے لئے یہ بدھی
آدمی وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتے جیسے کہ جگنو سوریہ کا پرکاش کرنے میں سرودتھا اسمرتھ ہے اور اُن بیچاروں کا پرکاش
اُسی میں کھو جاتا ہے وہاں وہ اپنے آنند سروپ میں اکاگرہ بھاو میں لین ہوتا ہے دُکھ کا نام نشان تک وہاں نہیں
ہوتا اِس لئے شرتی اُس کو آنند بھک نام سے پکارتی ہے جس کا ارتھ ہے آنند کا بھوگتا۔ اِس اوستھا کو وشیشٹی کارن
روپ آپا دھی کے نمت سے سوشپتی کہہ سکتے ہیں اور اگیان ہی کارن دیہہ ہے۔ یدی یہاں پر سمشٹی وشیشٹی بھید
کبھی نہیں رہ گیا پھر بھی جاگرت میں آکر وشیشٹی بھاو میں اپنے کو دیکھنے والے جیو کی درشٹی سے ایسا کہا گیا ہے ایسا
سوشپتی اوستھا ہی کو شاستروں میں پرکرتی لے یا مہا پرلے کا ایک چھوٹا سا نمونہ کہا گیا ہے۔
ایسا مت سمجھو کہ کیول اِس اندرا کال میں ہی ارتھات سوشپتی میں ہی یہ پراگیہ نام جیو ہوتا ہے بلکہ دیہہ کی
اُتپتی سے پہلے جبکہ دیہہ، بند و پہلے نکھوار سے ایک ماہ تک کا ماتا کے گربھ میں ہوتا ہے تو وہاں بھی اِس پرکار کی
گاڑھ سُوشپتی کی اوستھا ہوتی ہے اور جس پرکار یہ جیو سوشپتی سے سوپن اتھوا جاگرت میں کرم سے آتا ہے اِسی پرکار
اپنی ماتا کے گربھ میں ایک سے دوسری اوستھا میں سے گزرتا ہوا اور کئی لیلاؤں میں کرم سے پرگٹ ہوتا ہوا ایک اوستھا
سے دوسری اوستھا میں آگے آگے چلتا جاتا ہے۔ اور یہ اِس آتم دیو کی وچتر سیر اور اُس کا وچتر چمتکار ہے۔ کیول
اتنا ہی نہیں کہ گربھ میں کچھ دن کے اوتھڑے میں ہی یہ سوشپتی کی اوستھا کا انوبھو ہوتا ہے بلکہ بنسپتی پتھروں اور کئی
پرکار کے تموپردھان کیٹ کیٹاڑوں کے شریر میں بھن بھن پرکار سے اِس پرکرتی کا تموگن دیتا ہوا بھی کچھ تھوڑے
تھوڑے بھید کے ساتھ انوبھو کرتا ہے۔ یہاں پر اِس کی اِس سیر کا نام آدھی بھوتک ہے
اِس پرکار ادھیاتمک، آدھی بھوتک اور آدھی دیوک سیر بھی اِس بھگوت گیان کی وشیشٹی سیر ہے جس کی بابت
اوپر کے سیکھوں میں کچھ اشارہ کیا گیا ہے۔ اِس میں سے ایک ایک سیر کو کہنے کے لئے بھن بھن وگیان کی شاکھائیں ہیں۔
جن کو Zoology (ذوآلوجی، پرانیوں کا وگیان) Psychology (سائیکالوجی۔ منو وگیان)۔ بیالوجی
(Biology) ارتھات جیووں کے شریروں کی بناوٹ کا گیان۔ Mineralogy (منرالوجی)
دھاتوں اور کھانوں کا گیان۔ باٹنی۔ (Botany) یعنی پودوں کا گیان۔ جیالوجی (دھاتھ آدک کا گیان)
اتیادک انیک پرکار کی سائنس کہا جاتا ہے۔ اِن سب شاستروں کے جو وچتر رہسیہ ہیں سب کے سب اِسی بھگوت گیان
کے ہی چمتکار ہیں۔ یہ سب کی سب ودیائیں اپنی اپنی جگہ ہر ایک سمندر جیسی گمبھیر ہیں جن کا ورنن اِس چھوٹے سے گرنتھ میں
کرنا سمبھو نہیں۔ یہاں اِس وشیشٹی بھاو ارتھات جیو بھاو میں یہ آپا سنا کرنے کا ادھیکاری ہوتا ہے اور اِس اُپاسک بھاو
کو بھی سویم اِس چیتن دیو نے سویم اپنی لیلا کو پرگٹ کرنے کے لئے آپادھی روپ سے سویکار کیا ہے۔ اِس سے اُتکرشٹ اور اونچی
اُپادی کی سیر اُپاسیہ روپ ایشور بھاو کی سیر ہے اور جہاں یہ بھگوت گیان ایشور یا اُوچیہ بھاو کی سیر میں ہے اور وہاں
یہ بھگوت گیان ایشور یہ اور اُوچیا آدی سبھی اُپت لکشنوں سے آدوپت ہوتا ہے۔
یہاں تک اِس بھگوت گیان کی ادھیاتمک آدھی بھوتک اور آدھی دیوک تینوں پرکار کی سیر کا ورنن ہوا جس سے یہ
سیدھ ہوتا ہے کہ بھگوت گیان ہر پرکار کی اُپادی میں پرگٹ ہو کر بھی سروپ سے سرودا اسنگ ہے۔ اُپاسیہ اور اُپاسک
بھاو آپادھی کے کارن ہی ہیں نہیں تو سرودا ادویتیہ شدھ تو ہی ہے جس کارن سے جیو بھاو کی سیر کو سادھارن لوگ
پرتکش روپ سے جانتے ہیں اور سمشٹی ارتھات ایشوری بھاو کی سیر کو پرتکش روپ سے نہیں دیکھتے اس لئے اپنی

وسٹیھی بھاؤ کی سیر کو ہی سمنت بنا کر سمسشٹی ایشوری بھاؤ کی سیر کا پتہ لگتا ہے۔ چونکہ یہ وسٹیٹی استھول دیہہ وراٹ کا
نمونہ ہی ہے اور اُسی کا پرتیک ماتر ہے اور جس پرکار منشیہ کا دیہہ کئی استھول انگوں کا سمودائے روپ ہے اسی پرکار
دیہہ بھی سرب پرانیوں کے شریروں کا سمودائے روپ ہے۔ اور سرب وسٹیٹی تو اس سمسشٹی کا انگ ہی ہیں۔

پرشن نمبر ۵ بھگون! یہ منشیہ دیہہ تو پرتکش روپ سے ہم انیک انگوں سے یکت دیکھ رہے ہیں۔ وراٹ کا دیہہ تو ہم
کہیں نظر نہیں آتا۔ اس سے وپریت ہم کو آکاش وایو سوریہ چندر اگنی جل پرتھوی۔ منشیہ پشو پکشی آدی بھن بھن پدارتھ
الو بھو ہوتے ہیں بھلا یہ کیسے ایک دیہہ ہو سکتے ہیں کرپا کر کے کھول کر سمجھایئے؟

وراٹ پُرش

اُتر۔ پیارے! اس سارے برہمانڈ کو سمجھنے کے لئے اور بھگوت روپ سے اس کی اُپاسنا کرنے کے لئے اسے ایک وراٹ
کہا گیا ہے۔ جس پرکار انیک انگوں کا سمودائے روپ یہ دیہہ ہے اسی پرکار ہم تم کو بتلائیں گے کہ کیسے یہ سرب پرانیوں کے
دیہوں کا سمودائے روپ ایک وراٹ پُرش ارتھات سمشٹی دیہہ والا ہے۔ دھیان پوروک سمجھنے کی چیشٹا کرو۔
پرتھوی کے گولے کے سب طرف پانی ہی پانی ہے۔ کچھ تو سمندروں کی شکل میں اور کچھ بادلوں اور گیسوں کے رُوپ
میں اس پرتھوی منڈل کو سب طرف سے پانی نے ہی گھیر رکھا ہے۔ پھر اس جل کے بھی سب طرف گرمی اور آگ کا گھیرا ہے اور
اُس کے اوپر وایو اور پھر وایو رہت آکاش اور اس سے بھی سوکشم آکاش در آکاش کا گھیرا ہے یہ سارا مل کر وراٹ کا
ایک دیہہ ہے۔ اس سمشٹی سروپ کا ابھیمانی ایک ہی چیتن دیو ہے جس کو ویشوانر نام سے شاستروں میں ورنن کیا گیا ہے
اس کا درشٹانت روپ ایک پیاز لو جس پر ایک کے پیچھے دوسرا پردہ استھول سے استھول چڑھا ہوا ہے ایسے ہی ایک کے پیچھے
دوسرا پردہ مہابھوتوں کا اس پرکار ہے جیسے مانو دیہہ جو کہ انگ روپ سے بھن بھن ہونے پر بھی سمودائے روپ سے ایک ہی
ہے۔ سائنسدانوں (وگیانکوں) نے اس کی کھوج کر کے اُن کا ورنن بڑے وستار سے کیا ہے تبھی اُن کا بھید ایسا ہی
جیسا کہ منشیہ کے بھن بھن انگوں ہاتھ پاؤں آدی کا بھید ہے۔ جس پرکار سرب انگوں کا سمودائے روپ سے بنا ہوا ایک
منشیہ دیہہ ہے اسی پرکار ان پنچ مہابھوتوں اور پانچ بھوتک دیہوں سے بنا ہوا ایک وراٹ شریر ہے جس کی شاریرک
کی کھوج وید لوگ انوسندھان دوارا کیا کرتے ہیں۔ جس پرکار سرب انگوں کے ملنے اور اُن میں بھوتک ان رس اور دھاتو
نمک لوہے آدی سے یہ شریر بنا ہوا ہے جو اسے ونسپتی دوارا ملا کرتے ہیں اسی پرکار ان سرب پرانیوں تتھا جڑ چیتن ورگ
کا سمودائے روپ یہ وراٹ شریر ہے۔ تم نے جو یہ کہا ہے کہ پرتھوی جل اگنی وایو آکاش اور پرانیوں کے دیہہ بھن بھن
ہیں تو پھر یہ ایک وراٹ دیہہ کیسے ہو سکتا ہے اس کے لئے تم یوں سمجھو کہ کسی کے بھن بھن ہاتھ پاؤں آدی اور دوسرے
بھن بھن انگوں کے دیکھنے پر یدی ہمیں کوئی کہے کہ تم نے کیا دیکھا تو ہم یہی کہیں گے کہ ہم نے فلاں پرش کو دیکھا ہے بھن بھن
انگوں کا ہم ورنن نہیں کریں گے کہ ہم نے ہاتھ پاؤں آدی دیکھے۔ اسی پرکار جگت کے بھن بھن پدارتھوں کے دیکھنے پر کہا
گیا تو ان اس سارے برہمانڈ کو ایک وراٹ پرش کا دیہہ ہی دیکھتا ہے۔ جیسے سرب انگوں کے میل ملاپ سے ایک منشیہ
کا دیہہ کہلاتا ہے اسی پرکار سرب پنچ بھوتک سمشٹی دیہہ روپ انگوں کے سمودائے کا نام وراٹ پرش کا دیہہ ہے یہ
سرب برہمانڈ کے سمشٹی دیہہ کی اُپادھی ہے سوئم وہ چیتن آتما ہی تد ابھیمانی ویشوانر کہلاتا ہے۔ یدپی یہ وراٹ دیہہ
ایک گولے کے سمان ہی ہے پرنتو واستو میں اس کتھن کا ابھیپرائے گولے کی بھانتی گول سدھ کرنا نہیں کنتو ہاتھ پاؤں کے
کھمبے پر رکھا ہوا جیسے منشیہ کا دیہہ ایک گولے کے سمان ہی ہے ایسے یہ وراٹ دیہہ بھی ایک منشیہ دیہہ کی آکرتی کے سمان

پرکرتی رکھتا ہے جس وراٹ دیہہ میں دیو موک ایک کھوپڑی ۔ پربت استھیاں ۔ وایو پران ۔ ندی نالے ناڑی سموہ ۔ سورج چندر نکشتر منڈل شریر کے چھوٹے موٹے انگ ۔ بنسپتیاں اور درکش روم اور کیش ۔ انترکش پیٹ ۔ پرتھوی پھر آدمی چرن تتھا کرم اندرے سمندر اس کا دستی سنقل آدی ہیں ۔ ایسے اور بھی انگوں کی کلپنا کر لو ۔ یہ سارے کا سارا ایک وراٹ دیہہ ہے جو کہ تجھ گیان سروپ آتما کی ستھنتی استھول آیا دھی ہے ۔ اور یہی آتم دیو کی جاگرت اوستھا کی کریڑا استھلی (کھیل کا میدان) ہے ۔

سائنسدانوں کی سمجھ سے باہر

وگیان کی کھوج کر کے یدپی اس وگیان کے ودوانوں نے بہت انتی کی ہے اور کئی پرکار کے نئے نئے آوشکار (ایجادیں) بھی کئے ہیں پرنتو ان کو یہ وشیش رہسیہ ابھی تک بدھی میں نہیں آسکا کہ یہ سرب برہمانڈ ہی وراٹ بھگوان کا ایک دیہہ ہے اس ابھاکو نہ جاننے کا کارن ان کی مند بدھی ہی ہے اور تھات یہ تو ان کی سمجھ سے باہر ہی ہے ۔ ان کے وچار میں تو پرتھوی جل نیچ آدمی تتو بھن بھن ہی ہیں اور انہی پر بھروسہ کر کے وہ آگے نہیں بڑھ سکے ۔ یدپی جیوتش شاستر نے اس بھوتک سنسار کو نکشتروں کی نشچت گتی کے آدھین ہی کھینچ گیا ہے ۔ اور گئی دوسرے شاستر کاروں نے اس لوک کے ماتا پتا سے بھن پتری لوک کے ماتا پتا سے پتردں کو بھی سدھ کیا ہے پرنتو وہ بھی اس سے آگے نہیں بڑھ سکے ۔ ان سرب ودوانوں کو وراٹ کے کچھ انگوں کا تو گیان ہوا ہے پرنتو پورے پورے وراٹ دیہہ کا پورا پورا حال معلوم نہیں کر سکے ۔ پرہم ودیا کے آچاریہ یہ بتاتے ہیں کہ وراٹ پرش ہے کیونکہ پرتھوی میں بیج بولنے پر بنسپتی اور ان آدی اگتے ہیں اور پرتھوی کا کوئی بھاگ جلا دینے پر یا جہاں جلے ہوئے کے سمان کلر کی بھومی ہوتی ہے ان آدی کی اتپتی نہیں ہو سکتی اور پرتھوی وہاں بنجر ہو جاتی ہے جیسے کہ جیوت پرش کے دیہہ میں کیش روم آدی اگتے ہیں اور جلے ہوئے بھاگ پر نہیں اگتے اس پرکار کلر آدی کا ہونا پرتھوی کی بیماریاں ہیں اور وہاں پیداوار (اپج) نہیں ہو سکتی اس لئے بھومی میں ان اگانے کی شکتی یا جیون کے لکشن پائے جاتے ہیں اور یہ سب کا انوبھو سدھ ہی ہے ۔

جس پرکار پرتھوی میں ان آدی کے اتپن کرنے کی شکتی ہے اسی پرکار اس میں ان کو پچانے کی (ہضم کرنے کی) شکتی بھی دیکھا ہے ۔ کیونکہ جو کچھ اس کے اندر دبا دیا جاتا ہے وہ تھوڑے ہی سمیہ میں اسی میں سما جاتا ہے اور اسی کا سروپ ہو جاتا ہے ۔ جیسے کہ بھوجن ہمارے شریر کا انگ بن جاتا ہے اور اس سے انی رکت اس میں بھیتری پریورتن کے کارن بھونچال آدی بھی آتے ہیں اور لاوا آدی بھی نکلتا ہے جیسے کہ ہمارے پیٹ میں وکار ہونے پر قے آدی ہو جاتی ہے اس سے گیات ہوتا ہے کہ اس میں کریا شکتی اور اچھا شکتی بھی ودیمان ہے ۔ ستاروں میں نیم انوسار کریا ہو رہی ہے جیسا کہ پہاڑ ہر جے اور ناڑیوں میں ہر سمیہ کریا ہو رہی ہے ۔ اس سے بھی یہی سدھ ہوتا ہے کہ وراٹ شریر کے بھیتر بھی جیو شکتی ودیمان ہے جو پرش اس وراٹ بھگوان شریر کے روپ کا دھیان پوروک منن کرتا ہے وہ جان سکتا ہے کہ ورشا آندھی بجلی کا گرنا ستاروں کا ٹوٹنا اتیادی کسی جیوت پرش میں ہی سمبھو ہے نہیں تو جڑ وستو مانتر تو کیہتا انتر بھی ہل نہیں سکتی اور گیان تتھا کریا دونوں اچھا روپ سے اس میں موجود ہیں کیونکہ یہ پری ورتن سجا وک ہوتے تو نتیہ نرنتر ہوتے ہی رہتے ۔ اور جبکہ نتیہ نہ ہو کر کسی کال وشیش میں ہی ہوا کرتے ہیں اس لئے یہ وراٹ بھگوان کے اس سمشٹی دیہہ کے جیوت ہونے میں ادھک وستار سے جاننے کی اچھا ہو تو ایسی آوشیکتا پڑنے پر سنکایت سے گنبھیر گرنتھوں کا گورو دوارا ادھین کرنا چاہئیے ۔ اس چھوٹے سے لیکھ میں استھان کا ابھاو ہونے سے اتنے پر ہی سنتوش کیا گیا ہے ۔

پرشن ۔ ہے بھگون! میں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے استھول شریر کے سمان یہ وراٹ دیہہ بھی جیوت ہی ہے پرنتو ہمارے جیون کا نمت تو ہمارا سوکشم دیہہ ہے ۔ مجھے بتلایئے کہ اس وراٹ دیہہ کا کونسا سوکشم شریر ہے جس سے وہ جیون پراپت کرتا ہے ۔

سوتر آتما یا ہرنیہ گربھ اور اویاکرت

اُتّر ۔ پیارے! پچھلے اپدیش سے تم نے یہ جان لیا ہے کہ یہ ہمارے وشٹی دیہہ کے سمان ہی وراٹ روپ سمشٹی دیہہ بھی جیوت ہے اور جس پرکار ہمیں انتہ کرن اور پران دوارا دیہہ تتھا اندریوں میں شکتی پراپت ہوا کرتی ہے ویسے اس وراٹ دیہہ کو بھی سوتر آتما یا ہرنیہ گربھ روپ سمشٹی سوکشم دیہہ سے ہی شکتی پراپت ہوا کرتی ہے جس پرکار منشیہ اپنے انتہ کرن دوارا سوچتا سمجھتا ہے اور سنکلپ وکلپ چنتن اور اس دیہہ پر اہنگ مم کا ادھیکار کرتا ہے اسی پرکار سمشٹی وراٹ پرش بھی اپنے ہرنیہ گربھ روپ سمشٹی انتہ کرن دوارا سمشٹی کے لئے سنکلپ کیا کرتا ہے کیونکہ دونوں اپادھیوں میں ایک ہی چیتن شکتی آتم دیو گیان سروپ کی کام کرتی ہے اور اس سدھانت میں نیائے شاستر بھی سہمت ہے اور کئی آچاریوں نے بھی اسی سدھانت کو شاستری پرمانوں دوارا سدھ کیا ہے کہ اس بھوت آکاش میں ہمارے آچارن کئے گئے شبدوں اور کریا کے سوکشم اور شٹ اتھوا سنسکار اور رشیہ روپ سے رہتے ہیں ۔ آج تو ریڈیو ۔ وائرلیس ۔ ٹیلی ویژن ۔ گراموفون ۔ ٹیپ ریکارڈ اور سینما آدی دوارا بھی یہ بات سب کو پرتکش ہو گئی ہے ۔ اور جس پرکار سوشپتی میں منشیہ کا انتہ کرن سرو تھا جڑ اوستھا میں رہتا ہے اسی پرکار وراٹ کے ہرنیہ گربھ روپی سمشٹی انتہ کرن کی بھی پرلے میں ویسی ہی اوستھا ہوتی ہے جس کو اس بدھی سے نہ جان کر کیول شاستر دوارا ہی جان سکتے ہیں ۔ یہ اودیا کی گھنی بھوت اوستھا ہے اس کو سنسکرت میں اویاکرت کہتے ہیں ۔

اس ریتی سے یہ سدھ ہوا کہ سمشٹی استھول سوکشم اور کارن اپادھی بھی سرو تھا وشٹی اپادھی کے سمان ہی ہے اور منشیہ کا یہ استھول دیہہ وراٹ کے سمان ہی ہے اسی کارن سے ودوان لوگ اس منشیہ کو پرماتما کا ہی سروتم ہونے سے نر کو نارائن کا روپ بتلاتے ہیں اور ہمیں یہ پورن وشواس کرنا چاہیئے کہ جس پرکار وشٹی اپادھی میں جیو کی تین اوستھا جاگرت آدی ہیں اسی پرکار سمشٹی روپ میں بھی اس گیان سروپ کی تین ہی اوستھا نانا روپ سمشٹی اپادھی کے کارن سے ہیں ۔ وہاں باہری استھول اپادھی سے وراٹ ۔ سوکشم اپادھی سے ہرنیہ گربھ اور کارن اپادھی سے اویاکرت یا اگیان کی گھنی بھوت اوستھا ہے ۔ اور ان کے نیتر آدی سوریہ چندر آدی ہی ہیں ۔ جاگرت میں اس وراٹ پرش کی سیر اپنے نیتر روپ سوریہ میں ہوتی ہے ۔ اتھ یہاں ہی اس کا درشن سوریہ کی راجدھانی میں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ جیوت وراٹ پرش کا چکشو ہے ۔

وشٹی اپادھی میں اس بھگوت گیان کی پہلی سیر میں بتایا تھا کہ اس کا پہلا درشن بچے کے جنم کے ساتھ ساتھ جاگرت کال میں آنکھ میں ہی ہوتا ہے اسی پرکار وراٹ بھگوان جب اپنی ہرنیہ گربھ اوستھا سے استھول جگت کے آکار میں پرگٹ ہوتے ہیں تو ان کا پہلا درشن سوریہ میں ہی ہوتا ہے اور یہ دیہہ جگت پرگٹ ہو جاتا ہے ۔ اسی کارن شرتی بھگوتی جاگرت اوستھا میں اس کا استھان سوریہ مقرر کرتی ہے اور آستک آریہ لوگ سوریہ کے سامنے نمسکار کرتے ہیں اُس کا دھیان آدی کیا کرتے ہیں یہی ادھی بھکتی کے اوسا سمج میں بھگوت گیان کا پہلا درشن جیتا کا ہوتا ہے پرنتو جیسے وشٹی اوستھا میں جیتن دیو آتم گیان اندریوں میں بھی ...

ہی تھا اسی پرکار یہ چیتن دیو سمشٹھی جاگرت دیہہ میں اگنی جل وایو آدی میں بھی اپنا ساکشات کار کراتے ہیں ان کے دوارا کبھی وشیش جگت کے بھن بھن کاریوں کو بھی پورا کرتے ہیں جیسے کہ کھیتوں کا پکنا۔ پھلوں کا رس پراپت کرنا آدی اسی شور یہ روپ اگنی اور چندرما آدی کے دوارا ہوا کرتا ہے۔ برہمن لوگ اسی کارن سے اگنی میں ہی ہوی (آہوتی) دیا کرتے ہیں اس سے یہ سدھ ہوتا ہے کہ ورالٹ بھگوان اپنے وشیش وشیش کاریوں کو اپنی سوکشم انگوں سے ہی کیا کرتے ہیں جیسے کہ وسیشٹھی جیو کی اوستھا میں بتلایا جا چکا ہے اور سب کو اس کا پرتکش انوبھو بھی ہے۔ اس کا وستار روپ سے ورنن وشوا تری و دیا میں بھن روپ سے کیا گیا ہے جو کہ ایک بھن ہی انیک وستار کا وشیہ ہے۔

پرشن ۵۹ ۔ بھگون! آپ کی کرپا سے اس سمشٹی وسیشٹھی اپادھی روپ جگت میں بھگوت گیان کی ایک ادوتیہ روپتا کے دیا یک سدھانت کو بارمبار سمرن کرکے آشچریہ ہو رہا ہے۔ کرپا کر کے اسے اور ادھک وستار پوروک کہیئے کہ کیسے ایک ہی پری پورن شکتی اندر باہر کام کر رہی ہے اور بھن بھن کاریوں کا ہونا ہم سے سمجھو نہیں وہ ہمارا ہی گیان سروپ آتما کیسے کر رہا ہے یہ ذرا کھول کر سمجھائیں تاکہ مجھے درڑھ نشچے ہو سکے۔

جگت کی رچنا کا کرم

اُتّر ۔ پیارے اس سدھانت کو سمجھنے کے لئے تم کو اس وشوا تری کا درشن کرائیں گے جس کو سمجھ کر تم اس سدھانت کو بھلی پرکار سے سمجھ جاؤ گے کہ کیسے وسیشٹھی سمشٹی سبھی کاریوں کو کرنے میں ایک ہی بھگوت گیان سمان روپ سے سمرتھ ہے کلپنا کرو کہ تم اونکار (منتر) لکھنا چاہتے ہو اس کے لئے تمہارے انتہ کرن میں اچھا روپ ایک مانسک کریا ہوگی پھر منوراج یا کلپنا شکتی سے مستشک (دماغ) میں اس کی ایک آکرتی بنے گی اس کے انتر پیٹھوں اور انگلیوں میں سپشٹ روپ سے کریا ہوگی اور قلم پکڑ کر تم اسی شکل میں اونکار کو لکھو گے جو تمہارے دماغ میں بنی تھی۔ تب اتنی کریا کے انتر ہی تمہاری تختی کاغذ یا سلیٹ پر وہ اونکار دکھائی دیگا۔ اسی پرکار جب باہری جگت میں تم چاہتے ہو کہ فلاں وستو اتپن ہو اور پرگٹ ہو کر ہمارے سامنے آئے تو تمہارے سمشٹھی سروپ میں ہرنیہ گربھ روپ انتہ کرن میں پہلے اچھا شکتی کام کریگی پھر وراٹ کے مستشک پر (دیولوک میں) اس کی ورسنامئی سوکشم آکرتی بنے گی کہ فلاں وستو بننی چاہیئے پھر چندرما اور تارا منڈل کی کرنوں کے دوارا استھول و بھومی روپ تختی پر پہنچ کر آکاش پرتھوی جل آدی چار بھوتوں کی قلم سے جل مٹی آدی سے تیار کی ہوئی سیاہی سے اس کی آکرتی اتنی سوکشم روپ سے بنے گی کہ اتپن ہونے سے پہلے اس کی پرتیتی ہونا اسمبھو ہے۔ اس پرکار وہ وستو پیدا ہو جاتی ہے۔ اس پرکریا سے یہ بھی سدھ ہوا کہ جس پرکار ہم اپنے سنکلپ کے انوسار اونکار لکھنے کے لئے اپنے انگوں کو کام میں لاتے ہیں اسی پرکار تمہارا یہ سوئم پرکاش سروپ آتما سمشٹی اپادھی سے ایشور کہلاتا ہوا جگت کے سبھی پدارتھوں کی اتپن کیا کرتا ہے پرنتو جیسے ایک چکی کو ہاتھ سے چلانے سے تھوڑا تھوڑا آٹا پستا ہوا دکھائی دے جاتا ہے پرنتو ایک بڑی بجلی کی مل سے اتنی دیر میں ہی سینکڑوں ہزاروں من آٹا پس جاتا ہے اور اس کے اس جلدی کام ہو جانے سے ہم آشچریہ گرست ہو جاتے ہیں اسی پرکار اس پرکرتی کے کارخانے میں بھن بھن پرکار کے انیک پدارتھ ایک ہی سمیہ ہماری ہی طرح ہگم اگیات شکتی سے بنتے چلے جاتے ہیں پرنتو دونوں میں ایک ہی شکتیمان کام کر رہا ہے۔ بھاو یہ کہ کیا لکھنا پڑھنا اور کیا دوسرے وسیشٹھی کاریہ اور کیا اس سمشٹی جگت کا کارخانہ جس میں ایک سمیہ میں ہی انیک پرکار کی ونسپتی۔ کھنج پدارتھ (معدنیات) دھاتیں اور جرایج۔ سویدج۔ انڈج اور ادبھج چاروں پرکار کی سرشٹی اسی بھگوت گیان کے سنکلپ سے

ہی پورو کھت پر کرپا کے انوساری بنتی جا رہی ہے اور بن بن کر اور کچھ کال تک استھت رہ کر اَسی اویاکرت سروپ میں ویلے ہوتی چلی جا رہی ہے اور یہ کھیل سدا جاری رہتا ہے۔

پرنتو ایک شریر سمبندھی کریا کو کرتے ہوئے تو اسی گیان سروپ کا نام تو جیو ہوتا ہے اور سمشٹی جگت کی رچنا آدی کرنے پر اسے ہی ایشور کہا جاتا ہے۔ یہ سرب وبھوتیاں اور اُن کے کارن۔ اس جگت کے بھِن بھِن پدارتھ۔ اُن کے بھِن بھِن نام اور اُن کی الگ الگ سامگری جیو اور ایشور کی بھِن بھِن اوستھاؤں میں بھِن بھِن ہیں۔ پرنتو اِن سرب وبھوتیوں اور چمتکاروں میں ایک ہی وبھوتی مان اور مہا والا اور سرو نام روپ دھاری ایک ہی نام رہت اور روپ و آکار رہت نراکار سروپ تمہارا ہی سویم پرکاش چیتنیہ آتما ہے۔

سمشٹی و ویشٹی جگت میں ایک ہی چیتن رمیّا ہے

ایسا سنشیہ مت کرو کہ لکھائی پڑھائی آدی تو ہم پرتکش روپ میں کیا کرتے ہیں اور اس سرشٹی کے اِن سبھی کاریوں کو کرنے والا کوئی دوسرا ہی چیتن ہم سے بھِن سرب شکتیمان ہوگا کیونکہ سمشٹی جگت کی کریائیں ہماری شکتی سے باہر ہیں۔ ایسی شنکا کرنا اُچت نہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسا رہسیہ ہے جس کو تم نِتیہ اپنے سوپن اوستھا میں انوبھو کرتے آئے ہو۔ کیونکہ وہاں سوپن کی کریا ایک تمہارے چیتن سروپ سے ہی ہوتی ہے۔ پھر بھی وہاں اپنے کو دیہہ دھاری سمجھ لینے سے یہی بھان ہوتا ہے کہ ہم تو الپ شکتیمان ہیں اور باقی سارا جگت کسی دوسرے سرو شکتیمان پرماتما کی ہی رچنا ہے اور ایسا پرتیت ہونا بھی ایک تمہارے ہی بھگوت گیان سروپ کا دلکش چمتکار ہے۔ برہم ودیا کے آچاریوں کا کتھن ہے کہ سامرتھ شبد میں ارتھ شبد کا شبد ارتھ دھن کے علاوہ چاہنا بھی ہے۔ اس سے جس میں کسی کام کرنے کی پوری شکتی ہو تو اور اُسے جیسا چاہے کر دکھائے اُسے "سمرتھ" کہا جاتا ہے۔ پہلے اُس کے لئے وہ سنکلپ کرتا ہے پھر اپنی اچھا پورتی کے لئے اُسے اپنی ہی شکتی سے پرگٹ کر لیتا ہے اسی کو سامرتھیہ یا دوسرے شبدوں میں ادھیکار بھی کہا جاتا ہے اور دوسری بھاشہ میں اسی کو "اختیار" بھی کہا گیا ہے۔ کسی کاریہ کے لئے پہلے شبھ اشبھ ہونے کا نرنے کر کے ہی منش اُس کے لئے پالنے یا چھوڑنے کا سنکلپ کیا کرتا ہے اور پھر اُس کے گرہن یا تیاگ کی اچھا ہوا کرتی ہے۔ جہاں پر سنکلپ اپنے ویشٹی انت کرن کے سمبندھ سے پہلے ہی سمشٹی انت کرن یا ہرنیہ گربھ میں اُٹھتا ہے اور ویشٹی انت کرن کے سمبندھ کے بنا ہی کام پورا ہو جاتا ہے تب اس کے لئے کہا جاتا ہے کہ ہمارے ادھیکار یا سامرتھیہ سے باہر ہے۔ درشٹانت میں یوں سمجھو کہ سوپن کال میں سوپن جگت کو بھگوت گیان اس جاگرت دیہہ کی اپادھی کے بنا ہی اپنی کلپنا شکتی سے اُتپن کر لیتا ہے اور منشیہ کے اچھے بُرے سنکلپ یا اچھا کے آدھین نہیں ہو پاتا اُس کو اپنی سامرتھیہ اور ادھیکار سے باہر کہا جاتا ہے واستو میں یہ سوپن سے جگت کی رچنا بھگوت گیان میں سنکلپ روپ اُپادھی سے ہوتی ہے اور اس وِچتر رہسیہ کے کارن ہی منشیہ ادھیاتمک ادھی بھوتک اور آدھی دیوک سرب پرکار کی رچنا کو اپنے ادھیکار اور سامرتھیہ سے باہر سمجھتا ہے۔ واستو میں سرب کا کارن روپ سب کا اور سرشٹا ہونے سے سب کچھ اسی بھگوت گیان کے سامرتھیہ اور ادھیکار سے ہی ہوتا ہے اور یہ اس بھگوت گیان کی وِچتر شکتی کا ہی رہسیہ ہے کہ منشیہ اپنے سروپ سے بھِن اس ساری رچنا کو کسی اپنے سے بھِن دوسری ستا کے آدھین سمجھتا ہے اس رہسیہ کو سمجھنے میں بڑے بڑے بدھیمانوں کی بدھی بھی حیران ہے۔ اس پرکار درات بھگوان کے اس سمشٹی جگت کی اُتپتی میں بھی پہلے سمشٹی انتکرن ارتھات ہرنیہ گربھ میں سنکلپ اُٹھتا ہے اور اس کے انگوں سورج آدی سے

ہی ایسے پورا کرتا ہے پرنتو وشیشٹی ادستھا میں سنکلپ پہلے وشیشٹی انتہ کرن میں اُٹھتا ہے اور اس وشیشٹی دیہہ کے انگوں دوارا اس کو کاریہ روپ میں لایا جاتا ہے۔ یہی کارن ہے کہ باہر جاگرت میں جگت یا سوپن جگت کے کام سادھارن ویتی سے ہماری سامرتھیہ سے باہر پرتیت ہوتے ہیں اور دوسرے کئی وشیشٹی کاریہ ہم کو اپنے ادھیکار میں گیات ہوتے ہیں اس سے بھن دوسرا کوئی کاریہ نہیں۔

ایک چیتن میں اُپادھی کرت بھید

برہم ودیا کے آچاریوں کا کتھن ہے کہ یدّپی سنکلپ یا اچھا شکتی جو کہ انتہ کرن کی برتّی یا سپھرن کا ہی دوسرا نام ہے انتہ کرن میں ہی اُٹھا کرتی ہے پرنتو اس میں پریرک اور ستّا دینے والا بھگوت گیان ہی ہے اس اُپادھی کا کارن اسی کو اچھا یا سنکلپ کرنے والا کہا جاتا ہے۔ انتہ کرن کو نہیں کہا جاتا۔ منشیہ آدی جیووں کے ہردے سے وشیشٹی سنکلپ اُٹھا کرتے ہیں اور ہرنیہ گربھ سے سمشٹی سنکلپ اُٹھتے ہیں۔ ان دو بھِن بھِن انتہ کرنوں کے کارن ہی بھگوت گیان کے بھی بھِن بھِن دو نام ہوتے ہیں وشیشٹی ادستھا میں اسے جیو اور سمشٹی ادستھا میں اسے ہی ایشور کہا جاتا ہے جیسے کہ لکھنے کے کام سے ایک ہی آدمی لکھاری یا لیکھک اور سلائی کا کام کرنے سے اُسے ہی درزی کہا جاتا ہے کیول ادستھاؤں کے بھید ہونے سے نام کا بھید ہے۔ ویکتی روپ ادھشٹان دونوں میں ایک ہے۔ کریاؤں کے بھید سے نام میں بھید ہو جانا سو بھاوک ہی ہے۔ اسی پرکار ایک ہی بھگوت گیان سمشٹی وشیشٹی انتہ کرنوں کے بھید سے اسی کے جیو ایشور دو نام ہو جاتے ہیں۔ واستو سدھانت میں اُپادھی کو سمجھیا تیاگ کر دینے سے جیو اور ایشور کے لکشیہ ارتھ برہم میں کنچت ماتر بھی بھید نہیں دونوں کا واستو سروپ ایک ہی ہے۔

پرشن — بھگون! آپ کی کرپا سے یہ تو میں سمجھ گیا ہوں کہ ایک ہی بھگوت گیان انیک اُپادھیوں کے کارن انیک ہو کر بھان ہو رہا ہے پھر بھی کو اور دوسروں کو بھی انوبھو کر رہا ہوں۔ سارے ویکتی بھِن بھِن ہی تو بھان ہوتے ہیں پھر سمشٹی اور وشیشٹی میں ایک ہی بھگوت گیان کہہ دینا تو بنتا نہیں۔ اور اُپادھی بھی تو ستّ ہی معلوم ہوتی ہے جو کہ ان کو بھِن بھِن کر کے دکھا رہی ہے۔ اس لئے کرپا کر کے پھر سمجھا دیں کہ کیسے ان سب میں ایک ہی ستّا ویاپک ہے!

اہم شبد کا ارتھ

اُتّر۔ پیارے! آچاریوں نے اس سدھانت کو بھلی پرکار سے انوبھو کر کے جو ایکتا کا سدھانت پرتی پادن کیا ہے وہ یکتی اور پرمان کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے اور وہ ستیہ ہے۔ تیری سوکشم بدھی کے نہ ہونے سے تجھے اودیت میں سنشے نہیں ہو رہی۔ ایک ہی بھگوت گیان جیو اور ایشور دونوں واچیہ روپوں میں لکش ارتھ یا ادھشٹان روپ سے موجود ہے۔ دھیان دیکر سنو اور گہرے وچار کے بعد اُسے دھارن کرو۔ آچاریوں کا کہنا ہے کہ جس پرکار اچھا تو انتہ کرن کرتا ہے جو کہ چیتن کی ستّا سے ہی ایسا کر سکتا ہے اور چیتن سروپ کی شکتی اور پرکاش کے بنا کچھ بھی نہیں کر سکتا اور کبھی یہ جانا ہے کہ "میں اچھا کر رہا ہوں"۔ اس سے میں یا اہم अहम् اہنکار کا ہی دھرم ہے جو کہ انتہ کرن کی ہی برتی وشیش ہے۔ "اہم" روپ سے پرکٹ ہونے والی انتہ کرن کی برتی کا نام ہی اہنکار ہے۔ وہاں بھی اس اہم روپ برتی کا ادھشٹان یا لکشیہ گیان روپ آتما ہی ہے کیونکہ بھگوت گیان جب اپنے وشیشٹی بھاو سے ایک ویکتی کے انتہ کرن میں سپھرن پیدا کرتے ہیں تو اسی سپھرن کا نام اہنکار ہے اور سادھارن بول چال میں اسے اہم یا "میں" کہا جاتا ہے

اور اِس "مَیں" شبد اور "مَیں" کے آکار والی برتی کا لکشیہ ارتھ کیول ایک چیتن سروپ آتمہ ہی ہوتا ہے۔ اس میں درشٹانت سُنو۔ تم کو اِس سے آسانی سے سمجھ آجاوے گا۔ شبد تو بانی کا ہی وِکار ماتر ہے اور اُچارن رُوپ کریا بھی کنٹھ تالو جیو آدی کے دوارا پرگٹ ہونیوالے وایو کا ہی وِکار ہے۔ اِس اُچارن کا ادھشٹان اور اُپادان کارن وایو ہی ہے پرنتو وایو رُوپ پران کے سنبندھ سے ہی اُچارن ہوسکتا ہے اور اُس شبد کا ارتھ تو وہ ہے جو کہ کوش اور نرکت شاستر میں نشچے کیا گیا ہے جیسے "گھوڑا" شبد کا ارتھ ایک چوپایہ پشو ہے اور اُچارن کیا ہوا گھوڑا شبد تو وایو کا وِکار ماتر ہے جو کہ کنٹھ جیوا آدی دوارا پرگٹ ہوا ہے پھر بھی "گھوڑا" شبد سنتے ہی ہمیں ایک پشو وشیش کا گیان ہوتا ہے۔ ایسے ہی اہم رُوپ سے انتہ کرن کا پرنیام تو برتی سروپ ہے اور اہم شبد دھونی رُوپ سے وایو کے موڑ توڑ سے پرگٹ ہوا ہوا آکاش کی شبد تن ماترا رُوپ ہے پھر بھی اہم شبد کا واستو ارتھ نہ تو برتی ہے اور نہ وایو بلکہ اُس کا لکشیہ ارتھ شُدھ گیان سروپ چیتنیہ آتما ہی ہے جو کہ انتہ کرن کا پریرک اور ستا دینے والا ادھشٹان سروپ ہے۔

دیش کال اور وِیکتی بھید سے چیتن سروپ انیک نہیں ہوجاتا

یہ بھی سمجھو کہ اگر ایک وِیکتی کا نام رام ہے اور کوئی ایک یا دس بیس آدمی اکٹھے یا باری باری سے اُسے رام کہہ کر پکاریں تو رام نام کا وِیکتی جو کہ اُس شبد کا نامی یا ارتھ ہے وہ ایک ہی رہتا ہے انیک نہیں ہوجاتا۔ چاہے اُس کو ہم دہلی میں پکاریں یا بمبئی میں آج پکاریں یا کل۔ مدھیم سور سے پکاریں یا اونچے سور سے۔ اتنا ہونے پر وہ رام، سب دیش کال نمت اور دھونی بھید سے بھنت نہیں ہوجاتا یعنی انیک پرکار کا نہیں ہوجاتا ایک ہی رہتا ہے اسی پرکار انیک یا دھیو دیش کال نمت اور استھان دھونی بھید سے وہ "مَیں" روپ شبد اور برتی کا لکش آتما رُوپ چیتن تو تو ایک ہی رہتا ہے وہ بھن بھن نہیں ہوجاتا۔ جس پرکار رام اور شیام "مَیں" "مَیں" روپ برتی کے بھن بھن ہونے پر بھی اُن کا لکشیہ ارتھ گیان سروپ آتمہ ایک ہی رہتا ہے اسی پرکار بھن بھن انتہ کرنوں اور ہرنیہ گربھ روپ سمشٹی انتہ کرن کے بھید ہونے پر بھی "مَیں" روپ برتیاں تو بھن بھن ہوسکتی ہیں پرنتو اُن کا لکشیہ ارتھ ایک ہی گیان سروپ آتمہ ہی ہے اور یہ تو سب وِدوانوں کو نشچے ہی ہے کہ وِیشٹھی اُپادھی میں کہے گئے اسی آتمہ کو سمشٹی روپ میں پرماتمہ کہا جاتا ہے دونوں نام ایک ہی تتو کے ہیں یدپی "مَیں" "مَیں" روپ سبھی برتیوں کا ایک ماتر لکش ارتھ گیان سروپ برہم ہی ہے پرنتو بھگوت گیان کے وِچتر چمتکار اور رہسیہ کے کارن جس انتہ کرن میں "مَیں" رُوپ برتی سے اپنا آتمہ لکشیہ روپ سے انوبھو ہوتا ہے اسی انتہ کرن کے گنوں اور دھرموں کے ساتھ اس کا ادھیاس ہونے سے اُسی میں اہم بھاو نشچے کرتا ہے اور اُسی استھول شریر دیہہ کو اپنا آپ سمجھتا ہے اور اُسی میں درڑھ "اہم" بُدھی کرلیتا ہے۔ اِسی ادھیاس کے کارن بھن بھن شریروں اور انتہ کرنوں کے نمت سے بھگوت گیان بھی انیک بھان ہوتے ہیں۔ جس انتہ کرن میں جتنی ماترا اگیان کی ادھک ہے اُسی ماترا میں ہی اس کا ادھیاس اُس میں درڑھ ہے اور اسی کے کارن اپنے کو چیتن سروپ برہم سے بھن جان کر استھول سے استھول اور گھور سے گھور اوستھاؤں میں چلا جاتا ہے۔ ایک اوستھا میں اگیانی اپنے کو دیہہ ماننے لگتا ہے کیونکہ اہم روپ آتمہ کا استھول دیہہ سے کلپت تادآتم سنبندھ بنا ہوا ہے اس لئے وہ اپنے کو استھول دیہہ ہی سمجھتا ہے اور بھی گہرے اگیان کے کارن اپنے سنبندھیوں استری پتر آدی میں ممتو بُدھی اتنی درڑھ ہوتی ہے کہ اُن کے دُکھ سُکھ ہانی لابھ کو اپنا ہی دُکھ سُکھ ہانی لابھ ماننے لگتا ہے اور انھیں میں اپناپن بنا بیٹھتا ہے اُن کے جیون سے اپنا جیون اور مرن سے اپنا وناش مانتا ہے پرنتو شِکشت پرش اور نیائے آدی شاستروں کے سدھانت کے جاننے والے ان کا سوادھیائے اور منن کرنے والے نہ تو

اپ کو ہی اسھول دیہہ سمجھتے ہیں اور نہ پتر استری آدی سے اپنا واستوک سمبندھ ہی مانتے ہیں بلکہ ان سب کا سوامی اپنے کو جیو روپ سے سویکار کرتے ہیں اور گیان کو من کا دھرم سمجھتے ہیں پرنتو گیان سروپ آتمہ اپنے کو نشچے نہیں کرتے یہی کارن ہے کہ پورن گیان اپنے آتم سروپ کا نہیں کر پاتے پھر بھی دوسرے سادھارن کوٹی کے پرشوں سے آگے بڑھے ہوئے ودوان اور شکشت کہے جاتے ہیں۔

پورن بودھ کا اپائے

پرنتو جن مہاپرشوں کو پورن منو شدھی شاستری نشکام کرم اپاسنا کے انوشٹھان سے پراپت ہوئی ہے اور شاستر وچار گورو کرپا دوارا وید کے گیان کانڈ کے سدھانت انوسار اہم کا لکشن ارتھ شدھ گیان سروپ نشچے ہوا ہے اور سفیہ رہیت جن کو یہ گیان ہو چکا ہے کہ یہی گیان سروپ برہم ہی ہمارا واستو سروپ ہے کیول ادھیاس کے کارن ہی اسھول سوکشم شریر اور ان کے دھرم اپنے میں کلپت روپ سے پرتیت ہو رہے ہیں واستو میں ہمارا ان سے کچھ بھی سبندھ نہیں ایسا درڑھ بودھ رکھنے والے ہی واستو میں تتو ویتا ہیں کیونکہ انہی مہاپرشوں کا آورن بھلی پرکار سے نورت ہوا ہے۔ یہ رہسیہ اس پرکار کا ہے کہ جیسے ندرا کال میں جب ہماری جاگرت دیہہ کے سمان ہی نئی سوپن سرشٹی آکرتی بن جاتی ہے تو ندرا روپ دوش کے کارن ہم اسی کو اپنا سروپ سمجھتے ہیں اور اس سے اپنے کو ابھن نشچے کرتے ہیں اور اسی سے اپنا تاداتم سبندھ ہو جاتا ہے اور سوپن میں سوتے ہوئے بھی وہاں اپنے کو ایسا انوبھو کرتے ہیں جیسے کہ جاگرت میں ہوں واہیہ اندریہ اور گولکوں اور وشیوں سے سبندھ نہ رہنے کے کارن سوپن اوستھا ہی ہوتی ہے جاگرت نہیں۔ کیونکہ باہری اندریوں اور وشیوں سے سمبندھ چھوٹنے کا نام ہی توندرا ہے۔ جاگرت اوستھا بھی آتما کی ایک اپادھی ہے اور اس میں واہیہ اندریوں سے وشیہ گرہن ہوا کرتا ہے۔ اسی کو جاگرت کہا جاتا ہے وہ بھی شدھ سروپ آتمہ میں آرویت ہی ہے یہاں سوپن اوستھا میں اس آتما کا سوپن رچیت اندریوں سے کلپت سبندھ ہوتا ہے اس لئے اس کے دھرموں کو اپنا دھرم ماننے لگتا ہے۔ اور سوپن اوستھا میں بھی سوپن دیہہ سے ہونے والے کلپت سبندھ کے سمان جاگرت اوستھا میں جاگرت دیہہ کے ساتھ کلپت سبندھ ہوتا ہے اور سوپن کے سمان ہی وشیشٹی انتہ کرن سے کلپت سبندھ ہو جانے سے اپنے کو ایسا سمجھنے لگتا ہے کہ "میں جیو ہوں" اور یہی ابھیمان وچار ہین ہونے کے کارن درڑھ ہوا ہوا ہے اور جب اسی وشیشٹی انتہ کرن سے اپنا سبندھ توڑ کر سمشٹی انتہ کرن ارتھات ہرنیہ گربھ کی دیہہ کلپت سبندھ بنا کر اسی سے ابھیمان کرتا ہے تو اس سبندھ کے کارن وہاں کے سمشٹی اسھول دیہہ ارتھات وراٹ میں بھی اپنا ابھیمان کر لیتا ہے جس کارن سے وشیشٹی سمشٹی انتہ کرن اور اسھول سوکشم دیہہ سے (جو کہ جاگرت اور سوپن میں ہوتے ہیں) تاداتم سبندھ کلپت ہے واستوک نہیں۔ اسی طرح جاگرت میں بھی وشیشٹی دیہہ سے اپنے انتہ کرن کے تچھ اور چھوٹے پن کی اپادھی کے کارن تم کو یہ ابھیمان ہو رہا ہے کہ میں جیو ہوں ارتھات تم اپنے کو اپاسک روپ سے گرہن کر رہے ہو۔ جو کہ کلپت ابھیمان ہی ہے۔ اور جب تم اس وشیشٹی تچھ انتہ کرن کو چھوڑ جاتے ہو اور سمشٹی انتہ کرن ارتھات ہرنیہ گربھ سے کلپت ابھیمان کرتے ہو تو اس وقت سمشٹی ابھیمان کرنے کے کارن "ہم ایشور سروپ ہیں" ایسا ماننے لگتے ہو جس کارن سے سمشٹی وشیشٹی انتہ کرن اور جاگرت سوپن کے اسھول سوکشم شریروں سے کلپت سبندھ ہی ہے یتھارتھ نہیں۔ اس لئے اہم کا شدھ لکشیہ ارتھ گیان سروپ آتما ہے جو ان سب سے اسنگ اور شدھ ہے یہی کارن ہے کہ جب تو ویتا اس سدھانت کو بھلی بھانتی انوبھو کر لیتا ہے تو اس کا "اہم برہماسمی" روپ سے درڑھ نشچے شدھ سروپ میں

ہوجاتا ہے اس میں درشٹانت یہ سمجھو کہ جیسے رجو میں سرپ کا بھرم ہوتے سمیہ "یہ سرپ ہے" ایسا پرتکش روپ سے بھان ہوتا ہے یدپی وہاں "یہ اور ہے" رسی کا ہی سروپ ہے تو بھی اس میں "یہ سرپ ہے" ایسا بھرم ہوتا ہی ہے۔ اسی پرکار آتم کا لکشیہ ارتھ تو ہر اوستھا میں گیان سروپ آتما ہی ہوتا ہے تو بھی وِشیشی اوستھا میں "میں منشیہ ہوں" یا سمشٹی میں "میں ہوراٹ ہوں" ایسا بھرم ہوا کرتا ہے۔

پرشن ۱۶۔ بھگون جبکہ سمشٹی اور وِشیشی اُپادھیوں میں آتما روپ ادھشٹان ایک ادوتیہ ہونے پر بھی بھرانتی سے میں منشیہ ہوں یا میں وراٹ ہوں ایسا بھرم ہوا کرتا ہے تو پھر شدھ سروپ کے بودھ کا کونسا اوسر (موقع) ہوگا۔ اور اس کا اُپائے کیا ہے اور جب تک وہ اوستھا پراپت نہ ہو تب تک جگیاسو کو کیا کرنا چاہیئے؟

شرون کے انتر منن ندھیاسن اور اہنگرہ اُپاسنا کے ادھیکاری میں بھید

اُتر۔ پیارے۔ اس بارے میں آچاریوں کا یہ کتھن ہے اور ہمارا اپنا انوبھی ایسا ہی ہے کہ سادھن سمپن ہو کر جب یہ سادھک وِدھی سے گورو مکھ سے مہا واکیہ کا اُپدیش یکتی سہت سنتا ہے اور بہت کال تک اس کا نرنتر ابھیاس کرتا ہے یعنی منن اور ندھیاسن کا پرواہ جاری رکھتا ہے تو ایسے دیرگھ کال کے ابھیاس سے اس پر تریا اوستھا آجاتی ہے اس وقت یہ جیو پنے کا ادھیاس جیون کال میں ہی چھوٹ جاتا ہے اس لیئے ساکشات کار سے پوروا وتم جگیاسو کو تو اس کا منن ندھیاسن کا پرواہ جاری کرنا چاہیئے اور جس کی اتی سوکشم بدھی نہیں اور بھاونا اور شردھا پردھان ہیں ایسے مدھیم کوٹی کے جگیاسو کو سنوادی بھرم کی ریتی سے پنچدشی کار سوامی ودیارنیہ کے کتھن انوسار اہنگرہ اُپاسنا کا ابھیاس جاری کرنا چاہیئے ارتھات گورو دوارا تتوم اسی، مہا واکیہ کے اُپدیش کے انوسار میں برہم ہوں، ایسا نشچیہ پورن شردھا اور درڑھتا پوروک کر کے اس کا ابھیاس نرنتر دیرگھ کال تک کرنا چاہیئے اور اناتم چنتن کو پاس نہ پھٹکنے دے اس سے سویم ہی سروپ ساکشات کار اوشیہ ہو جاوے گا۔ اور ابھیاس کی درڑھتا سے پورن استھتی اس میں ہو جاتی ہے۔ اسی کارن ہی اس اہنگرہ اُپاسنا میں لگانے کے لئے ویدمیں گایتری منتر کا اُپدیش کیا گیا ہے۔

گایتری منتر دوارا اہنگرہ اُپاسنا

"ادم بھور بھوہ سوہ تت سوستر ورینیم بھرگو دیوسیہ دھی مہی دھیو یونہ پرچودیات"

ॐ भूर्भव: स्व: तत्स्वीतु वरेण्यम् भर्गो देवस्य धीमही धियो यो न: प्रचोदयात्॥

جس کا ارتھ یہ ہے کہ "جو جیوتی سروپ آتمہ سورج میں پرکاش کر رہا ہے وہ چیتن سروپ ساکشی میرا ہی آتما ہے۔ میں ہی وہ ہوں۔ ایسا میں دھیان کرتا ہوں" اس کے انوسار اہنگرہ اُپاسنا کا ابھیاس کرنے سے یہ اُپادھی بندھی والا جیو اپنے جیو پنے سے اُٹھ کر شدھ نرگن سروپ سے اپنے کو نشچے کرتا ہے۔ اس ابھیاس کے نتیجہ (پرپک)

نمبر ۱۔ سنوادی بھرم اور وِسنوادی بھرم دو پرکار کے بھرم ہیں۔ گنگا جل میں نہ جان کر بھی گنگا جل کی بھاونا کرنا سنوادی بھرم ہے اور جمنا جل میں گنگا جل کی بھاونا کرنا وِسنوادی بھرم ہے پہلے بھرم والا یاسن جا کر اسی گنگا جل کو ہی پراپت کر لیگا پرنتو دوسرا جمنا جل کو۔ اسی پرکار اہنگرہ اُپاسنا بھی بھاونا کی پربلتا سے بنا گیان کے ہی شروع کی جاتی ہے اور اسی پھل کو پراپت کراتی ہے جو کہ منن ندھیاسن کے ابھیاس سے ہوا کرتا ہے۔ کیول ادھیکاری بھید ہے پھل دونوں کا ایک ہے۔

ہو جانے پر یہ دیہہ ادھیاس بہت حد تک کھین ہو جاتا ہے کیونکہ اس ابھیاس کے پربھاو سے یہ دیہہ ادھیاس اتی ہی نربل ہو جاتا ہے اور گورو دوارا اُپدیش کیئے گئے مہاواکیہ 'تت توم اسی' کا اہنگ برہم اسمی روپ سے ساکشات کار ہو جاتا ہے۔

پرشن ۔ ۶۲ بھگون! اس گائتری منتر کا سپشٹ ارتھ ذرا کھول کر سمجھا دیں اور یہ بھی بتا دیں کہ کیا کارن ہے کہ کچھ لوگ گائتری منتر کا انوشٹھان کرنے والے بھی اس ساکشات کار کو کیوں پراپت نہیں کرتے جبکہ آپ اس کو سروپ ساکشات کار آپائے بتلا رہے ہیں۔

گائتری دوارا اہنگرہ اپاسنا ہی یتھارتھ اپاسنا ہے

اُتّر۔ پیارے! گائتری منتر جو کہ ہم ویدک دھرمی لوگوں کو بال اوستھا کے آرمبھ سے ہی دیا جاتا تھا اور جو مول منتر ہے اسی اہنگرہ اُپاسنا کی طرف لے جاتا ہے اور جو سنکشپت روپ سے اُسی کا ارتھ پہلے کہہ آئے ہیں اسی کو پھر کھول کر کہہ دیتے ہیں۔ "میں اُس تیجسوی سروپ پرم آتمہ کا دھیان کرتا ہوں ارتھات آتم روپ سے چنتن کرتا ہوں جو کہ سوروپ میں انترجامی روپ سے موجود ہو کر اُس کو پریرنا کرتا اور سَتّا پردان کرتا ہے وہی ہمارے انتہ کرن میں پریرک انتریامی روپ ہو کر ہمیں پریرنا کر رہا ہے"۔

آجکل کی نئی اُپشیچھی سبھیاتا کو اپنانے والے لوگ اس پرکار کی اُپاسنا سے گھرنا کرتے ہیں...... انہوں نے دوسرے لوگوں سے سُنا ہے کہ ایسا برہماتم بھاو کا اہم روپ سے چنتن کرنا ایشور سروپتا کا ابھیمان ہے وہ لوگ سوئم اس گیان سے بالکل ناواقف اور انجان ہیں اور اُن کے سنسکار چرکال سے اِن میں بھی پڑتے آتے ہیں۔ اُن لوگوں کے نشچے انوسار تو اپنے سروپ سے بھن کوئی اپنا منو کلپت ہی نرگن سروپ پرماتمہ ہے اسی کو اپنا آرادھیہ اور اشٹ دیو مانتے ہیں اور اسی کا دھیان چنتن آدی کرتے ہیں۔ ایسی بھید اُپاسنا اور نشچے کسی کلپت سروپ والے ایشور کی اُپاسنا ہے ستیہ اور واستو سروپ کی اُپاسنا نہیں۔ اور یہ سب جانتے ہی ہیں کہ کلپت وستو کی ستا ہوتی ہی نہیں اور جو اوپر دکھلائی گئی گائتری منتر دوارا اہنگرہ اُپاسنا ہے وہی ابھید اُپاسنا ہی واستو اُپاسنا ہے اور وہی ستیہ برہم کی اُپاسنا ہے اور اسی میں سچا وشواس کرنے سے پورن آنند تتھا مکتی پراپت ہو سکتی ہے۔ اس وشیہ میں ابھی اور زیادہ کہنے کی آوشکتا نہیں کیونکہ ادھیکار کے انوسار ہی کسی کو کچھ کہا جاتا ہے جس پرکار وشیشٹھی اُپادھی ارتھات جیو بھاو میں بھگوت گیان کا کلپت سمبندھ وشیشٹھی انتہ کرن اور ستھول دیہہ سے ہوتا ہے اُسی پرکار ایشور بھاو میں سمشٹی انتہ کرن اور وراٹ دیہہ سے بھی کلپت سنبندھ ہوا کرتا ہے۔ پھر اِن میں سے پرکرتی روپ اُپادھی کے تچھ انش تو "اُپکارک" کہلاتے ہیں اور دوسرے "اُپکاریہ" کہلاتے ہیں جیسے کہ آدی اُپکارک اور چیتن آدی اُپکاریہ ہیں۔ اُپکارک کو "انوگراہک" اور اُپکاریہ کو "انوگراہیہ" بھی کہتے ہیں۔ تو یہ آدی میں پہلے گیان شکتی کا سنچار ہوتا ہے اور چیتن آدی میں تو اُس کے دوارا ہی سنچار ہوا کرتا ہے۔ اس کارن سے وراٹ کا ہر انگ جس بھومی مرتکا پتھر آدی بھی اُپکارک ہونے سے پوجیہ ہیں اور اس درشٹی سے وہ اُپاسنا کے یوگیہ ہیں کیونکہ وہ واستو میں وراٹ پرش کے انگ ہیں جو کہ اُپاسیہ روپ ایشور کی اُپادھی ہے اِس لئے ایسی ہر وستو کی پوجا اُسی ایشور کی پوجا اور آرادھنا ہے اُسی کا آدر اور ستکار ہے۔ ایسے ہم مورتی پوجا کہہ کر گھرنا (نفرت) نہیں کر سکتے بلکہ ایسے ہم ایشور کے وراٹ روپ دیہہ کا انگ سمجھ کر اُس کی آرادھنا کرتے ہیں۔ یہ سادھک کے ہردیہ

میں پریم بھاؤ بڑھانے کا اُوتم سادھن ہے۔ یدی اُسے ہم اُسی پرماتم دیو کے وراٹ دیہہ کا انگ سمجھ کر چھوٹے سے چھوٹے کیٹ پتنگ آدی میں بھی اُسی ایشور کا دھیان کر کے اُس کی آرادھنا اور پوجا یا ستکار کریں تو وہ ہمارے لئے اُپکاری ہی ہیں کیونکہ پرما دیو اُس رُوپ میں وہاں درشن دے رہے ہیں۔ دیکھو جب ہم کسی منشیہ کا آدر ستکار کرتے ہیں تو اُس کے چرنوں کو ہی چھونے کے لئے اس کے آگے جھکتے ہیں۔ اور جب اُس سے کچھ لینے کے لئے اِچھا کرتے ہیں تو اُس کے نیتروں سے نیتر ملا کر اُس کے آگے پرارتھنا کرتے ہیں۔ ہم چرنوں میں جھکنے اور سپرش کرنے سے چرنوں کے پجاری اور آنکھوں کو دیکھنے سے آنکھوں کے پجاری نہیں ہو جاتے۔ اِسی پرکار ہم سورج کی طرف مکھ کر کے اُپاسنا کرنے سے سورج کے اُپاسک نہیں بن جاتے اور پرتھوی کی بنی ہوئی مورتی کے آگے سر جھکانے سے مورتی اُپاسک نہیں ہو جاتے۔ بلکہ جس پرکار چرنوں کو چھونے یا اس کے سامنے جھکنے سے ہم اُس پُرش کا ہی آدر کر رہے ہوتے ہیں اور چرنوں کی جگہ یدی ہم کسی اور شریر کے انگ کو چھوئیں تو اُلٹا اس کا انادر اور اپمان ہی ہوگا۔ چرنوں کو چھُونا ہی یتھارتھ آدر ہے۔ اِسی پرکار وراٹ بھگوان کے چرنوں ارتھات پرتھوی سے پراپت پتھر آدی کی مُورتی کسی خاص دیوتا کی بنا کر اُس کا پوجا نمسکار آدی کریں تو اُسی وراٹ پرش۔ ایشور۔ کی ہی اُپاسنا ہوگی پتھر کی نہیں۔ یدی کوئی یہیں کہے کہ چرنوں میں جھکنے سے چرنوں کا پجاری ہو جاتا ہے اور چرنوں والے کا پجاری نہیں ہوتا تو یہ اُس کی مورکھتا کا ہی پرمان ہوگا۔ ایسی شنکا کرنے والے اُس پرش کا پورا گیان نہیں رکھتے اور نہ ہی اُن کو یہ گیان ہے کہ اُس پُرش کے چرنوں میں جھکنا ہی واستو میں اُس پرش کی پوجا کرنا ہے۔ اِسی پرکار جب ہم پرتھوی اور اس کے کاریہ پتھر آدی کی مورتی کی طرف اُن کو وِدھی وت بھگوان روپ سے پرتِشٹھا کر کے پُوجن اور آرادھنا کرتے ہیں تو انیہ بُدھی والے وِدیشی لوگوں کے سنسکاروں سے یکت یہ لوگ ہم کو مورتی پُوجک اور پتھر کے پجاری کہہ کر آکشیپ کرتے ہیں پرنتو ہم جانتے ہیں کہ وہ لوگ اِس وِراٹ پُرش کے سروپ کو نہیں جانتے یہ تو بھگوت کی واستو آرادھنا کے ہی گمبھیر رہسیہ ہیں اور یہ لوگ اُن سے ناواقف اور انجان ہیں۔

ہمیں دُکھ ہوتا ہے کہ اپنے کو ویدک دھرم کے انویائی ماننے والے بھی کئی لوگ اُن کے اِس پرکار کے آکھشیپوں سے بہک کر سمارگ سے بھٹک جاتے ہیں۔ ہمارے شاستروں میں جو جو بھگتی اُپاسنا کے نیم ہیں وہ سب گیان کانڈ کے آدھار پر ہی ہیں اور ویدوں سے لئے ہوئے ہیں اور وِدیشی لوگ اُن کو نہیں جانتے کیونکہ بھارت کے لوگوں نے بھی سنسکرت پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور انگلش آدی وِدیشی بھاشاؤں میں بھی اناتم شاستروں کا ہی پٹھن پاٹھن کرتے ہیں اِس لئے سچے ادھیاتم سدھانت کو نہ سمجھنے کے کارن اُلٹا ہی پرچار ہو رہا ہے۔ اِس لئے بھارتیہ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے ادھیاتمک شاستروں کا گورو مکھ سے سوادھیائے کریں اور اُن کو منن کر کے یہ جاننے کا یتن کریں کہ ستیہ کیا ہے اور متھیا کیا ہے۔

سگن اور نرگن اُپاسنا

بھاؤ یہ ہے کہ ویدوں میں ہم پر یہ سِدھ ہوا ہے کہ اُپاسنا دو پرکار کی ہے سگن تتھا نرگن اُپاسنا۔ جس کا سے بھگوت گیان کی آدھی دیوک اور آدھی بھوتک سیر میں ہم نے یہ سِدھ کیا ہے کہ بھگوت گیان جگت کے ذرہ ذرہ (کن کن) میں اور روم روم میں وِدیمان ہے اور ہر ایک نام اور رُوپ اُس کی ہی منومئی اُپادھی ہے اس لئے بھگوت گیان پرماتمہ روپ ہونے سے سرب کا واستو آتم سروپ ہے اور وہی ہر ایک میں استھت ہے اس کارن مورتی (اتھوا شبد رُوپ سے اُس کی اُپاسنا سگن اُپاسنا ہے (اونکار آدی کے نمت سے اس کا دھیان شبد رُوپ اُپاسنا ہے) اسی کا نام سنسکرت گرنتھوں میں پرتیک اُپاسنا کہا ہے اور نرگن اُپاسنا تو اہم

اسمی" نشچے کے بنا ہو ہی نہیں سکتی اس لئے ایک ہی بھگوت گیان روپ برہم اُپادھی یکت ہونے سے سگن ہے اور اُپادھی کا بادھ کرکے وہی نرگن ہے۔ (بادھ کرنے کا ارتھ اُپادھی کو متھیا نشچے کرنا ہے) نرگن اُپاسنا تو اہنگ برہم اسمی کے درڑھ ابھیاس کرنے کا ہی دوسرا نام ہے اور سادھن رُوپ سے وہی اہنگرہ اُپاسنا کہلاتی ہے۔ ان دو پرکار کی اُپاسنا کے بنا تیسرے پرکار کی کوئی اُپاسنا تو اہنگ برہم اسمی کے درڑھ ابھیاس کرنے کا ہی دوسرا نام ہے اور سادھن رُوپ سے وہی اہنگرہ اُپاسنا کہلاتی ہے۔ ان دو پرکار کی اُپاسنا کے بنا تیسرے پرکار کی کوئی اُپاسنا منو کلپت یا بناوٹی ہی ہوگی۔ واستو نہیں۔ اس لئے جو لوگ دُربھاگیہ وش سگن اُپاسنا میں تو مُورتی اُپاسنا کا آکشیپ کرتے ہیں اور نرگن اُپاسنا میں ایشور ہے کا ابھمان اور ایشور کی برابری کہہ کر اسے نہیں کرتے اور دونوں سے دور رہتے ہیں اُن کے سبھی آکشیپ ادرشٹکائیں اگیان کے کارن ہی ہیں اس لئے نرادھار ہیں۔ وہ اپنے کسی منو نیت ڈھنگ سے کسی کلپت وستو کو لینے کا یتن کرتے ہیں جیسے کوئی ہوا کو مٹھی میں لینا چاہے اور سسے کے سینگ سے دھنش بنانا چاہے اور سوپن میں ملے ہوئے خزانہ سے امیر بننا چاہے۔ ان وستو کا نام ماتر تو ہے پرنتو وستو ہاتھ میں کچھ بھی نہیں آتی کیونکہ اُن کا استتو ہی نہیں ایسے لوگ تیبر اچھا ہونے پر بھی اُس کی پراپتی میں اپھل ہی رہتے ہیں کچھ بھی پراپت نہیں کر پاتے اور جن لوگوں نے ان سگن اور نرگن اُپاسناؤں سے بھن کوئی منو گھڑت طریقے نکالے ہیں اُن کی اُپاسنا ایسی ہی پھل دیگی جیسے کہ پانی بلو کر ماکھن پراپتی کی اچھا رکھنے والے کو ہوا کرتی ہے۔ اُنھوں نے ایسے پکشی پکڑنے کے لئے جال پھیلائے ہیں جو سرشٹی میں اُتپن تو نہیں ہوئے پرنتو کلپنا کاروں نے اُن کے نام اور گن اپنی پستکوں میں کلپنا کر رکھے ہیں جیسے کہ عنقا اور ہما کہے جاتے ہیں جن کا تینوں کال میں ہی کہیں استتو نہیں اور جو لوگ اُن کو اپنے وش میں لانے کے لئے اُنھیں اپنے جال میں پھنسانا چاہتے ہیں وہ سدا ہی خالی ہاتھ رہیں گے کیونکہ وہ وستو جس کا تینوں کال استتو کہیں ہے نہیں وہ کیسے کسی کے ہاتھ آوے۔ اس لئے جو جو گرنتھ جتنا جتنا وید کے واستوک سدھانت کے ورُدھ ہیں وہ ایشوری بانی ہرگز نہیں ہو سکتے بالکل بناوٹی ہی ہیں اور جس انش میں وہ ویدک سدھانت کے انوکول ہیں اتنے انش میں ہی وہ ماننے یوگیہ ہیں اور آدر کے یوگیہ ہیں اُنھیں وید کا ہی انوواد سمجھ کر ایشوری بانی کے انوکول سمجھو۔ اس لئے اس اوپر لکھے اُپاسنا کے طریقے کو چھوڑ کر جتنے بناوٹی طریقے اُپاسنا کے ہیں نہ تو وہ یتھارتھ ہیں اور نہ ہی اُن کو اپنانے سے موکش کی آشا کی جا سکتی ہے۔ اُوپر لکھی وید کی نرگن اور سگن اُپاسنا ہی ایشوری اُپاسنا ہے اور جس کارن سے سگن اُپاسنا میں اُپادھی بھید سے اُپاسیہ دیو کے آکار بھن بھن ہیں اس لئے ان اُپادھیوں کے کارن بھگوت گیان کے نام اُس اُس اُپادھی کے انوسار وہ وہ اُس کا دیوتا کہلاتا ہے جیسے کہ جل کی اُپادھی میں پرگٹ ہونے والا وہی پرماتم دیو ورن دیوتا کہلاتا ہے اور اگنی اُپادھی میں اگنی دیوتا۔ اس پرکار انت نام اور اُپادھیاں اُسی آدھی دیوک روپ میں سگن سروپ آجاتی ہیں وہاں وہی ایک ہی پرماتم تتو ان ناموں سے آدھی دیو روپ اُپادھیوں میں اُپاسیہ ہیں۔ اسی پرکار سبھی میں سمجھ لو۔

پرشن ۶۳۔ بھگون! آپ کی کرپا سے یہ تو میں سمجھ گیا ہوں کہ ایک ہی چیتن دیو سمشٹی اور ویشٹی روپ میں اُپاسیہ اور اُپاسک بھاو سے استھت ہے اور دونوں کا ادھشٹان ایک ہی شدھ برہم ہے۔ بھلا یہ ادھی دیو اور ادھیاتم آدی پرلے کال میں کس روپ میں رہتے ہیں اور پھر نئی سرشٹی میں جیووں کی کیا اوستھا ہوتی ہے۔ ان جیووں کو پورن رُوپ سے موکش کی پراپتی کیسے ہو سکتی ہے۔

اُتر۔ پیارے۔ تم نے یہ تو سنا ہی ہوگا کہ وہ آپ ہی نر اور آپ ہی نارائن ہے ارتھات وہی اُپاسک اور وہی اُپاسیہ ہے اور یہ اور اُپادھی میں تو ہو ہی نہیں سکتی ادھشٹان میں ہی ہو سکتی ہے اور یہ بھید اُپادھی کے نمت سے متھیا بوہار روپ ہی ہے جیسے کہ پہلے بتا آئے ہیں کہ ادھی دیو روپ میں وہی اُپاسیہ اور ادھیاتم روپ میں وہی

آیاسک ہے۔ مہارشیوں کا یہ سدہانت پورن شردھا کے یوگیہ ہے اس میں اشردھا کبھی مت کرو اور یہی ستیہ ہے اس کا بھاو یہ ہے کہ جس پرکار جاگرت اوستھا میں منشیہ میں انیک گن اور کرم دکھائی دیتے ہیں اسی پرکار وراٹ بھگوان میں بھی سرب گن اور کرم ہیں۔ اور جب وہ وراٹ دیہہ سے اپرام ہو جاتے ہیں تو سوریہ آدی پانچ بھوتک آیادھیوں سے سروتھا اپنا سمبندھ تیاگ کر اپنا پورا پورا ادھیکار ہرنیہ گربھ روپ سمشٹی انتہ کرن میں کر لیتے ہیں جیسے کہ جاگرت سے سوپن میں جانا ہوتا ہے۔ بھید اس میں یہ ہے کہ ندرا کال میں تو استھول دیہہ سے بالکل کنارا نہیں کر جاتے اور پران آدی دوارا بھگوت گیان کی ستا بنی رہتی ہے پرنتو یہاں تو وراٹ روپ استھول دیہہ سے پورا سمبندھ وہ ہی چھوڑ دیتے ہیں جیسے کہ پچھلے جنم کے دیہہ کو تیاگ کر یہ جیو اگلے جنم کے دیہہ کو پراپت کرنے سے پورب کی سوکشم اوستھا میں ہوتا ہے۔

یہاں یہ بھی اس وراٹ دیہہ کو چھوڑ دیتے ہیں ارتھات اس کو پورب وت ستا نہ ملنے سے یہ وراٹ دیہہ استھت نہیں رہ سکتا اسی کارن اس اوستھا میں پرتھوی جیند رسوریہ آدی جو کہ وراٹ کا دیہہ ہے تتکال نشٹ ہو جاتے ہیں۔ اس اوستھا کو پرلے کہا جاتا ہے جس کارن سے بھگوت گیان سروپ کی سیر اس اوستھا میں سمشٹی سوکشم شریر۔ ہرنیہ گربھ میں ہوتی ہے یہاں پر نرک سورگ آدی کی وچتر گتی اور جیووں کے کرموں کا پھل اور اس کا بھگتان اور دھرم راج کا نیائے۔ نارکی شریروں کو گھور سے گھور یاتنائیں کشٹ وترنی آدی اور ان لوکوں سے ہونے والے دکھ سکھ اندر لوک اور دیولوک کے بھوگ سب کا سب تماشہ اتنا ہی سچا پرتیت ہوتا ہے جتنا کہ یہ لوک۔ پرنتو یہ سب کچھ اسی ورات سنکلپ روپ آیادھی کی رچنا ہے جس سے پرلوک آدی بن کھڑے ہوتے ہیں جن کا ورنن دوسرے کرم شاستروں میں وستار سے ہوا ہے۔ اسی کا نام پرلوک گتی ہے۔

پرلے کے انتر کا ورنن

اب اس اوستھا میں بھگوت گیان کے آدھی دیولوک سوکشم آیادھی کے کارن دھرم راج (یم راج) مرتیو دیوتا آدی نام ہوتا ہے۔ اس سمشٹی سوکشم سروپ کا نام ہی شرتی سوتر آتما کہتی ہے اور یہاں تیجومئے شریروں کا ہی سارا کھیل ہوتا ہے۔ اس سمشٹی سروپ کو ہی ہرنیہ گربھ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس اوستھا میں سرب استھول جگت کا وناش ہو کر سوکشم تیجومئے روپ سے استھتی ہوتی ہے۔ یہ اوستھا اتنی ہی چمتکاری ہوتی ہے کہ کئی ودوانوں نے اسے استھر स्थिर اور ستیہ تک کہہ دیا ہے اس میں اس استھول جگت کی اپیکشا بہت وچتر اور ولکشن اوستھائیں ہوتی ہیں۔ یدی ان کا یہاں ورنن کیا جائے تو شکشت لوگ بھی انھیں آسانی سے نہیں مانیں گے۔ سادھارن لوگوں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ کیونکہ وہاں کی رچنا اتی وچتر ہے اس لئے ہم نے اس میں سے کیول آوشیک اور سگم اوستھاؤں کا ہی ورنن کیا ہے۔ جب بھگوت گیان اس سنکلپ مئی سمشٹی سوکشم اوستھا کو بھی تیاگ دیتے ہیں تو وہ کارن اوستھا میں سیر کے لئے پہنچ جاتے ہیں اس اوستھا میں تیجومئی یم راج آدی بھی اپنے نرک سورگ آدی سہت ولے کو پراپت ہو جاتے ہیں۔ اس اوستھا کا نمونہ ہماری ویشٹی جیوگت سوشپتی ہے۔ اس اوستھا میں جاگرت کا استھول جگت اور سنکلپ مئی سوپن اوستھا کا سوکشم ویشٹی سمشٹی جگت سب کا سب ولے ہو جاتا ہے اور سب کا سب اسی سگن پرماتم سروپ میں ولین ہو جاتا ہے اور بیج روپ سے کارن روپ اوستھا میں ودیمان رہتا ہے۔ جیسے بیج میں پودے کا پورا ورکش اور شیہ روپ سے ودیمان ہوتا ہے اسی لئے اس اوستھا کو اویاکرت یا سرب استھول سوکشم کا بیج روپ کہا جاتا ہے۔ اسے سمشٹی کارن شریر بھی کہا جاتا ہے۔ بھاو یہ کہ سمشٹی کا یہ روپ استھول

سوکشم کا اُس میں وِلے ہو جانے پکارن رُوپ سے ہی وِدیمان رہتا ہے۔ سپشٹ روپ سے پرتیتی نہ ہونے کے کارن اسکو
اویاکرت کہا جاتا ہے اب اسے ہی انترتم अन्तरतम اور گُہیہ اتی گُہیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس سارے وستار
کا بھاو یہ ہے کہ کُل تین ہی اوستھا اور تین ہی اُس کے ابھیمانی ہیں اور پھر وہ دو دو پرکار کے سمشٹی و ویشٹی بھید سے
ہیں۔ ویشٹی میں ان کا نام وِشو تیجس اور پراگیہ ہے۔ اور سمشٹی میں ویشوانر ہرنیہ گربھ اور اویاکرت ہیں۔ اس برہمانڈ
رُوپ اُپادھی کو ایک ایسا گولہ سمجھو جس کا اوپر کا آدھا بھاگ تینوں بھاگوں میں اور نیچے کا آدھا بھاگ بھی تین بھاگ میں
بٹا ہوا ہے اوپر کے بھاگوں کو آدھی ویوک کہا جاتا ہے جو کہ ایشوری اُپادھی ہے اور نچلے کے تین بھاگوں کو جیو سنبندھی
بھاگ کہا جاتا ہے یہ تو تین آتما روپ ابھیمانی کی درشٹی سے وبھاگ کیا اور آدھی بھوتک سمشٹی اِن کا دیہہ سنسارک
روپ سے وِدیمان ہے۔ ایک ہی بھگوت گیان کی اس برہمانڈ روپ جگہ میں کبھی آدھی ویوک آدی شریشٹھ اوستھا میں
سیر ہوتی ہے جس کا بھلی پرکار سے پہلے ورنن ہو چکا ہے۔ اسی پرکار بھِن بھِن اونچی نیچی اوستھاؤں میں آنا جانا اسی کا نام
آواگمن आवागमन ہے اور یہی تو اصل میں بندھن ہے۔ پرنتو یاد رکھو کہ یہ آتما کا جنم مرن رُوپ آوا!
چیتنیہ سروپ کا کوئی واستوک بندھن نہیں کہ اس کی نِورتی نہ ہو سکے بلکہ مایا روپ ہی استھت ہے کیونکہ ہم پہلے
سِدھ کر آئے ہیں کہ اس کا اُپادان کارن اگیان۔ پرکرتی۔ اوِدیا یا سنکلپ ہی ہے اور یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ یہ سنکلپ
ہی درشیہ روپ سے سرب آکاروں میں پرگٹ ہوتا ہے...... اور اس کی درڑھ بھاونا ہی اس میں مکھیہ ہیتو ہے
اس لئے اس بندھن سے مکتی پراپت کرنے کا اُپائے وچار سے اس کا بادھ کرنے کے سوائے ہے ہی نہیں۔ ارتھات
اس کا مِتھیا تو نشچے کیا جاوے تب ہی یہ دُور ہو سکتا ہے اور وہ تبھی ہو سکتا ہے کہ جب کرم اور اُپاسنا کانڈ کی ریتی
سے نشکام کرموں دوارا مل دوش ارتھات کھوٹی واسناؤں کا ناش کیا جاوے اور ساتھ ہی ورودھی واسناؤں
اور شاستر ورُدھ آچرن کا تیاگ کر کے شُدھ کرموں سے انتہ کرن شُدھ اور نرمل ہو جاوے۔ چت کی ایکاگرتا بھی
اُپاسنا دوارا پوری ہو چکی ہو اور پھر آتم گیان دوارا جیوتی سروپ آتما اتھوا بھگوت گیان سروپ میں اسکو
جوڑ دیا جاوے اور سمادھی کا پورا پورا ابھیاس کر کے آتم سروپ کا درڑھ بودھ ارتھات ساکشات کار پراپت
کر لیا جاوے۔ ایسا ابھیاس کرنے سے اس جیون میں ہی نرنتر وچار کے بل سے سنکلپ رُک جاتے ہیں۔ سرب اناتم
سنسکاروں سے چت شُدھ ہو کر گیان سروپ جیوتی ہی ایک ماتر شیش رہ جاتی ہے اور اُس میں سنکلپ یا واسنا
کا شیش ماتر بھی نہیں رہ جاتا۔ یدیپی جیون پرینت پراربدھ ویگ کے کارن سادھارن سنسارک کام کاج کے
کچھ سنسکار اور سنکلپوں کا پربھاو لیش اودیا کے روپ میں رہ جاتا ہے پرنتو جس سمیہ چاہے سمادھی کر کے شُدھ نروکلپ
سروپ کا انوبھو کر لیتا ہے اور لوہار میں بھی ستیہ بُدھی نہ ہونے سے بندھن کو پراپت نہیں ہوتا۔ سمادھی اوستھا میں
ابھیاس بڑھ جانے کے کارن سب سنسکار نِرمول ہو سکتے ہیں۔ اسی اوستھا کو تُریا پد بولا جاتا ہے اسی کے بل سے جیون
مکتی اوستھا کو پراپت ہوا ہوا لوک پرلوک کے بھے اور بندھنوں سے سدا کے لئے چھوٹ کر اپنے آنند سروپ میں
آتما میں لین ہو جاتا ہے اور شریر چھوٹتے ہی واسنا کا پورن کھشے ہو چکنے کے کارن سنکلپ ماتر کا بھی ناش ہو جاتا ہے
اور پھر کبھی اُپادھی رُوپ بندھن میں پراپت نہیں ہوتا۔ سدا ادوتیہ برہم سروپ میں استھت رہتا ہے اسی کا نام کیولیہ یا برہم سروپ کی
پراپتی ودیہہ بھاو ہے۔ سارانش یہ ہے کہ اپنے سنکلپ سے ہی بندھن اور درڑھ شُدھ بودھ روپ سنکلپ سے ہی مکتی ہے سنکلپوں یا واسناؤں کا بادھ
ہونا ہی مکتی کا ساکشات سادھن ہے۔ اس لئے پیارے جگیاسو! تم بھی اپنے سنکلپ کو شُدھ کرو اور اپنی درشٹی کو بھگوت گیان سروپ میں ستھر کر کے اسی
میں لین ہو کر اپنے چت کو سماہت کرو۔ اس سے تم بھی اپنے کلپت بندھنوں سے چھوٹ کر نرگن سروپ میں ہی پراپت ہو جاؤ گے۔ - وید

اُپنشد آدی دوارا پراپت اِس تتو گیان کا یہی پھل ہے۔

اب اِس گرنتھ کی سماپتی پر آپ کے لئے پھر ہردے سے کامنا کرتے ہیں کہ بھگوت گیان سروپ پرماتم دیو آپ لوگوں کو اپنے شُدھ سروپ کے چمتکاروں کو سمجھنے اور سُروپ میں پورن آستھتی کی یوگیتا اور بل پراپت کرے۔ اِس میں آپ کا چِت پورن روپ سے سماہت ہو سکے اور آپ بھی وِدیہہ کیولیہ روپ موکش یا برہم پراپتی کے پاتر بن سکیں۔

شُبھم استو۔ اوم گیان سروپ پرم آتمنے نمہ

اِتی۔

"رام" کی حالتِ مستی

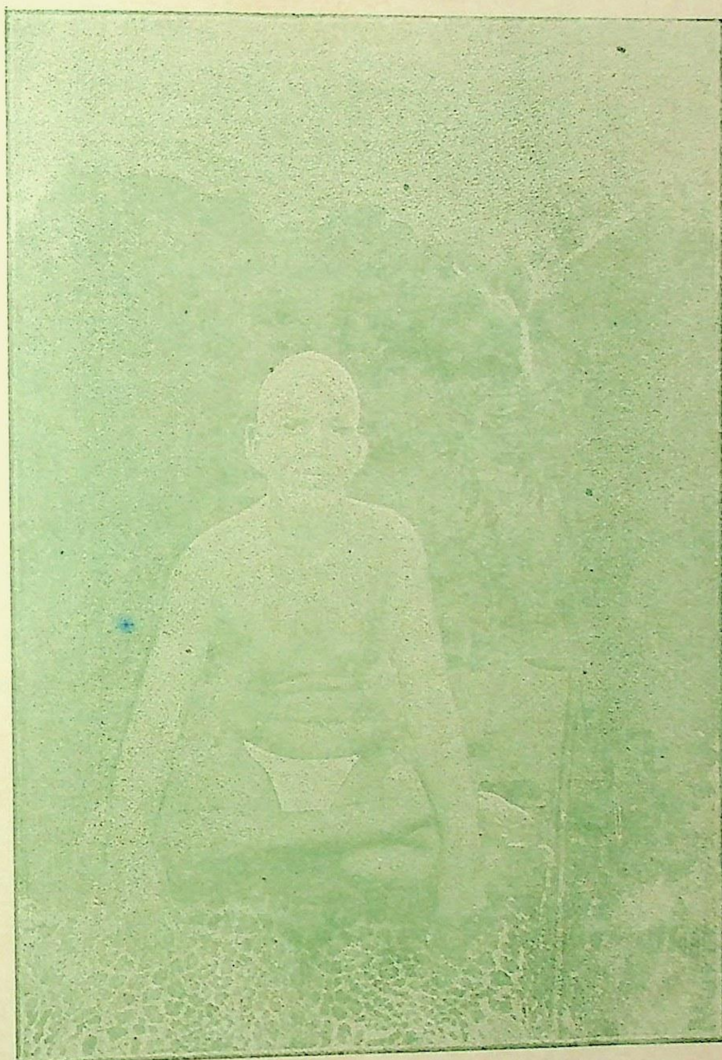
عشق کا طوفاں بپا ہے حاجتِ میخانہ نیست
خوں شراب و دل کباب و فرصتِ پیمانہ نیست

سخت مخموری ہے طاری خواہ کوئی کیا کچھ کہے
پست ہے عالم نظر میں وحشتِ دیوانہ نیست

مہر ہو مہ ہو دبستاں ہو گلستاں کوہسار
موجزن اپنی ہے خوبی صورتِ بیگانہ نیست

اُٹھ مری جاں جسم سے۔ ہو غرق ذاتِ رام میں
تو تو ہے ایشور کی مورت۔ حرکتِ فرزانہ نیست

(سوامی رام تیرتھ)



MAHA RISHI RAMANA

شری جگن ناتھ جی کھنہ بی اے بی ٹی برنداسن نواسی

مہرشی رمن کے سوانح حیات

بھارت بھومی کو بڑے بڑے رشی، مُنی، اوتار اور روحانیت اور تصوف کے مینار پیدا کرنے کا فخر حاصل ہے اور سمے سمے پر ہمیشہ دنیا کی تاریکی دُور کرنے اور سنسار ساگر میں ڈوبے ہوئے جیووں کے کلیان کی خاطر ایسی قابلِ قدر ہستیاں یہاں ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں اور ہوتی رہیں گی، رمن مہرشی بھی اسی کہکشاں کے ایک چمکدار ستارے تھے جنہوں نے اپنی بے نظیر روحانی طاقت اور عملی ویدانت سے ایک عالم کو مسحور کر دیا، جس سے بات کی اسے روحانیت کے اعلیٰ معراج پر پہنچا دیا۔ .... نہ صرف بھارت باسی ہی ان کی .... ساحرانہ شخصیت سے متاثر ہوئے بلکہ مغربی دنیا کے بڑے بڑے فلاسفر۔ امریکن، فرانسیسی، انگریز اور رُوسی مفکران بھی ان کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہوئے اور ان کی کایا ہی پلٹ گئی اور کئی ایک ان کے زیرِ اثر ہو کر آشرم میں ہی اقامت گزیں ہو گئے گھر لوٹنے کا نام تک نہ لیا بیسویں صدی کے پہلے پچاس سال مہرشی کے جن کو بھگوان ان کے شردھالو سیوک اور عقیدت مند اپنی عقیدت کی گہرائی کا ثبوت دیتے تھے۔ عروج و کمال کا زمانہ تھا اور ۱۴ اپریل سنہ ۵۰ء تک یہ آفتابِ معرفت و توحید نصف النہار پر بڑی آب و تاب سے درخشاں رہا۔ اور غروب ہونے پر بھی اسی کی روحانی شعاعیں عالم کو منور کر رہی ہیں۔ آیئے آج ہم ان کے سوانح حیات پر ایک نگاہ طائرانہ ڈالیں اور اُس سے مستفیض ہونے کی کوشش کریں۔

آپ کا جنم صوبہ مدراس کے ایک چھوٹے سے قصبہ ترو چولی میں ہوا جو مدورا سے تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور جس کا نزدیک سے نزدیک ریلوے سٹیشن ورادھا نگر وہاں سے کم از کم اٹھارہ میل دُور ہے۔ اس طرح دُور افتادہ ہونے کی وجہ سے سائرین اور سیاسی کارکنوں کی نگاہ التفات سے محروم رہا، وہاں کئی صدیوں سے ایک پراچین مندر موجود ہے جس کے اُپاسیہ دیو یعنی معبود کے گُنانواد تامل زبان کے مشہور شاعروں نے بڑی عقیدت سے گائے ہیں، علاوہ ازیں قصبہ مذکور کو ایک پُرانے حلقہ کا صدر گاہ ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ اس وقت وہاں پانچسو سے کچھ زیادہ گھر آباد تھے اور وہاں ایک چھوٹی سی مقامی عدالت بھی تھی، جہاں ایک صاحب سُندرم آئر، بطور ایک بغیر سند یافتہ وکیل کے پریکٹس کرتے تھے وہ ایک بہت مصروف آدمی تھے اور ان کے موکلوں کی تعداد بھی کافی تھی، جن میں اکثر معہ اپنے اور دوستوں کے ان کے ہاں ہی ٹھہرا کرتے تھے۔ وکیل صاحب جو مستقبل کے مشہور رمن مہرشی کے پتا تھے، ایک نہایت ہی فیاض، نیکدل اور ملنسار شخصیت کے مالک تھے، مہماں نواز اس حد تک کہ ان کا دستر خوان ہر نو وارد کے لئے خواہ وہ سرکاری کرمچاری ہوتا یا کوئی بیوپاری، ہمیشہ کھُلا رہتا۔ اور ہر ایک کی بطور ایک معزز مہمان کے خاطر تواضع کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ قصبہ کا ہر چھوٹا بڑا ان کی عزت کرتا یہاں تک کہ چور اور بدمعاش بھی اُن سے خم کھاتے اور اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھتے مختصراً وہ اس قصبہ کی ایک برگزیدہ ہستی خیال کئے جاتے تھے انہوں نے بارہ سال کی عمر میں دو روپیہ ماہوار کی کلرکی سے اپنی زندگی کا آغاز کیا اور کچھ عرصہ بعد اُسے چھوڑ کر آپ نے عرائض نویسی کا

کام شروع کردیا اور بالآخر انھیں بطور ایک وکیل کے کام کرنے کی اجازت مل گئی۔ مذہب اور روحانیت کیطرف اُن کا خاص رجحان نہیں تھا لیکن استقلال، بردباری اور تحمل کی وہ زندہ تصویر تھے، اشیاء اور اشخاص کو پرکھنے کی خاص اہلیت رکھتے تھے اور دراصل یہی اوصاف ان کی کامیاب زندگی کا باعث تھے اور بہت حد تک ان کے مشہور عالم فرزند کی خصوصی قابلیت کا راز، شعبۂ مذہبیات میں وہ زیادہ دسترس نہیں رکھتے تھے سوائے اس کے کہ کبھی کبھی مقامی مندر میں درشن کے لئے چلے جاتے یا گھر پر کوئی مذہبی یا دھارمک کتاب پڑھ لیتے۔

ایک عجیب خاندانی روایت

مگر ان کے خاندان میں ایک روایت چلی آتی تھی کہ ان کی ہر نسل کا ایک فرد تارک الدنیا ہوکر گھر کو خیرباد کہدیتا، سندرم آئر کا ایک چچا سادھو ہو گیا تھا اور بعد میں ان کا بڑا بھائی گھر بار چھوڑ کر فقیری اختیار کرچکا تھا، اور اس کے بعد اب ان کے دوسرے لڑکے کی باری آنے والی تھی، ایسا کیوں ہوا؟ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے کسی پورروج کے ہاں ایک بھکشک آیا اور اُس نے کچھ مانگا لیکن اُسے کچھ نہ ملا۔ بدیں وجہ بحالت غصہ اُس نے اس خاندان کو یہ شراپ دیدیا کہ تمہاری ہر نسل کا ایک آدمی گرہست کو تیاگ کر بھکشا مانگ کر اپنا گزارہ کرلے گا، لیکن سندرم آئر کو تو یہ بھول کر بھی کبھی خیال نہیں آیا تھا کہ اس کا اپنا ہی ایک لڑکا بچپن میں ہی گھر سے بھاگ جائے گا۔ ۱۹۰۲ء میں جب اُن کا انتقال ہوا تو اس وقت ان کے تین لڑکے تھے۔ سب سے بڑا ناگا سوامی ....، جس کی عمر چودہ سال کی تھی، دوسرا ونکٹا رمن جو بارہ سال کا تھا اور سب سے چھوٹا ناگا سندرم جو چھ سال کا بچہ تھا؛ گاؤں کے لوگ روائیت کے مطابق یہ سوچنے لگے کہ دیکھئے اب ان میں سے کون سادھو بنے گا۔ ناگا سوامی کو پڑھنے کا بہت شوق تھا اور تھا بھی وہ بہت ذہین اور ہوشیار اس لئے اس کے متعلق سب کا یہی خیال تھا کہ یہ تعلیم حاصل کرکے کسی اچھی ملازمت پر مامور ہوگا۔ ونکٹا رمن، منجھلا جو بعد میں رمن مہرشی کے نام سے مشہور ہوا، پڑھائی میں ذرا بھی دلچسپی نہیں لیتا تھا باوجود جبلی ذہانت اور فہمیدگی کے اس نے پڑھائی میں کوئی نمایاں ترقی نہ کی، وہ گھر میں کبھی نہ پڑھتا اور نہ ہی سکول کا کوئی کام کرتا۔ لیکن اس کی ذہانت اتنی تیز تھی کہ جب کبھی وہ کسی اور لڑکے کو سبق یاد کرتے بھی سن لیتا تو سب کا سب اُسے ازبر ہوجاتا اور وہ لفظ بہ لفظ سنا دیتا لیکن کمرے سے باہر نکلتے ہی وہ سب کچھ بھول جاتا کیونکہ دراصل پڑھائی کی طرف اُس کی توجہ بھی نہیں ہوتی تھی اُسے کھیل کود کا زیادہ شوق تھا اور اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنے میں بھی زیادہ تر مصروف رہتا۔ مکہ بازی کشتی لڑنا، تیرنا، دوڑنا اور فٹ بال کھیلنا ہی اُسے مرغوب خاطر تھا بدیں وجہ اُس کی صحت جسمانی بہت اچھی تھی اور اعضاء اتنے مضبوط کہ اس کے ہم عمر اُس سے ...... بہت خوف کھاتے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں اس جسمانی قابلیت کو اتنی پسندیدہ نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ اور بدیں وجہ خاندان اس کی آئندہ ترقی سے کچھ مایوس ہوگیا، اگرچہ اس کی پیدائش کا دن اور وقت (۳۰ دسمبر ۱۸۷۹ء بوقت ایک بجے رات) جو شیوا ولوجی کی پوجا کا خاص دن تھا، نہایت مسعود اور مبارک خیال کئے جاتے تھے، لیکن ونکٹا رمن کی طبیعت کا رجحان دیکھ کر یہ کبھی خیال نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ کسی دن ساری دنیا میں بطور مہرشی مشہور ہوگا، اپنے باپ کیطرح وہ شوجی کی پوجا کے لئے مندر ضرور جایا کرتا لیکن محض خاندانی روائیت کے مطابق، کسی خاص ذاتی جذبہ کے زیر اثر نہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے سکول میں حاصل کرنے کے بعد مدورا کے سکاٹس مڈل سکول میں داخل ہوئے اور وہیں ہائی اسکول

کی تعلیم کے لئے امریکن مشن ہائی اسکول میں داخل ہوئے' اور مذہبی تعلیم اگر انہیں کہیں حاصل ہوئی تو اُسی اسکول میں اور وہ بھی عیسائیت کی' عام طور پر ہندو لڑکوں کو انجیل کی جماعتوں سے نفرت ہوا کرتی تھی اور وہ انجیل کی تعلیم سے کچھ بھی حاصل نہیں کرتے تھے' ونکٹا رمن کو نہ ہی عام تعلیم سے مس تھا اور نہ ہی کسی مذہبی تعلیم سے۔ دراصل اس کے دل میں کسی بات کے لئے بھی رغبت نہیں تھی۔ کھیلوں کے لئے بھی نہیں۔ زندگی کا کوئی مدعا اور مقصد اس وقت تک اُسے کشش نہ کرسکا، ان کے پتا سندرم آئر کے انتقال کے چار سال بعد تک ان کے کسی لڑکے نے بھی روحانیت کی طرف رجحان ظاہر نہ کیا' اور سب کا یہی خیال تھا کہ اس روائتی بد دعا کا اثر ان کے کسی چچیرے بھائی پر ہی ہوگا۔

ونکٹا رمن میں اچانک اظہار تبدیلی کہتے ہیں کہ ۱۸۹۵ء کے آخیر میں جب وہ مدورا میں زیر تعلیم تھے ایک معمر رشتہ دار سے جو تیرہی چولی کا رہنے والا تھا مدورا میں انھیں ملا اور آپ نے اُس سے رسمیہ طور پر پوچھا آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ اُس نے جواب دیا "ارونا چلم" سے یہ سنتے ہی ونکٹا رمن کا سارا جسم تھرا اُٹھا۔ گویا برقی طاقت اس کے اندر سرائت کر گئی ہو۔ اس کے ساتھ اس کے دل میں پوترتا، سرو۔ یاپکتا' دیالتا' اور اسیم شکتی کے خیالات پیدا ہونے لگے اور اس کے ساتھ ہی اس متبرک جگہ کا تصور باندھتے ہوئے جس کا ہر ذرہ اور پتھر اسے پوتر دکھائی دینے لگا' نوجوان وینکٹا رمن نے عجیب انداز سے اس بزرگ سے پھر پوچھا' کیا آپ ارونا چلم سے آ رہے ہیں' وہ ہے کہاں؟ یہ سوال سن کر وہ بوڑھا حیران ہوگیا اور اس نوجوان کی ناواقفیت پر رحم کرتے ہوئے بولا کیا تم ترو دنملائی کو نہیں جانتے وہی ارونا چلم ہے۔ یہ جواب سنکر ونکٹا رمن کے دل میں جو شرارہ پیدا ہوا تھا وہ ٹھنڈا پڑ گیا اور اس کے بعد اُس نے بہت دیر تک ارونا چلم کو بالکل بھلا دیا ایک اور واقعہ جس سے ونکٹا رمن کو ایک دھارمک کتاب پڑھنے کا موقعہ ملا اور اس کی کایا پلٹ گئی اس سے چند ماہ بعد کا ذکر ہے کہ ونکٹا رمن کو جب وہ رخصتوں میں گھر آئے ہوئے تھے ایک کتاب ملی جس کا نام پیریا پورنم تھا کتاب مذکور اُن کا چچا کہیں سے لایا تھا کتاب پڑھتے ہی وہ کسی دوسری دُنیا میں جا پہنچا' جیسا الف لیلہ پڑھنے سے کئی نوجوانوں کی حالت ہو جاتی ہے' کتاب مذکور ترسیٹھ تامل مہاتماؤں کی جیونیوں اور اُپدیشوں کا سنگرہ تھا جن میں ایشور بھگتی اور شردھا کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی' لیکن اس کتاب کے مطالعہ کے بعد جب وہ نئی جذباتی لہر بند ہوگئی تو وینکٹا رمن پھر ویسے رہ گئے' اور سنہ ۱۸۹۶ء کے وسط تک وہ چھوٹی جماعت کی پڑھائی اور گھریلو دھندوں میں ہی لگے رہے' ان کی زندگی میں حقیقی تغیر سنہ ۱۸۹۶ء کے وسط میں واقع ہوا جب ان کی زندگی کا سترھواں سال چل رہا تھا اور تقریباً اسی عمر میں اکثر دھارمک اور مذہبی نیتاؤں کی زندگی میں تبدیلی واقع ہوا کرتی ہے خاص طور پر ایسے اشخاص کی صورت میں جو اپنے خیالات کا اظہار کرنا پسند نہیں کرتے اور اپنی کوششوں سے انھیں دبائے رکھتے ہیں۔ وینکٹا رمن اسی نوعیت کی ایک ہستی تھی وہ ایک گونہ اپنے دوستوں اور بھائیوں کے لئے بھی معمہ تھا جس کو سمجھنے میں وہ قاصر ہی رہے۔ اس واقعہ کے مدت مدید بعد جب ان کے بھگتوں نے اُن سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے مدلل الفاظ میں جواب دیا۔ میرے جیون میں یہ مہان پریورتن میرے مدورا کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دینے کے چھ ہفتے بعد شروع ہوا اور یہ اچانک ہی ظہور میں آیا۔ میں ایکدن اپنے چچا کے گھر کے نچلے کمرہ میں بیٹھا تھا، میری صحت حسب معمولی اچھی تھی مجھے کوئی عارضہ نہیں تھا۔ میں ان دنوں سویا بہت کم کرتا تھا۔ اور یہی میری اچھی صحت کی ایک علامت تھی اس روز مجھے کوئی جسمانی تکلیف نہیں تھی'

لیکن اچانک مجھے ایسا معلوم ہونے لگا کہ میں مر رہا ہوں۔ مرتیو کے بھے نے میرے دل پر قبضہ کر لیا اگرچہ صریحاً اس کی کوئی وجہ مجھے دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اس وقت بجائے کسی ڈاکٹر کا مشورہ لینے یا کسی رشتہ دار کو بتانے کے میں اس آنے والی موت کے مقابلہ کے لئے خود ہی جٹ گیا۔ بغیر کچھ منہ سے بولنے کے میں یوں سوچنے لگا اب میری موت آ گئی ہے، اس کا مطلب کیا ہے؟ مرنا ہوتا کیا ہے؟ مرتا تو یہ شریر ہے۔ یہ خیال آتے ہی میں نے اپنے اعضاء کو پھیلا کر اکڑا لیا اور بالکل مردہ کی طرح لیٹ گیا میں نے اپنا سانس روک لیا، منہ بند کر لیا اور ہونٹوں کو زور سے دبا لیا تاکہ کوئی آواز میرے منہ سے نہ نکلے خاص طور پر 'میں' کا شبد۔ پھر میں نے کہا، لو اب یہ جسم مر گیا، اب اسے شمشان بھومی میں لیجا کر جلا دیا جائے گا اور یہ راکھ کا ڈھیر ہو جائے گا لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یہ خیال آ گیا کیا اس جسم کی موت ہو جانے کے ساتھ کیا 'میں' بھی مر گیا ہوں کیا میں جسم ہوں؟ یہ شریر یا جسم خاموش اور بے حس و حرکت پڑا ہے لیکن اپنی شخصیت کی پوری پوری طاقت میں محسوس کر رہا ہوں اور وہ میرے شریر سے بالکل الگ ہے، پس میں شریر نہیں ہوں۔ میں اس سے کہیں بالاتر ہوں بھوتک شریر مرجاتا ہے لیکن آتما کو موت چھو بھی نہیں سکتی۔ اس لئے میں تو ایک 'امر چیز ہوں' یاد رہے کہ یہ میرا محض ذہنی تجربہ ہی نہیں تھا بلکہ میرے سامنے ایک زندہ سچائی اور حقیقت جلوہ کناں ہو رہی تھی ایک ایسی چیز جس کا مجھے پورے طور پر ادراک ہوا۔ میں نے اس وقت یہ اچھی طرح سے سمجھ لیا کہ میری 'میں' ایک حقیقی چیز ہے اور میرے شریر کی چیتنا سب اسی پر مرکوز ہے اس وقت سے لے کر آج تک آتما میں میرا لین ہو جانا یا استغراق جاری ہے۔ اس میں ذرا فرق نہیں آیا۔ اس سے پہلے مجھے اپنے 'اصلی پن' کا کچھ احساس نہیں ہوتا تھا بعد میں یہ احساس میری عادت میں ہی تبدیل ہو گیا جس کے نتائج میری زندگی کے گوناگوں واقعات سے ظاہر ہو رہے ہیں۔

شری جوندلال شاد منشی فاضل۔ ادیب فاضل
فیروز پور چھاؤنی

تحفۂ عرفاں

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

پرتو فگن ہے یارب! تو ارض میں سما میں! — خورشید کی چمک میں مہتاب کی ضیا میں
تیرا ہی ایک قاصد جھونکا نسیم کا ہے — تیری ہی موجِ رحمت موجود ہے صبا میں
مسجد میں نام تیرا وِردِ زبانِ مسلم — مندر میں ذکر تیرا ہندو کو سندھیا میں
کہتے ہیں وہ جس کو نابود ہے وہ یارب — باقی ہے ایک تو ہی دنیائے بے بقا میں!
تو جاوداں و ابدی تیری قدیم ہستی — قائم وجودِ عالم الحق تیری بقا میں
تیرا ہی پاک جلوہ ہر جزو و کل کے اندر — تیرا ہی نور پایا ہر ارض ہر سما میں
تو فرش پہ رواں ہے تو عرش پر دواں ہے — جاری تو ابتدا میں ساری تو انتہا میں
موجِ رواں کے سر میں تیرا ہی شورِ الفت — تیرا ہی زورِ بازو بازوئے ناخدا میں
بنتا گرہ کُشا ہے اشکالِ غم میں سب کا — کرتا ہے دستگیری ہر رنج و ہر بلا میں
تو چشمۂ بقا ہے تو سر بسر شفا ہے — تیرا کرم ہے شامل ہر درد کی دوا میں
سینے میں عاشقوں کے تو عشق ہو کے چمکا — اور حسن بن کے دمکا خوبانِ مہ لقا میں
پنہاں نہیں نظر سے غیب و شہود تیرا — پہچانتے ہیں طالب تجھ کو ہر اک ادا میں
یوگی مراقبے میں پاتا ہے تیرے درشن — اور لطفِ دید حاصل صوفی کو ہے دعا میں
اِدبار کی گھٹائیں جس وقت سر پہ آئیں — گھِر جائے آدمی جب افلاس کی بلا میں

مجروح میاں ستائیں چاروں طرف سے آکر
مجبوریاں رلائیں درد و غم و عنا میں

جب زندگی کے لالے پڑ جائیں بیکسیوں پر
حاصل ہو نامرادی ہر ایک مدعا میں

سر پر گرج رہے ہوں مایوسیوں کے بادل
ہو آب آب زہرہ جب کرب و ابتلا میں

عزمِ صمیم بن کر ہمت بندھائے سب کی
فیضِ عمیم تیرا ہر دردِ جانگزا میں

حسرت نصیب دل کا بنتا ہے تو سہارا
ہوتی ہے اس کو حاصل ڈھارس تری ولا میں

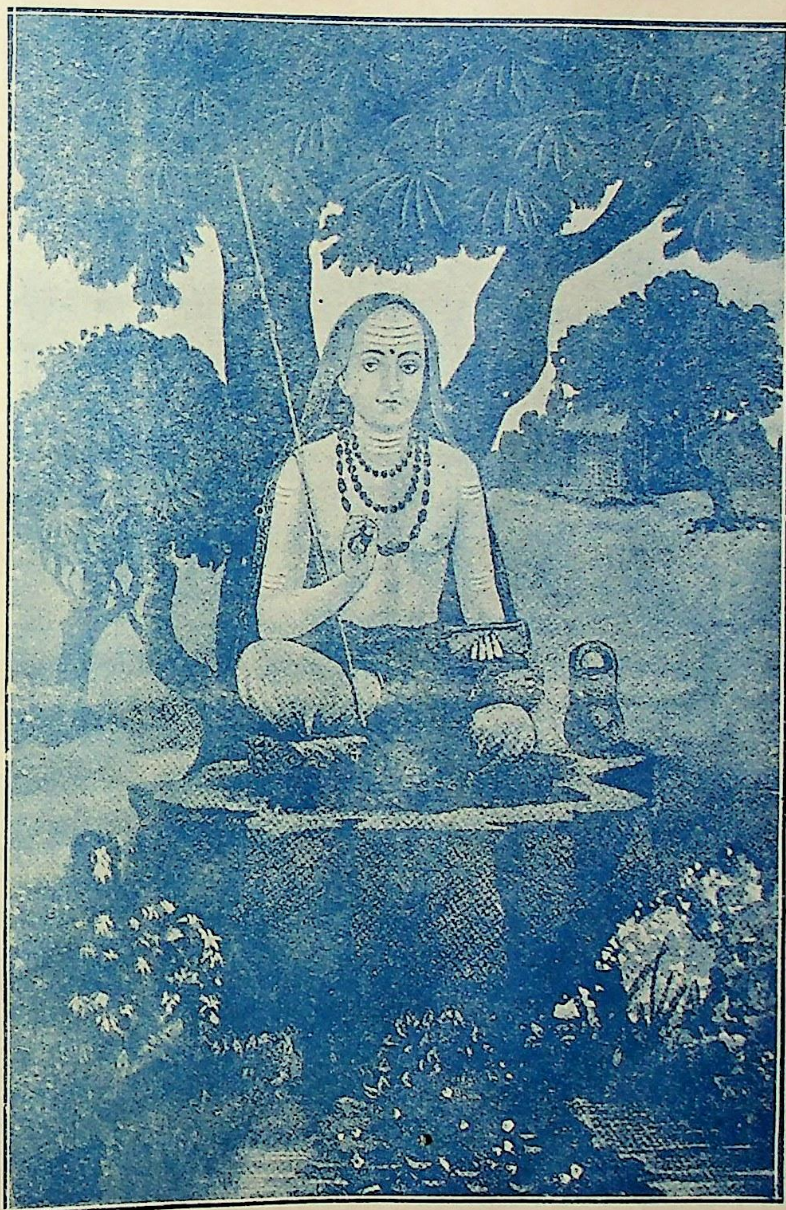
سینے میں انبیا کے ہے تیری جوت روشن
اور نورِ کشف تیرا ہے قلبِ اولیا میں

کل ایک مردِ کامل وارفتگی میں آکر!
رازِ درونِ پردہ کہتا تھا اس ادا میں

یہ حال و قال والے پھرتے ہیں جس کے جویا
ہم دیکھتے ہیں اس کو اک بت کے نقشِ پا میں

از راہِ کبریائی کر بامراد مجھ کو!
میں پیکرِ عقیدت راضی تری رضا میں

دے شاد کو کچھ حصہ خوانِ کرم سے اپنے
اب دیر کس لئے ہے مولا! تری عطا میں



SWAMI SHANKAR ACHARYA

کمارل بھٹاچاریہ

"ہوں وہ شگفتہ دل کہ نہ دوزخ میں تنگ ہوں
آہن کی طرح آگ میں بھی لالہ رنگ ہوں

(۱)

کمارل بھٹاچاریہ کی زندگی آورش زندگی تھی۔ کرم یوگ کی مجسم اور پُرجلال تصویر۔ اُن کی زندگی تھی ایک برق صفت جو جہل و ظلمات کے پُرآشوب زمانہ میں مطلع ہستی پر بجلی کی مانند چمکی اور بطالت وجہالت کی قیامت خیز تاریکیوں کو پارہ پارہ کرتی ہوئی دوئے عالم پر نور بن کر چھا گئی۔ کمارل بھٹاچاریہ وہ مردِ مجاہد تھا جس نے اُس زمانے کے دہریت اور ناستکتا کے طوفانی ریلوں کی سینہ سپر ہو کر وہ روک تھام کی کہ دشمنوں کی زبان سے بھی خراج تحسین کے کلمات نکلے بغیر نہ رہ سکے۔ کمارل بھٹاچاریہ استقلال اولالعزمی و قربانی اور ایثار کا وہ مجسمہ تھا جس نے اپنے زمانے کی زبردست سے زبردست طاقتوں کے گمراہ کن سدھانت یا عقائد، گناہ آموز و اخلاق سوز تعلیم اور مختلف مذہبی اندھیر گردیوں کے طلسم کو اپنی جانفشانیوں سے بکھیر توڑ کر رکھدیا اور صداقت، نیکی، کرم کوشلتا، حق پرستی اور سچے گیان کے پرکاش کو چاروں طرف پھیلایا۔ بدھ دھرم اور جین مت اپنی اہمیت و ماہیت کو کھو کر خود غرض، بے سمجھ، اور ریاکار پیروکاروں کے ہاتھوں ناستکتا، کرم پھل سے منکر کچھ عجیب روپ میں بہہ رہے تھے کہ جس سے انسانی تہذیب و اخلاق اور امن عامہ کی روح پناہ مانگتی تھی۔ تمام ملک میں وام مارگ پھیل چکا تھا اس روکو اگر کسی نے سب سے پہلے میدان میں خم ٹھونک کر روکا اور نیست نابود کیا تو وہ کمارل بھٹاچاریہ ہی تھے۔ کپالکوں کی شراب نوشی، گوشت خوری اور دیوتاؤں کی بیدی پر غریب، معصوم اور بے کسوں کو بلی دینے کی مذموم رسم کے خلاف سب سے پہلے اگر اس خوفناک زمانے میں سر بکف ہو کر کسی نے جہاد کیا تو وہ مظلوموں کا حامی یتیموں کا غمخوار بیواؤں کا جاں نثار سچا کرم یوگی کمارل بھٹاچاریہ ہی تھے۔ ویدوں کے افضل و مقدم گیان کو صفحہ ہستی سے مٹانے والے دھرمیوں کو ناکوں چنے اگر کسی نے چبوائے اور راہِ راست پر لانے کا کام کیا تو وہ پہلے کمارل بھٹاچاریہ ہی تھا رشی ہیں۔ ان کی زندگی کے مختصر واقعات مردہ دلوں میں برقِ زندگی دوڑا دیتے ہیں۔ خونِ منجمد میں بھی شجاعت اور قربانی کا اُبال پیدا کر دیتے ہیں اور صداقت کی راہ پر پروانہ وار مصیبتوں کے نشیب فراز کو پھاندتے ہوئے گامزن رہنے کا زبردست ولولہ دلوں میں ڈال دیتے ہیں۔

کمارل بھٹاچاریہ برہمن کُل بھوشن تھے۔ اُن کی بدھی بہت تیز اور نرمل تھی۔ اُن کی دماغی قوت نہایت حیرت انگیز تھی چھوٹی عمر میں ہی انھوں نے تمام وید، شاستروں کا اچھی طرح مطالعہ کر لیا تھا۔ ایک دفعہ وہ اپنی دُھن میں مست جانے کیا سوچتے ہوئے ایک عالیشان مکان کے نیچے سے گذر رہے تھے۔ اس مکان کی بالائی منزل پر ایک راجکماری بیٹھی ہوئی دھرم کی دُردشا خستہ اور افسوسناک حالت، عوام کی وید اور ایشور پر اشردھا یا غیر عقیدتمندی کا دُکھڑا روتی ہو

سوچ سوچ کر آبدیدہ ہو کر یہ شلوک پڑھ رہی تھی ؎

किं करोमि किमिच्छामि को वेदानु करिष्यति

"یعنی میں کیا کروں اور کہاں جاؤں اس اندھکار ناستکتا کے زمانے میں کون ویدوں کا اُدھار کریگا"

اس درد بھری اور پُر معنی آواز کو سُن کر کمارل بھٹاچاریہ نے شلوک کو مکمل کرتے ہوئے جوابدیا ؎"

न विभीषीवरा रोहे भट्टाचार्योस्ति भूतले ॥

مطلب:- "اے پریہ! فکر مت کر بھٹاچاریہ پرتھوی پر ویدوں کا اُدھار کرنے والا موجود ہے"۔

اس واقعہ کے بعد صحیح معنوں میں بھٹاچاریہ کے دل میں ویدوں کے اُدھار اور ناستکتا کے سنگھار کی آگ سی لگ گئی اور وہ سنسار کی ننشکام سیوا کے لئے کرم کشیتر میں سرفروشی کی تمنا لے کر کود پڑے ۔

—×—(۲)—×—

اس زمانہ میں ناستکتا کے فروغ کی ذمہ داری بودھ دھرم اور جین مت کے پیروکاروں پر عائد ہوتی تھی۔ اُن میں بہت سی ایسی ہی خامیاں آگئی تھیں جو درحقیقت ان ہر دو مذاہب کے بانیوں کے عقائد کے خلاف بھی تھیں یعنی وہ اپنے اپنے دھرم کا بھی سچا سروپ بھول گئے تھے۔ ویدوں کے سدھانت کے سمجھنے کی تو بات ہی الگ تھی۔ لیکن ان ہر دو مذاہب کے پیروکاروں کے ہاتھ میں ہر طرح کی طاقت تھی۔ حکومت ان کی اپنی تھی۔ قانون اپنا تھا۔ اکثریت کی طاقت انہیں نصیب تھی۔ پرچار اور اپنے مشن کی تعلیم و تدریس کی تمام مراعات ان کے حصہ میں تھیں۔ بھارت ورش کے طول عرض پر انہیں کا طوطی بولتا تھا کسی کی کیا مجال کہ ان کے خلاف زبان کھول لے اور سانپ کے بل میں دیدہ دانستہ ہاتھ ڈالے۔ غرضکہ ان ہر دو زبردست طاقتوں سے کمارل بھٹاچاریہ کی ٹکر تھی۔ ان کے خلاف جہاد کر کے ہی وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ مگر یہ کوئی بچوں کا کھیل نہ تھا۔ بلکہ تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف تھا۔ اس کے علاوہ ایک اور خوفناک طاقت تھی جس کا کمارل بھٹاچاریہ کو سامنا کرنا تھا۔ وہ تھی وشنوؤں شیووں اور شاکتکوں کی باہمی مخاصمت اور اپنی اپنی جگہ پر ہر ایک کا جذبہ فوقیت۔ شاکتکوں اور بھیرو مت کے پیروکاروں کا مقابلہ کوئی چھوٹی موٹی بات نہ تھی۔ ان مذہبوں کا تو عقیدہ ہی یہ تھا کہ ان کے دیوتا انسان اور پھر ان میں سے برہمنوں کے سر کی بلی سے ہی خوش ہوتے ہیں۔ گویا ایسے مت کے خلاف کچھ کہنا پہلے اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں نکلنے کا چیلنج تھا۔ لیکن بہادر کمارل بھٹاچاریہ کو تو انھیں بد رسومات اور غلط عقیدہ مندی کا قلع قمع کرنا تھا۔ اس لئے ان کو تمام برسرِ اقتدار طاقتوں سے ٹکر لینے میں ذرا بھی خوف محسوس نہیں ہوا۔ اور انھوں نے ان کے خلاف دیدہ دلیری کے ساتھ جہاد شروع کر دیا۔

بودھ مذہب اور جین مت کے پیروکاروں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے میں اس وقت تک کمارل بھٹاچاریہ کو دقت معلوم دیتی تھی جب تک کہ وہ ان کے دھرم گرنتھوں اور فلسفہ کو اچھی طرح سمجھنے اور بیان کرنے کی قابلیت پیدا نہیں کر لیتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے بودھوں اور جینیوں کی درسگاہوں میں طالب علم کی حیثیت سے تعلیم پانی شروع کی۔ ان گرنتھوں کو اور فلسفہ کو خوب اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ اُن کے سدھانتوں کے پنڈت ہو گئے اور حقیقت کو پہچان گئے۔ انھیں ان پاٹھ شالاؤں میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران میں بڑی بڑی مصائب جھیلنی پڑیں مگر ایک سچے کرم یوگی کی طرح نیک ارادے پر قربان ہو جانے کے جذبہ کے زیر اثر انھوں نے ہر مصیبت کو ہنستے ہنستے جھیلا۔ صبر و استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ایشور پر وشواش رکھا۔ ان کے اس طالب علمی

کے زمانے کا واقعہ تو نہایت درد انگیز ہے
ایک دن کمارل بھٹاچاریہ کے گورو نے ویدوں پر دوش (الزام) لگا کر ویدک مارگ کو غلط راستہ (مارگ) گردانا علاوہ ازیں اور بھی بہت سی ایسی نکتہ چینیاں کیں جس سے کمارل بھٹاچاریہ کا دل زخمی ہو گیا۔ وہ ویدوں کی ایسی ناجائز بے حرمتی کی تاب نہ لا سکے۔ اُن کے صبر کا پیمانہ گویا لبریز ہو چکا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ مگر زبان پر کوئی حرف شکایت نہ آیا اتنا ضبط انہوں نے اس حالت میں بھی کیا۔ لیکن دوسرے طالب علم تاڑ گئے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ ہو نہ ہو کمارل بھٹاچاریہ درحقیقت برہمن ہے اور ویدوں کا پرم بھگت۔ لیکن اُن کا جانی دشمن" القصہ اُس دن سے تمام طالب علم اُن کی زندگی کے خریدار اور خون کے پیاسے بن گئے۔ وہ ہر وقت سوچا کرتے کہ کب موقعہ ہاتھ آئے اور کمارل بھٹاچاریہ کو ٹھکانے لگایا جائے۔
ایک دن کمارل بھٹاچاریہ ایک اُونچے مندر کی دیوار پر بیٹھے ہوئے کچھ سوچ رہے تھے۔ اُن کی نگاہوں کے سامنے ملک و قوم کی دُردشا کا نقشہ تھا اور دل میں اُٹھ رہے تھے ولولے کہ کس طرح اس حالت کا قصہ پاک ہو۔ اُن کے دشمن طالب علموں نے عین موقع پا کر اُنھیں اچانک پیچھے سے زبردست دھکا دیا کہ وہ قلابازیاں کھاتے ہوئے فرش پر آ رہے۔ اس وقت اُن کی زبان پر جو نعرہ مستانہ تھا اُس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کتنے مستقل مزاج، بلند حوصلہ اور ایشور پر یقین رکھنے والے تھے۔ اُنہوں نے کہا۔ "شرتی اپنے آشرتوں کی رکھشک ہے۔ ایشور اپنے بھگتوں کا محافظ ہے۔ اگر وید ایک اٹل حقیقت ہیں اپنا ثبوت آپ ہیں سوتا پرمان ہیں تو میں ضرور زندہ رہوں گا اور اس سچائی کو وُنکے کی چوٹ سے سارے جہان پر پھیلا دونگا۔" کمارل بھٹاچاریہ سچ مچ جان بچ گئے۔ مگر ایک آنکھ پر ایسی چوٹ آئی کہ بینائی جاتی رہی۔ اس پر بھی وہ خوش و خرم تھے۔ اس کے متعلق ان کا یقین تھا۔ "کہ میں نے اپنے آپ کو چھپا کر بودھوں کی ان کے درشن پڑھے ہیں جس کا یہ پھل ملا ہے کہ ایک آنکھ جاتی رہی ہے یہ میرے اپنے کرموں کا پھل ہے ورنہ دشمنوں کی کیا طاقت تھی کہ ذرا بھی ایذا پہنچا سکتے۔ لیکن چونکہ میں نے سچائی کی خاطر ہی ایسا کیا تھا اس لئے مجھ میں وہ طاقت اور شکتی موجود ہے جس سے میں ویدوں کا اُدھار کر سکتا ہوں بطالت کا نام نشان مٹا سکتا ہوں"۔
بس اُس دن سے بودھ اور جین گرنتھوں کے پورے عالم ہو کر کمارل بھٹاچاریہ ملک کے طول و عرض میں گھوم گھوم کر حقیقت کا انکشاف کرنے لگے۔ بودھ دھرم اور جین مت میں آئی ہوئی خامیوں اور ان کی بنیادی کمزوری کے خلاف ببانگ دہل اظہار رائے کرنے لگے۔ جگہ بہ جگہ بودھوں کے ساتھ بڑے بڑے شاستراتھ سے اُنھیں شکست فاش دینے لگے۔ آپ کے نعرہ حق نے ایک قیامت خیز غلغلہ ڈال دیا۔ ناستکتا کے بلند ایوان خود بخود منہدم ہونے لگے۔ بھٹاچاریہ بودھ اور جینیوں کے ممتاز پنڈتوں کو قائل کرتے ہوئے راجہ کے پاس پہنچے۔ اس راجہ کے دربار میں بہت سے وِدوان موجود تھے۔ یہ راجہ بھی بُدھ مت کا پیرو کار تھا .... لیکن کمارل بھٹاچاریہ کو اُس نے اپنے دربار میں دیگر تمام علماء سے بلند مرتبہ پیش کیا۔ کمارل بھٹاچاریہ نے کہا۔ "راجن! اگر تو ویدوں کی نندا کرنے والوں کے مت میں نہ ہوتا تو بہتر تھا اور قابل ستائش بھی تھا"۔
کمارل بھٹاچاریہ کے یہ الفاظ سن کر دربار کے دیگر تمام بودھ علمائ کے سینے پر سانپ لوٹ گیا۔ غصہ کے مارے آنکھوں سے چنگاریاں برسنے لگیں چہرے تمتما اُٹھے دانت پیس پیس کر ویدوں کی نندا کرنے لگے اور ویدک دھرم کو بیہودہ اور لغو ثابت کرنے لگے۔ کمارل بھٹاچاریہ نے ان کی بد زبانی کا معقول اور پُر تہذیب جواب دیتے ہوئے سینہ تان کر شاستراتھ کا چیلنج دیا۔ کمارل بھٹاچاریہ کے معقول جوابات کا راجہ کے دل پر بھی بڑا گہرا اثر ہوا۔ اُس نے ملک بھر کے بودھ دھرم اور جین مت کے بہترین عالموں کو جمع کیا اور

کمارل بھٹاچاریہ کے ساتھ شاستر ارتھ کرنے کا وسیع پیمانہ پر انتظار کیا اس عالمگیر شاستر ارتھ میں کمارل بھٹاچاریہ کو عظیم الشان فتح نصیب ہوئی اور راجہ اُن کا شِشیہ بن گیا۔

اس وقت سوامی شنکر آچاریہ جی برہمن کل بھوشن سنیاس دھارن کرکے دیش جاتی کے سُدھار کے لئے میدانِ عمل میں قدم رکھ چکے تھے۔ شنکر آچاریہ نے جب ملک کے چاروں طرف اپنی نظر دوڑائی تو اُنکو کمارل بھٹاچاریہ کی شہرت ہی ایک چمکتا ہوا ستارہ دکھائی دینے لگا۔ انھوں نے سوچا کہ ہمارے مشن کو تقویت دینے کے لئے کمارل بھٹاچاریہ کی امداد آبِ حیات کا کام کرے گی کیونکہ کمارل بھٹاچاریہ اپنے زمانہ کے لاثانی عالم اور مذاہب غیر کے فلسفہ کے پورے پورے واقف تھے۔ انھوں نے سینکڑوں جگہ بودھوں اور جینیوں کو ویدک دھرم کے مقابلہ میں پچھاڑا تھا۔ چنانچہ سوامی شنکر آچاریہ جی کمارل بھٹاچاریہ کو اپنا ہمدرد اور معاون بنانے کی غرض سے انھیں ملنے کے لئے روانہ ہوئے۔

(۱۲)

سوامی شنکر آچاریہ اپنے شاگردوں کے ساتھ کمارل بھٹاچاریہ کی تلاش کرتے کرتے پریاگ میں پہنچے۔ اس وقت انھیں ایک نہایت رنجدہ اور دل ہلا دینے والی خبر ملی کہ وہ کمارل بھٹاچاریہ جس کی شہرت سن کر وہ دیکا شرم سے چل کر آرہے ہیں۔ وہ کمارل بھٹاچاریہ جس نے سینکڑوں مصائب کے ساتھ چٹان کی طرح کھڑے رہ کر حقیقت کا انکشاف کیا تھا۔ ویدک دھرم کا ہیتو عظمت ظاہر کی تھی وہ کمارل بھٹاچاریہ جس کا نام سن کر دید ودھیوں اور ناستکوں کی روح فنا ہوتی تھی جس کی علمی لیاقت کا لوہا دست دشمن مانتے تھے۔ جس کی قربانیاں اور ایثار مسلمہ تھے جو ویدک دھرمیوں اور ایشور بھگتوں کا واحد سہارا تھا بڑی خوشی کے ساتھ شاستر آگیا کے مطابق ایک پرائشچت کرنے کے لئے چاولوں کے چھلکوں کی آگ میں جل جانے کو تیار بیٹھا ہے۔ شنکر آچاریہ جی نے جبھی یہ خبر سنی کلیجہ مسوس کر رہ گئے تھوڑی دیر کے لئے آپ کو دنیا اندھیر دکھائی دینے لگی۔ انھیں مایوسی کے ڈراؤنے اور خوفناک بادل نظر آنے لگے۔ اُن کی امید یاس میں بدل گئی مگر فوراً ہی سنبھل کر کمارل بھٹاچاریہ کے پاس پہنچنے کے لئے بے تاب ہوگئے۔

جب شنکر آچاریہ جی موقعہ پر پہنچے تو عجیب نظارہ پیش نظر دیکھا۔ چاولوں کے بھاری ڈھیر کو آگ لگا دی گئی ہے اور اس کے درمیان ایک مہان تیجسوی مورتی براجمان ہے۔ کون ؟ ویدوں کا پرستار، حقیقت کا فدائی اور استقلال کا مجسمہ کمارل بھٹاچاریہ .... کمارل بھٹاچاریہ کے چہرے سے مسرت کا نور برس رہا تھا۔ ایک ذاتی نور اُن کے مکھ منڈل پر چھایا ہوا تھا۔ چھلکوں کی اس چتا کے چاروں طرف اُن کے شاگرد کھڑے پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ یہ درد انگیز نظارہ دیکھ کر سوامی شنکر آچاریہ کا دل بھی قابو میں نہ رہ سکا۔ آخر بڑی جرأت کرکے وہ چتا کے اور بھی نزدیک جا کر کہنے لگے۔ ویدک علمیت کے آفتاب! دنیا بھر کی آنکھیں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ آپ کی علمیت، فضیلت اور عدیم المثال قربانی کو دیکھ کر بڑے بڑے گیانی تپسوی لوگ گوشہ نشینی کو ترک کرکے آپ کی شرن میں آرہے ہیں۔ ہم آپ کو اس حالت میں دیکھ کر ماہیٔ بے آب ہو رہے ہیں۔ آپ ہمیں اور ملک کے ان سینکڑوں استری پرشوں کو کس کے حوالے کرکے جلتی ہوئی آگ کے شعلوں میں آسن لگائے بیٹھے ہیں۔ آپ کا یہ فعل دیکھنے والوں کے لئے خودکشی کا محرک ہوگا۔ اس لئے آپ اس بھونک آگ سے نکل کر لاکھوں انسانوں کے لئے سچے دھرم کی جو آپ نے شاہراہ تیار کی ہے اس پر چلنا بھی سکھائیں۔ دھرم رت موت!

استقلال کے دیوتا!! کیا میری التجا آپ کے دل میں کچھ تحریک پیدا کر گئی ہے؟ آپ ہی کی امید پہ سب کام چھوڑ کر سیدھا آپ کے پاس آیا ہوں۔ میرے ساتھ یہ پنڈت لوگ آپ کو دیکھ کر حیران ہیں کہ آپ نے کونسا مہا پاپ کیا ہے جس کا اتنا خوفناک پرائشچت آپ کو سوجھا ہے؟ لئے ویدوں سے گیا تا! آپ نے شاستروں کی مہانتا کی۔ آپ کے بدلے ویدوں کا ارتھ جاننے والا کون ہوگا؟ آپ کے جیسا سچا اور عملی طور پر آستک اور ویدوں پر یقین رکھنے والا اب کہاں ملیگا؟ آہ! دیکھیں تو ادتی اور جاتی کی حالت کو پھر ایک بار دیکھیں جس بھومی اور دھرم کی خاطر آپ کے دل میں اتنی تڑپ ہے درد ہے اور قربانی کا مادہ ہے اسے کس کے بھروسے چھوڑ چلے ہیں۔ اے سچے مہاتما! ہماری پرارتھنا کو قبول کیجئے اور چتا سے باہر آجائیے!"

کمارل بھٹا چاریہ نے اگرچہ اس سے پہلے سوامی شنکر آچاریہ کو دیکھا نہیں تھا۔ مگر ان کی شہرت ضرور کمال بھٹا چاریہ نے کانوں سے سن رکھی تھی۔ اب جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ ان کے سامنے وہی الشافعی افضل شری شنکر آچاریہ جی کھڑے مخاطب کر رہے ہیں تو نہایت خوش ہوئے اور ان کی بہت تعریف کی اور کہا!

"پیارے شنکر! مجھے افسوس ہے کہ آپ اس وقت تشریف لائے ہیں جبکہ میں اپنی زندگی ختم کر چکا ہوں۔ میں آپ کا سواگت کرتا ہوں اور تمام بھارت واسیوں کو جو ناستکتا کے ظلم و ستم سے مقہور و مجبور ہیں آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تم خود گیانی ہو۔ آتما امر ہے۔ میرے اس طرح جلنے سے میری حقیقت نابود نہیں ہوگی۔ میری آتما سدھار کی ان تمام خواہشوں کے ساتھ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے گی۔ آپ کے یہاں آنے سے میری دلی آرزو بر آئی ہے اور مجھے کامل یقین ہے کہ آپ سناتن ویدک دھرم کو پھر سے پرچلت کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ میں نے ویدک کرموں پہ دیا گیا ہے۔ کرم مارگ کو شودھن کیا ہے۔ طریق عمل کو بتا کیا ہے بودھوں کے دلائل اور نکتہ چینی کا جو وہ وید پر کیا کرتے تھے حتی المقدور غیر معمولی جواب دیا ہے۔ مجھے دنیاوی لذات اور اس زندگی کی اب ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ نہ ہی میں اپنے میں یہ طاقت محسوس کرتا ہوں کہ اس پرائشچت کو ٹال سکوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں بودھ اور جین مت سے وگیان حاصل کرنے ان کے فلسفوں سے پوری واقفیت پیدا کرنے کی غرض سے ان کی پاٹھ شالاؤں کا شش بنا۔ ان کے درشنوں کا کما حقہ مطالعہ کیا۔ میں جانتا ہوں کہ ایک شبد کا اپدیش کرنے والا بھی گورو کی حیثیت رکھتا ہے۔ چونکہ میں نے بودھ اور جین مت کے درشن انھیں سے پڑھ کر انھیں کا کھنڈن کیا۔ ہر چند کہ ایسا کرنے پر میں حق بجانب ہوں تاہم یہ شاستر مریادا کے خلاف ہے اور شاستر مریادا کے مطابق میں گورو کی مخالفت کا مجرم ہوں اس جرم کا پرائشچت یہی ہے کہ میں چاولوں کے چھلکوں کے ڈھیر میں اپنا شریر بھسم کر دوں تاکہ میں اس پاپ کا ازالہ کر لوں اور دوسرے جنم میں مجھ پر اس پاپ کا کوئی اثر نہ ہو۔ مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میں نے جو کچھ بھی کیا ہے۔ صداقت کے بول بالا کے لئے ہی کیا ہے۔ مجھے مرنے کا ہرگز خوف نہیں۔ میری آتما اس جاری کئے ہوئے کام کو اس بھوتک شریر کو چھوڑ کر بھی کریگی اور اس طریقہ سے کرے گی جس میں پوری شکتی ہوگی اور کامیابی ہوگی۔ اسی لئے مجھے یہ غم نہیں کہ میں اپنا کام ادھورا چھوڑ رہا ہوں۔ آپ جیسے مرد میدان میرے مشن کو پہلے سے ہی لئے ہوئے کام کر رہے ہیں۔ اب میری آتما آپ کی آتما سے مل کر غیر مرئی طور پر اپنے مشن کو پورا کریگی اس لئے آپ میرے جل جانے پر افسوس نہ کریں۔ بلکہ یہ سمجھیں کہ میں شاستر مریادا کی تنظیم میں اپنے عناصری جسم کو قربان کر رہا ہوں۔ امید ہے۔

آپ لوگ وہیہ تیاگ پر شانت رہیں گے۔ افسوس نہیں کریں گے۔ آپ سب سے بہترین شش منڈن مشر کے پاس جائیں۔ وہ آپ کے کام کا آدمی ثابت ہوگا۔ اگرچہ وہ ویدک دھرم کے پرچار میں لگا ہوا ہے مگر پورتی شاستر پر ابھی اس کو شوق پیدا نہیں ہوا۔ اس کی استری بھی بڑی عالمہ ہے اس کو قائل کر کے اپنے ساتھ ملا لو۔ ایشور بھلی کرے گا۔ اچھا اب آخری وقت پر مجھے ایشور دھیان کی آگیا دیں" اتنا کہہ کر کمارل بھٹاچاریہ ایشور کے دھیان میں لین ہو گئے۔ اتنے میں آگ کے شعلے بھی زوروں کے ساتھ بھڑک اٹھے۔ کمارل بھٹاچاریہ کمال استقلال کے ساتھ بیٹھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ آخیر میں ان کے جسم کی نورانیت آگ کے شعلوں میں مل گئی اور باقی جسم راکھ ہو کر چھلکوں کے راکھ میں محو ہو گیا۔

کمارل بھٹاچاریہ کے شریر تیاگ کے اس واقعہ نے شنکر آچاریہ کے حوصلے اتنے بلند کر دیئے کہ جس کا نتیجہ اُن کی کامیابی اور دگ وجے کی صورت میں ظاہر ہوا۔

شری حسرت رسالپوری

فیضِ عمل

یہ حقیقت کوئی شرمندۂ اظہار نہیں
زندگی کا دشتِ بیم ہو تو کچھ بار نہیں (۱)
جس کے سینے میں اگر جذبۂ ایثار نہیں!
سچ تو یہ ہے کہ وہ جینے کا بھی حقدار نہیں
ٹوٹ کر رہتی ہیں فولاد کی زنجیریں بھی
عزم راسخ سے بدل جاتی ہیں تقدیریں بھی

زندگی جس کی بھی اک دھن میں بسر ہوتی ہے
اُس کے قدموں پہ فدا فتح و ظفر ہوتی ہے (۲)
ہر طرف سایۂ صد برق و شرر ہوتی ہے
ایسے انساں پہ زمانے کی نظر ہوتی ہے
کوئی مشکل ہو دبے پاؤں گذر جاتی ہے
بگڑی ہر بات بہر طور سنور جاتی ہے

گر ارادہ ہے تو کونین بھی ہے زیرِ نگیں
ڈگمگاتے ہوئے قدموں کی نہ ہے کوئی زمیں (۳)
پھر سبھوں کے لئے ہر کام میں تخصیص نہیں
جم کے جو خاک پہ بیٹھا وہ ہوا عرش نشیں
کوئی صورت ہو زمانے کی بدل جاتی ہے
سامنے آئی ہوئی موت بھی ٹل جاتی ہے

لگن اک کام کی شب و روز اگر ہو جائے
کوئی منزل کوئی میدان ہو سر ہو جائے (۴)
بحر کو سعی و عمل چاہیں تو بر ہو جائے
بوند ہر دم جو پڑے سنگ میں گھر ہو جائے
عزم نادار کو ذی جاہ بنا دیتا ہے
یہ غلاموں کو شہنشاہ بنا دیتا ہے

جب تک ہم دھرم مارگ پر رہیں گے فتح ہماری ہو گی!

ڈاکٹر کانے کی "تاریخ دھرم شاستر" مکمل۔ پونا کی تقریب میں راشٹرپتی کی تقریر

پونا۔ ۱۷ نومبر۔ راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن نے آج یہاں زور دے کر کہا کہ "جب تک ہم اپنے دھرم شاستروں کے مطابق حق و صداقت کے راستے پر رہیں گے فتح لازمی طور پر ہماری ہو گی۔" آپ مہا مہوپادھیائے پی وی کانے کی عظیم الشان تاریخی تصنیف "تاریخ دھرم شاستر" کی آخری جلد کی اشاعت کی تقریب کی صدارت کر رہے تھے۔ مہا مہوپادھیائے کانے نے یہ کام ۳۵ سال ہوئے شروع کیا تھا۔ یہ تقریب یہاں بھنڈارکر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں منعقد کی گئی جس کی سرپرستی میں یہ کام جاری رہا ہے۔ پوری تصنیف پانچ جلدوں میں ہے اور کل صفحے ۶۵۰۰ سے زیادہ ہیں۔ راشٹرپتی نے شاستروں کی اس اہم تعلیم کی یاد دہانی کرائی کہ "جہاں دھرم ہے وہاں جیت ہے"۔ ایک ایسے وقت میں جب ہمارے سامنے جنگ و جدل کی دھول اور جارحانہ نظریات کا اندھیرا چھایا ہوا ہے یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ آتما کی روشنی اور عقل کی روشنی بھی ہے اس سے ہماری امید بندھتی ہے کہ جب تک ہمارا عمل صحیح اور درست ہے فتح ہماری ہے۔ آپ نے کہا کہ ہم جو کام بھی کریں ہمیں اپنے دل میں نفرت اور بد خواہی کے جذبات پیدا نہیں ہونے دینے چاہئیں۔ اپنے بدترین دشمنوں کے لئے اپنے دل صاف رکھو۔ آپ نے دھرم کی تعریف پیش کرتے ہوئے کہا "دھرم وہ ہے جس سے کُل انسانی سماج ایک رشتے میں بندھتا ہے۔" جس چیز سے بھی انسانی سماج ایک ہوتا ہے وہ دھرم ہے جس سے سماج کا شیرازہ بکھرتا ہے وہ ادھرم ہے۔

شباب للت ایم اے

غیر مطبوعہ

دولت کے دیوانے

کوئی فرزانۂ راز آشنا مجھ کو یہ سمجھائے!
کہ مال و زر پہ آخر کس لئے انسان مرتا ہے!
یہ دولت کے عوض کیوں بیچ دیتا ہے ضمیر اپنا!
ٹکوں کے واسطے کیوں بیکسوں پر ظلم کرتا ہے؟

گرا دیتا ہے خود کو چند سکوں کے لئے انساں
یہ کتنے جبر کرتا ہے خود اپنی روح پر تن پر
تشدد، قتل و غارت، آبرو ریزی، سیہ کاری
لگاتا ہے یہ داغِ معصیت کیوں اپنے دامن پر؟

مجھے تسلیم دولت بھی بڑی شے ہے زمانے میں
مگر ہر درد کی اس کو دوا ہم کہہ نہیں سکتے!
اسے حاصل تو ہے قدرت بہت حاجت روائی کی
مگر ہر حال میں مشکل کشا ہم کہہ نہیں سکتے

یہ دولت لا تو دیگی ساز و سامانِ عیش و مستی کے
سکونِ دل مگر اس سے میسر آ نہیں سکتا
کسی گل رخ کے نازک جسم کو تو مول لے لو گے
مگر دولت سے اس کا دل خریدا جا نہیں سکتا

کتابیں سارے عالم کی خرید و اپنی دولت سے
مگر تم علم کی تنویر سے گھر بھر نہیں سکتے
بھلے ہی گھر میں لاؤ مال و زر سے چاندنی بیوی
مگر اس کی محبت کا تو سودا کر نہیں سکتے

فراہم کر تو سکتا ہے یہ دھن آلاتِ موسیقی
گلو کو یہ کمالِ نغمگی تو دے نہیں سکتا
یہ رقص و نغمہ و ساغر کو یکجا کر تو سکتا ہے
مگر دل کو سرود و سرمدی تو دے نہیں سکتا

غذائیں سینکڑوں چاہے خرید و اپنی دولت سے
مگر تم بھوک سی انمول شے کیونکر خرید وگے؟
مسرت مال و زر سے تو میسر آ نہیں سکتی
ربابِ روح کی پُر کیف لے کیونکر خریدوگے؟

بھلے ہی اپنی دولت سے یہ سب تم نے خریدے ہیں
حریری چادریں، مخمل کے بستر، ریشمی تکیے
مگر دولت سے میٹھی نیند تم کیونکر خریدوگے؟
نہ آئے نیند شب کو تو ہیں پتھر ریشمی تکیے

عبث دولت کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہو دیوانو
عبث اس کے لئے تم دل پہ اتنا جبر کرتے ہو
مسرت روح کو دولت سے مل سکتی نہیں ہرگز
اسے تم بھی سمجھتے ہو مگر کب صبر کرتے ہو

موت اور زندگی جلد دوئم پر اخبار ملاپ کا ریویو

کپورتھلہ کے ایک سنیاسی سوامی بھولا ناتھ جی کا ریویو ان کالموں میں پہلے بھی آچکا ہے۔ وہ نہ صرف شنکر ایڈیشن میں کافی مضامین روحانیت کے متعلق لکھتے رہتے ہیں۔ بلکہ اُن کی ایک چھوٹی سی کتاب موت اور زندگی کا بھی ان کالموں میں ریویو بھی کر چکا ہوں۔ سوامی جی نے اب اس کتاب کا دوسرا حصہ چھپوایا ہے جو پہلے حصے سے بہت بڑا اور جامع ہے۔ روحانیت کے متعلق بیش قیمت واقفیت دینے کے علاوہ سوامی جی نے اس میں مشہور سائنسدان آئنسٹائن کی تھیوری آف ریلیٹوٹی کا تجربہ کر کے ثابت کیا ہے کہ مادہ پرستی کا آخری سرا ہے۔ اس لئے جب تک سائنسدان روحانیت کو بنیاد بنا کر آگے نہیں بڑھتے تب تک وہ دنیا کو ترقی یا آنند کی طرف سے جانے کی بجائے بربادی اور تباہی کی طرف ہی لے جائینگے۔ مغربی سائنس کی دیگر تھیوریوں مثلاً ۹۰ عناصر اور سورج آگ کا گولہ ہے۔ وغیرہ کو انھوں نے دلیل اور منطق کے زور سے غلط ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کے متعلق پراچین بھارت اور ویدوں کے نظریے کس قدر ٹھوس اور درست ہیں اور انھیں بنیاد مان کر دنیاوی مسائل حل کرنے میں کتنی مدد مل سکتی ہے۔ موت اور زندگی ایک قیمتی اور قابل قدر کتاب ہے۔ سوامی جی کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ وہ لوگ ویدوں میں گہری دسترس رکھتے ہیں اور یہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ وہ محض کتابی ہی نہیں بہت کچھ انوبھوی بھی ہے۔ اس لئے یہ اور بھی قیمتی ہے۔ اس لئے اسے عوام تک پہنچانے کا کوئی بہتر انتظام ہونا چاہیئے۔

قیمت فی جلد تین روپے صفحات تین صد سے زاید حصہ اول کی قیمت ایک روپیہ۔ دونوں منگوانے والوں کو محصول ڈاک معاف

ملنے کا پتہ:- **سوامی بھولا ناتھ سر نا امرت بازار کپور تھلہ**

تعریفی چھٹیاں!

شریمان نندہ صاحب جی!

جے ست نارائن جی کی ہو امیں نویدن ہو کہ بندہ کو رسالہ اوم کا مطالعہ کرتے اب سال پورا ہونے والا ہے گذشتہ سال جب میں نے سب سے پہلے دیوالی ایڈیشن کا مطالعہ کیا تو میرے من نے آواز دی کہ اِس مرتیو لوک میں رہتے ہوئے موجودہ دور میں صرف اُردو کا واحد رسالہ اوم ہی ہے جس میں دھرم شاستر کی جھلک صحیح نظر آرہی ہے اس آواز پر سالنامہ پریم انک منگوا کر خریدار ماہواری صورت میں بن گیا اور ہر ماہ مجھے اپنا رسالہ اوم مختلف دھارمک نمبروں کی صورت میں درست ملتا رہا ہے۔ اور مجھے ہر نئے اور پرانے ماحول کے مقابلہ اور تبادلہ خیالات سے مستفید ہونے کا کافی سے زیادہ مزید موقعہ نصیب ہوا ہے۔ مختلف دھارمک نمبرات ہی رسالہ ہذا کے سنہری زینے تصور ہو رہے ہیں۔ بندہ نے اب پھر آئندہ سال کے لئے اپنا چندہ بھیج کر مستقل خریدار بننے کی کوشش کی ہے۔ اور ایڈیٹر صاحب جی کی داد دیتا ہوں کہ انھوں نے اپنے سماج کے بھولے بھٹکے بھائیوں کے لئے یہ بجلی کی روشنی کا کھمبہ تیار کر دیا ہے کہ اس کی ترقی میں اپنے ہندو سماج کی ترقی عیاں ہے۔ دھارمک پہلو سے مجھے کافی دلچسپی کا موجب ہے۔ جے ہند۔ بشمبر ناتھ شورن بارلوی ٹیچر مڈل سکول بڈھیال براہمناں۔

۲ محترم منیجر صاحب نمستے!

رسالہ اوم ماہ دسمبر موصول ہوا ماقبل فارم منی آرڈر موصول ہو چکا ہے جواباً عرض ہے کہ 12-17 کو مبلغ -/7 روپے ارسال خدمت کر دیئے جائیں گے بہر صورت خاطر جمع فرما کر مطمئن رہیں گے۔ V.P ہرگز ہرگز روانہ نہ کریں گے سلسلہ اسی طرح قائم رکھیں گے آپ کو معلوم ہے کہ ہم آپ کے قدیمی مدت دراز سے بہی خواہ ہیں اور ہمارا وہار آپ سے ہمیشہ صاف پایا ہے اس لئے اُمید قوی ہے کہ آپ سلسلہ پرچہ منقطع نہ فرما کر قائم رکھیں گے اپنا مشکور بنائیں گے۔ کہ رسالہ اوم کی بلند ترین روحانی خیالات کی پرواز دور حاضرہ میں بنی نوع انسان کے سکون دل کا اک مخصوص نسخہ ہے یا نور وحدت کا ایک مرقع ہے۔ جو تاریک دلوں کو نور معرفت سے روشن کرتا ہے اس لئے یہ چند سطور بغرض آپکے اطمینان کے تحریر کرکے ارسال ہیں کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آوے۔ اطلاعاً عرض ہے۔

تقدیر و تدبیر کا ایکسرے

مصنفہ شری بھاگ مل جی ساہنی

گھٹیا نکمی اندرادنی قسمت کو تبدیل کرنے اور اپنے اندر قوت اور جوش عمل کی تازہ روح پھونکنے کے لئے اس بصیرت افروز کتاب کا ضرور بالضرور مطالعہ کیجئے یہ کتاب محض بھلائی، انسانی ہمدردی، اور حوصلہ افزائی کے نقطۂ نگاہ سے لکھی گئی ہے تاکہ ان جی ہارے ہوئے اور رنج و غم میں ڈوبے ہوئے کمزور بھائیوں کو تسلی تشفی اور شانتی کا سامان ملے جو گھٹنے پر سر رکھے ہوئے اپنی قسمت پہ رو رہے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں اطمینان کی لہر دوڑ جائے اور ان کی زندگی پر تقدیر کی چھائی ہوئی تاریکی کا خاتمہ ہو جائے اور ان کی روح کا افق تقدیر کی جوت سے روشن ہو جائے اور ان میں حوصلہ اور اُمنگ کی روشنی بکھر جائے۔

قیمت صرف ایک روپیہ ۔۔ رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کرکے کتاب بیرنگ پوسٹ منگوائیں وی پی نہیں منگائیں گے

ملنے کا پتہ:- رسالہ "اوم" اجمیری گیٹ دہلی 6

سُقراط

اقربا میرے کریں خوں کا دعوٰے کس پر

یونان کے دارالسلطنت اشینہ میں سفرونقیس نام کا ایک بت تراش تھا۔ اُسی کو سقراط کا باپ ہونے کی عزت حاصل تھی۔ ہوش وحواس سنبھالتے ہی سقراط نے بھی یہی خاندانی صنعت حاصل کرنی شروع کی جس کی یونان میں اُن دنوں بہت ہی قدر تھی۔ لیکن اسی اثنا میں قریطو نامی ایک دولتمند فلسفی نے اس کی طباعی و ذہانت کا اندازہ کرکے اُسے تحصیل فلسفہ کی طرف متوجہ کیا۔ اس طرح سقراط نے آبائی کام چھوڑ کر مسائل الٰہی اور رموز حکمت دریافت کرنے کی طرف توجہ کی۔ ان دنوں اس نے بندقیلس نامی ایک حکیم کے اصولوں کی پیروی کی۔

کچھ عرصہ کے بعد اُس نے ایک جانباز سپاہی کی حیثیت سے فوجی خدمات بھی انجام دیں۔ عربی محققین کا قول ہے کہ اُس زمانہ میں یونان والے فلسفیوں اور حکیموں کی قدر بطور مذہبی مقتداؤں کے کرتے تھے اور لڑائی کے موقعہ پر بھی متبرکاً فوج کے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ اسی رسم کے مطابق یونان کا فرمانروا ایک مرتبہ سقراط کو اپنی فوج کے ساتھ میدان جنگ میں لے گیا۔

مگر سقراط بجائے سپاہیوں میں رہنے اور اُن سے ملنے جلنے کے ایک خلوت مکان میں بیٹھا رہتا اور جب آفتاب نکلتا تو دھوپ کھانے کے لئے باہر آبیٹھتا۔ ایک دن اتفاقاً بادشاہ اُس طرف سے گزرا اس کی طرف دیکھتے ہی بادشاہ نے کہا۔ کہ "آپ میرے پاس کیوں نہیں آتے؟" جواب دیا "فرصت نہیں ملتی"۔ پوچھا "آخر آپ کیا کام کرتے ہیں؟" کہا۔ "صرف وہی کام جس سے زندگی رہ سکے"۔ بادشاہ نے حیرت سے کہا۔ "یہ کونسی بڑی چیز ہے یہ تو آپ کے لئے میرے پاس ہر وقت موجود ہے۔ جب اور جس وقت آیئے حاضر کردوں گا"۔ سقراط نے کہا کہ اگر یہی اُمید ہوتی تو میں کبھی آپ کا دروازہ نہ چھوڑتا"۔ یہ سن کر بادشاہ نے کہا۔ "اچھا! فرمایئے آپ کو کسی چیز کی حاجت تو نہیں ہے؟" کہا۔ "جی ہاں! ہے اس قدر کہ گھوڑے کی باگ موڑ کر چلے جایئے اور میری دھوپ چھوڑ دیجئے"۔

اب بادشاہ نے اُس کی اس بے نفسی پر عش عش کرکے خلعت فاخرہ اور بہت کچھ مال و زر منگوا کر دینا چاہا مگر سقراط نے انکار کیا اور کہا کہ بادشاہ! تو نے اُس چیز کے دینے کا وعدہ کیا تھا جس سے زندگی کو قیام ہو۔ حالانکہ وہ وہ چیز رہا ہے جس سے موت کو قیام ہو۔ سقراط کو زمین کے پتھروں (جواہرات) گھاس کے ریشوں (کپڑوں) اور کیڑوں کے لعاب دہن (ریشمی کپڑوں) کی ضرورت نہیں ہے اور جس چیز کی اُسے واقعی ضرورت ہے وہ جہاں ہے جہاں اور جس جگہ ہو ہمیشہ اُس کے پاس رہتی ہے"۔

اس جواب نے بادشاہ کو ایسا لاجواب کیا کہ بجز اس کے کہ چپکا واپس چلا جائے اور کچھ بن نہ پڑی۔

اس کے بعد سقراط نے بہت دنوں تک طیماطاؤس ایک زبردست فلسفی کی شاگردی کی اور اپنے فلسفیانہ مذاق میں زیادہ تر اُسی کے نقش قدم پر چلتا تھا۔ تعلیم دینے کے زمانہ میں طیماطاؤس اُسے کچھ لکھنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ بلکہ مجبور کرتا تھا کہ ہر چیز کو زبانی یاد کرلیا کرے۔ ایک دن سقراط نے اُسے کہا کہ آپ مجھے لکھنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟ طیماطاؤس بولا۔ "علم الٰہی اور رموز حکمت کا مراد جانوروں کی کھال پر رہنا اچھا یا انسان کے دل پر؟ اگر راستہ میں کوئی شخص تم سے کوئی مسئلہ پوچھ بیٹھے تو کتاب دیکھنے کے لئے گھر دوڑے جاؤ گے؟" یہ بات اُن کے دل میں جم گئی اور اسی وجہ سے وہ اپنے تمام شاگردوں کو لکھنے اور تالیف و تصنیف سے منع کیا کرتا تھا۔

وہ اپنے علمی ذوق میں اس قدر ڈوبا ہوا تھا اور علم و حکمت کی شرافت کو اس پایہ کا مانتا تھا کہ اُن مسائل کا

چمڑے یا حریر (اُن دنوں کاغذ نہ تھا) پر لکھنا اُس کے خیال میں بے ادبی اور گستاخی میں شامل تھا۔ وہ لکھتا اور دعویٰ کرتا ہے کہ حکمت پاک اور مقدس چیز ہے۔ نہ اس میں کوئی خراب چیز ہے اور نہ اس میں کسی قسم کی نجاست ہے۔ لہٰذا اس کی شان اس سے اعلیٰ ہے۔ کہ اس کے رموز لوحِ دل کے سوائے کسی اور چیز پہ ثبت کئے جاویں اور اسی وجہ سے اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ اُس نے بجائے فائدہ پہنچانے کے علم وفضل کو ضرر پہنچایا ہے کیونکہ سوائے پڑھا دینے اور شاگردوں کو سکھا دینے کے نہ کبھی کوئی مضمون اُس نے لکھا اور نہ اپنے باغِ علم کے خوشہ چینوں میں سے کسی کو لکھنے دیا۔ تاہم دُنیا میں حکمت وفلسفہ کا جہاں تک اور جس قدر رواج ہوا ہے۔ سب اُسی کی برکت ہے۔ اسی لئے کہ افلاطون و ارسطو طالیس جو فلسفہ کے زبردست ارکان اور پہلے مروج تسلیم کئے جاتے ہیں دونوں نے اپنے چراغِ علم اُسی کے چراغ سے روشن کئے تھے۔

افلاطون سے بھی زیادہ تزہد، خدا پرستی اور علومِ روحانیہ میں منہمک رہنا سقراط کی زندگی کا طرزِ عمل تھا۔ دولت و حشمت کو وہ ذلیل اور ہیچ خیال کرتا تھا اور فخر وتمکنت کو انسان کا سب سے بڑا عیب۔ آخر اسی تصوف کے دریا میں غوطے لگاتے لگاتے اور الٰہیات کے آسمان پر عروج کرتے کرتے اس درجے کو پہنچ گیا کہ بے اختیار ہو کر صدائے توحید بلند کی۔ مُلک اور قوم میں ہر طرف بُت پرستی کا رواج تھا اور صنم پرستی یونانیوں کا عام مذہب بنی ہوئی تھی۔ سقراط نے ایک پیغمبر کی شان سے بے خوف وخطر کہنا شروع کیا کہ اِن بتوں کی پرستش کو چھوڑو۔ جو پتھر سے کاٹ کر بنائے گئے ہیں۔ نہ بول سکتے ہیں نہ سُن سکتے ہیں نہ اُن میں کسی قسم کی حس وحرکت ہے۔ عبادت صرف اُس ایک خدائے واحد بزرگ کے لئے ہے جو پاک وصاف ہے سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ حکیم ودانا ہے۔ جسے ہر بات کی قدرت ہے اور ہر چیز اس کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا اُسی کی پرستش کرو۔ نیکی کرو۔ بُرے کاموں سے بچو۔ اور اپنی فحش حرکات سے باز آؤ۔

یہ خبر جیسے ہی مشہور ہوئی۔ یونانیوں کا مذہبی مقتدا۔ بڑے بڑے بُت خانوں کے پجاری اور سلطنت کی کونسل کے تمام ارکان بگڑ گئے۔ ہر طرف سخت برہمی پیدا ہوئی اور آخر اشینہ کے قاضیوں اور مجسٹریٹوں نے بالاتفاق اُس کے واجب القتل ہونے کا فتوےٰ دے دیا۔ فرمانروائے اشینہ کو اگرچہ یہ فتوےٰ نہایت ہی ناگوار تھا مگر مجبور تھا اور اُس کے اختیار سے باہر تھا کہ کونسل کے فتوے کو مسترد کردے۔ تاہم اُس نے اتنی مہربانی ضرور کی کہ سقراط سے پوچھا کہ "آپ جس طرح قتل ہونے کو پسند کریں۔ وہی طریقہ عمل میں لایا جائے"۔

سقراط نے زہر پی کر جان دینے کو پسند کیا اور یہی طریقہ منظور کر لیا گیا۔ اُن دنوں معمول تھا کہ ہر سال ایک جہاز یونانیوں کی نذریں اور چڑھاوے کی چیزیں لے کر اپالو کے مندر کو جایا کرتا۔ اپالو یونانیوں کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔ جو دُنیا میں سورج کا مظہر خیال کیا جاتا تھا۔ یہ جہاز جب تک واپس نہ آجاتا اور جب تک نذر ونیاز کی چیزوں کے قبول ہو جانے کا یقین نہ ہو لیتا۔ اُس وقت تک کسی مجرم کو موت کی سزا نہ دی جاتی۔ موسم خراب ہونے اور سمندر میں تلاطم ہونے کی وجہ سے اُس زمانے میں جہاز کی روانگی میں بہت دیر ہو گئی۔ جس کی وجہ سے بیچارہ سقراط واجب القتل ٹھہرائے جانے کے بعد بھی کئی ماہ تک قید خانہ میں پڑا رہا۔ قید میں وہ نہایت ہی استقلال اور جوانمردی سے موت کا انتظار کرتا تھا۔ یہ بھی غنیمت تھا کہ اس کے شاگردوں اور عزیزوں کو اجازت تھی کہ جس وقت اور جب چاہیں اُس سے آکر مل جائیں۔

اب جہاز کے آنے کو دو چار روز ہی رہ گئے تھے کہ اُس کے شاگرد اور قدردان سمجھے ہوئے تھے کہ قیامت کی گھڑی سر پر آیا چاہتی ہے۔ انہی دنوں اُس کا شاگرد رشید اقریطون قید خانے میں آکر اُس سے ملا اور بولا۔ "جہاز آجکل میں آیا ہی چاہتا ہے۔ پھر اُس کے آجانے کے بعد کوئی تدبیر نہ بن پڑے گی۔ میں نے داروغہ مجلس کو راضی

کر لیا ہے کہ چار سو روپے لیکر آپ کو نکل جانے کا موقعہ دیدے۔ آپ بس اتنا کیجئے کہ رات کو چپکے سے نکل کر رُوم میں چلے جائیے جہاں آپ آزادی سے رہیں گے اور کوئی آپ کا بال بیکا نہ کر سکے گا۔" سقراط نے کہا۔ "اقریطون! تم جانتے ہو کہ میں چار سو روپے کا بندوبست نہیں کر سکتا۔ نہ اتنا روپیہ نقد میرے پاس موجود ہے اور نہ اتنا اسباب رکھتا ہوں کہ اسے بیچ باچ کر فراہم کر سکوں۔"

اقریطون بولا۔ "میرا یہ مطلب نہ تھا کہ آپ روپے کی فکر کیجئے۔ اس کا بندوبست میں کر لوں گا۔ آپ صرف اقرار کیجئے کہ قید خانہ سے نکل کر چلے جائیے گا۔" اس کا جواب سقراط نے یہ دیا کہ "یہ سزا جو مجھے دی گئی ہے خود اپنے وطن اور اپنی قوم کی طرف سے دی گئی ہے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ ان لوگوں نے مجھے قید کیا اور قتل کرنا چاہتے ہیں اور پھر یہ بھی جانتے ہو کہ میں اس سخت سزا کا مستحق نہیں ہوں۔ نہ میں نے کوئی جُرم کیا ہے نہ کسی کا کچھ بگاڑا ہے بلکہ میرا جرم صرف یہ ہے کہ ظلم و طغیان کی مخالفت کرتا ہوں اور لوگوں کو کُفر، الحاد اور خدا کی ناشکری سے روکتا ہوں۔ بُت پرستی کو بُرا کہتا ہوں اور شرکت کی بُرائیاں ظاہر کرتا ہوں میری یہ حالت کسی طرح بدل نہیں سکتی۔ جہاں جاؤں گا اور جب تک زندہ رہونگا۔ اسی اصُول پر قائم رہونگا۔ اور یوں ہی لوگوں کو ہدایت کرنے کی کوشش کروں گا۔ پھر رُوم میں کیا ہے۔ جہاں جاؤں گا یہی حال ہوگا اور جس سرزمین پر رہوں گا۔ یہی فساد کھڑا کروں گا۔ اور اس کی سزا جب اہل وطن اور دوستوں سے یہ ملی ہے تو غیر قوم والے اس سے بھی سخت سزا دیں گے۔ انھیں تو ہموطنی کا تھوڑا بہت پاس اور لحاظ بھی ہوگا مگر غیروں سے اتنی بھی اُمید نہیں کی جا سکتی۔"

یہ سُنکر اقریطون بولا۔ "اگر آپ کو اپنے اُوپر ترس نہیں آتا تو اپنے اہل و عیال اور بال بچّوں پر تو ترس کھائیے۔" سقراط نے کہا کہ "اس حیثیت سے بھی میرا رُوم جانا مناسب نہیں ہے۔ وہاں میرے بعد نہ ان کا کوئی حامی ہوگا، نہ پرسان حال اور یہاں تم لوگ موجود ہو۔ جن سے ہر طرح لطف اور شفقت کی اُمید ہے۔" آخر اقریطون لاجواب ہو کر چپ ہو رہا۔ اور نہایت حسرت اور اندوہ کے ساتھ قید خانے سے چلا آیا۔ اس کے تیسرے دن قیامت کی گھڑی آگئی جبکہ سقراط دُنیا سے رخصت ہونے والا تھا۔ صبح ہوتے ہی قید خانے کے باہر تمام شاگردوں کا ہجوم ہو گیا وہ لوگ ہجوم کئے ہوئے تھے کہ قید خانے کا داروغہ دروازہ کھول کر اندر سقراط کے پاس گیا۔ پھر وہاں کونسل کے گیارہ ارکان آئے اور چند لمحے اُس کے پاس ٹھہر کر چلے گئے اب سقراط کے پیروں سے زنجیریں کھول دی گئیں جن میں ایام اسیری میں وہ غریب جکڑا رہتا تھا اور شاگردوں اور عزیزوں کو اجازت دی گئی کہ اپنے اُستاد اور عزیز کا آخری دیدار دیکھ لیں۔ اجازت پاتے ہی یہ سب لوگ اندر گئے اور سقراط کے آس پاس بیٹھ گئے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر یہ بے نفس حکیم یونان تخت سے اُتر کر زمین پر آبیٹھا۔ اپنی رانیں کھولدیں۔ اُن پر ہاتھ پھیرا بعض بعض جگہ انھیں ملا اور دبایا اور حاضرین کی طرف دیکھ کر کہا۔ خدا کی بھی کیا حکمت ہے کہ ایسی ایسی چیزوں کو جمع کر دیا ہے جو باہم ایک دوسرے کی ضدیں ہیں کوئی راحت نہیں ہوتی جس کے بعد الم نہ ہو اور کوئی الم نہیں ہوتا جس کے بعد راحت نہ ہو۔

اس وقت تک سب لوگ خاموش بیٹھے نہایت حسرت سے اس کی صورت کو دیکھ رہے تھے۔ یہ الفاظ اس کی زبان سے نکلتے ہی بحث چھڑ گئی اور جو جس کے دل میں آئی کہنے لگے چنانچہ سمیاس اور قیدوں نے نفس کے افعال کے متعلق سوال کیا اور سقراط نے اس اطمینان کُشادہ خاطری اور خندہ پیشانی کے ساتھ جواب دیا کہ گویا اُسے موت کی خبر ہونا تو درکنار یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ قید خانے میں ہے۔ سقراط نفس انسانی پر ایک نہایت دقیق معنی خیز اور محققانہ لیکچر دے رہا تھا اور لوگ حیرت سے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے کہ یہ دل کا کتنا بڑا مضبوط ہے اور کس قدر بےخوف ہے کہ موت کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اور ایسی نازک گھڑی میں بھی ایسا ثابت قدم ہے کہ معمولی اخلاق اور عادات میں بھی کسی قسم کا فرق نہیں آیا۔ آخر سمیاس سے ضبط نہ ہو سکا اور بولا افسوس! آپ سے نہ کچھ پوچھتے بنتی ہے اور نہ نہ پوچھے۔ بے پوچھے بنتی

تو آپ سے علیحدگی کے خیال سے دل بھر آتا ہے اور نہیں پوچھتے تو حسرت رہ جاتی ہے کہ ان رموزِ الٰہی کو آپ کے بعد کس سے پوچھیں گے"۔ سقراط نے کہا "بیماس! جو کچھ پوچھنا ہو، شوق سے پوچھو۔ تمہارے ان سوالوں سے میں خوش ہوتا ہوں اور میرے نزدیک تو اس حال اور اس زندگی میں اور اس دوسرے حال اور دوسری زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ تغیر کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کا خیال میرے ذوقِ علم پر غالب آجائے۔ اگرچہ اس انقلاب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم بہت سے نیک، فاضل، لائق دوستوں اور رفیقوں سے جدا ہوجاتے ہیں مگر اُن کو چھوڑ کر ہم اُن سے بھی اچھے ان سے زیادہ فاضل و لائق دوستوں اور بھائیوں سے ملتے ہیں۔ میں اب یہاں سے جاکر اسلاؤس، ایارس اور ارقیاس سے ملوں گا۔

نفس پر بحث ختم ہونے کے بعد شاگردوں نے عالم کی حیات اور آسمانوں کی حرکت کے متعلق سوال کیا اور پوچھا کہ عناصر اربعہ کی ترکیب کیونکر ہے۔ ان مسائل پر بھی بحث کر کے سقراط نے سب کا اطمینان کر دیا۔ پھر دیر تک علوم الٰہی اور اسرار ربانی کے بہت سے رموز بیان کرتا رہا اور جب اچھی طرح سب کی تسلی و تشفی ہوگئی تو بولا۔ اب میں جانتا ہوں وقت آگیا کہ غسل کر کے جہاں تک ممکن ہو، عبادت کروں اور کسی کو اپنی میت کے غسل کی تکلیف نہ دوں۔ مجھے ارآنی نے بلایا ہے اور زاؤس کے پاس جانے والا ہوں (یہ بھی قدیم مشہور یونانی ناموروں کے نام ہیں) اور تم بھی اپنے اہل و عیال کے پاس جاؤ گے یہ کہتے ہی اُٹھا ایک کمرے میں جاکر نہایا اور غسل کے بعد دیر تک وہیں مصروف عبادت رہا۔ اس وقت وہ عبادت کر رہے تھے اور دوسرے کمرے میں اس کے شاگرد اور پیرو بیٹھے باہم افسوس کر رہے تھے اور بار بار اُن کی زبان سے نکلتا تھا کہ افسوس! کتنا بڑا حکیم اجل اور پدر شفیق چھوٹا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم سب یتیم ہوجاویں گے۔

اب سقراط عبادت کے کمرے سے نکل کر باہر آیا اور اپنے بچوں اور بیوی کو بلایا۔ ایک بڑا بیٹا تھا اور دو ننھے ننھے بچے تھے۔ جنھیں سامنے بلا کر اُس نے رخصت کیا کچھ سمجھایا بجھایا اور کہا۔ بس اب جاؤ۔ اس وقت موقعہ پاکر اقریطون نے کہا۔ آپ ان بچوں اور اپنی بیوی کے متعلق ہمیں کیا حکم دیتے ہیں اور خود ہمارے لئے کیا فرماتے ہیں جواب دیا۔ کچھ نہیں جو ہمیشہ کہتا رہا کہ اپنے نفسوں کی اصلاح کرو۔ وہی اب بھی کہتا ہوں۔ اگر تم نے اس نصیحت پر عمل کیا تو مجھے بھی خوش کرو گے اور ان تمام لوگوں کو بھی جو میرے ہمخیال ہیں یہ کہکر خاموش ہوگیا اور سب شاگرد بھی خاموشی سے اس کی صورت دیکھتے رہے اتنے میں ممبران کونسل کا ایک خادم یا یوں کہئے کہ عدالت کا چپڑاسی آیا اور حکیم اجل کی طرف دیکھ کر بولا۔ اے سقراط! آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کی موت کا باعث نہیں ہوں۔ آپ کے لئے یہ حکم ان گیارہ ممبروں نے نافذ کیا ہے جو عدالت فوجداری کے رکن ہیں اور مجھے اس کی تعمیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس کے بجالانے پر میں مجبور ہوں۔ حالانکہ میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ تمام لوگوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا اس جام زہر کو لے لیجئے اور نوش کیجئے۔ اس کے پیتے وقت جو اضطرابی اور بیقراری کی حالت طاری ہو۔ اس کو صبر اور ضبط کے ساتھ گوارا کیجئے اور نوش کیجئے۔ چپڑاسی کہنے کو تو اتنا کہہ گیا مگر ساتھ ہی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بے اختیار روتا ہوا اُلٹا پھرا۔ سقراط نے اسی استقلال کے ساتھ نہایت شگفتگی اور بے نفسی سے کہا۔ میں تمہارا کہنا مانوں گا اور تم کو الزام نہیں دیتا۔ یہ کہہ کے چند لمحہ سقراط خاموش رہا پھر اقریطون کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا۔ یہ شخص تو چلا گیا میرے لئے شربت مرگ کب لائے گا اور ایک نوجوان سے کہا "اُسے بلاؤ تو"۔ نوجوان نے پکارا۔ اس کی آواز کے ساتھ ہی سرکاری چپڑاسی آیا۔ اب اُس کے ہاتھ میں زہر کا جام تھا سقراط نے جام ہاتھ میں لے کے بلا تامل بغیر کسی بیتابی کے اور نہایت بے پرواہی کے ساتھ منہ سے لگا لیا گراں پایہ اُستاد کو جام زہر پیتے دیکھکر شاگردوں میں ضبط کی تاب نہ رہی۔ زار و قطار رونے لگے اور ہر طرف سے نوحہ بکائی کی آواز بلند ہوئی۔ اب سقراط نے پورا جام پی کر ان لوگوں کی طرف توجہ کی اُن کو اس آہ و زاری سے روکا اور سمجھانے لگا۔ کہ اس طرح بے صبر نہ ہونا چاہیئے۔ میں نے عورتوں کو اس وقت اسی

وجہ سے ہی صرف ہٹا دیا تھا کہ اُن سے ضبط نہ ہو سکے گا۔ الغرض ایسی باتیں کہیں اور ایسا حوصلہ بندھایا کہ سب لوگوں کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی اور خاموش ہو رہے۔ اب سقراط اُٹھ کھڑا ہوا اور اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ گویا کسی تکلیف کو دبا اور ٹال رہا تھا تھوڑی ہی دیر ٹہلا ہوگا کہ پاؤں کی طاقت سلب ہوگئی۔ اور اُسی سرکاری آدمی سے مخاطب ہو کر بولا۔ اب میرے پاؤں بوجھل ہو گئے اور مجھ میں چلنے کی قوت نہیں ہے۔ اُس نے کہا۔ لیٹ جائیے۔ سقراط بے تامّل لیٹ گیا اور ایک نوجوان شخص پیر دبانے لگا۔ دباتا تھا اور بار بار پوچھتا تھا کہ میرا دبانا آپ کو محسوس ہوتا ہے؟ جواب دیا "نہیں"۔ اب کمر تک جسم سرد اور بے جان ہو گیا۔ سرکاری آدمی بولا۔ بس یونہی یہ حالت جب قلب تک پہنچے گی تو آپ ختم ہو جاویں گے۔

اب اقریطون نے بیتابی کے ساتھ پکارا۔ اے امامِ حکمت! یہ کیا بات ہے کہ آپ کے حواس اور آپ کی عقل بھی ویسی ہے جیسے کہ ہماری ہے۔ اس بارے میں کچھ ارشاد ہو۔ اب سقراط میں بات کرنے کی تاب نہ تھی مگر زور کر کے بولا "میں تم سے وہی کہتا ہوں جو کچھ کہہ چکا ہوں"۔ یہ کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور اقریطون کا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھ لیا اقریطون نے کہا۔ جو فرماتے ہیں۔ فرمائیے۔ اس کا جواب سقراط نہ دے سکا بلکہ اب آنکھیں پتھرا گئیں مگر پھر بھی اتنا ایک جملہ اور اُس کی زبان سے نکلا "میں اپنی جان اُس خدا کے سپرد کرتا ہوں جو سب کا سچا معبود ہے"۔ اسی جملہ کے ساتھ اُس گراں پایہ حکیم اس فلسفی خداشناس اور اس غوّاص دریائے معرفت کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

افسوس! زمانے!! تونے کیسے کیسے عالم لوگوں پر کیا کیا ظلم کئے ہیں۔ پر مبارک ہے ایسی موت کہ دشمن اور قاتل تک کھڑے رو رہے ہیں۔ یونان نے یہ ایسا فعل کیا ہے کہ اس سے زیادہ شرمناک فعل قبل ازیں کبھی سرزد نہ ہوا ہوگا۔ اور کیا عجب کہ اس کے انتقام میں اسی گھڑی سے اُس قدیم متمدّن اور زبردست قوم کا تنزّل شروع ہو گیا ہوگا کیونکہ چند ہی روز کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ یونان کی سلطنت خاک میں مل گئی۔ اُس کی آزادی ہمیشہ کے لئے چھن گئی اور وہ رومیوں کی ماتحتی میں ذلت

فلسفۂ حیات

از پروفیسر بخشی اختر امرتسری یادگارِ رونق دہلوی

مر کے خود فرقِ حیات و موت سمجھاتا ہوں میں!
پہلے اک قطرہ تھا اب دریا ہوا جاتا ہوں میں!

کچھ سمجھ آتا نہیں چکر حیات و موت کا !!
بار ہا آتا ہوں میں کیوں بار ہا جاتا ہوں میں

موت پر میری ۔ تمہاری چاک درمانی ہے کیوں
صبرائے اہلِ جہاں بس لوٹ کر آتا ہوں میں!

اہلِ دنیا کے نشاط و غم کی حد ہوتی نہیں !
اس طرف آتا ہوں میں جب اس طرف جاتا ہوں میں

پھوٹ پڑتا ہوں کبھی بنکر شعاعِ آفتاب
مٹ کے نورِ حسنِ مطلق میں سما جاتا ہوں میں

ہر نشاط آکر بھلا دیتی ہے اسرارِ حیات
غم میں جب ہوتا ہوں رازِ زندگی پاتا ہوں میں

نعمتِ درد و الم للہ نہ مجھ سے چھینئے !
اِن غموں ہی سے تو لطفِ زندگی پاتا ہوں میں

جلوۂ حسنِ ازل کا شوق دامن گیر ہے !
واہ وا بیگانۂ دنیا ہوا جاتا ہوں میں!

قطرہ قطرہ میں وہی وہ نور آتا ہے نظر
ذرہ ذرہ میں اسی اس کی ضیا پاتا ہوں میں!

لگ ہی جاؤں گا کنارے ایکدن اخترؔ ضرور
بحرِ ہستی کی روانی میں بہے جاتا ہوں میں

ولی ابوالحسن

"یہ پتلے خدا کے بنائے ہوئے ہیں"

ایک درویش جو شہر طالقان کا باشندہ تھا خرقان میں رہنے والے ایک از بس عالی ہمت اور بزرگ مرتبہ ولی ابوالحسن کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ بڑے صدق و نیاز کے ساتھ بلند پہاڑوں اور لمبی وادیوں کو طے کرتا ہوا جب وہ خرقان پہنچا تو اس نے ولی صاحب کے گھر کا نشان پوچھا اور اُس مکان پر جاکر بڑے ادب کے ساتھ دروازے کی گھنٹی بجائی۔

دریچے سے ایک عورت نے جھانک کر دریافت کیا کہ کیا چاہتے ہو؟

درویش بولا۔ میں ولی صاحب کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔

عورت بڑے زور سے قہقہہ لگا کر بولی۔ واہ! تیرا یہ سفر اور درویش دونوں ہی ہنسنے کے لائق ہیں۔ کیا تجھے گھر میں کوئی کام کاج نہ تھا؟ کہ تو بیہودہ اِدھر چلا آیا۔ کیا تجھے آوارہ گردی کا سودا ہو گیا تھا یا وطن میں تو دُکھی تھا؟ اس طرح عورت نے بہت ہی فحش اور مکروہ باتیں کہیں جو قابل ذکر نہیں ہیں۔

درویش اِس عورت کی باتیں سُن کر بڑا مغموم اور مضطرب ہوا۔ آنکھوں سے آنسو برساتے ہوئے پھر سوال کیا۔ آخر بتلاؤ تو سہی وہ سچا بادشاہ کہاں ہے؟

عورت بولی وہ پرلے درجے کا مکار اور اندر سے کھوکھلا ہے اور احمق لوگوں کے لئے ایک جال بُن رہا ہے۔ تیرے ایسے لاکھوں بے شعور اس کے کمند گمراہی میں پھنس رہے ہیں۔ اگر تو اُسے بغیر دیکھے واپس چلا جائے تو گمراہی سے بچ جائے گا۔ وہ تو بڑا ڈھینگیا پیالہ چٹ اور پیٹو آدمی ہے۔ اُس کے خالی ڈھول کی آواز دُور دُور تک پھیل رہی ہے رات کے مردود اور دن کے یاوہ گو لوگ اس پر لٹو ہو رہے ہیں علم و کمال کی راہ چھوڑ کر مکر و دغا کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے کوئی انھیں درست کرنے والا نہیں رہا۔ اس جماعت کی بدعت تو اب دُنیا میں فاش ہو رہی ہے۔

درویش نے اِن باتوں کی تاب نہ لا کر نعرہ لگایا کہ بس! دن کے وقت چوکیداروں کا کام ہی کیا۔ اس بُزرگ کا نور مشرق و مغرب میں پھیل رہا ہے۔ اس آفتاب حقیقت کے رُوبرُو تو آسمانی سورج بھی شرمساری سے زرد رُو ہے۔ میں ہوا کا بادل نہیں ہوں کہ تیری بیہودہ باتیں سُن کر واپس پھر جاؤں۔ بدعت بھی وہی بُری ہوتی ہے جو ہوس سے پیدا ہو۔ خدا سے پیدا ہونے والی بدعت تو خود کمال ہوتی ہے۔ جہاں نورِ معرفت چمکتا ہے وہاں تو کُفر بھی ایمان ہو جاتا ہے اور اُسر بھی دیوتا بن جاتا ہے تو شمع حق پر پھونک مارتی ہوئی اپنا منہ سر جلا بیٹھے گی۔ کیا کتا سمندر کو پلید کر سکتا ہے؟ یا پھونک سُورج کو بجھا سکتی ہے۔ تیرے ایسی بہت سی چمگادڑیں خواب لیا کرتی ہیں کہ اب سُورج دُنیا سے معدُوم ہو چکا ہے۔ چاند چاندنی برساتا ہے اور کتا بھوں بھوں کرتا ہے۔ ہر ایک شخص اپنی فطرت پر مجبور ہے لیکن رات کو چاندنی میں چلنے والے مسافر اپنا راستہ کب چھوڑتے ہیں۔ جزو اپنے کُل کی طرف خواہ مخواہ تیزی کے ساتھ چلا جاتا ہے تیرے کہنے سے رُک نہیں سکتا۔ منصُور کے اعلانِ انا الحق نے سب کور باطنوں کا گلا گھونٹ دیا تھا۔ اگر تو آنکھیں

رکھتی ہے تو کھول کر دیکھ کہ جب بندہ کی "میں" وجود سے نیست ہو گئی تو باقی کیا رہ جائے گا (باقی خدا ہی رہ جاتا ہے)
تھوک کبھی بھی آسمان پر نہیں پہنچتی۔ بلکہ لوٹ کر تھوکنے والے کے منہ پر گرتی ہے۔ تو جسے پیٹو اور طبل خوار کہتی ہے۔ ساتویں آسمان بھی اس کی درگاہ کے بندے اور مشرق و مغرب اس کے بھکاری ہیں۔ ایسے بزرگوں کی بدولت ہی تو آسمان نور و گردش اور شاہی ایوان رکھتا ہے۔ ان کے لئے سمندر مچھلیوں اور موتیوں سے بھرپور ہے۔ اُن کی خاطر ہی زمین اپنے اندر خزانے اور باہر گل ہائے یاسمین رکھتی ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے۔ تو پہاڑ بے سوال ہی زر و لعل اور مومیائی سے بہرہ ور نہ ہوتے اور نہ ہی جہان کو بلا مانگے بے حد رزق نصیب ہوتا۔ دُنیا بھر کے رزق اِن ہی کے تو رزق خوار ہیں اور گل میوے ان کی بارش رحمت کے خشک لب ہیں۔ یہ ایک بعید العقل راز ہے کہ دینے والوں کو ہی ہمیشہ دیا جاتا ہے۔ فقیر جو لیتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں وہ دراصل وہی زر اور پوشاک دیتے ہیں۔

کہاں وہ پاک روح اور کہاں تجھ سی بے حیا بیوی۔ اگر تیری اس گھر سے نسبت نہ ہوتی تو میں تمھیں پارہ پارہ کر دیتا۔ چونکہ تو اس شاہ زمان کی گھر والی ہے۔ اس لئے میں ویسی گستاخی کرنے کی جرأت نہیں رکھ سکتا۔

اس کے بعد وہ درویش اس ولی کے متعلق دوسرے لوگوں سے دریافت کرنے لگا۔ ایک نے بتلایا کہ وہ پہاڑی جنگل سے لکڑیاں لینے گئے ہیں۔ پس اس نے بھی جنگل کا رُخ کیا۔

جاتے جاتے اس کے دل میں وسوسے اُٹھ رہے تھے کہ وہ ایسے بزرگ ہو کر ایسا ہم نشیں کیوں رکھتے ہیں۔ بھلا دیوتا اور بھوت کیونکر اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ وہ ایسی باتیں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ دور سے وہ بزرگ شیر پر سوار دکھلائی دیئے۔ دیکھا کہ شیر اُن کی لکڑیاں کھینچ رہا ہے اور خود لکڑیوں پر بیٹھے ہوئے ہاتھ میں سانپ لئے اُسے کوڑے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

ولی صاحب دُور سے ہی درویش کو دیکھ کر ہنستے ہوئے کہنے لگے کہ نفس کی باتیں مت سُن۔ اور جو کچھ درویش پر اب تک گزری تھی، اپنی ضمیر سے جان کر سب کی سب کھول کر سنا دی اور پھر اپنی عورت کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ "میں اس کی ہم نشینی کو اپنے نفس کی خاطر برداشت نہیں کرتا۔ یہ خیال تیرے نفس کا ہے۔ اس پر مت بھڑک۔ اگر میرا صبر اس عورت کا بوجھ نہ سہہ سکتا۔ تو شیر نر کس طرح میری لکڑیاں کھینچتا۔ میں خالق کے امر و فرمان کا کھچا ہوا ہوں، تشنیع عام کی پرواہ رکھوں۔ اس کا حکم ہی میرے لئے خاص و عام ہے۔ میری روح سدا اس کی طالب ہے میں سب کی تحسین اور تشویق سے دُور ہوں اور کسی اور کی تصدیق و تکذیب کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میرا فرد یا جفت ہونا ہوائے نفس سے نہیں ہے۔ کیونکہ میری جان مہرہ کی مانند خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ایک بیوقوف عورت تو کیا میں ایسی ہی کئی اور عورتوں کا بوجھ اُٹھانے کے لئے تیار ہوں مگر رنگ و بو کے عشق سے کبھی نہیں۔

میں نے تیری خاطر یہ نچلے درجے کی بات کہی ہے تاکہ تو بد خو ساتھی کے ساتھ نبھانا سیکھ لے۔ اور خوش و خندان ہو کر یہ بوجھ اُٹھا سکے۔ صبر ہی مشکلات کی چابی ہے۔ کمینوں کے ساتھ نرباہ کرنے سے تیرے اندر نور جلوہ گر ہو گا۔ اس سے آگے جو کچھ ہے اس کا ذکر کیا کروں وہاں تو جا (جگہ) ہی نہیں ہے۔ بس نور ہی نور کل تصورات اور اوہام سے دُور ہے۔

ہندوؤں کے پران تو (Mythology) میں ہر ایک دیوتا کسی نہ کسی پشو کا باہن (سواری) رکھتا ہے۔ کوئی شیر پر، کوئی گرڑ پر، کوئی راج ہنس پر اور کوئی چوہے پر سوار ہے۔ یہ تمام مورتیاں ایک نہایت گہری سچائی کو ظاہر کرتی ہیں۔ ہر ایک دیو بھاو کسی نہ کسی پشو بھاو کو جیتنے (اس پر سوار ہونے) سے پیدا ہوتا ہے۔

کرودھ کو جیتنے سے کھشما اور دویش کو جیتنے سے پریم کی پراپتی ہوتی ہے۔ ہمارے وجود میں جتنے بھی پشو بھاو دیکھے جاتے ہیں وہ ہمارے اندر دیو بھاؤں کے ظہور کے لازمی وسیلے ہیں۔ پشو بھاو کے مقابلہ میں دیو بھاو ظاہر ہوتا ہے اور معنی رکھ سکتا ہے اور دیو بھاؤ کی نسبت سے ہی ہم پشو بھاو کو جان سکتے ہیں۔ بلندی اور پستی ہمیشہ باہمی نسبت سے ہستی اور معنی رکھ سکتے ہیں۔

ہر انسان کے وجود میں صرف ایک حیوان ہی نہیں بلکہ کل حیوانات موجود ہیں۔ اگر ہم ان حیوانات سے مغلوب ہو جائیں تو ہم درجۂ زندگی میں حیوانات سے بھی گر جائیں گے لیکن اگر ہم ان پر غالب آسکیں تو ہماری زندگی تمام خیالی دیوتاؤں سے برتر ہوگی۔

مذکورہ بالا حکایت میں ولی صاحب کا شیر پر سوار ہونا یہ اشارہ دیتا ہے کہ وہ اپنے نفس پر غالب آچکے تھے۔ روحانی طاقت بیرونی چیزوں پر قابض ہونے اور قدرتی طاقتوں کے ساتھ لڑائی کرنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے وجود کے اندر اپنے نفسانی میلانات پر سواری کرنے سے ہاتھ لگتی ہے پس سچی روحانی طاقت کا اصلی راز یہ ہے کہ اپنے اندرونی حیوان کو کمزور بنانے کی بجائے اُسے دن بدن طاقتور بنا کر اُس پر سواری کرنا سیکھا جائے ہم اپنے حیوانی جزو کو ضعیف رکھ کر کبھی اعلیٰ درجہ کی روحانی طاقت حاصل نہیں کر سکیں گے۔

حقیقت میں جو بھی شخص روحانی طاقت رکھتا ہے وہ اُسی طرح شیر پر سواری کرتا ہے ؎

تو یقیں مے داں کہ ہر شیخے کہ ہست
ہم سواری مے کند بر شیر مست
صد ہزاراں شیر زیرِ رانِ شاں!
پیش دیدۂ غیب بیں ہیزم کشاں!

(مثنوی شریف)

تُو یقینی طور پر جان لے کہ جو بھی روحانی عظمت رکھتا ہے وہ شیر مست پر سوار ہوتا ہے بلکہ غیب بین آنکھ ایسے لوگوں کی ران تلے لاکھوں شیروں کو لکڑیاں کھینچتے دیکھا کرتی ہے لکڑیاں کھینچنے کے یہ معنی نہیں کہ وہی جذبات نفسانی جو پہلے ہم پر حکمران ہو رہے تھے نئی زندگی حاصل ہونے پر نہ صرف ہماری اطاعت قبول کرتے ہیں بلکہ ہمارے خادم بن جاتے ہیں +

(اوم شم)

امیر خسرو

"درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست"

امیر خسرو ترکوں کے قبیلہ الاچین سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کے والد سیف الدین شہر کش کے رہنے والے تھے اور اپنے قبیلے کے رئیس تھے۔ چنگیز خانی حملوں نے انھیں اپنا وطن مالوف چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ہندوستان چلے آئے اور سلطان محمد تغلق کے دربار میں ایک عہدہ علیہ پر متعین ہوئے۔ امیر خسرو کی ولادت ۶۵۱ھ میں بمقام پٹیالی جو ضلع ایٹہ کا ایک قصبہ ہے ہوئی۔ سات برس کی عمر میں باپ کے سایہ کو کھو بیٹھے۔ شروع ہی سے انھیں روحانیت اور شاعری کے ساتھ مس تھا۔ اگرچہ صغیر سنی ہی میں اُن کے والد نے انھیں مکتب میں بٹھا دیا تھا لیکن اُن کا دل لکھنے پر مائل نہ تھا بلکہ اس طرف پڑا رہتا تھا۔ ۱۵ اکبر ۲ کے سن میں تحصیل علوم سے فراغت حاصل کی۔

سلطان غیاث الدین کے دوران حکومت میں کشلو خاں المعروف بہ چھجو ایک گرامی قدر امیر تھا اور سلطان وقت کا بھتیجا بھی۔ جود وسخا اور علم دوستی کے باعث مشہور زماں تھا۔ اولاً اُسی کے دربار میں خسرو نے باریابی حاصل کی اور اکثر قصیدے اس کی مدح میں قلمبند کئے۔

کشلو خاں سے تعلقات زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہے۔ ازاں بعد خسرو نے بغرا خاں کی طرف جو کہ سلطان کا بیٹا تھا مراجعت کی۔ اُس نے خسرو کی بہت زیادہ قدر دانی کی اور اپنا ندیم خاص بنا لیا۔ سلطان اور بغرا خاں ایک بغاوت کے فرو کرنے کے لئے بنگال گئے۔ خسرو بھی ساتھ تھے۔ سلطان نے بغرا خان کو بنگال کا گورنر مقرر کر دیا۔ لیکن امیر خسرو کا دل بنگال میں کیوں لگتا۔ رخصت لی اور دہلی کی راہ لی۔ خسرو کی شاعری کا اب کافی شہرہ ہو گیا تھا۔ سلطان محمد قاآن جو سلطان کا بڑا بیٹا تھا۔ اسی اثنا میں ملتان کا گورنر مقرر ہوا۔ اُس نے امیر خسرو کو شعرائے خاص میں داخل کیا اور انھیں اپنے ساتھ ملتان لے گیا۔ اُس کی پانچ سال تک ملازمت کی۔ بدقسمتی سے تاتاریوں نے ملتان پر حملہ کیا۔ اگرچہ کئی تاتاریوں نے شکستیں بھی کھائیں۔ لیکن بالآخر پلہ تاتاریوں کا ہی بھاری رہا۔ امیر خسرو اور حسن دہلوی دونوں معرکہ میں شریک تھے۔ انھیں گرفتار کر کے بلخ لے گئے۔ ان خونین واقعات پر خسرو نے نہایت ہی دردناک مرثیے لکھے۔ اور دہلی روانہ کئے۔

اُن کے مرثیے دہلی میں گھر گھر پڑھے جاتے تھے۔ اور لوگ اپنے عزیزوں کی موت پر ہزار ہزار آنسو بہاتے تھے۔ دو سال بعد خسرو نے تاتاریوں سے کسی نہ کسی طرح رہائی حاصل کی۔ دہلی پہنچے پر خان شہید (جو کہ سلطان کا بڑا بیٹا تھا اور ملتان کا گورنر تھا) کی وفات پر جو مرثیہ لکھا تھا۔ اُسے دربار میں پڑھا۔ دربار میں اس قدر رقت طاری اور اتنا واویلا مچا کہ سب بے حواس ہو گئے۔ سلطان اس قدر رویا کہ اُس کی طبیعت سخت ناساز ہو گئی۔ اور اسی صدمہ میں چل بسا۔ اس کے بعد خسرو نے خان جہان گورنر اودھ کے دربار میں رسائی حاصل کی۔

اُس کے دربار میں دو سال تک رہے ماں کی محبت نے پھر دہلی میں کھینچ بلایا۔ اُس زمانہ میں کیقباد تخت سلطنت پر متمکن تھے۔ اسی بادشاہ نے سب سے پہلے خسرو کی قدر دانی کی۔

کیقباد نے تین سال بعد وفات پائی۔ اس کے بعد سلطان جلال الدین خلجی جو ایک سن رسیدہ اور نہایت ہی باثر

امیر تھا۔ تخت سلطنت پر بیٹھا جلال الدین خلجی نہایت قابل اور باعظمت بادشاہ تھا۔ علم دوست اور فیاض بھی تھا شعر بھی کہتا تھا ایسے بادشاہ کے دربار میں خسرو سے زیادہ اور کون مرکز عنایات ہو سکتا تھا۔ شروع ہی سے جلال الدین خسرو کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ امارت کے زمانہ ہی میں اُن کا معقول مشاہرہ مقرر کر دیا تھا۔ سلطان ہوتے ہی انھوں نے خسرو کو اپنا ندیم خاص بنا دیا۔ امارت کا درجہ عنایت کیا گیا۔ اُس زمانہ میں قرآن شریف کے رکھنے کی خدمت ایک شخص کے سپرد ہوتی تھی۔ چنانچہ خسرو کو یہ خدمت بھی تفویض کی گئی۔ لفظ "امیر" جو خسرو کے نام سے پہلے چسپاں ہے۔ اُس کی علت غائی یہی ہے۔

اگرچہ بچپن میں خسرو کے والد نے انھیں حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر ڈال دیا تھا۔ تاہم دُنیاوی مشاغل کا غبار اُن کے اُوپر زیادہ چڑھ گیا تھا۔ اُسی زمانہ میں خسرو نے حضرت نظام الدین اولیا کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کی۔ دو آتشہ شراب بہت تیز ہوتی ہے۔ اس دوبارہ بیعت نے خسرو کی حالت کو بالکل ہی بدل دیا۔ اب وہ مذاہب کے عقائد سے بہت بلند ہو گئے اور اُن کی نظروں میں سوائے ذات احد کے کچھ رہا ہی نہ۔ چنانچہ اس بیخودی کی حالت میں آپ نے جو نظم لکھی ہے اُسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست | بر رگِ من تار گشتہ حاجت زنار نیست
ما اسیران را تماشائے چمن در کار نیست | داغ ہائے سینۂ ما کمتر از گلزار نیست
عاشقاں را روز محشر با قیامت کار نیست | کارِ عاشق جز تماشائے جمالِ یار نیست
از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب | دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست
شاد باش اے دل کہ فردا بر سر بازارِ عشق | مژدۂ قتل است گرچہ وعدۂ دیدار نیست
ناخدا در کشتیٔ ما گر نباشد گو مباش | ما خدا داریم ما را ناخدا در کار نیست
خلق مے گوید کہ خسرو بت پرستی مے کند | آرے آرے مے کنم با خلق و عالم کار نیست

اب خسرو پر اور ہی رنگ تھا حضرت نظام الدین اولیا اُن کی رُوحانی فضا میں بلند پروازیوں کو دیکھ کر نہایت خوش ہوتے تھے اور خسرو کے اندر درست معنوں میں عشق الٰہی جاگ اُٹھا تھا اور وہ ہر قسم کی مذہبی حدود سے بہت ہی بلند ہو چکے تھے۔

.... اِس کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ اپنا تمام مال و زر خواجہ صاحب کے نام پر لُٹا دیا۔

.... اس اثنا میں خواجہ صاحب نے بھی اپنا شریر چھوڑ دیا۔ خسرو ماتمی لباس میں ملبوس ہو گئے اور خواجہ صاحب کے مزار پر بطور مجاور چھ ماہ گزارے اور ۷۲۵ھ میں لبیک کہا۔ انھیں حضرت خواجہ صاحب کے مزار کی پائینتی میں دفن کیا گیا۔ جو اُن کی روحانی عظمت کا بدیہی نشان ہے۔

(اوم شم)

از امیر الشعراء دیوان پنڈت پیداس قمرؔ

ہندوستاں ہمارا

ہندوستاں کے دم سے ہے کُل جہاں ہمارا
خوش حال جس جگہ ہے پیر و جواں ہمارا
صدیوں سے یہ وطن ہے آرامِ جاں ہمارا
ہے پریم کا ترازو وِردِ زباں ہمارا
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

ممکن ہے مدّتوں سے فخرِ جہاں ہمارا
ایسا بھی ہے کسی کا جیسا مکاں ہمارا
سوراج بن کے سُورج چمکا یہاں ہمارا
مِٹ مِٹ کے کہہ رہا ہے دردِ نہاں ہمارا
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

بعد از خدا یہی ہے روزی رساں ہمارا!
پُرسانِ حال ہر دم ہے مہرباں ہمارا!
بیمار کا معالج اور رازداں ہمارا
ہے کانِ سیم و زر کی یہ خاکداں ہمارا
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

اغیار جس پہ صدقے یہ ہے وطن ہمارا
ہر دل عزیز کیا ہے صحنِ چمن ہمارا
اِس سرزمیں پہ شیدا ہے مرد و زن ہمارا
کرتے ہیں نذر اِس کی یہ تن بدن ہمارا
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

بن کر بہار آئی وہ رونقیں ہماری!
برسا رہی ہے گوہر گلشن کی کیاری کیاری
پھر مائلِ کرم ہیں الطافِ ذاتِ باری
شیدا وطن کی بلبل یہ دیکھ کر پکاری
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

پیدا ہوئے یہاں ہم آخر یہیں مریں گے!
ہو رنج یا کہ راحت اِس جا گزر کریں گے!
جب دشمنی نہیں ہے پھر کس لئے لڑینگے
اِس راز کو سمجھ کر اہلِ وطن ملیں گے
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

پردہ تھا غیریت کا آنکھوں سے اُٹھ گیا ہے

دل رفتہ رفتہ سب کا اب مائلِ وفا ہے
بھارت کا ذرّہ ذرّہ کیا لعل بے بہا ہے
خوشیوں سے آج ہندی کیا خوب گا رہا ہے
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

ہر دم وطن پرستی ایمان و دھرم یہ ہے
ناراض ہو نہ کوئی ہندی کا کرم یہ ہے
نیچی نظر سے چلنا آنکھوں میں شرم یہ ہے
چیونٹی کا دھیان رکھنا کچھ ہے تو بھرم یہ ہے
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

کوثر کے ساتھ مل کر گنگ و جمن رواں ہوں
ناقوس اور اذاں بھی دونوں ہی ہم زباں ہوں
مائوشما کے گلشن وابستہ خزاں ہوں!
ہم اُن کے وہ ہمارے کیوں فرق درمیاں ہوں
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

اب ہم ہیں اور ہمارا مسکن ہے رشکِ گلشن
خوشیوں کے پھول چن کر ہم بھر لیے ہیں دامن
اپنوں سے ہم ہوں دشمن ہرگز نہیں یہ ممکن
ہیں ایک ہی نظر میں مومن ہوں یا برہمن
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

شاداب گلستاں ہے سرسبز کھیتیاں ہیں!
شاہوں کی شان والے دہقاں ہیں اور کساں ہیں
لہریں وہ دودھ کی پھر چاروں طرف رواں ہیں
ملت کی ہے ضرورت سب نعمتیں یہاں ہیں
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

اپنوں کے ہو تم اپنے۔ اپنوں کو تم سنبھالو
غصہ اگر نکالو تو غیر پر نکالو!
ایمان و دھرم یہ ہے کمزور کو بچا لو!
یہ کہہ کے ہم وطن کو سینے سے تم لگا لو!
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

واہ خوش نصیب بھارت بیدار بخت تیرے
ملت سے آ ملے ہیں سب تاج و تخت تیرے
روپوش ہو چکے ہیں جو دن تھے سخت تیرے
خوش فہمیوں میں بدلے ارماں کرخت تیرے
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

ہو اتحادِ دل میں پھر کچھ کمی نہیں ہے!
ملت کی برکتوں سے دل میں غمی نہیں ہے
اب یہ ہوائے الفت کچھ موسمی نہیں ہے
کہتا ہے کون ہم میں وہ یکدلی نہیں ہے
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

بھارت کے ہیں دُلارے سب راہنما ہمارے
آنکھوں کے ہیں یہ تارے سب راہنما ہمارے
اپنے وطن کے پیارے سب راہنما ہمارے
دُکھیوں کے ہیں سہارے سب راہنما ہمارے
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

یہ راہنما ہمارے واقف ہیں کلفتوں سے
ناآشنا نہیں ہیں دور مصیبتوں سے!
دل آئینہ ہیں ان کے بھارت کی حالتوں سے
ہیں قلب صاف ان کے گرد کدورتوں سے
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

یارب کرم سے تیرے بدلے ہیں دن ہمارے
قائم رہیں ابد تک بھارت کے چاند تارے
ہیں جسم و جان پیارے ہندوستاں کے پیارے
قربانیاں ہیں جن کی سوراج کے نظارے
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

عاجز قمر کی دل سے ہر دم دُعا یہی ہے
سرکار دوجہاں میں اب التجا یہی ہے
دارالشفا کے در پر شوقِ شفا یہی ہے
جے ہند کی صدا میں نغمہ سرا یہی ہے
ہندوستاں کے ہم ہیں ہندوستاں ہمارا

دیش پر سنکٹ اور ہمارا کرتویہ

چین کے حملہ کے پیش نظر آج ہمارے دیش کو ایک بڑی مشکل کا سامنا ہو رہا ہے اس وقت جو حالات ہیں کہنا مشکل ہے کہ یہ لڑائی کب تک جاری رہے اور اس کا انجام کیا ہو۔ کیونکہ اس لڑائی نے ابھی تک کوئی فیصلہ کن شکل اختیار نہیں کی۔ اور نہ ہی ابھی ایسا ہونے کی اُمید ہی کی جا سکتی ہے تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ ہمارے دیش کی ترقی کسی قدر پیچھے پڑ جائے گی اور ہمارے پلان بھی کسی قدر ادھورے رہ جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ دیش میں بہت چیزوں کی کمی بھی محسوس کی جائے تو ان تمام حالات کا سامنا کرنے کے لئے ہمیں تیار رہنا چاہیئے۔

لیکن آج ہمارے دیش کے نیتاؤں کے سامنے سوال یہ ہے کہ ہمیں جنگ کا سامان وغیرہ خریدنے کے لئے کافی دھن درکار ہے کیونکہ جب تک اسلحہ نہ ہوگا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ دوسرے ملکوں سے کافی اسلحہ آنا شروع ہو گیا ہے لیکن ہم کسی سے یہ اسلحہ کسی شرط پر خریدنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ ہم اس کی قیمت دیں گے ہو سکتا ہے وہ ملک لینے سے انکار کر دیں۔ لیکن اس وقت جو حالات ہیں اس کے لئے ہمیں پوری تیاری کی ضرورت ہے اسلحہ کے علاوہ ہماری فوجوں کو کپڑے کھانے اور دیگر اشیا کی بھی ضرورت ہے ان حالات میں روپیہ اور سونا وغیرہ اکٹھا کر کے گورنمنٹ کو بھجوائیں تاکہ ہمارے جوانوں کے حوصلے بلند ہو سکیں اور وہ ماتر بھومی

یدھ کی گھوشنا

(سمپادکیہ لیکھ)

چینی درندوں نے "منہ میں رام رام اور بغل میں چھری" کے مصداق بھارت کے نیتاؤں کو دھوکا دیکر۔ اور ظاہرا ہندی چینی بھائی بھائی" کا نعرہ لگاکر پہلے تبت کو ہڑپ لیا پھر ہمالیہ کی لمبی سرحد پر لاکھوں کی تعداد میں فوجیں جمع کر کے اور پوری طاقت کے ساتھ لداخ اور نیفا (Neefa) پر نہایت شدت سے دھاوا بول دیا چینیوں کی نیت شروع سے ہی بدنیتی اور وہ ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے تقریباً دس سال سے تیاری کر رہے تھے لیکن ہمارے لیڈر اہنسا پرمو دھرما اور پنچ شیل کے آدرش پر کاربند رہے۔ اُن کو یہ گمان تک نہ تھا کہ چین اُن کے ساتھ ایسی زبردست غداری کرے گا۔ بہر حال ہماری قوم ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے اور اُن ہلاکو اور چنگیز کے نام لیوا وحشی درندوں کی زبردست فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے کمربستہ ہو گئی ہے۔ ہمارے رہنما پنڈت جواہر لال جی نہرو نے اب **جنگ کا بگل** بجا دیا ہے۔ اس لئے اپنے دیش۔ اپنی جاتی اور اپنے دھرم کی رکھشا کے لئے ہر ایک شخص کو تن من اور دھن سے اپنی گورنمنٹ کی ہر ممکن امداد کرنی چاہیئے۔ نوجوانوں کو فوج میں بھرتی ہونا چاہیئے۔ اور دھنوانوں کو دل کھول کر دھن دینا چاہیئے۔ اور جن کے پاس سونا ہے انھیں گولڈ بانڈ خرید کر ۶½ فیصدی سُود اور دیگر رعایت حاصل کرنی چاہیئے۔ آج دیش پر بے اصولے اور بے ایمان دشمن نے جو حملہ کر دیا ہے اُس کو پسپا کرنے کے لئے ہمیں ہر ممکن قربانی کرنی ہو گی۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارا بہت سا علاقہ چینیوں کے قبضہ میں چلا گیا ہے لیکن ہمارے نوجوان اپنی اس پوتر بھارت بھومی کے ایک ایک انچ کے لئے بہادرانہ لڑائی لڑے ہیں۔ اور ہمارے ایک ایک سپاہی نے جب تک بیس بیس چینیوں کا صفایا نہیں کر لیا وہ پیچھے نہیں ہٹا۔ ہمارے نوجوانوں کا حوصلہ اور دلیری دیکھ کر دشمن کو دہشت آ گئی لیکن دشوار گذار پہاڑیوں میں جہاں ہماری طرف سے بڑی بڑی توپیں اور ٹینک اور دیگر لڑائی کا ضروری سامان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہاں اگر ہمیں چند چوکیاں دینی بھی پڑی ہیں تو اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ ہم سچائی پر ہیں اور ہمارا آدرش بہت بلند ہے۔ ہم چینیوں کی ان اخلاق سوز کاروائیوں کا دلیری اور جوانمردی سے جواب دیں گے اور ہمارا یقین واثق ہے کہ **آخر فتح ہماری ہو گی** اتہاس شاہد ہے کہ ہمیشہ سچائی کی فتح ہوتی رہی ہے۔ ...... اور ہوتی رہے گی۔ ست یُگ کے زمانہ میں دیوتاؤں نے اسروں پر فتح پائی۔ بھگوان رام نے راون کو فتح کیا۔ پانڈووں نے کورووں کو جیتا۔ گورو گوبند سنگھ۔ شیواجی۔ مہارانہ پرتاپ۔ جو کہ دھرم کے اوتار تھے انہوں نے تکلیفات اُٹھا کر آخر بدی کو جیتا۔ اور اپنا نام امر کر گئے۔ اسی طرح اب بھی ہم لوگ دھرم کے انویائی ہیں۔ ہماری کسی کے ساتھ دشمنی نہیں۔ ہم "جیؤ اور جینے دو" کے اصول کو پسند کرتے ہیں۔ ہمارے گوروؤں نے جنگ میں گھائل اور مرتے مرتے دشمنوں کو بھی پانی پلانے کی تلقین کی ہے ہم تمام سنسار کو سُکھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم لوگ ایشور کو ماننے والے ہیں اور اُس کو نیائے کاری سمجھتے ہیں اس لئے ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ چینیوں نے بے رحمانہ حملہ کر کے اپنی موت کے وارنٹ حاصل کئے ہیں۔ اُن کی ظاہری فتح اُن کی شکست کی پیشن گوئی ہے۔ ہٹلر نے اپنی طاقت کے زعم میں انگلینڈ فرانس۔ روس۔ سب کو للکارا۔ اور روس کا بہت سا علاقہ فتح کر کے آخر [لیکن آخر کار]

تک جا پہنچا۔ لیکن وہاں پہنچ کر اُس کی فتح شکست میں تبدیل ہو گئی۔ ظالم کو اپنی طاقت کا ابھیمان ہوتا ہے اور مظلوم کو ایشور کا بھروسہ ہوتا ہے۔ ظالم ایشور کی غیبی طاقت سے نا آشنا ہوتا ہے لیکن وہی غیبی طاقت وقت پا کر اُس کا سر و ناش کر دیتی ہے۔ جیسے ہرنیہ کشیپو اور راون کو آہنکار ہو گیا تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت اُن کو زیر نہیں کر سکتی اور انہوں نے ظلم و ستم شروع کر دیا تھا لیکن وہ دونوں اُسی غیبی طاقت (ایشوری شکتی) سے مارے گئے۔ وہی حال اب چینیوں کا ہونے والا ہے۔ اگر کچھ عرصہ کیلئے ہم فتح یاب نہ بھی ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ چونکہ ہم بھی تو دھرم کرم کو تلانجلی دیکر اور غفلت کی چادر اوڑھ کر عیش و عشرت میں پڑ گئے تھے۔ اس لئے اُس کی سزا ہمیں مل رہی ہے۔ یہ جنگ و جدل قدرت کی طرف سے ہمیں جگانے کے لئے آتے ہیں۔ اور یہ مبارک ہیں۔ اب ہمارا آئندہ جیون دھرم پُوروک ہوگا۔ ہمارا باہو بل بڑھیگا۔ دیش اور دھرم کے دشمنوں کا صفایا ہوگا اور یہاں رام راجیہ ستھاپت ہوگا۔ جس کی کہ مہاتما گاندھی جی نے چیتاونی دی تھی۔

ہمارے دھرم شاستر پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ تم دھرم کی رکھشا کرو۔ "دھرم تمہاری رکھشا کرے گا" اور گورو صاحب نے بھی فرمایا ہے۔ "پرمیشور تُوں بھلیاں دیاں پن سبھے روگ لگیں جیسے دیوتاؤں کو راجیہ ملا تھا اور وہ عیش پرست ہو گئے تھے۔ اسی طرح ہمیں سوراجیہ ملا اور ہم عیش پرست ہو کر دھرم کرم کو تلانجلی دے بیٹھے۔ رشوت خوری۔ غریبوں کی داد فریاد کو بہرے کانوں سننا۔ عدالتوں میں جا کر جھوٹی گواہی دینا۔ لُوٹ کھسوٹ ڈاکہ زنی۔ دوسرے کے مال کو ہڑپ کرنا۔ زیادہ منافع خوری۔ کھانے پینے والی چیزوں میں ملاوٹ۔ شوچ اور پوترتا کا خاتمہ۔ سندھیا گائتری۔ جپ تپ۔ اور ایشور ارادھنا سے لاپرواہی۔ دھارمک گرنتھوں کا نہ پڑھنا بلکہ فلمی اور فحش لٹریچر کا شوق۔ ریڈیو پر فلمی گانوں میں دلچسپی اور دھارمک بھجن کیرتن سے نفرت۔ اپنے اس ناشوان شریر کو ہرشٹ پُشٹ کرنے کے لئے انڈے اور مانس کا استعمال مچھلی مرغ اور بکرے اور دیگر جیووں کی ہتیا۔ بیل گھوڑے اونٹ وغیرہ جانوروں پر ظلم۔ اُن کے نازک اعضا پر چوٹوں کی بھرمار۔ اُن سے کام زیادہ لینا اور خوراک کم دینی اُن کے بیمار ہو جانے پر بھی رحم نہ کرنا۔ وغیرہ۔ سب عیب ہمارے اندر جاگزین ہو چکے تھے۔ اس لئے ہمیں قدرت نے جگا دیا ہے۔ اے بھارت نواسیو! آپ کا جنم اِس دھارمک دیش میں ہوا ہے۔ اس لئے اگر آپ قانون قدرت سے لاپرواہی کریں گے تو قدرت آپ کو دیگر مغربی دیشوں سے زیادہ سزا دیگی۔ جیسے قانون کو جاننے والا وکیل اگر کوئی جرم کرے تو وہ بہ نسبت دوسروں کے سزا کا زیادہ مستحق سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح اس دھارمک دیش میں جیسے پُنیہ کا پھل ادھک ہے۔ اسی طرح پاپ کا پھل بھی ادھک ہے۔ اس لئے ہمارے پُرکھوں کی بات کو مانو۔ اور دھرم کو اپناؤ۔ تاکہ قدرت آپ کی حمایت کرے اور آپ پر پھر کبھی کوئی مصیبت نہ آوے جس دھرم مارگ پر ہمارے بزرگ چلتے آئے ہیں۔ ہمیں اُسی مارگ کو اپنانا چاہیئے۔

دھرم سے بَل اور بُدھی۔ ملتی ہے۔ جس سے منش کا کلیان ہوتا ہے۔ اوم شم۔

دھرم کی جے ہو۔ ادھرم کا ناش ہو۔

سب پرانیوں میں سدبھاونا ہو۔

وشو کا کلیان ہو۔

گورکھ ناتھ نندہ

کوی لوکناتھ دِل سبھاش نگر دہلی

بھارت ماں اور ہم

تیری شہرت کو پھیلائیں گے جا بجا ٭ تیری عظمت کا ڈنکہ بجا دیں گے ہم
تخت ہوگا ہمالہ سے اونچا ترا ٭ تیرے قدموں پہ دُنیا جُھکا دیں گے ہم
تاج زر تیرے سر پہ جو پہنائیں گے ٭ اُس کو شمس و قمر چومنے آئیں گے!
تیری خاکِ مقدس کے ہر ذرے کو ٭ جگمگا تا ستارا بنا دیں گے ہم!
تیرے کھیتوں سے پل کر ہوئے ہیں جواں ٭ تیری آب و ہوا سے بنے جسم و جاں!
ترچھی نظروں سے دیکھے گا جو بھی تجھے ٭ سب کی نظروں سے اُس کو گرا دیں گے ہم
تجھ کو گھبرانے کی کیا پڑی پیاری ماں ٭ ہم جو جاگ اُٹھے ہیں دیش کے نوجواں!
گر ترے پسینے کا قطرہ جہاں ٭ وہاں ندیاں لہو کی بہا دیں گے ہم
موت آئی مقابل تو ٹکرائیں گے! ٭ موت سے ہم بغل ہو کے لوٹ آئیں گے
تیری ہستی نہ بھائے گی جس ہستی کو! ٭ اُس کی ہستی سے ہستی مٹا دیں گے ہم
کون کہتا ہے بکیں ہیں کمزور ہیں! ٭ ہم جواں مرد ہیں اور شہ زور ہیں!!
تیرے سر کی قسم تیرے دشمن کا سر ٭ تیرے قدموں میں لا کر سجا دیں گے ہم
گولی کھا کے بھی گولی چلا سکتے ہیں ٭ ہنس کے برچھوں کے پھل ہم چبا سکتے ہیں
جس نے زخمی ہمالہ کا سینہ کیا ٭ اُس کا دِل آج چھلنی بنا دیں گے ہم

دھرم یدھ اور شری گورو گوبند سنگھ جی کا آدرش

(اُن کے اپنے سری مکھ واک)

(۱) دیہو شوا بر موا ہے شبھ کرمن تے کبہوں نہ ٹروں
(۲) نہ ڈروں ار سے جب جائے لڑوں۔ نشچے کر اپنی جیت کروں
(۳) ہوں سکھ ہوں۔ اپنے ہی من کو۔ یہ لالچ ہے گن توُ اُچروں!
(۴) جب آوُہ کی اودھ ندان بنے آت ہی رن میں تب جوُجھ مروں

ارتھ۔ اے کلیان کاری بھگوان مجھے یہی وردان دیجیے کہ میں شبھ کرم کرنے سے کبھی بھی نہ ہٹوں۔ یعنی پران انت تک نیک کام کرتا رہوں (۲) دھرم یدھ کی خاطر دشمن کے سامنے نربھے ہو کر لڑوں۔ اور جیت کا ہمیشہ یقین رکھوں دس میں اپنی ضمیر کا پیرو ہو کر زندہ رہوں میرے من میں تیری حمد و ثنا گانے کی سدا لالسا بنی رہے (۴) ہے جیا کال! جب میرے پرانوں کے نکلنے کا سمے آئے تو میں دھرم یدھ کرتا ہوا میدانِ جنگ میں آتما تیوُدہ کر جلن دیا

گورو گوبند سنگھ جی کے کارہائے نمایاں!

(نیکی ہمیشہ بدی پر فتح پاتی ہے)

گورو تیغ بہادر کی شہادت کے بعد سکھ اتہاس میں ایک نیا دور آیا۔ اب گورو گوبند سنگھ کی رہنمائی میں اورنگ زیب کی جابر طاقت سے صحیح معنوں میں لوہا لیا جانے لگا۔ اس عہد کے طرز نظام میں ہزاروں برائیوں میں سب سے بڑی اور بنیادی برائی یہ تھی کہ اورنگ زیب بدترین قسم کا ڈکٹیٹر اور حد درجے کا متعصب شخص تھا۔ ہندو رعایا کو کسی قسم کا حق حاصل نہ تھا اور انھیں سرکاری ملازمت میں نہ لیا جاتا تھا۔ ہندوؤں پر جزیہ لگا ہوا تھا۔ ہندوؤں کو اس وقت نہ تو پالکیوں میں جانے کی اجازت تھی۔ نہ ہی وہ عربی گھوڑوں کی سواری کر سکتے تھے۔ مندر مسمار کئے جا رہے تھے۔ لاکھوں من جنیو اکٹھے کر کے جلائے جاتے تھے اور ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنایا جا رہا تھا۔ نتیجے کے طور پر ہندو قوم میں زبردست بے چینی پھیل گئی اور وہ اس بدترین ڈکٹیٹرشپ کو ختم کرنے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے لگے اور پھر اس وقت کی حکومت بھی کوئی ایسی ٹھوس حکومت نہ تھی۔ اورنگ زیب ہر ایک شخص پر شک کرتا تھا۔ اور اس کی یہ شکی طبیعت جلد ہی یہ رنگ پکڑ چکی تھی کہ محض جنون کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے اپنے بیٹے کو ہی جیل میں بند کر دیا تھا۔

جب کوئی بھی حکومت اس غیر یقینی کا شکار ہو جائے کہ ہر شخص دوسرے پر شک کرتا ہو تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا زیادہ دیر تک قائم رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اورنگ زیب کا عہد آنے تک مغل سلطنت کا سورج اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ کر اب ڈھلنے کی منزلوں پر آ گیا تھا۔ نہ صرف ہندو بلکہ کئی مسلم سردار بھی بغاوت پر آمادہ رہتے تھے اور انھیں بزور شمشیر ہی قابو میں کیا جا رہا تھا۔ لیکن یہ بھی اس بات کی علامت تھی کہ اب مغل سلطنت کی بنیادیں ہل رہی تھیں۔

گورو گوبند سنگھ کے حق میں ایک بات اور بھی فائدہ مند ثابت ہوئی وہ یہ کہ اس وقت اورنگ زیب دکن کی آزاد ریاستوں کو زیر کرنے میں الجھا ہوا تھا۔ اور ادھر مرہٹوں کی ابھرتی ہوئی طاقت کو دبانے کی کوشش میں تھا۔ پھر اسے اپنے کسی جرنیل پر اعتبار نہ تھا۔ اور اس قدر بدظن ہو چکا تھا کہ اسے پورا پورا یقین ہو چلا تھا کہ اگر وہ ذاتی طور پر خود نگرانی نہ کرے تو کوئی کام طے نہیں پا سکتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض اوقات وہ کئی کئی برسوں تک راجدھانی سے باہر رہا کرتا تھا اور اس لحاظ سے پنجاب کو ایک طرح سے اپنی کسی بھی سرگرمی کو کامیاب بنانے کا پورا پورا موقع مل گیا۔

۱۶۷۵ء میں جب مغل گورنمنٹ نے دلی میں گورو تیغ بہادر کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو پنجاب کو بچانے کی تمام تر ذمہ داری گورو گوبند سنگھ کے کندھوں پر آ پڑی۔ گورو گوبند سنگھ اس وقت بمشکل سن بلوغ کو پہنچ رہے تھے لہذا اپنے والد کے قتل کا بدلہ لینے کا سوال ہی ان کے لئے اس وقت تک پیدا نہ ہوتا تھا۔ شہید گورو تیغ بہادر دلی روانہ ہونے سے پہلے بالک گوبند کو گورو گدی پر بٹھا گئے تھے اور چاہے اس وقت گورو تیغ بہادر کی موت کا بدلہ لینے کا لوگوں کے دلوں میں لاکھ جذبہ تھا تاہم پندرہ برس کے بالک گوبند کے لئے دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے خلاف اعلان جنگ کر دینا سیاسی اور تاریخی نقطۂ نگاہ سے خودکشی ہی کے مترادف تھا۔ اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ بالک گوبند کے باپ اور دادا نے قریب قریب سات ہزار جوانوں پر مشتمل ایک فوج جمع

کر لی تھی لیکن یہ فوج منظم اور باقاعدہ نہ تھی۔ اور حالانکہ اس فوج نے تین بار شاہی فوجوں کو شکست دی تھی لیکن اب یہی کامیابیاں گوبند سنگھ کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہو رہی تھیں کیونکہ جو مغل حکومت اس وقت اچانک تین بار شکست کھا چکی تھی اب پوری طرح تیار اور چوکس تھی نرم مزاج شاہجہاں کی جگہ اب سنگدل اورنگ زیب نے تخت سنبھال لیا تھا۔ سکھوں کی یہ بے قاعدہ فوج زیادہ تر رضاکاروں اور باغیوں پر مشتمل تھی اور گورو گوبند سنگھ سے پہلے جو صلح اور مفاہمت کی پالیسی اپنائی گئی تھی اس سے سکھ فوج کا رہا سہا جنگی جذبہ بھی ختم ہو گیا تھا۔

ظاہر ہے کہ ہر ایک کام نئے سرے سے شروع کیا جانا تھا۔ بالک گوبند کا حال ایک عجب بے بسی کا تھا اورنگ زیب کی تانا شاہی کی بنا پر تمام تر پنجاب میں دہشت کا دَور دورہ تھا ایسے عالم میں یوں نظر آتا تھا کہ اگر بالک گوبند میدانوں میں آ کر قیام بھی کرنے کا ارادہ کرے تو اس کا انجام یقینی طور پر موت ہوگا۔ اس وقت ایک پہاڑی علاقے ہی ایسے بچ گئے تھے جہاں مغل طاقت کی زیادہ نہ چلتی تھی اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ مغل فوج دشوار ترین پہاڑی راستوں کے پیچ و خم سے قطعی ناواقف تھی۔ لہذا یہ علاقے ایک طرح سے قدرت کی طرف سے بنائے ہوئے تحفظی قلعوں کا کام دے رہے تھے۔

گورو گوبند سنگھ نے یہی مناسب سمجھا کہ اب فی الحال انہی قدرتی قلعوں میں بسیرا کیا جائے اور مناسب وقت آنے پر نہ صرف اپنے والد کی موت کا انتقام لیا جائے بلکہ کچلے ہوئے عوام کا بھی کلیان کیا جائے۔ بھارت ورش کی ان تمام عظیم ہستیوں نے جنگلات اور پہاڑوں ہی کی شرن لی ہے جنہوں نے تاریخ میں اپنا نام امر بنا دیا ہے ان عظیم ہستیوں نے پہاڑوں میں برسوں تک گھور تپسیا کی ہے خود آگہی کی منزل کو پانے کے لئے کٹھن ریاض کیا ہے اور اس طرح اپنے آپ کو جیت کر ساری دُنیا کو جیتا ہے۔

ہمالیہ کے پہاڑوں کے سکون میں بالک گوبند نے سب سے پہلے اپنے سدھار کا کام شروع کیا۔ بالک گوبند نے پٹنہ اور بنارس سے عظیم پنڈتوں کو بلایا۔ اور پنجاب سے فارسی کے عظیم سکالروں کو بلایا۔ اور ان سے علم حاصل کرنا شروع کیا

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ بالک گوبند کو ۵۲ سکالروں، پنڈتوں، عالموں اور شاعروں نے تعلیم دی شاعری کا فن بالک گوبند کو ورثے میں ملا تھا۔ اب اس نے تمام تر سنسکرت ادب کھنگال دیا۔ اور اپنے اظہار کے لئے ہندی شاعری کا سٹائل اپنایا۔

بالک گوبند نے مہا بھارت اور پُران ذہن نشین کر لئے تھے پُرانوں نے بالک گوبند کو از حد متاثر کیا تھا۔ خاص کر پُرانوں کی اس تعلیم نے بالک گوبند کے دل و دماغ کو بہت زیادہ متاثر کیا تھا کہ نیکی ہمیشہ بدی پر فتح پاتی ہے۔ اس کے لئے بالک گوبند کو لنکا کے راون پر مہاراج رام کی فتح، بھگوان کرشن کے ہاتھوں کنس کا انت۔ درگا ماتا کے ہاتھ راکھشش مہشاسُر کا بدھ، کی مثالیں بہت سبق آموز تھیں۔ ان کہانیوں نے بالک گوبند کے دل و دماغ میں یہ بات اچھی طرح بٹھا دی تھی کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جب بھگوان کرشن کو اپنے وعدے کے مطابق پاپیوں کا ناش کرنے کے لئے آنا ہوگا۔

اس طرح گورو گوبند سنگھ نے بیس برسوں تک ہمالیہ کے دامن میں گھور تپسیا کی۔ اور بالآخر وہ میدانِ عمل میں کُود پڑے لیکن اس وقت پنجاب کی حالت ایسی تھی کہ مغل سلطنت سے ٹکر لینے کے لئے ہندوؤں کی کوئی منظم طاقت موجود نہ تھی لہذا گورو گوبند سنگھ کو شیواجی مہاراج کی طرح بزور شمشیر سب کام کرنا تھا۔

اننگ پال کے زوال کے بعد پنجاب میں کوئی طاقتور رہنما نہ پیدا ہوا تھا۔ حالانکہ کچھ زمیندار ابھی بچے کھچے تھے اور وہ اپنے آپ کو راجہ بھی کہلواتے تھے۔ تاہم ان کی طاقت کوئی خاص قابل ذکر نہ تھی۔ لہذا گورو گوبند سنگھ

کو پہلا کام یہ کرنا تھا کہ پہاڑی ریاستوں کے چھوٹے چھوٹے راجاؤں کو متحد کرنا اور انھیں مغل سلطنت سے ٹکر لینے پر آمادہ کرنا۔ اس مقصد کے پیش نظر گورو نے ستلج اور جمنا کے درمیانی پہاڑی علاقوں میں تین اہم مقامات پر قلعے تعمیر کرائے۔ ان میں ایک قلعہ تو ناہن کے قریب بنوایا دوسرا آنند پور میں۔ اور تیسرا قلعہ روپڑ کے قریب چمکور صاحب میں بنوایا۔

بڑی مشکل سے آخر گورو گوبند سنگھ نے پہاڑی راجاؤں کو رام کیا۔ اور آخر جب وہ ان کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ تو ان سب نے فیصلہ کیا کہ وہ اورنگ زیب کو مزید سالانہ خراج ادا نہیں کریں گے۔ اس وقت اورنگ زیب دکن کی مہم میں مصروف تھا۔ لہذا کئی برسوں تک ان راجاؤں کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو سکی۔ لیکن جیسے ہی اورنگ زیب دلی واپس آیا تو اس نے ان راجاؤں کے خلاف میاں خان کی رہنمائی میں ایک زبردست فوجی مہم روانہ کی۔

نذون کے مقام پر ایک خونریز جنگ ہوئی اور شاہی فوجوں کو شکست فاش اٹھانا پڑی۔ اس شکست سے کانگڑہ کے گورنر دلاور خان کی رگِ حمیت پھڑک اٹھی اور اس نے اپنی پوری طاقت سے ان راجاؤں پر دھاوا بول دیا۔ اور ادھر اس نے اپنے بیٹے رستم خاں کو ایک زبردست فوجی کمک کے ساتھ گورو گوبند سنگھ کے خلاف روانہ کیا۔

رستم خاں نے آنند پور پہنچ کر خیمے ڈال دیئے اور ایک رات جب وہ خیمے کے باہر سو رہا تھا تو اتنی بھیانک بارش ہوئی کہ ایک پہاڑی نالے میں طغیانی آ گئی اور اس کی فوج کا کافی حصہ اس طغیانی میں بہہ گیا اس سے رستم خاں کی فوج میں افراتفری پھیل گئی اور رستم خاں کو ناکام واپس لوٹنا پڑا۔ آج تک اس پہاڑی نالے کو حمائتی نالہ کہا جاتا ہے۔

گورو گوبند سنگھ جی نے اصولوں کے لئے تلوار اٹھائی تھی اور جو لوگ اصول کے لئے لڑتے ہیں وہ اپنی جدوجہد کے انجام کی پرواہ نہیں کرتے۔

اگر گورو گوبند سنگھ جی مغل فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے تو اس کا مطلب ہوتا اصول پر ظلم کی فتح۔ لہذا گورو گوبند سنگھ نے اصول کا پرچم بلند رکھنے کے لئے مغل فوج سے ٹکر لینا قبول کیا تھا۔

گورو گوبند سنگھ!

شری خزان چند نسیم

دیکھی نہ گئی تجھ سے غلاموں کی تباہی! — اے سنت سپاہی
تاریخ وطن کی یہی دیتی ہے گواہی! — اے سنت سپاہی
بے جان سی چڑیوں سے عقابوں کو ہرایا — کیا سحر دکھایا
دشمن نے بھی تیری یہ کرامات سراہی — اے سنت سپاہی
کی تو نے عطا قوم کو وہ ہمتِ مرداں — مشکل ہوئی آساں
منزل پہ پہنچ ہی گئے بھٹکے ہوئے راہی! — اے سنت سپاہی
غیروں سے بھی کی تو نے بہرحال مروت — اے پیکرِ الفت
یعنی تیری فطرت میں نہ تھی تنگ نگاہی! — اے سنت سپاہی

تفریق من و تو سے الگ تھا تیرا دربار — کیا خوب تھی سرکار
یکساں تھی نگاہوں میں فقیری ہو کہ شاہی — اے سنت سپاہی
تیرا دلِ روشن تھا وہ عرفان کا مینار — ایمان کا مینار
دنیا سے مٹا دے جو گناہوں کی سیاہی — اے سنت سپاہی
کر دیتی ہے سرشار تری پریم کہانی — مستی کی ہے بانی
"ہر شبد" ہے اک میکدۂ عشق الٰہی! — اے سنت سپاہی
گنوائے نسیم اب ترے اوصاف کہاں تک — قاصر ہے زباں تک
خود تو نے بھی دنیا سے کبھی داد نہ چاہی — اے سنت سپاہی



SHRI GURU GOBIND SINGH

شری کاشی رام چاولہ لدھیانہ

اِس سنکٹ کال میں ہمارا فرض

اے صورِ حُبِ قومی اس خواب سے جگادے — بھولا ہوا افسانہ کانوں کو پھر سُنا دے
مُردہ طبیعتوں کی افسردگی مٹادے — اُٹھتے نہیں شرارے اس خاک سے دکھادے

چین نے دوستی کا دم بھر کر پنچ شیل کے معاہدے کر کے ہمارے ساتھ دغا کیا۔ متر گھات کیا۔ حد بندی کے جھگڑے کو بات چیت سے سلجھانے کا چکمہ دیکر ہمیں بے خبر رکھا بھلے آدمی کو سب بھلے دکھائی دیتے ہیں۔ ہمارے دل میں کوئی کھوٹ نہیں تھا۔ چین کے ساتھ ہمارے پُرانے تعلقات تھے ہمیں خواب و خیال تک نہ تھا کہ چین ایسے حالات میں اس قدر زوردار اور سفاکانہ حملہ ہم پر کر دے گا۔ ہمیں بات چیت سے حدود کی گتھی سلجھانے کے جھانسے دیتا رہا اور خود جنگ عظیم کی تیاری میں لگا رہا۔ ہم تو ساری دنیا کو امن چین سے خود جیو اور دوسروں کو جینے دو کے اصول پر رہکر اپنے اپنے ملک اقتصادی اور صنعتی ترقی کرنے کے منصوبے دے رہے تھے اور ہم نے ساری اپنی توجہ بھی اپنے ملک سے بھوک۔ بیماری۔ قحط سالی خشک سالی اور غریبی کو دور کرنے میں لگائی ہوئی تھی۔ پھر ہم نے کسی کا بُرا نہیں کیا تھا سب کے ساتھ بھلائی کرنے کی کوشش کی تھی کسی کے ملک کا ایک انچ تک زمین لینے کا خیال بھی نہ کیا تھا ہمیں یہ یقین تھا کہ جب ہم نہ کسی کا کچھ ہتھیانا چاہتے ہیں نہ کسی سے ہمیں دشمنی یا نفرت ہے نہ ہم کسی کی بُرائی کرنے کے درپے ہیں تو ہمیں بالکل بے فکری سے اپنے ملک کی بہبودی اور خوشحالی کے کاموں میں مصروف رہنا چاہیئے ہمیں وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ بھائی بھائی کی رٹ لگانے والے اور کر بھلا ہو بھلا کے اصول کے ماننے والے دونوں ملکوں کے آباؤ اجداد کے لئے ایسا موقعہ بھی آئے گا کہ وہ ایک دوسرے کے گلے کاٹنے شروع کر دیں گے اور شمشیر کے زور سے ملک گیری کی ہوس میں پڑ کر بھائی بھائی کا ناطہ بتلانے والا ایک ملک دوسرے ملک پر اس طرح کا سفاکانہ اور غاصبانہ حملہ بالکل بے خبری میں کر دے گا سچ کہا ہے کہ سانپ کو حملہ کرنا ہوتا ہے تو وہ پہلے پھنکار لگا کر خبردار کرتا ہے شیر بھی غرا کر چیتاؤنی دیتا ہے۔ ہاں کتا ایک ایسا جانور ہے جو خاموشی سے انسان کی ٹانگوں پر لپک پڑتا ہے۔ یا وہ کتے کی خو کا انسان ہے جو اس طرح بے خبری سے دوسرے پر ٹوٹ پڑتا ہے۔

ہمیں کچھ اندیشہ تھا تو پاکستان سے تھا کیونکہ وہ علی الاعلان ہم کو دشمن نمبر ایک کہتا تھا ہمارے ساتھ جنگ نہ کرنے کا عہد کرنے کو بھی تیار نہ تھا۔ سرحد پر فوجوں کا اجتماع کرتا رہتا تھا غیر ملکوں سے فوجی سامان کی بے اندازہ امداد لیتا رہتا تھا اور پاکستان کے لیڈر اور ان کا پریس جنگ کی دھمکیاں بھی دیتے رہتے تھے لیکن چین کی طرف سے تو اس قسم کی بے حیائی۔ بے شرمی اور کمینی حرکت کا خیال تک بھی ہمارے دماغ میں نہ آیا تھا۔

مگر خیر اب ان باتوں کے کہنے سے تو کوئی خاص لابھ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی ان باتوں کے کہنے سے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے کہ ہماری سرکار بہت غافل رہی اس نے کوئی تیاری نہیں کی۔ سابق وزیر دفاع نیک نیت نہیں تھا اس نے بجٹ میں روپیہ رکھے جانے پر بھی سامانِ جنگ نہیں بنایا شانتی شانتی کا پاٹھ پڑھتے رہے۔ ان کا محکمہ سراغرسانی کمزور تھا کچھ حد تک تو میں نے ان باتوں کا جواب اوپر دے دیا ہے اور یہی بات ہمارے وزیر اعظم شری نہرو جی اور پردھان ڈاکٹر رادھا کرشن جی کہہ

چکے ہیں کہ ہم دھوکہ میں آگئے۔ لیکن اگر یہ بات بفرض محال تسلیم بھی کر لی جائے کہ گورنمنٹ نے غفلت اور لاپرواہی سے کام لیا ہے تو بھی ان باتوں کو دُہرانے سے اور الزام تراشی سے تو یہ بلا ٹل نہیں سکتی ایک کتے نے اچانک حملہ کر دیا ہے اور ہمیں زخمی کر ڈالا ہے ہمیں تو اب یہ سوچنا ہے کہ جس علاقہ پر اس نے ناجائز قبضہ جما لیا ہے وہ اس سے کس طرح سے واپس لیا جائے اور پھر اپنے ملک کو کس ڈھنگ سے ایسا مضبوط بنایا جائے کہ پھر کسی کو ادھر آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کا حوصلہ نہ ہو۔ صلح صفائی کرانے کے لئے کئی دوست ممالک کوشش کر رہے ہیں ممکن ہے کچھ عارضی طور پر جنگ بندی کا بھی وہ انتظام کر دیں یا کچھ غصب شدہ علاقہ بھی چھڑوا دیں تاہم یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ کتا اپنی خصلت اور خو نہیں چھوڑ سکتا اس لئے اب ہمیں غافل کسی صورت میں بھی نہ رہنا چاہیئے۔

ہمارا ملک امن پسند ہے۔ ہماری سنسکرتی امن پسندی کی ہے۔ مہاتما گاندھی نے امن کو قائم رکھتے ہوئے اور امن پسندی کی نیتی پر عمل کرتے ہوئے ہی صدیوں سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے بھارت کو آزاد کرا لیا۔ لیکن مہاتما گاندھی کا اپنا فرمان تھا کہ امن پسندی اور اہنسا کے اصول پر بزدل اور کمزور آدمی کا غافل ہونا تو قدرتی بات ہے لیکن ایسا آدمی ان اصولوں پر عمل کر کے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ یہ نیتی اسی صورت میں مفید اور کامیاب ہو سکتی ہے کہ جب انسان طاقتور ہو اور دلیر ہو اور اپنی حفاظت کرنے کے قابل ہو ظلم کا مقابلہ اور سامنا کر سکتا ہو۔ اسی انسان کو یہ نیتی شوبھا بھی دیتی ہے اس کی شان کو بھی بڑھاتی ہے اور اس کے لئے مفید بھی ہو سکتی ہے۔ مہابھارت کا اتہاس بھی ہم کو یہی بات سکھاتا ہے۔ شری کرشن کو اپنی طاقت پر پورا بھروسہ تھا پھر بھی وہ صلح کلی سے بھائیوں بھائیوں کا جھگڑا نپٹانا چاہتے تھے۔ وہ خود بھی دُوت بن کر گئے لیکن جب دریودھن نے کہا کہ وہ سُوئی کے ناکے کے برابر بھی زمین دینے کو تیار نہیں تب شری کرشن جی نے کہا کہ اب ساری زمین چھڑائی جائیگی۔ حقدار کو اس کا حق ضرور ملیگا چنانچہ بے شمار اور بے اندازہ مالی اور جانی نقصان ہوا لیکن ظلم اور بدطینتی کو برداشت نہیں کیا گیا اور انجام کار ظلم کی جڑ کو اکھاڑ دیا گیا۔ بالکل ہمیں بھی ویسا ہی کرنا ہوگا اب غور کرنے والی یہ بات ہے کہ یہ ہو کیسے۔

ایسے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے جہاں فوج کی اور ہتھیاروں کی ضرورت ہوتی ہے وہاں لوگوں کی یک جہتی اور فرض شناسی بھی اتنی ہی لازمی ہوتی ہے جہاں تک فوج اور ہتھیاروں کا تعلق ہے ہماری سرکار اس کے متعلق اپنی پوری کوشش کر رہی ہے۔ پارلیمنٹ کے لوگ سرکار کو اس کے متعلق ضروری سجھاؤ اور مشورے دے رہے ہیں ہم نے تو ملک کے اندرونی حالات کو درست رکھنا ہے۔ چین کو حملہ کرتے وقت غالباً یہ بھی خیال تھا کہ چونکہ بھارتی لوگ اپنی پھوٹ کے لئے تو مشہور ہیں ہی۔ اب بھی دل بندیاں اور کئی قسم کے زبان اور صوبائی جھگڑے چل رہے ہیں ادھر حملہ ہوگا اُدھر لوگ بگڑ اٹھیں گے۔ اندرونی کھلبلی ہو جانے پر اسے جنگ کی منزلیں مارتے دیر نہ لگے گی۔ لیکن چین حیران رہ گیا کہ آن کی آن میں بھارتی لوگوں نے اپنے سب تفرقات ختم کر دیئے۔ سب جھگڑے بند کر دیئے اور ایک جان ہو کر غاصب کے حملہ کو ناکام بنانے کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ چین کی لڑائی بند کرنے کی بہت سی وجوہات خیال کی جاتی ہیں لیکن ایک یہ بھی ضرور ہے کہ ملک کی اندرونی یک جہتی کو دیکھ کر اس کے ناپاک ارادوں پر پانی پھر گیا۔ اب ملک کی ضرورت یہ ہے کہ :-

۱- جو یک جہتی بنی ہے وہ قائم رہے۔ تفرقہ ڈالنے والی کوئی بات نہ اٹھنے دی جائے۔

۲- جو فرد یا جو فرقہ تفرقہ اندازی کی کسی بھی طرح اور کسی بھی شکل میں کوشش کرے اسے اوّل پیار سے اور پھر برادرانہ زور سے باز رکھا جائے۔

۳- ہر ایک شخص یہ تہیہ کرے کہ میں پوری نیک نیتی سے اپنا فرض نباہ رہا ہوں گا اور ادائیگی فرض میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔

۴- ہر ایک شخص اپنے دل میں صدق دلی سے یہ وشواس رکھے کہ جیت ہماری ہوگی اور اس پاک رشی بھومی پر

کوئی غلیظ پیر نہیں رکھ سکیگا۔
۵۔ ہر ایک شخص ملک کے فائدہ کو اپنی ذاتی غرض پر ترجیح دے۔ خود غرضی کو نزدیک نہ آنے دے۔
۶۔ جس قدر بھی زیادہ سے زیادہ روپیہ اور سونا سے مدد کی جاسکے کی جائے۔
۷۔ ناجائز منافع خوری اور چور بازاری نہ کرنے کا عہد لیا جائے۔ اور ایسا کرنے والوں کو دشمنِ ملک سمجھا جائے۔
۸۔ غلط افواہیں بالکل نہ پھیلائی جائیں۔ اگر کوئی افواہ سنی جائے تو اس کی تردید کی جائے۔
۹۔ ٹیکسوں کے دینے میں چوری کی جائے نہ دیر۔ جس جس کی طرف جو بقایا ٹیکس ہے وہ فوراً ادا کیا جائے
۱۰۔ سرکاری ملازمان رشوت خوری سے پرہیز کریں۔ لوگوں کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھیں۔
۱۱۔ قیمتوں میں جہاں سرکار اضافہ نہ ہونے دے وہاں لوگ خود بھی اس بارہ میں محتاط رہیں۔
۱۲۔ شرارت پسند عنصر کا خیال رکھا جائے۔ غداروں کی اطلاع مقامی حاکمان کو دی جائے۔
۱۳۔ باہمی میل ملاپ اور رفاقت قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔
۱۴۔ سرکار کو طعنہ زدگی یا ان کے سابق رویہ کے متعلق نقطہ چینی سے گریز کیا جائے۔
۱۵۔ کوئی ٹھوس تجاویز دشمن کو پسپا کرنے اور ملک کو اوپر اٹھانے کی اگر سوچیں تو وہ ضرور گورنمنٹ کو پہنچائی جائیں۔
۱۶۔ جو نوجوان فوج کے جس بھی صیغہ میں خدمت کرنے کے قابل ہوں اس میں بھرتی ہو جائیں۔ والدین اور باقی رشتہ داران کو ہر طرح کا حوصلہ دیں۔
۱۷۔ جو جوان فوج میں گئے ہوئے ہیں ان کے پریواروں کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دی جائے۔ بے شک سرکار بھی اس کے متعلق مناسب انتظامات کر رہی ہے لیکن ہم لوگوں کا فرض اس سے بھی زیادہ ہے اور ان کی حقیقی خدمت ہم لوگ ہی کر سکتے ہیں۔
۱۸۔ شادیوں اور دیگر رسوم میں فضول خرچی نہ کی جائے۔
۱۹۔ افسر لوگ ٹی پارٹی اور ڈنر وغیرہ لینے سے انکار کر دیں اور وہی روپیہ امدادی فنڈ میں دے دیا جائے۔
۲۰۔ جہاں بھی کچھ لوگ مل کر بیٹھیں یہی سوچیں کہ ہم اپنی آزادی کو کس طرح سے برقرار رکھ سکتے ہیں۔
۲۱۔ سرکار کی غیر ملکی نیتی پر بلا سوچے سمجھے کوئی نقطہ چینی نہ کی جائے۔
۲۲۔ اخبارات اور رسائل لوگوں میں جوش اور حوصلہ بھرنے والے مضامین چھاپیں۔ مصنف لوگ بھی ایسی کتابیں لکھیں اور شاعر لوگ ایسی نظمیں تیار کریں جو عوام میں ہمت اور دلیری بڑھانے والی ہوں۔
۲۳۔ تمام گھریلو اخراجات میں بھی کفایت سے کام لیا جائے اور جو کچھ بچایا جاسکے وہ امدادی فنڈ میں دیا جائے۔
۲۴۔ ہر مرد و زن جہاں خود اپنے ملک کی فتح کا یقین رکھے وہاں دوسروں کو بھی دلائے اور اپنی پوجا۔ نماز یا پراتھنا میں بھگوان سے بھی سچائی کی فتح اور باطل کی شکست کی دعا پوری صدق دلی اور عقیدت سے کی جائے۔ میں خود جیوتشی تو نہیں لیکن مجھے اپنے ملک کی فتح کے متعلق ایک فی صدی بھی شک نہیں۔ اس دغا فریب اور مترگھات کی وجہ سے چین کا منہ کالا ہوگا وہ لازمی طور پر ہمارے دیکھتے دیکھتے ذلیل و خوار ہوگا۔ آخر میں پھر یہی عرض کرتا ہوں کہ پرمیشور اسی کی مدد کرتے ہیں جو خود اپنی مدد کرتے ہیں۔ نکما آدمی ہو یا قوم اس کی بربادی ایک لازمی امر ہے۔ اسی لئے کہتا ہوں کہ اٹھو اور خبردار رہتے ہوئے آگے قدم بڑھاتے جاؤ۔ بھگوان ہمارے ساتھ ہیں۔

اوم شم

از قلم:- لوکناتھ دل سبھاش نگر دہلی۔

ہندی جوان سے!

ایک مدت سے ہمالہ ہے ہمارا پاسباں! اس کے دم سے ہی ہے قایم عظمتِ ہندوستاں
اس کے سینے پر بھی دشمن نے چلائیں گولیاں! اب تو جاگ اے خواب میں سوئے ہوئے ہندی جواں

تیرے شانوں پہ ہے سر اور سر میں ہے عظمتِ ہند
تیرے سینے میں ہے دل اور دل میں ہے غیرتِ ہند

بجلیوں کی چھاؤں میں بھی مسکرا سکتا ہے تو خنجروں کے ساز پر بھی گیت گا سکتا ہے تو
موت کی دیوی سے بھی پنجہ لڑا سکتا ہے تو دشمنوں کی چھاؤنی پہ جا کے چھا سکتا ہے تو

ٹوٹ سکتا ہے لچک لیکن تو کھا سکتا نہیں
سر کٹا سکتا ہے تو! سر کو جھکا سکتا نہیں

یاد کر وہ عہدِ ماضی کی سنہری داستاں یاد کر وہ آگ کے طوفان اور وہ بجلیاں
سر پہ تیرے خود سجتا ہاتھ میں تیغ و سناں زیب دیتا تھا بدن پہ ذرہ بکتر ضو فشاں

نشہ آجاتا تھا اکثر چاند ماری میں تجھے
وجد آجاتا تھا اکثر گولہ باری میں تجھے

گونج اٹھتے تھے ترے نعروں سے ساتوں آسماں تیرے پاؤں کے دھماکوں سے لرزتا تھا جہاں
گرز تیرا پیس کے رکھ دیتا تھا کوہِ گراں رعد کی مانند کڑکتی تھی تری بانکی کماں

تیری تیغوں کی زباں میں آگ تھی شعلہ فشاں
تیرے بھالوں کے دہن میں موت تھی خود حکمراں

یاد کر وہ دھنش اور وہ بان راجہ رام کا یاد کر وہ خونی منظر لنکا کے انجام کا
یاد کر چلنا سدرشن چکر سندر شیام کا یاد کر کورو کشیتر کی صبح کا رنگ اور شام کا

یاد کر وہ کوندتی سی تیغ کی جھنکار کو
یاد کر پھر آگ برساتے ہوئے سوفار کو

یاد کر وہ دبدبہ ارجن کے تیر کا!! یاد کر وہ گرز چلتا بھیم سے تن ویر کا
یاد کر چلنا نکل شہد پر کی شمشیر کا یاد کر وہ جوش کنتی کے ابلتے شیر کا

یاد کر بھیشم کی درونا چاریہ کی تلوار کو
یاد کر ابھیمنیو کے یودھا کمال کے وار کو

یاد کر پرتاپ کے بھالے کی تیکھی دھار کو یاد کر پھر شواجی کی تیغ جوہر دار کو
یاد کر چوہان کے پھر تیرِ آتش بار کو یاد کر گوبند سنگھ کی خونفشاں تلوار کو

یاد کر بندے کا کھنڈا۔ سانگا وہ سنگرام کا
یاد کر وہ دبدبہ اور رعب اُنکے نام کا

چومتے تھے جو کبھی ہنس ہنس کے شمشیروں کا منہ دیکھتے تھے صبح سے جو شام تک تیروں کے منہ
جلوہ بار ہوتے تھے بجلی کی طرح ویروں کے منہ پھیر دیتے تھے جو خود ہمت سے تقدیروں کے منہ

اُنکی تو اولاد ہے اُٹھ آج گردن تان کر
زندہ رہنے کیلئے پیدا نئے ساماں کر

بجلیوں کی آب پنہاں تھی تری شمشیر میں موت کی دیوی تھی جلوہ بار تیرے تیر میں
معجزے پنہاں تھے حسنِ صورتِ تدبیر میں کیا شجاعت تھی پلائی ماں نے تجھکو شیر میں

موت بنکر صفوں پہ سایہ فگن ہوتا رہا!
گرمیٔ برقِ تپاں پہ خندہ زن ہوتا رہا!

کھیلتا تھا شاد ہو کر سُرخ انگاروں میں تو! کھیلتا تھا دشمنوں کے خون کی دھاروں میں تو
چین پاتا تھا چمکتی تیز تلواروں میں تو! چین پاتا تھا برستے تیز سوناروں میں تو

آج بھی تو جھوم اے دل! گولیوں کی چھاؤں میں
ٹوٹیں گے لاکھوں سرِ مغرور تیرے پاؤں میں!

ہند کی آغوش میں ہی ہوش آیا ہے تجھے!! ہند کے پیڑوں نے ہی جھولا جھلایا ہے تجھے
ہند کی ہر شام نے آکر سُلایا ہے تجھے!! ہند کی ہر صبح نے گا کر جگایا ہے تجھے

ہند کے پھولوں نے خوشبو میں بسایا ہے تجھے
سرزمینِ ہند نے انساں بنایا ہے تجھے

مادرِ ہندی کا دامن چاک اب ہونے نہ دے غیر کے قدموں سے یہ ناپاک اب ہونے نہ دے
چشمِ مادر اے جواں! غمناک اب ہونے نہ دے دلِ مادر اے جواں! غمناک اب ہونے نہ دے

پیدا اپنے بازوؤں میں قوتِ فولاد کر
جو مٹانا چاہیں تجھ کو اُنکو تو برباد کر

نوجواں تو وقت پہ کچھ کر کے دکھلاتے بھی ہیں آگ بنتے ہی نہیں ہیں۔ آگ برساتے بھی ہیں!
ہنستے ہنستے موت کو چھاتی سے لپٹاتے بھی ہیں موت بنکر دشمنوں کی صف پہ چھا جاتے بھی ہیں!

پاؤں سے سرِ حوادث چُور کر دیتے ہیں وہ
مہر بن کر تیرگی کو دُور کر دیتے ہیں وہ

اس لئے اب تجھ کو زہری مار ہونا چاہیئے لوہا لینے کے لئے تیار ہونا چاہیئے کمر کو
شیر ہے تو! خواب سے بیدار ہونا چاہیئے چینیوں کے وار سے ہشیار ہونا چاہیئے

اب تجھے اک آہنی دیوار ہونا چاہیئے
ڈھال ہونا چاہیئے تلوار ہونا چاہیئے

گڈوں سے جی بھر کے کھیلا - آج کچھ غاروں سے کھیل ۔ برچھیوں سے بھالوں سے تیروں سے تلواروں سے کھیل
دشمنوں کے خون کی بہتی ہوئی دھاروں سے کھیل ۔ رائیفلوں سے۔ توپوں سے ٹینکوں سے طیاروں سے کھیل
زندگی جدوجہد وکشمکش کا نام ہے
آگے آگے بڑھتے جانا نوجواں کا کام ہے

گولیاں ختم ہوگئیں پھر بھی لڑتا رہا کئی چینی ہلاک اور زخمی کردیئے!!

لڑتے لڑتے پکڑا گیا مگر دشمن کے قبضہ سے بچ نکلا - ہندوستانی سپاہی کی لامثال بہادری کہ

نئی دہلی ۱۳ر اکتوبر:- لداخ میں ہندوستانی فوج کے شاہد نے ۱۲ر اکتوبر کو جھیل پان گانگ کے علاقہ میں ہندوستانی چوکی پر چینیوں کے اچانک حملہ کے بعد ایک ہندوستانی سپاہی تلسی رام تھاپا کی گرفتاری اور چینیوں کے قبضہ سے بچکر دو دن کے بعد اپنے فوجی دستہ سے آملنے کی پُرشجاعت کہانی ارسال کی ہے واقعات یوں بیان کیے جاتے ہیں کہ ۱۲ر اکتوبر کو صبح سویرے چینیوں نے توپ خانہ اور مارٹر توپوں کے ساتھ ہندوستانی چوکی پر حملہ کیا مگر اُس چوکی پر قبضہ نہ کرسکے۔ چینی ٹینک لے آئے اور اُنھوں نے چوکی کو تہ و بالا کردیا۔ حملہ چند گھنٹے تک جاری رہا۔ رائفل مین تھاپا مورچے پر ڈٹا رہا۔ اُس کی گولیاں ختم ہوگئیں تو اس نے دست بدست لڑائی شروع کردی کئی چینیوں کو ہلاک اور زخمی کرنے کے بعد وہ پکڑا گیا۔ چھ چینی اُسے نہتا کرکے اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف لے گئے پہاڑی پر چڑھائی کے وقت تھاپا چینیوں کو جل دے کر بچ نکلا۔ اس نے رات ایک نالے میں بسر کی اور پھر رینگ کر پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ دن کو وہ چٹانوں کے پیچھے چھپا رہتا۔ پانی اور خوراک کے بغیر دو دن کی طویل مسافت کے بعد اُسے ایک ہندوستانی فوجی دستہ نظر آیا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ ہلاتا ہوا ساتھیوں سے آملا۔

از شری دین دیال کامل بلند شہری

زردارو! سونا دو!

نہ مندر میں نہ گرجا میں نہ گوردواروں کے سایہ میں ۔ وطن کا کیرتن ہے آج بمباروں کے سایہ میں
تمہاری عمر تو آرام سے کٹتی ہے بنگلوں میں ۔ سپاہی دیش کے جیتے ہیں تلواروں کے سایہ میں
تمھیں معلوم کیا وہ کس طرح سے کاٹتے ہیں دن ۔ بنوں میں جنگلوں میں اور کہساروں کے سایہ میں
نہ اُن کو کچھ خبر گھر کی نہ اپنے بال بچوں کی ۔ لگائے بیٹھے ہیں ڈیرا جو انگاروں کے سایہ میں
یہ پروانے ہیں جو شمع وطن پر جان دیتے ہیں ۔ بہاتے ہیں لہو چینی ستمگاروں کے سایہ میں
تمہارا فرض کچھ ان کے لئے ہے اور وہ کیا ہے ۔ کبھی سوچا ہے یہ کوٹھی کی دیواروں کے سایہ میں
شہیدوں کے لہو سے ہڈیوں سے تول دو سونا
وطن والو- وطن کی آبرو پر رول دو سونا

ہوائی حملوں سے بچاؤ!

ہوائی حملوں سے بچاؤ کے لئے ہدایات کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ ہوائی حملہ کے بارے میں اطلاع بھونپوؤں کے ذریعے دی جائے گی۔

جب لوگ کسی کھلی جگہ پر ہوں اور وہ کسی پناہ گاہ میں داخل نہ ہو سکیں تو انھیں چاہیئے کہ وہ کسی دیوار کے پیچھے لیٹ جائیں یا گہرے گڑھے میں اتر جائیں۔ (۲) جب آپ زمین کی طرف منہ کر کے لیٹیں تو اپنے جبڑوں کے درمیان کوئی پین، پنسل یا تہ کیا ہوا رومال رکھنا نہ بھولیں تاکہ آپ کی زبان پر کوئی زخم نہ ہونے پائے۔ نہ ہی آپکے جبڑوں یا دانتوں کو کوئی چوٹ پہنچنے پائے۔ (۳) اپنی کہنیوں کے بل لیٹ جائیں۔ اپنی چھاتی کو زمین سے نہ چھونے دیں۔ ورنہ آپ کے جسم کے نازک اعضا اور پسلیوں کے لئے خطرہ ہوگا۔ (۴) اپنی آنکھوں کی حفاظت کے بارے میں یقین کرنے کے لئے آسمان کی طرف نہ دیکھیں۔

(۵) اپنے کانوں میں روئی۔ اون یا انگلیاں دے لیں (۶) بے مقصد گھبرا کر ادھر ادھر نہ دوڑتے پھریں کسی نالے میں یا کسی جھاڑی کے پیچھے پناہ لیں اور اپنا منہ نیچے کو رکھیں۔ (۷) کسی گھاس کے گٹھے یا خشک فصل والے کھیت میں پناہ نہ لیں۔ وہاں دشمن کے بم گرانے کا احتمال ہوگا۔

(۸) **گھر پر:۔** اگر آپ اپنے مکان کی پہلی یا دوسری منزل پر ہیں تو نیچے فرش پر آ جائیے کیونکہ وہاں سے آپ زیادہ محفوظ اور آسان تر طور پر اپنا بچاؤ کر سکیں گے (۹) اگر آپ کا مکان کافی مضبوط نہیں تو خندقیں کھودیں۔ جو آپ کے مکان کی اونچائی سے نصف کے فاصلہ پر ہوں۔ وہاں پناہ لے لیں (۱۰) مکان کے نیچے کی منزل کے دروازے بند نہیں رکھنے چاہئیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص جسے پناہ لینے کی ضرورت ہے آپ کے مکان پر آئے مگر آپ کے دروازے بند ہونے کے کارن اسے پناہ نہ مل سکے۔ اور وہ ہوائی حملہ کے کارن موت سے ہمکنار ہو جائے۔

(۱۱) اپنے مکان کے دروازوں اور کھڑکیوں میں سے باہر مت جھانکیے۔ ورنہ دشمن کے گرائے ہوئے بم کے ٹکڑے جو فضا میں اڑ رہے ہوں گے آپ پر پڑنے کا احتمال رہے گا۔

(۱۲) اپنے ہاں بجلی کا مین بند کر دیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کا مکان گر پڑنے کی صورت میں بجلی کی کار آمد تاریں آپکے لئے نقصان کا باعث بن جائیں۔ (۱۳) اگر ہوائی حملہ کا الارم رات کو ملے تو اپنے گھر میں بجلی کے تمام بلب فی الفور بجھا دیں اور ہر جگہ کی آگ بھی بجھا دیں۔ کیونکہ گرائے گئے بم کے ٹکڑے اس آگ کو پھیلانے کا کارن بن سکتے ہیں اور آپ کی معمولی سی لاپروائی آپ کے لئے شدید نقصان کا باعث ہو سکتی ہے

بازار میں ہوں تو (۱۴) کسی بازار یا سڑک پر اکٹھے نہ ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ دشمن آپ کو اپنی مشین گن کا نشانہ بنا دے (۱۵) فی الفور کسی نزدیکی عمارت میں گھس جائیں کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ آدھے لوگ ہوائی حملہ ہونے پر سڑکوں اور بازاروں میں مر گئے جو کہ کسی ایک مقام پر جمع تھے۔ (۱۶) اپنے آپ کو اس بات کا عادی بنا لو کہ جب بھی ہوائی حملہ کا الارم ہو تو فی الفور کہیں چھپ جائیں اور یہ کام دو منٹ بلکہ دو سیکنڈ میں ہو سکتا ہے

جب آپ کار میں بیٹھے ہوں:۔ فرض کیجیئے آپ کسی کار میں سوار ہیں۔ آپ جہاں کہیں بھی ہیں جتنی جلدی ہو سکے گھر پہنچ جائیں اور اپنی کار کو گیرج میں بند کر دیں اگر اس جگہ یا آس پاس بم گرے تو آپ کی کار میں جو پٹرول ہے وہ بھاری خطرہ کا باعث ہو سکتا ہے۔ اگر آپ گھر نہیں پہنچ سکتے تو اپنی کار پٹڑی کے قریب کھڑی کر دیں۔ یا اپنے بائیں ہاتھ کسی درخت کے نیچے کار کے تمام شیشے بند کر دیں۔ مگر کار کو کسی فسٹ ایڈ چوکی کے قریب کھڑا نہ

کریں نہ ہی کسی فائر سٹیشن کے پاس ۔ اس کے علاوہ اے ۔ آر ۔ پی ڈپو ۔ وارڈن پوسٹ یا پانی کے نل کے قریب بھی کار کو کھڑا نہ کریں ۔ چابیاں کار کے اندر ہی چھوڑ دیں ۔ ہنگامی صورت حالات میں یہ بہت مفید رہے گا ۔ آپ صرف اپنے آپ کو چھپا لیں رات کو اپنی کار کی تمام بتیاں گل کر دیں جب آپ سینما ہال میں ہوں تو سینما ہال سے باہر نہ جائیں اس وقت آپ منتظمان سینما کی ہدایا پر عمل کریں ۔ جب آپ ریل گاڑی میں ہوں تو کھڑکیوں کے شٹر چڑھا دیں ۔ رات کو تمام بتیاں گل کر دیں ۔ ریل کے ڈبے کی سیٹوں کے نیچے چھپ جائیں اور گارڈ کی ہدایات کو عمل میں لائیں ۔

تانگہ یا رکھشا میں سوار ہونے کی حالت میں آپ تانگے رکھشا کو سڑک سے پرے کھڑا کر دیں ۔ اسے ہرگز ہرگز کسی اے ۔ آر ۔ پی چوکی کے پاس کھڑا نہ کریں ۔ گھوڑے کو کھول دیں اور اسے کسی درخت سے باندھ دیں ۔ ورنہ کھلا رہنے کے کارن وہ ادھر اُدھر دوڑتا پھرے گا اور لوگوں میں ہراس پھیلے گا ۔ آپ اپنے آپ کو کہیں چھپا لیں ۔ حیوانات کا بچاؤ ۔ حیوانات کو اصطبلوں میں باندھا جائے نہ کسی مویشی خانہ میں ۔

کیا چین نے سمجھا ہے

از قلم :- شری ہری چند خوشدل ایم اے بی ٹی

کیا چین نے سمجھا ہے کیا چین نے جانا ہے
بھارت کے جوانوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

اولاد ہیں شیروں کی سنتان ہیں ویروں کی !
یہ چینی درندوں کو اب ہم نے بتانا ہے

لداخ سے تبت سے کتوں کو بھگا دینگے
چھٹی کا انھیں دودھ اب یاد دلانا ہے

ایوب کی بھبکی کی پرواہ نہیں ہم کو
کشمیر کا قصہ تو ۔ اک قصہ پرانا ہے

بھارت کے علاقوں سے ملیچھوں کو نکالیں گے
اِن چینی درندوں کا جہنم میں ٹھکانا ہے

تلوار و نکی چھاؤں میں کھیلا کئے برسوں
اب قوت بازو سے دشمن کو مٹانا ہے

ناپاک ارادے ہیں اِن چینی درندوں کے
شیطان کے ارادوں کو مٹی میں ملانا ہے

سر پھوڑیگا پتھر سے ٹکرایا جو بھارت سے
دشمن کو فنا کرنا ہی قومی ترانہ ہے

خوشدل ہے قسم ہم کو بھارت کے شہیدوں کی
بھارت کے ترنگے کے گورو کو بڑھانا ہے



Maharani DURGA VATI

رانی درگاوتی

دھرم اور کرم کی قربانگاہ پر نثار ہونے والی ویرانگنا

وہ سندر ـــ بڑی ہی سندر تھی۔ اس کی سندرتا ـــ خوبصورتی میں ایشوری تیج اور علوی رعب و جلال تھا۔ وہ پاکبازی میں ستی ساوتری میں اور بھگوتی سیتا کی اوتار جان پڑتی تھی وہ رانی تھی ـــ ایک بیوہ رانی۔ جب راج سنگھاسن پر بیٹھتی تھی تو شری لکشمی اور سرسوتی دیوی کا ہی سروپ معلوم دیتی تھی۔ سلطنت کے نظام و دیگر کاروبار میں اتنی قابل تھی کہ اُسے راج نیتی کی مجسم تصویر کہنا بیجا نہیں۔ رعایا کے دکھوں کو دور کرنے اور غریبوں کی امداد اور غمگساری کرنے میں وہ مہر و کرم یا دیا کا بھنڈار تھی۔ آزادی کی پتلی اور کرم ویرتا کی سجیو مورتی تھی۔ جب وہ اپنے پھرتیلے اور برق رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر دونوں ہاتھوں میں بجلی کی مانند چمکتی اور تڑپتی ہوئی تلواریں لئے ہوئے میدانِ جنگ میں سنگھنی کی طرح گرجتی تھی تو ساکشات رن چنڈی سنگھ واہنی، دُشٹ دلنی دُرگا دکھائی پڑتی تھی۔ غرضیکہ بُدھی بل و دیگر تمام اخلاقی طاقتیں اور جسمانی شکتیاں جب انسانی سانچے میں ڈھل کر اس کا روپ اختیار کئے ہوئے تھیں۔ اس کا نام تھا درگاوتی۔

درگاوتی مہاراجیہ کے ایک کشتری راجہ چندن کی سپتری تھی۔ وہ بڑی نیک نہاد تجسوی اور مستقل مزاج لڑکی تھی۔ راجکماری درگاوتی جب جوان ہوئی تو اُس کے پتا راجہ چندن کو اُس کے بیاہ کرنے کا فکر ہوا۔ انہوں نے سوئمبر کا اہتمام کیا۔ ایک مقررہ دن تک شہر کے باہر ایک وسیع میدان میں عالیشان خیمہ نصب کیا گیا۔ اور دیگر سوئمبر کے تمام انتظامات بھی مکمل ہو گئے۔ ہندوستان کی تمام ریاستوں کے راجے مہاراجے جو مدعو کئے گئے تھے آ گئے۔ سوئمبر کے پنڈال میں اپنی اپنی نشستوں پر براجمان ہو گئے۔ لیکن گڑھ منڈلا کے بہادر راجہ دلیپ رائے سے راجہ چندن کی دلی کدورت تھی۔ اس لئے اُسے بلایا نہیں گیا تھا۔ یہاں اس بات کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ راجکماری درگاوتی سوئمبر سے کچھ عرصہ پیشتر راجہ دلیپ رائے کی بہادری۔ دیش بھگتی اور دھرم ویرتا کے قصے ہی نہ سُن چکی تھی۔ بلکہ ایک دفعہ اُسے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ چکی تھی۔ جبکہ وہ اُن کے شاہی باغ میں چند گھنٹے آرام کی غرض سے ٹھہرا تھا۔ چنانچہ درگاوتی اسی دن سے سنکلپ دوارا اُسے اپنا پتی بنا چکی تھی۔ اب وہ سوئمبر میں بھی اُسی کے گلے میں جے مالا ڈال کر دیش اور کشتری دھرم کے مطابق اپنا پتی مقرر کرنا چاہتی تھی مگر اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ اُس کے پتا راجہ دلیپ رائے سے دلی رنجش رکھتے ہیں اور اسی لئے اُسے سوئمبر میں مدعو نہیں کیا گیا۔

جب تمام راجہ مہاراجہ ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ جلوہ افروز ہو گئے تو راجکماری درگاوتی کو بُلایا گیا۔ راجکماری جے مالا لے کر سارے پنڈال میں گھوم گئی۔ جہاں لاتعداد ذی شان اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے دھڑکتے ہوئے دلوں سے انتظار کر رہے تھے کہ دیکھئے حسن کی شہزادی درگاوتی کس خوش نصیب کو منتخب کرتی ہے۔ مگر راجکماری دُرگاوتی بغیر کسی راجہ کے گلے مالا ڈالے ہی گھوم کر واپس لوٹ گئی۔ اُسے اپنے بھاوی پتی دلیپ رائے کہیں دکھائی نہیں دیتے تھے جنھیں اُس نے مالا پہنانی تھی۔ راجہ چندن نے سمجھا کہ لڑکی گھبرا گئی ہے۔ اس لئے اُس نے حکم دیا۔ کہ خادمہ اُسے واپس لائے تاکہ دوبارہ اطمینان کے ساتھ کسی ایک راجہ کے گلے جے مالا ڈالے۔ اسی اثنا میں ایک نوجوان سوار جس کا گھوڑا پسینہ سے تر بتر تھا۔ جس کے پُر رعب

چہرے پر راستے کی گرد اٹی ہوئی تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک لمبی مسافت طے کرکے چلا آرہا ہے۔ گھوڑے سے اُترتے ہی دروازے میں داخل ہوا۔ یہ سوار کون ہے۔ اور ایسا کونسا ضروری کام ہے جس کے لئے یہ اپنے گھوڑے کو یوں سرپٹ دوڑاتا ہوا یہاں آیا ہے؟ یہ سوال تھا جو یک لخت تمام حاضرین کے دلوں میں پیدا ہو کر حیران کئے دیتا تھا۔ درگاوتی بھی اس نوجوان کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ مگر دوسرے ہی لمحہ کسی بات کے یاد آجانے سے اُس نے غور سے اُس کی طرف دیکھا جس کے ساتھ ہی اُس کا چہرہ مارے خوشی کے دمک اُٹھا۔ وہ فوراً آگے بڑھی۔ اور اپنے نازک ہاتھوں میں پکڑی ہوئی جے مالا اسکے گلے میں پہنا دی۔ جے مالا کا گلے ڈالنا تھا۔ کہ سب کی نگاہ اس طرف اُٹھ گئی لیکن جونہی نقیب نے یہ آواز بلند کی۔ کہ درگاوتی نے جے مالا گڈھ منڈلا کے راجہ دلیپ رائے .... کے گلے میں ڈالی ہے۔ نوجوان نے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی باگ موڑی اور فوراً ہی اس کو ایڑ لگا کر ہوا سے باتیں کرتے ہوئے یہ جا وہ جا۔

یہ تمام کارروائی کچھ اس برقی سرعت کیساتھ ایک عجیب و غریب ڈرامہ کے رنگ میں ہوئی کہ تمام حاضرین عالم حیرت میں محو ہو کر ابھی سنبھلے تھے۔ جب آنو الا سوار نظروں سے غائب بھی ہو چکا تھا۔ اس واقعہ سے جہاں حاضرین کے دلوں پر بجلی سی کوند گئی اور چاروں طرف ایک سناٹا سا چھا گیا۔ وہاں راجہ چندن کے پاؤں تلے سے بھی زمین نکل گئی۔ اُسکی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ تلوار کھینچ لی۔ اور غضبناک ہو کر درگاوتی سے کہنے لگا۔ "کم بخت لڑکی! اتنی جرأت" اس قدر بے باکی اور شوخ چشمی! جے مالا دلیپ رائے کے گلے میں! اُف کون دلیپ ہمارا خاندانی رقیب!! آہ نالائق لڑکی اپنے پتا کے دشمن کو اپنا پتی منتخب کرکے خاندان کو لاج لگا دی۔ بس اس کی سزا یہی ہے کہ تمھیں سزائے موت دوں۔ تمہارا سر تن سے جدا کر دیا جائے"۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد راجہ نے پھر زبان کھولی۔ "اچھا! ناخلف لڑکی! تمھیں ایک دفعہ پھر موقعہ دیتا ہوں کہ اب بھی اپنی غلطی کا احساس کر۔ اور ان راجاؤں میں سے جس کے گلے میں چاہے جے مالا ڈالدے بس ایک ہی صورت ہے جس سے تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے"۔

اس واقعہ سے دم زدن میں ساری سبھا کا رنگ بدل چکا تھا۔ چاروں طرف سے عجیب طرح کا سناٹا اور خوف برس رہا تھا۔ درگاوتی نے پتا کی باتیں سنکر نہایت تحمل، بے خوفی اور عزت کیساتھ یوں جواب دیا۔ "پوجیہ پتا جی افسوس ہے کہ اب میں آپکے اس حکم کی تعمیل نہیں کر سکتی۔ شاستر مریادا، پتی برت دھرم، اور میرا آتما اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ ایک شخص کے گلے میں جے مالا ڈالدینے کے بعد کسی اور شخص کو اپنا پتی منتخب کروں۔

ہندو شاستر انیوں کا ایک بار جسے وہ اپنا پتی سمجھیں اُسی کے گلے میں جے مالا ڈالنا دھرم ہے۔ اب آپ چاہے میرا سر قلم کر دیں۔ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں مگر دھرم اور مریادا سے نہیں ہٹ سکتی"۔

درگاوتی کا یہ حقیقت آفریں جواب سن کر راجہ چندن کا یہ خیال دور ہو گیا۔ کہ درگاوتی نے گھبراہٹ کی وجہ سے راجہ دلیپ رائے کے گلے میں جے مالا ڈال دی ہوگی"۔ اس لئے وہ اپنا ارادہ بدل دے گی، آخر کار سوئمبر کا اسی سین پر ڈراپ سین ہو گیا۔ اور تمام راجے مہاراجے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

اس کے بعد بھی راجہ چندن رائے نے درگاوتی کو بڑا سمجھایا۔ دھمکایا۔ اور بے شمار تکلیفیں دیں۔ دلیپ رائے کو بھی اس قسم کی خبریں ملتی رہتی تھیں۔ اس نے بیر کشترانی درگاوتی کی اچھا پوری کرنے کے لئے راجہ چندن پر چڑھائی کر دی۔ اور اُسے شکست دیکر درگاوتی کو اپنی راجدھانی میں لے آیا۔

(۲)

وسط ہند میں الہ آباد کے جنوب مغرب میں ننو کوس کی دوری پر گڑھ منڈل نام کی ایک سلطنت تھی۔ ۱۵۳۰ء میں اس سلطنت کی عنان حکومت بہادر دلیپ رائے کے ہاتھ میں تھی۔ یہ بہادر دلیپ رائے وہی بہادر ہے جس کا ہم اوپر ذکر

کر چکے ہیں جس نے درگا وتی کو سوئمبر میں جیتا تھا۔ وہ بڑا تیجسوی بہادر اور دھرم بیر کشتری تھا۔ آزادی کا جذبہ اُس کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کے زمانے میں بھی اس نے اپنی ریاست کو آزاد رکھنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کر رکھا تھا۔ درگا وتی سے شادی کرنے کے چار سال بعد بیر نارائن نامی فرزند کو چھوڑ کر دلیپ رائے پرلوک سدھار گیا۔

اُس وقت بیر نارائن کی عمر صرف تین سال کی تھی بیوہ درگا وتی نابالغ بیٹے کے نام پر امور سلطنت کو خود سر انجام دیتی تھی ادھر نامی ایک مشہور اور عقلمند شخص اس کا وزیر تھا۔ درگا وتی سلطنت کے تمام کاموں میں اُس کا مشورہ لے لیا کرتی تھی۔ اُس کے حسنِ انتظام سلطنت سے گڑھ منڈلا دن دونی رات چوگنی ترقی کرنے لگا۔ رعایا خوشحال اور خوش تھی ہر جگہ کاروبار میں ترقی تھی۔ رانی درگا وتی نے پروپکار کے کئی کام کئے۔ مثال کے طور پر رفاہ عام کے لئے اس نے جبل پور کے نزدیک ایک بڑا بھاری تالاب بنوایا۔ اسی تالاب کے ساتھ ہی اُس نے ایک اور چھوٹا سا تالاب اپنی نوکرانی کے لئے بھی کھدوایا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی مقامات پر دیگر قسم کے رفاہِ عام کے کام کئے۔ گڑھ منڈل میں رانی درگا وتی نے ایک بھاری ہاتھی شالا بھی تعمیر کرائی۔ اس میں چودہ سو ہاتھیوں کے رکھے جانے کا انتظام تھا۔ درگا وتی کے حکم سے عوام کی بہبودی کیلئے رعایا کی خوشحالی و خوشنودی کی خاطر نت نئے کام کئے جاتے تھے رعایا اُسکی حکومت میں اتنی مطمئن اور خوش تھی کہ اُسے ماتا دلوی سمجھتی تھی۔

ان دنوں شہنشاہ اکبر نے چھوٹے راجاؤں اور زمینداروں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے کے لئے ایک فوج مقرر کر رکھی تھی مشہور سردار آصف خاں نربدا کے ساحلی علاقہ پر شہنشاہ اکبر کی حکومت قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ آصف خاں گڑھ منڈلا کی خوشحالی اور آسودگی کے متعلق سُن چکا تھا چنانچہ وہ اس کو فتح کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اکبر کو اپنی سلطنت کو فروغ دینے کی دُھن لگی رہتی تھی اُس نے گڑھ منڈلا پر تصرف حاصل کرنے کی غرض سے آصف خاں کو زبردست کمک بھیج دی۔ گڑھ منڈلا کا وزیر دہل گیا۔ اور اُس نے اس بلا وجہ خونریزی کو روکنے کی بڑی کوشش کی مگر کچھ حاصل نہ ہوا شہنشاہ ان کی آزادی کو غصب کرنے پر تُلا ہی رہا۔ آخر آصف خاں نے سنہ ۱۵۶۴ء میں چھ ہزار گھوڑ سوار بارہ ہزار پیدل فوج اور توپیں وغیرہ بہت سا سامان جنگ لے کر گڑھ منڈلا کی طرف کوچ کیا۔

ادھر گڑھ منڈلا میں بھی خبر پہنچ گئی سلطنت کے بوڑھوں سے لیکر بچوں تک تمام رعایا کے لوگ گھبرا سے گئے کیونکہ اُن دنوں مسلمان فوج کی لرزہ خیز ہنگامہ آرائیوں کی دھوم تھی۔ یہ چھوٹی سی ریاست بھلا شہنشاہ کی زبردست طاقت کے سامنے کیا حیثیت رکھ سکتی تھی۔ مگر تیجسونی رانی درگا وتی ذرا بھی نہ گھبرائی۔ وہ بڑی سرگرمی مستقل مزاجی اور اولوالعزمی کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو گئی تھوڑی ہی دیر میں اس کی تمام فوج جمع ہو گئی۔ درگا وتی کے بیر پتر نارائن کی عمر اُس وقت اٹھارہ سال کی تھی۔ یہ نوخیز بہادر جنگی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر فوج میں مل گیا۔

رانی درگا وتی بھی زرہ بکتر پہن کر دیگر ہتھیاروں سے مسلح ہو گئی۔ اُس کے سر پر راج مکٹ تھا۔ ہاتھ میں چمکتا ہوا برچھا۔ اور دوسرے میں تیز دم شمشیر۔ وہ ایک برق رفتار گھوڑے پر سوار تھی۔ اس کے نازک دل میں حب الوطنی اور رگ رگ میں آزادی کا جوش موجزن تھا۔ وہ اپنی ولولہ انگیز للکار کے ساتھ اپنے فوجیوں میں جیون اور بلیدان کی برق دوڑا دیتی تھی۔ بہادر راجپوت دھرم کے نعرے مار کر میدانِ کارزار میں کٹ مرنے کے لئے کود پڑے۔ بیر کشترانی درگا وتی نے فوج کی کمان خود اپنے ہاتھ میں لی۔ درگا وتی جس وقت آٹھ ہزار گھوڑ سوار، ڈیڑھ ہزار ہاتھی۔ بہت سی پیدل سپاہ لے کر سنگھ گڑھ کے نزدیک دشمنوں کے سامنے آ ڈٹی۔ اسوقت اس کے خوفناک چنڈی سروپ کو دیکھ کر عدو کی روح فناہ ہونے لگی۔ اُن کا دل خوف سے کانپنے لگا اور کامیابی کی اُمیدوں پر پانی پھرتا دکھائی دینے لگا آخر دونوں طرف سے جنگ کا بگل بج گیا۔ دونوں فوجیں آپس میں بھڑنے لگیں۔ بجلی کی طرح تلواریں چلنے لگیں۔ اور گاجر مولی کی طرح سر دھڑوں سے جدا ہو ہو کر لڑھکنے لگے۔ درگا وتی نے دو بار آصف خاں پر حملہ کیا اور اُسے دونوں بار فتح نصیب

ہوئی۔ دوسری بار جب آصف خاں کی فوج پسپا ہو کر بھاگ نکلی تو رانی نے تعاقب کیا۔ بیر کشترانی کی چلتی تلوار کے سامنے کسی بہادر کو ٹھہرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ عدو کی فوج دم زدن میں منتشر ہو گئی۔ ایک راجپوت عورت کی غیر معمولی شجاعت اور نبرد آزمائی کے سامنے شہنشاہ کی فوج کو شکست ماننی پڑی، شاہی فوج کے جن بہادروں نے ہندوستان کے کئی مقامات پر فتح حاصل کی تھی۔ آج اس بیر کشترانی کے آگے اُن کی پیش نہ چل سکی۔ وہ بڑے جوش کے ساتھ بغیر لمحہ آرام کئے عدو کی فوج پر یورش کرتی ہوئی قیامت ڈھا رہی تھی۔ سارا دن وہ شاہی فوج کا تعاقب کرتی رہی۔ یہ دیکھ کر مغل سپہ سالار حیران رہ گیا۔ اس خوفناک ہاشکتی کے نتیج سے اس کا حوصلہ اور دلیری کو تج کر گئے اور اُسے چاروں طرف مایوسی کی تاریکی نظر آنے لگی۔

گڑھ منڈلا کے میدانِ جنگ میں درگاوتی نے جس بیرتا کا ثبوت پیش کیا۔ اس کی مثال شاذ ہی ملتی ہے۔ اس کے نازک جسم میں خدا جانے کہاں سے اتنی طاقت اور سختی آ گئی تھی۔ کہ اُس نے دشمنوں کو ایک دم بھی سانس نہ لینے دیا۔ سارا دن انہیں مارتی بھگاتی اور تعاقب کرتی رہی۔ آخر سورج غروب ہونے پر درگاوتی نے اپنے فوجیوں کو آرام کرنے کا حکم دیا۔

ان کا آرام درحقیقت نقصان دہ ثابت ہوا۔ گڑھ منڈلا کے فوجیوں نے رات بھر آرام کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس سے درگاوتی کو کچھ اندیشہ سا ہوا۔ اس کی خواہش تھی کہ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد رات میں ہی عدو پر حملہ کیا جائے۔ اس کی اس خواہش کے مطابق کام ہوتا۔ تو یقیناً درگاوتی کو مکمل فتح نصیب ہوتی۔ مگر تھکے ماندے فوجیوں کی پرارتھنا کو ٹھکرانا درگاوتی نے مناسب نہ سمجھا اور انہیں ساری رات آرام کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی۔ ادھر آصف خاں نے موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جنگ میں دو دفعہ پسپا ہونے کی خجالت سے وہ بہت چڑ سا گیا تھا۔ یہ سن کہ رانی کی فوج رات بھر آرام کرے گی بہت خوش ہوا اور رات کو توپوں کے ساتھ حملہ کر دیا۔

پو پھٹتے ہی آصف خاں مجوزہ مقام پر پہنچ گیا۔ درگاوتی کی فوج گڑھ منڈلا سے باہر کچھ میلوں کی دوری پر تھی۔ آصف خاں نے راتوں رات ہی اس جگہ پر چڑھائی کی مگر اس وقت تک اس کی توپیں نہیں پہنچی تھیں۔ پہلے دن تو آصف خاں ہار گیا۔ اور اس کا بہت نقصان ہوا مگر دوسرے دن توپوں کے پہنچنے پر حملہ آوروں نے پھر بھی حملہ کیا درگاوتی فوجیوں کی اگلی صف میں ہاتھی پر سوار فوج کو حوصلہ دے رہی تھی۔ اس کے بہادر سپاہی بھی پورے زور کے ساتھ لڑ رہے تھے مگر لگاتار توپوں کی قیامت خیز گولہ باری کے سامنے قدم جمانے مشکل ہو گئے۔ توپوں کے گولے آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ کر رانی کے فوجیوں کو تباہ کئے دیتے تھے کمار ویر نارائن نے اس موقعہ پر غیر معمولی پراکرم دکھایا۔ اٹھارہ سال کے نوخیز راجپوت بہادر نے بے شمار دشمنوں کو خاک پر سلا دیا۔ مگر یکدم کثیر التعداد دشمنوں کے نرغہ میں آ کر وہ گھائل ہو کر گرنے لگا۔ درگاوتی نے اس خوفناک موقعہ پر بھی اپنے لختِ جگر کو نازک حالت میں دیکھ کر حوصلہ نہیں ہارا۔ اور نہ ہی اپنے بیٹے کو میدانِ جنگ چھوڑنے کے لئے کہا۔ بلکہ اُس نے اُس کی جگہ خود لے لی اور اُسے دوسری جگہ لڑنے کا حکم دیا۔ اب کی بار ویر نارائن نے اور قیامت ڈھا دی۔ عدو کی فوج اس ننھے بہادر پر پل پڑی۔ نارائن کا جسم حملوں سے چھلنی چھلنی ہو گیا مگر وہ بیر رانی ماں کی ممتا سے بالاتر رہ کر کرم پتھ میں اسی بشاشت اور دلیری کے ساتھ ڈٹی رہی۔

میدانِ جنگ کے پاس ایک چھوٹی سی ندی بہتی تھی رات میں تو وہ سوکھی تھی مگر اب اس میں کافی پانی لہریں مار رہا تھا درگاوتی نے سمجھا کہ اب فوجی ندی پار کر کے لڑ نہیں سکیں گے۔ دشمنوں کی توپوں کے سامنے رہ کر ہی انہیں اپنی بہادری کے جوہر دکھانے ہوں گے۔ گولہ باری سے اس کے بے شمار سپاہی تباہ ہو رہے تھے۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے اور میدانِ جنگ خوفناک نظر آنے لگا۔ چاروں طرف سے مغل فوج نے اُسے گھیر لیا۔ اس وقت بیر رانی درگاوتی صرف تین سو سپاہیوں کے ساتھ دشمن کی بھاری سپاہ کا مقابلہ کر رہی تھی۔ عدو کا ایک تیر بان درگاوتی کی آنکھ میں آ کر لگا۔ بیر کشترانی نے وہ تیر کھینچ کر نکالنا چاہا۔ مگر کامیاب نہ ہوئی۔ بان نکل نہ سکا۔ آنکھ میں ہی کھُبا رہا۔ اس پر بھی درگاوتی گھبرائی نہیں۔ بڑی ہوشیاری اور شجاعت کے ساتھ فوج کی حفاظت کرتی رہی۔ دانتوں میں گھوڑے کی عنان پکڑی ہوئی تھی۔ اور دونوں ہاتھوں میں تلواریں لے کر بجلی کی طرح عدو کی فوج

میں چلا رہی تھی جس طرف لپکتی تھی صفیں کی صفیں اُڑ جاتی تھیں لیکن کب تک بے شمار فوج کے چوطرفی حملوں میں محفوظ رہ سکتی تھی۔ آخر ایک تیر آ کر اُس کے گلے میں لگا۔ اس طرح بار بار کے حملوں سے مضروب ہو کر مہارانی درگاوتی بہت نڈھال ہونے لگی۔ اُس کو چاروں طرف اندھیرا نظر آنے لگا۔ جس مہا اُدیش کی سدھی کے لئے وہ جان سے عزیز فرزند کی نازک حالت دیکھ کر بھی وہ بہادر کشتر انی دلیری اور جرأت کے ساتھ لڑتی رہی۔ اُس مقصد کی کامیابی کی اُمید باقی نظر نہیں آتی تھی۔ مٹھی بھر جوان رہ گئے تھے۔ وہ خود زخموں سے نڈھال ہو چکی تھی۔ مگر صد آفرین اس کے بلند حوصلے کہ میدانِ جنگ سے بھاگ کر اُس بیرنی نے بزدلی کا ثبوت نہیں دیا۔ کشاتر دھرم کو بھول کر اُس نے دشمن کی اطاعت قبول نہیں کی۔ مہاوت نے بار بار ہاتھی کو ندی کے اُس پار لے جانے کی اجازت مانگی مگر مہارانی درگاوتی نے انکار کر دیا۔ ویر انگنا نے ویر دھرم کی رکشا کے لئے میدانِ جنگ میں ہی کٹ مرنا بہتر سمجھا۔ جس وقت اس کے ہاتھ سے ہتھیار چھوٹ چلے تھے جسم کے زخموں سے خون کے فوارے نکل رہے تھے۔ اور زندگی کی طاقت لمحہ بہ لمحہ سلب ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اُس وقت بیر کشترانی کی رگ حمیت نے پھر ایک بار جوش مارا۔ اُس نے بڑی تیزی کے ساتھ مہاوت سے تلوار چھین لی اور اپنے جسم میں بھونک لی۔ ایک دم میں اس کا نازک اور خوبصورت جسم خاک پر لوٹ گیا اور وہ اپنے کرم مارگ پر نثار ہو گئی۔ جو سپاہی درگاوتی کے سامنے لڑ رہے تھے۔ رانی کی یہ حالت دیکھ کر وہ لوگ بھی اُس وقت تک میدانِ جنگ میں لڑتے رہے جب تک کہ اُن کے جسم میں ایک بھی قطرہ خون باقی رہا۔

درگاوتی نے جس جگہ شریر تیاگ کیا تھا۔ اگر کوئی راہ گیر آج بھی اُس راستہ سے گزرتا ہے تو اُس جگہ کو عزت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس کا خون کھولنے لگتا ہے جوش و ہمت کی سپرٹ شریانوں میں موجزن ہو جاتی ہے۔ وہاں پر دو گول شکل کے پتھر پڑے ہیں۔ لوگوں کا یقین ہے کہ رانی درگاوتی کے جنگی ڈنکے پتھر ہو گئے ہیں۔ اُن ڈنکوں کا اس تاریخی حادثہ سے تعلق ہے۔ اس لئے آج اُن کو دیکھ کر تواریخ دانوں اور شاعروں کے دل میں ہل چل سی مچ جاتی ہے ؛

از قلم :- کوی لوکناتھ دِل سبھاش نگر دہلی

تلواریں دو۲!

جب بھارت کی ناری پوڈروں کریموں سے نہیں بلکہ سرسوں کے تیل اور اکھاڑے کی مٹی سے پیار کرتی تھی جب اس کے ہاتھ کی شوبھا سونے کی چوڑیوں اور گھڑی سے نہیں بلکہ تلواروں اور ڈھالوں سے ہوتی تھی جب یہ گھر کی لاج تھی اور رن بھومی کی شوبھا۔ تب کی ایک تصویر

جب سنگھنی رن میں آئی تھی۔ بل کھاتی تھیں تلواریں دو
یودھاؤنوں کے سینوں کو۔ کپاتی تھیں تلواریں دو

پارے کی طرح چلتی تھیں۔ آندھی کی طرح نکلی تھیں!
اِس پھُرتی سے رن بھومی میں۔ ٹکراتی تھیں تلواریں دو۲!

دھرتی پہ بھونچال آتے تھے۔ پروت من میں بھے کھاتے تھے
گھونگھٹ اتار کر میانوں کے۔ جب آتی تھیں تلواریں دو۲

سرجو کی لہر اُچھلتی تھی۔ گنگا کی دھار اُبلتی تھی
سورج کی آگ بھری آنکھیں۔ چندھیاتی تھیں تلواریں دو۲

آکاش کی کانپتی تھی چھاتی۔ وایو کی گتی رُک رُک جاتی
دامنی کی طرح گھٹاؤں میں۔ لہراتی تھیں تلواریں دو۲

دشمنوں میں بھاگڑ مچ جاتی۔ پھٹ جاتی دشمن کی چھاتی
بس انگارے ہی انگارے۔ برساتی تھیں تلواریں دو۲

میدان گئے لاشوں سے اَٹے۔ گاجر کی طرح سر دھڑ سے کٹے
جب گھومتی تھیں مرگھٹ کا سماں۔ دکھلاتی تھیں تلواریں دو۲

دانتوں میں کھینچی جب باگیں طوفاں کی طرح گھوڑے بھاگیں۔
جب پڑتی چوٹ نگاڑے پر۔ چھا جاتی تھیں تلواریں دو

بلہاریں اِس کھشترانی کے۔ اس درگا وتی مہارانی کے
اے دِل! کِس طرح کہیں شوبھا، جو پاتی تھیں تلواریں دو۲!

ایک راجپوت سپاہی کی بہادری

نیفا میں ایک بھارتی فوجی مشاہد کا بیان ہے کہ راجپوت رجمنٹ کے کمپنی حوالدار میجر سوداگر سنگھ کو اس بات پر بجا طور پر فخر ہے کہ اس نے دو بدو لڑائی میں ایک چینی سپاہی سے اس کی خود کار گن چھین لی اور اسی سے اس کا خاتمہ کر دیا۔

اعظم گڑھ کا رہنے والا سوداگر سنگھ اکہرے بدن کا ایک پھرتیلا اور چاق، چوبند جوان ہے راجپوتی طرز کی مونچھیں اس کے رعب میں اور بھی اضافہ کرتی ہیں۔ بیس اکتوبر کی صبح، منہ اندھیرے وہ نام کا جو ندی پر بنے پل کے اوپر ایک دفاعی چوکی پر متعین تھا۔ چینیوں نے بلا کسی اشتعال دلائے جانے کے بھارتی دفاعی ٹھکانوں پر اچانک حملہ کر دیا اور اس کے بعد وہ ٹڈی دل کی مانند امڈ آئے۔ اس نے کوئی ڈھائی سو آدمیوں کو اپنی چوکی کی طرف بڑھتے دیکھا۔ چینی سپاہی خاکی کوٹ پہنے ہوئے تھے جن میں روئی بھری ہوئی تھی۔ ان کی نوکدار سوتی ٹوپیاں اور پتلونیں بھی خاکی رنگ کی تھیں۔ وہ منظم طور پر آگے نہیں بڑھے بلکہ ایک جھنڈ کی شکل میں چلے آئے جیسے کوئی غیر منظم سا میلہ ہو۔ آتے ہوئے انھوں نے بہت غل مچایا یا شاید ان کے جنگی نعرے تھے۔ تین تین کی ٹکڑیاں تھیں ایک کے ہاتھ میں خود کار رائفل ہوتی اور دوسرے دونوں سپاہیوں کے پاس دستی بم اور گولہ بارود۔ یہ دونوں پہلے آدمی کے پیچھے پیچھے آتے تھے۔ اگر وہ رائفل میں مارا جاتا تو پیچھے کے دونوں سپاہیوں سے کوئی ایک فوراً اس کی جگہ لے لیتا۔ اور اگر یہ بھی مار دیا جاتا تو تیسرا آگے بڑھتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے تین تین آدمیوں کے پاس ایک ایک رائفل تھی۔ اس سے یہ بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کا کتنا بھاری جانی نقصان ہوا ہوگا۔

حوالدار سوداگر سنگھ اور اس کے دو ساتھیوں نے کوئی ایک درجن چینیوں کو ہلاک کیا۔ جب اس کے دونوں ساتھی مارے گئے تو وہ ایک چٹان کی آڑ میں جم گیا۔ چینی اس سے ۲۵ گز کے فاصلے تک چلے آئے۔ اس نے موقعہ تاک کر رائفل مین کو ڈھیر کر دیا۔ اس کے ڈھیر ہوتے ہی دوسرا چینی آگے بڑھا سوداگر سنگھ نے اس کے سینے میں بھی گولی پیوست کر دی۔ اس کے بعد تیسرا چینی اس سے پانچ قدم کے فاصلے پر رہ گیا۔ عین اس وقت اس کا سارا گولہ بارود ختم ہو گیا تھا۔ سوداگر سنگھ کے کہنے کے مطابق "کسی روحانی قوت نے اس میں ہمت کا طوفان پیدا کر دیا" اور بجلی کی مانند اپنی جگہ سے لپک کر اس نے چینی کے پیٹ میں اپنی سنگین گھونپ دی اور اس نے اس کی خود کار بندوق چھین کر اپنے ٹھکانے پر آ ڈٹا اور چینی بندوق سے ہی کوئی آدھے درجن چینیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اتنے میں اس کے کمپنی کمانڈر نے اسے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیا۔

درختوں کی آڑ میں آچھپتا پھلانگتا وہ صحیح سلامت بریگیڈ ہیڈ کوارٹر واپس پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ اس کی شجاعت کا نشان چینیوں سے چھینی ہوئی بندوق بھی تھی۔

ویراں نوں پرنام میرا ویراں نوں پرنام

از قلم کوی پنّا لال گشل

ویراں نوں پرنام میرا ویراں نوں پرنام چینی راون اگے ڈٹ گئے۔ بن کے لچھمن رام
ہندی سینک نوں پرنام!

نیفا نے لدّاخ دی سیما چینی فوج دا کر کے قیما
وہنیاں وہنیاں نال اک اک لڑ کے گیا سورگی دھام
ہندی سینک نوں پرنام

کلغی دھر دے پرم پیارے یدھ وچ جو کدی نہ ہارے
شواجی دے راج دُلارے۔ کر گئے روشن نام!!
ہندی سینک نوں پرنام

شیر نیاں ماواں دے جائے۔ کم دیش دے اوہو آئے
چینی ٹھوکر مار اڑائے۔ اُنہاں دے سنگھا دی شام
ہندی سینک نوں پرنام

ایہہ بھارت دے مکٹ دے ہیرے۔ ایناں دے سر کیسری چیرے
ایہہ رانا پرتاپ دے ویرے۔ جت لیندے سنگرام
ہندی سینک نوں پرنام

شری تیغ بہادر سدا سہائی۔ گورو گوبند سنگھ تھاپی لائی!!
ہیری پیری تیغ پھڑائی۔ نربل دے بل رام ۔ ۔
ہندی سینک نوں پرنام

بھارت دے راکھے جروانے۔ دُرگاواں دے بہن بانے
ہنومان تے انگد بن کے۔ ویری نوں ایہہ کرن تمام
ہندی سینک نوں پرنام

ہری سنگھ نلوے دی چھایا۔ بابے دیپ سنگھ دی مایا!!
ہیر سی جیپا دنا دی کایا۔ گشل دیش دے آوے کام
ہندی سینک نوں پرنام

پارلیمنٹ میں پردھان منتری کا اعلان

(چین نے پنچ شیل، دوستی اور جذبہ خیر سگالی سے غداری کی ہے حملہ آور کو ملک سے باہر نکالنے کا عزم)

۹ نومبر ۱۹۶۲ء پردھان منتری نے لوک سبھا میں حسب ذیل قرار دادیں پیش کیں:-

۱- "دستور ہند کی آرٹیکل ۳۵۲ کی کلاز نمبر ۱ کے تحت ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو راشٹرپتی کی جانب سے ہنگامی حالات کے اعلان کی یہ ایوان توثیق کرتا ہے"۔

۲- یہ ایوان نہایت افسوس کیساتھ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ عوامی جمہوریہ چین کیلئے پُر امن باہمی بقا، ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرنے اور ایک دوسرے کی آزادی کو تسلیم کرنے اور اس کا احترام کرنے کے اُصولوں کی بنیاد پر بھارت نے دوستی و خیر سگالی کا جو یکساں رویہ اختیار کیا، اس کے باوجود چین نے پنچ شیل، دوستی اور جذبہ خیر سگالی کے ساتھ دغا کی ہے یہ وہی اُصول ہیں جسے دونوں حکومتوں نے باہمی دوستی کی بنیاد کے طور پر مان لیا تھا۔ چین نے بھارت پر جارحانہ اقدام کرتے ہوئے بھاری تعداد میں اپنی مسلح افواج کے ذریعہ بھارت پر یورش کر دی ہے۔

"یہ ایوان ہماری مسلح افواج کے ان بہادر جوانوں اور افسروں کی شجاعت و دلیری کی داد دیتا ہے جو ہماری سرحدوں کی حفاظت کیلئے سینہ سپر ہیں اور ان شہیدوں کو خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے جنہوں نے مادرِ وطن کی ناموس اور سالمیت کی حفاظت کی خاطر اپنی جان کا بلیدان دیدیا۔

"یہ ایوان چین کے بھارت پر حملے کے جواب میں بھارت کے عوام کے شاندار اور فوری طور پر اس بحران کے مقابلے کے لئے کمربستہ ہونے کو تحسین کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ اس شدید قومی ہنگامی صورتِ حال کے مقابلے کے لئے تمام ذرائع کو مجتمع کر کے استعمال کرنے کے لئے ملک کی آبادی کے سارے طبقوں میں جو سرگرمی پیدا ہو گئی ہے اس پر اپنے شکریے کا اظہار کرتا ہے۔ آزادی و قربانی کی مشعل روشن ہو چکی ہے اور بھارت کی خود مختاری اور سالمیت کے لئے اپنے آپ کو دوبارہ وقف کرنے کا عہد ہو چکا ہے۔

جارحانہ اقدام اور حملے کے خلاف ہماری اس جدوجہد کے نازک لمحے میں کسی ایک دوست ملکوں کی طرف سے ہماری جو اخلاقی و مادی حمایت و ہمدردی کی گئی ہے اس کو ایوان شکریے کے ساتھ تسلیم کرتا ہے۔

"اور یہ ایوان اُمید اور یقین کے ساتھ عوام کے اس عزم کی تصدیق کرتا ہے کہ بھارت کی مقدس سرزمین سے حملہ آور کو دھکیل باہر کر دیا جائے گا، چاہے اس کے لئے کتنی ہی لمبی اور مشکل جدوجہد کرنی پڑے"۔

بھارت جارحانہ اقدام کی زد میں

پچھلے پانچ سالوں سے ہماری شمالی سرحدوں پر چینی حملہ ہوتا رہا ہے جو کبھی تیز گام تھا تو کبھی سست رفتار، کبھی کبھار کچھ واقعات اور کچھ جھڑپیں ہو جاتی تھیں لیکن اب ایک بھاری فوج نے باقاعدہ طور پر ہم پر ایک مہیب حملہ شروع کیا ہے۔

نیکی کا بدلہ

یہ افسوس کی بات ہے کہ بھارت نے ساری دنیا میں امن کی مانگ کی، چین کی دوستی کے لئے ہاتھ پھیلایا، اس کے ساتھ مہربانی و ہمدردی کا برتاؤ کیا اور دنیا کی برادری کے آگے اس کے لئے وکالت کی اور آج ہم ہی ایک نئے سامراج کے توسیع پسند حملے کا شکار ہوئے ہیں جو ایک ایسے ملک نے کیا ہے جو اپنے آپ کو سامراج کا مخالف بتاتا ہے۔

گستاخ چین

ازقلم:- ڈاکٹر ٹھاکر راج بہادر ورما راز بریلوی

بھارت کے جاں نثارو! آگے قدم بڑھاؤ
دشمن کو روکنا ہے۔ دشمن پہ ٹوٹ جاؤ!

ہر جوہر شجاعت میداں میں آزماؤ
ویروں کی نسل سے ہو۔ کچھ ویرتا دکھاؤ

حفظِ وطن کی خاطر جانوں پہ کھیل جاؤ
بامِ فلک پہ چمکو دنیا میں جگمگاؤ!

چڑھ کر ہمالیہ کی وسعت میں پھیل جاؤ
آتا ہو جو مقابل نیچا اسے دکھاؤ!

پیچھے کھدیڑ پھینکو فوجوں کو چینیوں کی
اے نوجوانو! بڑھ کر پھر مورچہ جماؤ!

جب تک ہے آخری دم ان چینیوں کو ہرگز
جینے کہیں نہ دینگے سوگند اس کی کھاؤ

بدلہ لو سرکشی کا گستاخ چینیوں سے
انھیں مار کے بھگاؤ۔ انھیں توپ سے اڑاؤ

یہ بے شعور ظالم۔ بھارت کی سرزمیں کو!
تاراج کرنے آئے۔ انھیں خاک میں ملاؤ

ہوگی فتح تمہاری ان چینیوں پہ بیشک
سب باہمی تفرقے تم دل سے بھول جاؤ

مل کر دغا کیا ہے چاؤ نے یہ ستم ہے!
مٹی پلید کردو بدذات کو مٹاؤ

ہوگی فتح تمھاری یہ راز کو یقیں ہے
قوت ہر ایک اپنی دشمن پہ آزماؤ!

یہ ہے وقت دھرتی میں سونا اگاؤ
جوانوں کی طاقت کو یوں ہی بڑھاؤ

قومی دفاع اور ہمارا پلان

(از:- آنریبل شری گلزاری لال نندہ، ڈپٹی چیرمین پلاننگ کمیشن !!)

اٹھارہ مہینے ہی ہوئے جبکہ ہم نے اپنا تیسرا پنجسالہ پلان شروع کرتے ہوئے بجا طور پر یہ اُمید کی تھی کہ تمام قوموں کے ساتھ امن، خیرسگالی اور دوستی کی بھارتی پالیسی عالمی امن کو مضبوط کریگی اور ساتھ ہی ہمیں اپنے معاشی و سماجی ترقی کے نصب العین کو حاصل کرنے میں مدد دے گی لیکن اب ہماری امیدوں پر پانی پھر گیا ہے اور ہم ایک قومی ہنگامی صورت حال سے دوچار ہیں، جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی ساری توانائی اور ذرائع ترقی اور دفاع کے بھاری بوجھ سنبھالنے کے لئے وقف کر دیں۔

اس ماہ کے اوائل میں قومی دفاعی کونسل کا اجلاس ہوا جس میں موجودہ صورت حال پر غور کیا گیا۔ کونسل نے واضح کیا کہ ہمارا پنجسالہ پلان بھارت کی قومی دفاع کا ایک لازمی جزو ہے اور اس پر کامیاب و تیز تر عمل پیرائی موجودہ حالات کی رو سے نہایت ضروری ہے۔

ہماری یہ جدوجہد ایک ایسے حریف کے مقابل ہے جس نے شہری آزادی اور احترام آدم کے تمام اصولوں کو کچلتے ہوئے کئی برس سے اپنے سارے مادی و انسانی ذرائع ایک جنگی شعبدہ بازی کے لئے وقف کر دیئے تھے اور جس نے اپنی ساری معیشت کو جنگی حالات اور تقاضوں کے تابع کر دیا تھا۔

لیکن ہماری آزاد اور جمہوری سوسائٹی سب کے لئے مساوات و انصاف چاہتی ہے۔ اسی سبب وہ اندرونی طور پر اتنی طاقتور ہے کہ بھارت کی آزادی و سالمیت کے لئے منحوس ترین خطرے کا بھی مقابلہ کر سکتی ہے۔

مضبوط بنیادیں

آزادی کے بعد سے بھارت نے اپنی معیشت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر لیا ہے اور کافی سماجی و ٹیکنالوجیکل ترقیاں کی ہیں۔

یہ بات لائق غور ہے کہ ان تمام سالوں میں بھارت کی یہ ترقی ہموار اور پُرامن ہی ہے اور اس میں عوام کو مرضی اور ارادے کو پورا پورا دخل حاصل رہا ہے۔ تاہم ہمیں دشمن کی قوت کو کم نہیں سمجھنا چاہیئے اور نئے حالات کے مطابق اپنے ارادوں وکوششوں اور بعض پروگراموں کو ڈھالنا چاہیئے۔

اولین ضرورت ــــ زراعت

ہماری قومی دفاع کی اولین ضرورت زراعت کی مضبوط بنیادیں ہیں۔ ہمارے لاکھوں کسانوں اور کاشتکاروں کو قومی دفاع کی جدوجہد میں اپنا حصہ ادا کرنے کے قابل بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ قومی پیمانے پر پیداوار میں اضافے کی مہمیں چلائی جائیں۔

صنعتوں کے میدان میں

اسی طرح صنعتوں کو بھی دفاعی ضرورتوں کے مطابق کیا جا رہا ہے۔ فولاد کی صنعت کو زیادہ سے زیادہ پیداوار اور ایسی مخصوص ضروریات کی اشیاء (مثلاً خاص قسم کا فولاد) پیدا کرنے کے قابل بنایا جا رہا ہے جن کی دفاعی مقاصد کے لئے خاص طور پر ضرورت ہوتی ہے۔

اسی طرح زیادہ سے زیادہ کوئلے کے ذخائر اکٹھا کئے جا رہے ہیں۔

آٹوموبائیل انڈسٹری کے ضمن میں بھی فالتو پرزوں کی سپلائی بڑھا دی گئی ہے اور اسمبلی لائنوں میں توسیع کی گئی ہے۔

ورکروں کا قابلِ قدر جذبہ اس بحران کے وقت فرض کی للکار پر قوم کے ورکروں نے نہایت عظیم الشان طریقے پر اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے۔ مجھے بھروسہ ہے کہ وہ اس قومی جدوجہد میں اپنا پورا پورا حصہ ادا کریں گے لہٰذا ورکروں اور منتظموں کے درمیان ہر مرحلے پر بہترین مفاہمت اور اتفاق کی ضرورت ہے۔ جلد ہی ایک نیشنل لیبر کور (این۔ ایل سی) قائم کی جائے گی۔ جو دفاعی ضروریات سے متعلق کاموں کے لئے متحرک عملہ فراہم کرے گی۔

وزارت لیبر و روزگار نے ساٹھ ہزار افراد کو ٹیکنیکل تربیت دینے کے لئے ایک مختصر مدتی پروگرام کے شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔

نوجوانوں کی تربیت چھٹی، ساتویں اور آٹھویں جماعتوں کے تمام طالب علموں کے لئے نیشنل ڈسپلن سکیم لازمی کر دی جا رہی ہے۔ اونچی جماعتوں کے طالب علموں کے لئے جماعتی تربیت کے کورس بڑھائے جا رہے ہیں۔ این۔ سی۔ سی رائفلز کی توسیع کی جا رہی ہے تاکہ ملک بھر کے چھ لاکھ کالج کے طالبعلموں کو اس میں شریک کر لیا جا سکے۔

قیمتوں کو مستحکم رکھنے کے اقدامات قیمتوں کو مستحکم رکھنے کے لئے سرکار نے حال ہی میں چند اقدامات کا اعلان کیا ہے۔ اب یہ تجارت اور صنعت کے ارباب کی ذمہ داری ہے کہ وہ انھیں موثر طور پر روبہ عمل لائیں اور یہ دیکھیں کہ غیر سماجی عناصر ہنگامی حالات سے ناجائز فائدہ نہ اٹھانے پائیں اور منافع خوری کی روش نہ چلے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کی سماج اور پریس کی طرف سے خوب مذمت کی جانی چاہیئے۔

بیرونی امداد اس خطرناک وقت میں دوست ملکوں نے ہمیں امداد بہم پہنچائی ہے۔ ہم ان دوست ملکوں کی فراخدلانہ امداد کے لئے ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے نظریات کے شریک بھی ہیں اور اس آزمائش میں ہمارے ساتھ کھڑے ہیں۔

کفایت کیجیے ہمارے محدود مادی ذرائع کا پورا اور صحیح استعمال کرنے اور قومی بچتوں کو بڑھانے کے لئے ہمیں اپنے اوپر چند تحدیدات عائد کر لینی ہوں گی۔ کمیاب اشیاء مثلاً فولاد، سیمنٹ، عمارتی لکڑی، غیر آہنی دھاتیں، مٹی کا تیل، اخباری کاغذ، بجلی اور ذرائع نقل و حمل وغیرہ کے گھریلو استعمال کو حتی الامکان کم کرنا ہوگا۔ ریل اور سڑک کے راستے سفر کو بھی صرف شدید ضرورت کے لئے اٹھا رکھئے۔

جب ہم بھارت کی مقدس سرزمین کو حملہ آور سے پاک کرنے اور حملے کی دھمکی سے آزاد کرنے کی تیاری کرتے ہیں تو ساتھ ہی ہم اپنے سماجی و معاشی انقلاب کو مکمل کرنے کا عزم بھی کرتے ہیں۔ جب عوام ملک کی آزادی کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں تو انھیں ساتھ ہی یہ بھی علم ہونا چاہیئے کہ ان کی فلاح و بہبود قوم کی پہلی اور اولین کوشش ہوگی۔

بشکریہ پریس انفارمیشن بیورو۔

نوٹ ـــــ رسالہ "اوم" کا اگلا پرچہ "**شکتی نمبر**" کے نام سے منسوب ہوگا۔ اور یکم مارچ ۱۹۶۳ء کو شائع ہوگا۔

"منیجر"

بھارت کے نوجوانوں کا نعرہ

ہم مردِ توانا ہیں کوئی ہیز نہیں ہیں ! دُنیا میں گئی گزری ہوئی چیز نہیں ہیں
آزاد ہیں پابستۂ دہلیز نہیں ہیں ! سِل بٹہ سے پس جائیں وہ کشنیز نہیں ہیں
کیوں بحرِ حمیت نہ بہت جوش میں آئے
جب ہمت مردانہ خود آغوش میں آئے

ہم مرد ہیں غیروں کا سہارا نہیں لیتے تیراک ہیں دریا کا کنارا نہیں لیتے
جو شیر ہیں صید اور کا مارا نہیں لیتے ہو آہوئے مشکیں کہ چکارا نہیں لیتے
لالچ کی نگاہوں سے نظر تک نہیں کرتے
اس راہِ دنائت سے گزر تک نہیں کرتے

ہم مرد ہیں محنت سے کبھی جی نہ چرائیں ! اوقات معیّن میں ہر اک کام پہ آئیں
بیکار نہ بیٹھیں کبھی بیکار نہ جائیں ! ہمّت یہ رہے دوسروں کا ہاتھ بٹائیں
مُفلس ہوں تو کچھ غم نہیں ہمّت رہے عالی
بلور سے بہتر ہے میرا جام سفالی !

کاہل نہیں طامع نہیں نامرد نہیں ہم بیکار پڑے رہنے سے دل سرد نہیں ہم
دیں اوروں کو تکلیف وہ بے درد نہیں ہم ہیں مرد جفاکش کوئی شب گرد نہیں ہم
محنت میں جو پابندئ اوقات کریں گے
کس واسطے پھر ایسے خیالات کریں گے

اب کام جو کرنا ہے وہ مردانہ کریں گے ہر حال میں برتاؤ شجاعانہ کریں گے
محنت سے علاجِ دلِ دیوانہ کریں گے اندوہ کی تکلیف کی پروا نہ کریں گے

رہتا نہیں اندوہ جہاں حسنِ عمل ہے
مردوں کی بلا دور یہ مشہور مثل ہے

از قلم منشی دیوی دیال وحید

کرم سنگھ

"بن گیا تصویر جس نے دیکھا اِس تصویر کو"

گزشتہ صدی میں جبکہ پنجاب میں سلطنت انگلشیہ کا نیا نیا دور دورہ تھا۔ صوبہ پشاور کے شہر مردان میں بھگت کرم سنگھ جی کا جنم ہوا۔ اُن کی پیدائش ایک نہایت معمولی گھرانے میں ہوئی۔ گو وہ گھرانہ مالی نکتہ نگاہ سے معمولی تھا۔ مگر ہری بھجن اور یاد الٰہی



کے لحاظ سے یہ گھرانہ ایک خاص اہمیت کا مالک تھا۔ مطلب یہ کہ بھگت کرم سنگھ کے ماتا اور پتا دونوں ہی مہاراج کے نام لیوا تھے۔ کہتے ہیں۔ انسان وراثت میں بہت کچھ حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ بھگت کرم سنگھ کو بھی یہ دولت ورثہ

میں ہاتھ آئی۔ اور وہ بھی بچپن سے ہی اس طرف راغب ہوگئے۔ دربار کی بانی سُننا۔ کیرتن میں شامل ہونا اور علی الصبح اُٹھ کر جپ جی کا پاٹھ کرنا دس سال کی عمر میں ہی اُن کا معمول تھا۔

اس رنگ میں نشو ونما پاتے ہوئے وہ اٹھارہ سال کے ہوگئے۔ گھر میں غریبی تھی۔ والدین چاہتے تھے کہ یہ کچھ کما لائے۔ اِس لئے ماتا پتا کی آگیا انوسار اُنہوں نے مردان میں ہی فوج کی نوکری اختیار کرلی۔ اور بذمرہ سپاہیوں میں شامل ہوکر آٹھ روپے ماہوار لانے لگے۔

ظاہر اطوار پر تو کرم سنگھ جی کی سنگت لفنگے اور تلنگے سپاہیوں کے ساتھ تھی۔ جن کا شعار اور شغل نوکری دے چکنے کے بعد سوائے یاوا گوئی یا تاش اور چوسر وغیرہ کے کچھ نہیں تھا مگر وہ اندرونی پربھو کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔

کچھ دیر اسی طرح گزرتی رہی اور پربھو کا پریم آپ کے ہردے میں بڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ اس مسلسل ابھیاس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی کئی گھنٹے سہج سمادھی وارد ہونے لگی وہ کام کرتے تھے۔ مگر انھیں یہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔

ایک دن رات کی ڈیوٹی تھی۔ ۹ بجے حاضر ہوکر پہرہ دینا تھا کہ حالت غیر ہوگئی۔ فقیروں کی اصطلاح میں جس حالت کو حالت استغراق یا حالتِ بیخودی کہتے ہیں آن وارد ہوئی۔ اس عالم مدہوشی میں کسے ڈیوٹی کی ہوش تھی اور کون پہرہ پر جاتا۔ وقت غیر حاضری میں گزر گیا۔

انسان کے من کے تین حصص کئے گئے ہیں۔ اُپ چیتن من، چیتن من اور اَتی چیتن من۔ جب اَتی چیتن من کام کرتا ہے تب مُنش بالکل ہی عالمِ بالا میں پرواز کرتا ہے اور باقی دونوں من یعنی چیتن من اور اُپ چیتن من خاموش سے رہتے ہیں۔ لیکن روحانیت کی گہرائیوں میں بہت نیچے جانے پر بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے مہاتما خود تو عالمِ بالا میں ہوتے ہیں لیکن چیتن من اور اُپ چیتن من جو خواہشات کا گھر ہیں۔ اس منور حالت میں اپنا کام بند رکھتے ہیں اور جو چاہتے ہیں حاصل کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں فوق القدرت کا رونما ہوجانا بھی کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

ادھر بھائی کرم سنگھ حالتِ استغراق میں تھے اور اُدھر اُنہی کے اُپ چیتن من کی خواہش کے مطابق بھگوان خود انکی جگہ پہرہ دے رہے تھے۔

صُبح ہوئی جب بھائی جی پر مستی کا زور ذرا کم ہوا۔ تو خیال آیا رات کی غیر حاضری "صاحب بہادر" کی سخت ناراضگی کا باعث ہوگی۔ خیر صُبح کی پریڈ میں شمولیت اختیار کی۔ لیکن بجائے اس کے صاحب بہادر ناراض ہوتے۔ صاحب بہادر نے کہا۔ کرم سنگھ! جس طرح چوکنے ہوکر تم پہرہ دیتے ہو۔ یہی سپاہی کا اصلی فرض ہے۔ مَیں تم پر بہت خوش ہوں۔ مَیں نے رات کی گشت میں تمہیں اپنی جگہ مستعد دیکھا ہے۔

یہ بات سن کر بھائی جی کی حالت ہی اور ہوگئی۔ مہاپرشوں کی کتھاؤں میں جو سُن رکھا تھا کہ بھگتوں کے مہاراج آپ ہی رکھوالے ہوتے ہیں۔ اُس کو ساکھشات ہوگیا۔ جواب میں صاحب بہادر سے عرض کی۔ اچھا! اگر یہ بات سچ ہے تو میرا استعفےٰ منظور کیجئے۔ "میں اب اُس کی نوکری کروں گا جس نے میری نوکری کا فکر کیا"۔

صاحب بہادر نے بہتیرا سمجھایا۔ مگر وہاں تو بات ہی اور تھی۔ بھائی جی نے ایک نہ مانی اور ملازمت چھوڑ کر باقی عمر یادِ حق میں ہی گزارسی۔ مردان میں آپ کی ایک عالیشان سمادھ موجود ہے جہاں ہر سال بڑا بھاری میلا لگتا ہے ✤ (ادم سشم)

شری اندرا جیت گاندھی دہلی
صدر سنٹرل مجلسِ ادب رجسٹرڈ۔

بھگوان کرشن

(۱)

"اعتراف"

ہر ذرّے میں تنویر تری دیکھی ہے　ہر پھول میں تصویر تری دیکھی ہے
جھکتی ہے ترے نام کے آگے دُنیا　وہ عزت و توقیر تری دیکھی ہے

(۲)

بھگوان کرشن کی عظمت

بات ایک پل کی، دو پل کی نہیں ہے کوئی　ذکر تیرا ہر صبح، ہر شام رہتا ہے
دل میں رہتی ہے تری یاد اے بھگوان　میرے لب پہ ترا ہی نام رہتا ہے

(۳)

بھگوان کرشن ایک شکتی

تو نے دنیا کو دیا ہے وہ پیغام　کہ دُنیا اُس کو بھلا نہیں سکتی
جس میں تو آپ آ کر بس گیا موہن!　کوئی شکتی اُس کو مٹا نہیں سکتی

(۴)

بھگوان کرشن کی تعلیم

مقبولِ زمانہ تری تعلیم ہوئی　آفاق میں عظمت تری تسلیم ہوئی
بھارت تری تعلیم کو بھولا افسوس　بگڑی ہوئی حالت کو نہ تنظیم ہوئی

(۵)

بھگوان کرشن کا اُپدیش

کرشن نے یہ کہا تھا ارجن سے　میں ہوں نیتی اگر تو تم بل ہو
نیتی اور بل اگر اکٹھے چلیں　سامنے آئے پھر ہو سکے ہمت کس کو

(۶)

بھگوان کرشن اور ارجن

بزدلی ہے جو تم نے سوچا ہے　یہ تو اپنا ہے اپنا سایا ہے
نیتی کہتی ہے یدھ کی بھومی میں　ایک سا اپنا اور پرایا ہے

(۷)

بھگوان کرشن کے کارہائے نمایاں

ڈرنے والوں کو تھا شیر بنایا تو نے　گڑھ کنس کے ظلموں کو تھا ڈھایا تو نے
اسرار نہاں کون و مکاں کے کھولے　عرفاں پہ نیا رنگ چڑھایا تو نے

(۸)

بھگوان کرشن سے فریاد

اے ماتا یشودہا کے دُلارے آجا　اِک بار تو پھر نند کے پیارے آجا
پھر پاپ کا دنیا میں ہوا ہے غلبہ　ہر فرد و بشر تجھ کو پکارے آجا

(۹)

بھگوان کرشن سے التماس

پھر اپنی مدھر بنسی بجانے آجا　دُکھیاروں کے دُکھ درد مٹانے آجا
دُنیا سے نہ مٹ جائیں مور گیتا　پھر گیتا کا اُپدیش سنانے آجا

(۱۰)

بھگوان کرشن کے آنیکا وقت

دُنیا کے سُدھرنے کے ہیں غائب آثار　آفت کے دہانے پہ کھڑا ہے سنسار
بھگوان ترے آنے کا آپہنچا وہ وقت　جس وقت کا گیتا میں کیا تھا اظہار

(۱۱)

اعتقاد!

راہ نیک و بد وہ بتا سکتے ہیں　بگڑی ہوئی ہر بات بنا سکتے ہیں
دِل سے کریں یاد اگر ہم گاندھی　کرشن بھگوان یہاں تک آ سکتے ہیں

"اوم شم"

شری ریبا رام شاہ فیروزپوری

بابر کی موت

ہندوستان کا بادشاہ ظہیر الدین بابر جس نے پانی پت کی پہلی لڑائی میں ابراہیم لودھی کو شکست دیکر ہندوستان کی عنانِ حکومت سنبھالی۔ روسی ترکستان کی ایک چھوٹی سی ریاست "فرغانہ" کے حاکم شیخ عمر مرزا کے ہاں سنہ ۱۴۸۳ء میں پیدا ہوا۔ یہ ماں کی طرف سے چنگیز خاں ہلاکو اور باپ کی طرف سے امیر تیمور لنگ کی اولاد تھا۔ اس لئے اس کی رگوں میں دونوں بہادروں کا خون موجزن تھا اس نے سنہ ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو قتل کرکے تخت دہلی حاصل کیا سنہ ۱۵۲۷ء میں چتوڑ کے راجہ سنگرام سنگھ کو کنواہیہ کے مقام پر شکست فاش دے کر اپنی بہادری کا لوہا منوایا سنہ ۱۵۲۸ء میں چندیری کے مقام پر راجپوت سردار میدنی رائے کو محصور کر لیا۔ راجپوت عورتوں نے جوہر کی رسم ادا کی یعنی متبرک آگ میں جل کر مر گئیں اور راجپوت نوجوان میدانِ جنگ میں کٹ مرے۔ راجپوتوں کی غیرت مندی کا یہ نمونہ دیکھ کر بابر دنگ رہ گیا۔ سنہ ۱۵۲۹ء میں دریائے گھاگھرا کے کنارے محمود لودھی کو شکست دیکر مار ڈالا۔ ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ بابر بڑا بہادر تھا اسی لیے اس کے مداحوں نے اسے بابر یعنی شیر ببر کا لقب دیا تھا۔ وہ کئی کئی دن گھوڑے پر سوار رہ سکتا تھا۔ ایک میل چوڑے دریا کو تیر کر پار کر سکتا تھا۔ بابر بلند پایہ شاعر اور مصنف بھی تھا۔ اس نے اپنی زندگی کے حالات خود اپنی کتاب "توزک بابری" میں لکھے ہیں۔ وہ قدرتی نظاروں اور پھولوں کا بڑا شوقین تھا۔ سنہ ۱۵۳۰ء میں اس کا لڑکا شہزادہ نصیر الدین ہمایوں سخت بیمار ہو گیا۔ علمائے دین نے مشورہ دیا کہ شہزادے پر کوئی قیمتی چیز نچھاور کیجائے۔ بابر نے سوچا کہ اپنی زندگی سے بڑھ کر کوئی قیمتی چیز نہیں۔ وہ تین بار بیمار شہزادے کی چارپائی کے گرد گھوما اور منہ سے "گرفتم۔ گرفتم" کہا۔ خدا سے دعا کی کہ اے خدائے پاک میری جان لے لے مگر میرے لڑکے کی جان بخشی کر دے۔ کہتے ہیں کہ بابر کو بخار چڑھ گیا اور شہزادہ نصیر الدین ہمایوں تندرست ہونا شروع ہو گیا۔ جب بابر کا وقت آخر آن پہنچا تو آنکھوں میں آنسو بھر کر شہزادہ ہمایوں اس کی چارپائی کے قریب بیٹھ گیا۔ روتے روتے پوچھا "ابا حضور۔ موت کیا ہے جس سے ساری دنیا ڈرتی ہے اور آپ نے اسے خود بلایا ہے" بابر نے کہا۔ جان پدر۔ موت ایک حادثہ ہے جس کے گذرنے کا احساس انسان کو بسترِ مرگ پر بھی نہیں ہو پاتا۔ قدرے تفصیل سے آگاہ فرمائیں "ابا حضور" میرے لختِ جگر۔ انسان اپنی زندگی میں سینکڑوں بار بیمار ہوتا ہے اور پھر شفا پا جاتا ہے ہر بار مریض کا یقین ہوتا ہے کہ وہ شفا ہی پائے گا مگر ایک بیماری ایسی بھی آتی ہے جس سے وہ شفا نہیں پا سکتا۔ حالانکہ وہ آخری سانس تک امید کرتا رہتا ہے کہ میں شفا پا جاؤں گا جب تک سانس تب تک آس۔ آس ٹوٹ جاتی ہے مگر مریض کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کب ٹوٹی اور کہاں ٹوٹی۔ مرحوم کے چہرے کا رنگ سرخ سے سفید سفید سے زرد۔ زرد سے کالا اور کالے سے نیلا پڑ جاتا ہے۔ کوئی کاریگر ہے کاریگر انسان بھی یہ نہیں بتا سکتا کہ خدا کی بنائی ہوئی اس مٹی کی دیوار پر ایک ایک رنگ کہاں ختم ہوا اور دوسرا کہاں سے شروع ہوا۔ جس طرح رنگ کا احساس دیکھنے والوں کو ہوتا ہے کپڑے کو نہیں ویسے ہی موت کا احساس لواحقین کو ہوتا ہے۔ مرنے والے کو نہیں۔

شہنشاہ بابر کے منہ سے یہ الفاظ سن کر قاضی رحیم الدین جو پاس ہی قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول تھا۔ سلام موڑ کر اُٹھا اور شہنشاہ کے قریب بیٹھ کر کہنے لگا۔ "عالی جاہ بجا فرماتے ہیں علمائے دین کا قول ہے کہ انسان کی مثال موت کے سامنے ایک بھیڑ کی سی ہے جب بھیڑ موٹی تازی ہو جاتی ہے تو اُس کی اُون حاصل کرنے کے لیئے آدمی اُسے زمین پر لٹا لیتا ہے پاؤں کو کس کر باندھ دیتا ہے تیز قینچی سے اُون کو کاٹتا ہے۔ بھیڑ تڑپتی اور شور مچاتی رہتی ہے آدمی اُس کی اُون کاٹ کر ہی اُسے چھوڑتا ہے۔ چھٹکارہ پانے پر بھیڑ خوش ہو جاتی ہے اور منڈے ہوئے جسم کے ساتھ ہی گذارہ کرتی رہتی ہے۔ اُون پھر اُگ آتی ہے چھ ماہ کے بعد پھر آدمی اُس کو پکڑ کر لٹا لیتا ہے اور دوبارہ اُون کاٹ کے چھوڑ دیتا ہے بیچاری بھیڑ کو زندگی میں کئی بار اس مصیبت سے گذرنا پڑتا ہے اور اُسے یقین ہو جاتا ہے کہ اُسے لٹایا جاتا ہے تو محض اُون کاٹنے کے لیئے۔ مگر افسوس ایک دن ایسا بھی آجاتا ہے کہ آدمی اُس کی اُون کاٹنے کی بجائے اُس کی گردن کاٹ دیتا ہے اور بھیڑ بیچاری مغالطے میں ہی رہ جاتی ہے۔ ایسے ہی انسان کو بیماری چارپائی پر لٹا دیتی ہے طاقت کھینچ لینے کے [illegible] آجاتی ہے۔ انسان زندگی میں کئی بار بیمار ہوتا ہے اور پھر اچھا ہو جاتا ہے۔ [illegible] دیتا ہے کہ ایک دن موت کا ظالم ہاتھ اس کی گردن مروڑ دیتا ہے۔ اور انسان یہ کبھی نہیں بول سکتا کہ یہ دنیا اور اس کی آس ایک جھوٹا سپنا اور طلسمی خواب ہے"۔

نوعمر ہمایوں اس قسم کی مایوس کن باتوں کو سننے کی تاب نہ لا سکا اور ابا حضور کو سلام کر کے وہاں سے چلا گیا۔ مگر گھر کی بوڑھی عورتیں اور بزرگ لواحقین بدستور شہنشاہ بابر کے آس پاس بیٹھے رہے۔ اُنھیں یقین ہو گیا تھا کہ بادشاہ سلامت اب چند ساعت کے ہی مہمان ہیں اور ایسے بہادر۔ شجاع۔ عادل۔ سخی۔ عالم۔ فاضل۔ شاعر اور راستباز ظلِ الٰہی کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ الہام کا درجہ رکھتے ہیں۔

شہنشاہ کے منہ سے کچھ سننے کی نیت سے شہزادی گلنار نے سوال کیا۔ ابا حضور۔ خدا کے بندے موت سے کیوں ڈرتے ہیں۔ جب کہ یہ مرنے والے کے حواسِ خمسہ پر کوئی ضرب نہیں لگاتی۔ بابر نے کہا۔ بیٹی۔ جس طرح لوگوں نے موت کو ایک خوفناک حادثہ سمجھ رکھا ہے ویسے ہی خدا کو بھی ایک ہوّا سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ خدا سے زیادہ رحیم اور کریم نہ کوئی ہے اور نہ کوئی ہو سکتا ہے۔ میں تو خدا کو اپنا سچا دوست۔ ہمراز سرپرست اور ہمدرد سمجھتا ہوں مجھے اُس کی رحمت اور شانِ کریمی پر اتنا بھروسا ہے کہ میرے دل میں اُس کے قہر کا خیال ہی نہیں آتا۔ اُس سے ڈرنے کا بہانہ غلطیاں یا گناہ کیے جاتے ہیں۔ مگر گناہ کرنا انسان پر ایسا ہی فرض ہے۔ جیسے کہ عبادت کرنا۔ ورنہ خدا کی شانِ کریمی کا ظہور کیونکر اور کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک معتبر اور مستند حدیث ہے "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگوں سے گناہ بالکل سرزد نہ ہو تو خدا تمھیں زمین سے ہٹا دے اور تمہاری جگہ ایک دوسری قوم پیدا کرے جس کا شیوہ ہو کہ گناہ میں مبتلا ہوں اور پھر خدا سے بخشش و مغفرت کے طلبگار ہوں"۔ اس حدیث کی روشنی میں مجھے گناہ کرتے ہوئے انسان سے تو شرم آتی ہے مگر اپنے خدا سے شرم نہیں آتی کیونکہ وہ میرے دل کی خواہشات کو دیکھتا ہے میری کمزوریوں اور مجبوریوں سے خوب واقف ہے۔ برعکس اس کے انسان بہت ہی کوتاہ ہے۔ تنگ نظر۔ نقاد اور کور باطن ہے۔

ہم وہ مجرم ہیں یہ ہیں شانِ کرم پر نازاں
اور ہوں گے جو گناہوں سے پشیماں ہوں گے؟

اس پر قاضی رحیم الدین بولے۔ عالی جاہ۔ میٹھی نیند سونے والا کہاں چلا جاتا ہے۔" وہاں جہاں انسانی عقل اور انسانی جسم نہیں پہنچ سکتا۔ جہاں سے عالموں کا علم اور گیانیوں کا گیان سر پٹک کر پسپا ہو کر واپس چلا آتا ہے

عقل حیران ہو کر واپس کیوں پلٹ آتی ہے اس لئے کہ زندوں اور مُردوں کے درمیان ایک دیوار حائل ہے اور اُس دیوار کا نام ہے۔ ہمارا مٹی کا بنا ہوا جسم مٹی کی یہ دیوار ہی ایک حجاب ایک پردہ ہے۔ منہ پر پردہ پڑتے ہی یہ پردہ اُٹھ جاتا ہے۔ بزرگوں کے اقوالِ زریں کے مطابق موت صرف ایک کثیف لباس کو اُتار کر ایک لطیف لباس پہن لیتا ہے۔ یا قفسِ خاکی سے کسی مقید پنچھی کا اُڑ جانا یا کسی خوابِ پریشاں کا ختم ہو جانا اور رُوح کا بفضلِ خدا بیدار ہو جانا۔ یا پھر ایک معصوم بچے کا ہنگامہ خیز شور اور قابلِ رحم کشمکش کے بعد تھک کر سو جانا اور اپنی خواہشات کے مطابق خوشگوار یا تکلیف دہ خواب دیکھنا۔

شاہی قاضی غفار الدین نے کہا حضور انور۔ آخری تشبیہ ہی سب سے اعلیٰ ہے اور تعلیماتِ قرآن کے عین مطابق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اصل زندگی یا دار العمل یہی زندگی ہے۔ موت کے بعد کی زندگی تو محض دار الجزا ہے۔ اس زندگی کے افعال کا نتیجہ یا عکس مرنے کے بعد ہماری رُوح میں کوئی ترقی۔ تنزل یا تبدیلی پیدا نہیں کرتا وہ لافانی اور غیر تغیر پذیر ہے۔ ہم بیمار اس لئے ہوتے ہیں کہ موت کی تلخی برداشت کرنے کی مشق پیدا ہو جائے ہم اس زندگی میں بھی نیند کے اندر خواب دیکھتے ہیں۔ آدمی اکثر خواب اس قسم کا دیکھتا ہے جیسا وہ حالتِ بیداری میں سوچتا ہے باتیں کرتا ہے یا کام کرتا ہے خواب اکثر انسان کی حالتِ بیداری کی زندگی کے دھندلے یا بگڑے ہوئے نقش ہوتے ہیں۔ بالکل اس طرح موت کے بعد کا زمانہ ہماری موجودہ زندگی کا اچھا یا بُرا عکس ہی ہونا چاہیئے۔ نیند کے اندر خواب آنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ انسان اپنے تجربوں اور اعمال کی بنا پر موت کے بعد کی زندگی کا کچھ قیاس کر سکے۔

شہزادی گلنار نے پوچھا۔ ابا حضور۔ کہا جاتا ہے کہ جب آدمی مرتا ہے تو اس کے لینے کے واسطے فرشتے آتے ہیں کیا آپ کو اس وقت کوئی فرشتہ نظر آ رہا ہے۔ بابر نے یہ سن کر جواب دینے کی کوشش کی مگر زبان بول نہ سکی اور گردن بائیں جانب لڑھک گئی۔ محلات میں ایک کہرام مچ گیا۔ بچے رونے لگے آتے ہی ہمایوں غش کھا کر لاش کے اوپر گر پڑا۔ ۵

کہاں ہیں وہ اہرام مصری کے بانی!
مٹا کر رہی سب کو دنیائے فانی
مسافر یہاں ہیں فقیر اور غنی سب
غلام اور آزاد ہیں رفتنی سب
شرابی رہیں گے نہ ساقی رہے گا
فقط نام اللہ کا باقی رہے گا

ریویو۔ مضراب۔ مصنفہ شری شباب للت ایم اے

۱۹۲ صفحات کی لاجواب کتاب "مضراب" مضبوط اور خوبصورت جلد میں ملبوس ہے یہ تقریباً ۱۴۳ اخلاقی اور دھارمک نظموں کا مجموعہ ہے۔ ان میں بیشتر نظمیں حب الوطنی کے پاکیزہ جذبات کو پیدا کرتی ہیں۔ گورو نانک نرنکاری ترنگا۔ جنتِ کشمیر۔ جانِ وفا۔ اچھوت کھیل اور تعمیر۔ وغیرہ وغیرہ نظمیں قابلِ تعریف ہیں جن کو پڑھ کر لطف و سرور حاصل ہوتا ہے۔ اس کتاب پر کئی معزز صاحبان نے تبصرہ کیا ہے مثلاً شری گوبند سنگھ وزیر ترقیات شری نرنجن سنگھ طالب۔ پروفیسر تلوک چند محروم پنڈت میلا رام وفا وغیرہ۔ ہم اوم کے پاٹھکوں سے پرزور سفارش کریں گے۔ وہ اس شاندار مجموعہ نظم کو منگوا کر شری شباب للت کی محنت کو سپھل کریں۔

قیمت تین روپیہ علاوہ ڈاک خرچ۔ ملنے کا پتہ:۔ رسالہ "اوم" اجمیری گیٹ دہلی ۶

فہرست کتب

جو دفتر رسالہ "اوم" دہلی سے دستیاب ہو سکتی ہیں

(خرچ ڈاک بذمہ خریدار ہو گا!)

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
روحوں کی دنیا	3/8/-	جپ جی صاحب کا بھاشیہ۔ فقیر سرداری لعل نگرہتہ	1/-/-
مرتک روحوں سے وارتالاپ۔	-/10/-	گوروبانی نمبر ۵ راس (امرت بانی گورونانک جی کی) بمعہ ترجمہ فقیر سرداری لعل جی نگرہتہ	-/9/-
تلسی رامائن۔ (اردو) مجلد باتصویر	10/8/-	قوموں کا عروج وزوال مجلد صفحات ۸۵۲ مولفہ سید اقبال احمد	7/-/-
بالمیکی رامائن۔ (اردو) منشی دوارکا پرشاد افق	10/8/-	رام درشن۔	1/-/-
جپ جی و سکھمنی۔ (خواجہ دل محمد)	3/8/-	گیتا رتن منظوم۔	1/-/-
گیتا منظوم مجلد	2/8/-	رتن رامائن۔	1/4/-
کلام مضطر۔ ریملداس مضطر	-/8/-	بھگوت گیتا معہ مہاتم۔	2/-/-
سکھمنی صاحب۔ حصہ اوّل " "	1/-/-	حقیقی آنند کا راستہ۔	1/8/-
" " حصہ دوم	1/4/-	رہبر صحت۔	1/8/-
گوبند ولاس ہندی	1/8/-	ویدانت چھند اولی (بھولے بابا) حصہ اوّل	-/8/-
اصلی جنم ساکھی گورونانک دیو	10/-/-	حصہ دوم	-/8/-
سالنامہ "ادم" نارائن انک	2/-/-	شو پوران مجلد حصہ اول	2/8/-
" ویدانت انک	1/8/-	حصہ دوم	2/8/-
" شو انک ہندی	1/-/-	گرڑ پوران۔	1/4/-
برہمچریہ ڈرامہ	-/8/-	ایکادشی مہاتم۔	1/-/-
آستک یا ناستک سنواد	-/4/-	رشی کیش کا مہاتما۔	1/-/1
حب وطن قمر صاحب	1/4/-	تحفہ درویش یعنی پھولوں کا ہار۔	2/-/-
ٹیگور ڈرامے	2/8/-	سوانح حیات سوامی رام	1/4/-
پنڈت جی / بڑی ویدی — شرت چندر	2/-/-		

نام کتب	قیمت
بھرتری ویراگ شتک	1/-/-
السائٹ برندابن انگریزی Inside Birindaban	1/8/-
میری رائے مہاتما گاندھی سنہری مجلد	2/8/-
گیتا گیان "	-/6/6
آزادی ہند "	-/13/-
منگل پربھات	-/4/-
تقدیر و تدبیر کا ایکسرے مصنفہ مہاتما بھاگ مل جی	1/-/-
پرم آنند کی پراپتی	-/12/-
پربھو کے ساکھشات درشن	1/-/-
کتب منشی سورج نارائن مہر	
روحانی کہانیاں۔	3/50/-
بچار ساگر۔	1/75/-
کلام مہر۔	1/-/-
گیتا شرح۔	1/50/-
فلسفہ سانکھیہ۔	-/65/-
غزلیات مہر۔	-/65/-
مثنویات مہر۔	-/65/-
تلسی کرت رامائن۔	-/65/-
گلدستہ نظم حصہ اول۔	-/50/-
" حصہ دوم	-/50/-
عام فہم ویدانت۔	-/65/-
قصائد مہر۔	-/65/-
کتب مہرشی شوبرت لال ورمن!	
کبیر بھجناولی۔	2/4/-
روحانی اشارے۔	1/4/-
طوفان جنگ (رانا پرتاپ)	2/8/-
میراں بائی۔	-/12/-
سائیں کے سوخیال۔	1/8/-
کامیابی کی کنجی۔	-/12/-
بیراگی بیر۔	2/-/-
مذاہب اور انسانیت ہردیال ایم اے۔	4/-/-
ناول غبن منشی پریم چند	5/-/-

نام کتب	قیمت
پردہ مجاز۔ منشی پریم چند	6/-/-
روٹھی رانی۔	1/8/-
خواب و خیال۔	3/8/-
ڈرامہ رحمی پنجاب۔ زیبا	2/-/-
شکنتلا۔	1/8/-
لنگوٹی والا۔	1/12/-
کایا پلٹ۔	1/12/-
مُرلی منوہر۔	1/12/-
دان ویر کرن۔	2/-/-
کبیر بھگت۔	1/12/-
پرہلاد بھگت۔	1/8/-
راج سنگھ۔ (سُدرشن)	2/8/-
سولہ سنگار۔ "	5/-/-
سردن کمار۔	1/4/-
ستیہ وان ساوتری۔	1/8/-
دھرم ادھرم یدھ۔	1/8/-
گریجویٹ مزدور۔	1/8/-
کبیر یوگ۔	8/-/-
دیگر کتب	
دو ویک چوڑامنی اردو۔	1/-/-
اُپنشد انک۔	1/8/-
اُپاسنا دویک۔	-/8/-
ایشور بودھ۔	-/8/-
ادھیاتم یوگ ہر دو حصص	1/-/-
دیا بائی اور سہجو بائی۔	-/8/-
ایشور پراپتی کا سادھن۔	1/4/-
سام وید کا مہا اپنشد۔	-/8/-
اتھروید کا نرسنگھ۔ پورب تاپنی	-/8/-
کبیر شبد امرت۔	-/8/-
میراں بائی۔	-/8/-
مضراب مصنفہ شری شباب للت ایم اے۔	3/-/-

شری گیتا وگیان گیتا کی سرل سبودھ ٹیکا!

شری پیان پرمارتھی جی کی یہ گیتا بہت مقبول ہوئی ہے اسمیں گیتا کے ہر ایک شلوک کا سلیس ترجمہ اس کی سرل دیاکھیا اور وہ وھوں میں ترجمہ یا کیا ہے۔ دیاکھیا اس ڈھنگ سے کی گئی ہے کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی اس کے مطالعہ سے گیتا کے اسرار کو سمجھ سکتا ہے۔ حجم ۲۶۰ صفحات کلاں۔ مجلد بالتصویر۔ قیمت پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک۔

شری چیتنیہ چرتاولی المعروف چیتنیہ بھگت مال!

اُردو میں پریم اور بھگتی کی لاثانی کتاب ہے۔ اُردو میں شری کرشن چیتنیہ مہا پربھو اور اُن کے بیسیوں بھگتوں کی پریم بھری کیلائیں درج ہیں۔ پریم امڈتا ہوا ایسا ساگر ہی ہے ایکبار شروع کر کے ختم کئے بغیر ہاتھ سے نہ رکھو گے حجم ۹۰۰ صفحات قیمت چار روپے آٹھ آنے۔

شری یوگ واشسٹ مہا رساین ہو

موکھش ابھلاشی سجنوں کیلئے یوگ واشسٹ سے بڑھ کر دوسری پستک نہیں ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کتاب کے دو چار صفحے دھیان پوروک پڑھ لینے سے ہی آتم گیان ہو جاتا ہے اور موکھش ہو جاتی ہے پرمارتھی جی کی اس کتاب کو ودوانوں نے بہت پسند کیا ہے۔ موکھش ابھلاشی ضرور منگاویں حجم ۳۰۰ صفحات قیمت تین روپے

تصانیف شری کا لشی رام جی چاولہ

۱۔ **لطف زندگی** قیمت دو روپیہ۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کیا وسائل اختیار کرنے ضروری ہیں۔ اسمیں زندگی کی ساری مشکلات اور تکالیف کو دور کر کے اسے پر کیف بنانیکی راہ دکھائی گئی ہے۔

۲۔ **انسان** ۔ قیمت۔ ڈیڑھ روپیہ۔ انسان اور انسانیت کے موضوع پر آپ کو اس سے بہتر کتاب نہیں ملیگی۔ تقدیر اور تدبیر کے ضروری مسئلہ پر خاص طور سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

۳۔ **امرت کھنڈ** قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ دنیا میں امرت بھی ہے اور زہر بھی۔ جو انسان زہر سے بچنا اور امرت کے گھونٹ پینا چاہے وہ اس کتاب کو پڑھے روزانہ سوادھیائے کیلئے بہترین کتاب ہے۔

۴۔ **نادانیاں** ۔ قیمت سوا روپیہ۔ انسان کو غلطیوں کا پتلا کہا جاتا ہے۔ اگر گھریلو اور دنیاوی بھولوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو اس کا مطالعہ کیجئے۔

۵۔ **ذرا سا** ۔ قیمت آٹھ آنے۔ ذرا ذرا سی غلطی کیا غضب ڈھاتی ہے اور کیسی مصیبت لاتی ہے اور ذرا ذرا سی راست روی اور احتیاط کیا لطف دکھاتی ہے۔ اس میں پڑھیئے۔

۶۔ گیتا مہک }
۷۔ گیتا چہک } قیمت فی حصہ ایک روپیہ شریمد بھگوت گیتا انسانی زندگی کا مکمل کوڈ ہے۔ اس پاکیزہ

۸۔ گیتا لہک }
۹۔ گیتا ٹہک } گرنتھ کی تعلیمات کی عظمت کو کون نہیں جانتا۔ وہ پاک تعلیمات روزانہ زندگی کو کس طرح سُکھی اور پُرسکون بنا سکتی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے جانیئے۔

۱۰۔ **اے مسلم بھائی!** قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ اسمیں مذہب اسلام کی حقیقی تعلیمات کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو شخص اسمیں لکھی باتیں غلط ثابت کرے اس کے لئے دس ہزار روپیہ کا انعام رکھا گیا ہے۔

۱۱۔ **آدرش گرہست** قیمت ایک روپیہ۔ گرہستی جیون سورگ بھی ہو سکتا ہے اور نرک بھی۔ اگر اپنے گرہستھ کو سورگ بنانا چاہتے ہو تو اس کتاب کو خود پڑھو اور اپنے پریوار والوں کو پڑھاؤ۔

۱۲۔ **پریت سپنے** قیمت دس آنہ۔ ٹھیک کہا ہے "محبت خدا ہے خدا ہے محبت"۔ پرمیشور کو پریم سوروپ کہا گیا ہے اگر محبت کے نغمے اور پریم کی تانیں سننے کا شوق ہے تو اس کو پڑھیئے۔

۱۳۔ **الومینشن آف لائف** (Illumination of Life) قیمت دو روپے۔ ہر ایک مذہب میں زندگی کو چمکانے والے اور پُرسرور بنانے والے اصول اور وسائل بتائے ہیں ان سب کو یکجا دیکھنا ہے تو اس میں پڑھیئے۔

۱۴۔ **وے ٹو سلف اپ لفٹ** (Way to self uplift) قیمت دس آنے۔ پستی سے نکل کر جیون کی بلندی پر اٹھنا ہے تو اس کا مطالعہ کیجئے۔

۱۵ سے ۲۳ **بچوں کیلئے ہندی کی کتابیں**۔ لاکھ لاکھ کی ایک بات۔ ہمارے بچے۔ جیون جیوتی۔ جلتے دیپک۔ جیون امرت جیون آنند۔ سوتنتر بھارت۔ قیمت پانچ پانچ آنہ۔ نرالا بھارت۔ جگت گورو بھارت۔ (قیمت آٹھ آٹھ آنہ)

ہندی کتب

پریم پورن انوبھو ہندی۔	-/12/-
شریمد بھاگوت ہندی مجلد بالتصویر گیتا پریس۔	-/8/-
سکھ ساگر۔ شریمد بھاگوت کا سرل ہندی ترجمہ مجلد بالتصویر۔ ایڈیشن ۱۱۶۰ صفحات کلاں	10/-/-
سوامی ویویکانند۔ گورو شیشیہ سمواد میں سوامی جی کے دو نئے اپدیش۔	5/-/-
بھارت میں ویویکانند۔ سوامی جی کے ویدانت پر دیئے گئے ویاکھیانوں کا مجموعہ ہندی	5/-/-
جیون چرتر مہاتما شہنشاہ جی مہاراج۔	2/8/-
وچار پُشپ۔ ونوبا جی مہاراج۔	1/-/-
ونوبا جی کے وچار۔ دوسرا حصہ	1/8/-

Monthly 'OM' Delhi.
Vol. 30 JANUARY 1963 Regd. No. D. 84

Title Printed at Kanwal Art Press Ajmeri Gate, Delhi 6

ESTD. 1934

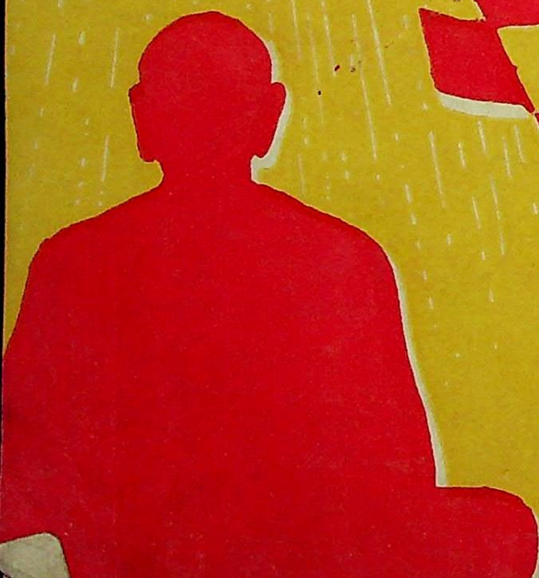
SADHU ANK

January, 1959.

ॐ

اوم

روحانیت کا علمبردار



The Om

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

جاری شدہ سنہ ۱۹۲۵

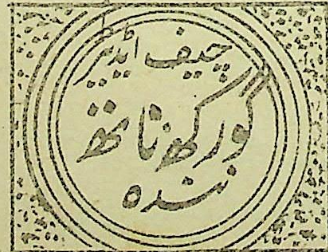
رسالہ اوم دہلی

کا

سادھو انک

بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۵۹

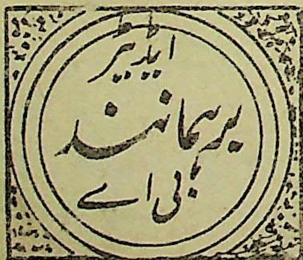
قیمت ۲/۰ روپیہ



چندہ سالانہ 6/8

چندہ لائف ممبر شپ

125/-



فہرست مضامین

ضروری نوٹ

یہ پرچہ ماہ جنوری فروری ۱۹۵۹ء دو ماہ کا تصور کیا گیا ہے ماہ فروری ۵۹ء کا علیحدہ پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ ناظرین نوٹ فرماویں

(مینیجر)

رسالہ "اودم" دہلی کا سادھو انک

جھومکا

سادھو کون ہے۔ یا سادھو کس کو کہنا چاہئے؟

یہ ایک پرشن ہے۔ جس کا اُتر عام جنتا چاہتی ہے۔ سادھو شبد کا ارتھ جو ہندی کوش میں ملتا ہے۔ وہ ہے۔ دھارمک۔ دھرم پرائن، دیالو، شُدھ، پوِتر، کولین، سنت، منی، سجن، نِشچل مَن، برتی، واک سیمی، رشی، تپسوی۔

سادھو — دراصل وہی ہے۔ جس نے سادھنا کر کے اپنے من اور اندریوں کا سنیم کیا ہو اور سادھن سمپن ہو۔ سادھو وہ نہیں۔ جس کے کان پھٹے ہوں۔ کانوں میں مندراں ہوں۔ جسم پر بھسم رمائے ہو۔ سر پر لمبی جٹائیں رکھی ہوں۔ بھگوا وستر پہنا ہو۔ الف ننگا ہو یا صرف لنگوٹ پہنے ہو۔ پہاڑوں کی گپھاؤں میں رہتا ہو۔ مون دھاری ہو۔ پھل آہاری ہو۔ مست الست رہتا ہو۔ یہ سب ویراگ کے لکشن ہیں۔ اگر یہ چنہ دھارن کئے ہوں لیکن من وشئے آسکت ہو۔ تو سمجھ لیں کہ وہ دمبھی ہے کپٹی ہے اور ٹھگ ہے ہمارا تو یہ وچار ہے کہ اگر یہ چنہ نہ بھی ہوں اور من کی اوستھا اچھی ہو۔ اندریوں کا سنیم ہو آہار ویوہار ستوک ہو۔ اہنکار سے رہت ہو۔ بُدھی کی اہنگتا ممتا سے اوپر اٹھ چکا ہو۔ اپنے آتم سروپ کا انوبھو کر چکا ہو کرم اپاسنا اور گیان سے جس نے پانچ اگیان کے پردوں کو دور کر دیا ہو۔ یعنی (۱) ان مئے کوش، استھول شریر (۲) پران مئے کوش۔ پانچ پران (۳) منو مئے کوش۔ پانچ کرم اندریاں اور من (۴)۔ وگیان مئے کوش۔ پانچ گیان اندریاں اور بدھی۔ (۵) آنند مئے کوش، سُشپتی اوستھا یا اگیان سمادھی،

ان پانچ کوشوں (پردوں) کو ہٹا کر ادھشٹھان آتما میں قائم ہو چکا ہو: جس نے انتہ کرن کے مل، وکشیپ اور آورن دوشوں کو دور کر دیا ہو۔ جو سنسار میں رہتا ہو بھی سنسار سے ورکت ہو۔ یعنی جو سنساری مایا سے آزاد ہو کر سمپورن بھوگ ولاسوں سے ویراگ وان ہو۔ ایسا سادھک اور ورکت پرش ہی سادھو کہلانے کا حقدار ہے۔ نہ کہ وہ جو سنسار کا تیاگ کر کے بھگوے پہن کر یا الف ننگا ہو کر جنگلوں میں رہتا ہے۔ وچار ہین ہے۔ اگیانتا میں مبتلا ہے۔ اور من کے اندر واسنائیں رکھتا ہے۔ ایسا شخص جنگلوں اور بیابانوں میں رہتا ہوا بھی سادھو کہلانے کا حق نہیں رکھتا۔ ایک شاعر نے کیا خوب لکھا ہے ؎

اگر دل گرفتارِ مخمصوں ہیں تو جنگل بھی بازار سے کم نہیں ہے
اگر تیرے دل کو ہے یکسوئی حاصل تو بازار میں بھی تو خلوت نشیں ہے

جس پرش پر ایشور کی کرپا ہو جائے وہ گرہست میں رہتا ہوا بھی سادھن سمپن ہو کر آتم گیان کو حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جنگلوں کی راہ لے۔ آج ہمارے بھارت ورش میں ایسے سادھوؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے جنہوں نے کسی معمولی تکلیف کے کارن اپنے کام کاج کو تلانجلی دے کر بھگوے وستر پہن لئے ہیں۔ کاروبار میں نقصان، استری یا پتر یا کسی اور نزدیکی رشتہ دار کی موت یا ان کی بیرُخی اور اپمان سے جو گرہست آشرم کو چھوڑتے ہیں۔ ان کا ویراگ کھوٹا ویراگ ہے یعنی لاکھ کی طرح آگ کے نزدیک ہونے سے پگھل جانا اور بعد میں ویسے کا ویسا سخت ہو جانا۔ جب زیادتی

حالات ذرا خراب ہوئے تو تکلیفات سے ڈر کر باہر بھاگے
ایسے لوگ ہی عام طور پر اپنے آدرش سے گر کر پتت
ہو جاتے ہیں۔ اور منش جیون کو ہی رائیگاں کر دیتے ہیں
بھگوے پہن کر بھی وہ دنیاوی واسناؤں کا تیاگ نہیں
کرتے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب دنیاوی پدارتھ ان کے
سامنے آتے ہیں۔ تو وہ جھٹ پھنس جاتے ہیں اور
وشیوں میں پرورت ہو جاتے ہیں، شردھالو لوگ خصوصاً
استریاں ان کے تیاگ ویراگ اور بیرونی چنہوں پر مست
ہو کر اور پورن مہاتما خیال کر کے جب ان کی سیوا کرنے
لگتے ہیں۔ تو وہ مہاتما ان کو ٹھگنے کے لئے کئی پرکار
کا گیان اپدیش کر کے ان کے گورو بن جاتے ہیں۔ وہ
اچھا کھاتے اچھا پہنتے اور اچھے اچھے مکانوں میں
گرہستیوں کی طرح ہی رہنے لگتے ہیں۔ جس کا نتیجہ نہایت
ہی خطرناک ہوتا ہے۔ جیسے آگ کے نزدیک گھی کا
پگھل جانا ایک سوبھاوک کرم ہے۔ اسی طرح کبھی
بھی پرش کے نزدیک ایکانت میں استریوں کا واس
ہانی کارک ہی ہوتا ہے،

سوامی گوبند آنند جی مہاراج اپنی پستک
گوبند پرکاش میں فرماتے ہیں
سے

سوامی گوبند آنند جی مہاراج کے بچن

چمڑی دمڑی دو سے رہے تیاگی دور
لگے کلنک ضرور کو مڑی کا جل آوے
جے چاہے ویراگ نہ راکھے تیاگی دمڑی
فکر ذکر اور مکر نہ، نہیں مذہب نہیں لاج
نہیں کام نہیں کاج نہیں پرواہ نہ داغ
نہیں راگ نہیں دویش۔ نہیں دوئی کا ذکر
ناری اگنی کنڈ ہے پرش گھرت پور
اور آپ لے نہ بچے کرے پرشارتھ بھاری
بدھ ویر جے کرت ہے سمرن وکھن نار
لیوے ویراگ وچار جاوے شانتی کا نام
گیان دھیان سب اڑے رہے نہ من کو سدھ
تیاگی جن کے واسطے جانو مول اپادھ
کرے سادھ اسادھ بھی گن تن کے بن گئیں
اتپت ہوئے دویش اور ہو جاوے راگی
ان سے رہے اتیت نہ کب ہوں آنکھ ملاوے
چاہ راکھے دھنوان رہے ترشنا ہی لاگی
پان اور سیوا سادھ کی جہاں اتنے رہوئے
دکھ پاوے گا سو تے بڑائی رہے نہ لنس کی
ہمیں استر دھنک لوگ رہیں اٹا ہی ہان

ان کی کرے سمیتا لگے کلنک ضرور
کتنا کرے سنکوچ تبھی کالکھ لگ جاوے
ہوئے نہ مول ابھیاس رہے جس جاگر چمڑی
ملن جلن نہیں کسی سے، نہیں کام نہیں کاج
نہیں خوشی نہیں غمی، نہیں کٹنا نہیں باغ
سوئی فقر پچھان نہ مال و دنیا کی فکر
دونو ہوئے سمیتا درو سے گھرت ضرور
پرش نار سے بچے سوئی ڈھنگ رہے نہ ناری
بھوگ اچھا کے ہوت ہی لیوے ویراگ وچار
جہاں بھوگ ہے اوہاں جوگ کا کیا ہے کام
جہاں پریت ہے نار و پرجے ہوئے بدھ
کا نہا کنچن میل دو کرے سادھ اسادھ
مل وکھیپ ہو جائے اور اوگن سب جائیں
کا نتا کنچن میل جبھی ہی کرے تیاگی
او اسیں ہو رہے ہیت کو ناہیں بڑھاوے
لیوے بگ سنتو کہ نہ سوبھا پاوے تیاگی
تہاں وشئی ٹھہرے جبھی دکھ پاویگا سو تے
بڑھے راگ اور دویش نندیا ہووے اس کی
انت دکھ کو پائے رہے نہ سیوا مان

اِس لئے سادھک پرشوں کو واجب ہے کہ
وہ گرہست آشرم میں رہتے ہوئے اپنے من اور اندریوں
کا دمن کریں۔ ورن اور آشرم کے مطابق اپنے دھرم
کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیں۔ تبھی تپ اور وید
شاستروں کے ادھین سے اپنے آپ کو سادھو یا سنیاسی
بننے کے قابل بنائیں۔ شُدھ آہار، دو ہار اور آچار سے
انتہ کرن کے مل، وکشیپ اور آورن دوش کو دور
کرنے کا یتن کریں۔ ہون سندھیا، گائتری اور دیگر
نِتیہ کرموں کو باقاعدگی کے ساتھ کرتے ہوئے پاپ کرموں
کے سنسکاروں کو ملیامیٹ کریں۔ جب کوئی بھی مند
واسنا من میں نہ رہ جاوے۔ اور کوئی بھی سنسار کی کامنا
نہ رہے۔ موہ مایا سے آزادی مل جاوے۔ خودی اور
اہنکار کے جذبات مفقود ہو جاویں۔ اور محض آتم چنتن
اور وید انتوں کے شرون منن کی اچھا پربل ہو۔ جب من
ایکانت واس کرنے کی طرف راغب ہو۔ جب آیو
پچاس سال سے زائد ہو چکی ہو۔ تب کسی شروتری برہم نشٹھ
مہاتما پرش کی شرن میں جا کر شاستر ودھی انوسار بان
پرست یا سنیاس آشرم میں پرویش کرنا چاہئے۔ جو لوگ
اپنا من مرضی لکھوٹا ویراگ کے کارن گرہست آشرم کو
تیاگ کر بھگوے پہن لیتے ہیں۔ اُن کو بعد میں پچھتانا پڑتا
ہے۔ کیونکہ یہ نورتی مارگ کوئی آسان مارگ نہیں ہے اِس
میں گرہست آشرم کی نسبت زیادہ کٹھنائیاں ہیں۔ گورو نانک
صاحب فرماتے ہیں ؎

گورسکھی باریک اے سِل چٹّن پھیکی
کھنڈیوں تکھی دھار اے۔ ایہہ والیوں نکی

ایک پنجابی شاعر یوں فرماتے ہیں۔

فقیرا فقیری دُور ای۔ جیوں اُچی لمبی کھجور ای
چڑھ جائیں تے چکھیں پریم رس۔ ڈھنگ پئیں تے چکنا چور ای

اِس لئے سجنو! اگر آپ کو پرمارتھ کا شوق ہے
تو گرہست میں رہتے ہوئے اور اپنے تمام ضروری فرائض
اور شاستری کرموں کے کرتے ہوئے سچے سنیاسی بننے کا
پرتین کریں۔ جو شخص گرہست میں ناکام رہا ہو وہ سنیاس آشرم
میں جا کر ناکام ہی رہے گا۔

نورتی مارگ مکش کی پراپتی کے لئے ایک لازمی چیز
ہے۔ اسی لئے ہمارے شاستر کاروں نے پچاس سال
کی آیو کے بعد بان پرست آشرم میں پرویش کرنے کے لئے
ہدایت کی ہے۔ بدقسمتی سے اب یہ پراچین پرنالی تقریباً
نابود سی ہو گئی ہے، وجہ یہ کہ مغربی تہذیب اور مغربی
تعلیم نے دھرم مریاداؤں کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ اب تو
لوگوں کے سامنے کھاؤ پیئو۔ موج اُڑاؤ کا ہی آدرش
رہ گیا ہے، تیاگ کی بھاونا ہی ختم ہو چکی ہے۔ انسان بوڑھا
ہو جاتا ہے۔ اندریاں شتھل ہو جاتی ہیں۔ لیکن اِس کو وشیوں
سے ویراگ نہیں ہوتا۔ بلکہ اندریاں اگنی کی طرح اور بھی اور
وشیوں کا سیون کرنے کی جستجو کرتی ہیں۔ گورو صاحب فرماتے
ہیں ؎

اکھیں ویکھ نہ رجھیاں۔ بہو رنگ تماشے
کھاندی جیبھ نہ رجھیا۔ کر ہٹھ وگ بلاسے
نک نہ رجھیا سوانس لے۔ وہ گندھ سوانسے
اَسنت نہ دیا کنّ سنن، رودن تے ہاسے
رجھ نہ کوئی جیویا۔ کوڑے بھرواسے

آج کل تو لوگ پنشن لے کر بھی ایشور بھجن کے لئے گھر
کا تیاگ نہیں کرتے بلکہ مایا اکٹھی کرنے کے لئے مزید ملازمت
کرنے لگتے ہیں۔ لیکن پہلے وقتوں میں ایسا نہیں تھا۔ جو لوگ
پچاس سال کے بعد بھی گرہست میں چمٹے رہتے تھے۔ اُن کو
نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اُن کی عزت تب ہوتی
تھی جب کہ وہ بان پرست آشرم میں پرویش کرتے تھے
اور محض اپنے پریوار کے لئے ہی نہیں بلکہ جگت کلیان
کے لئے اپنا تن من دھن ارپن کر دیتے تھے۔ آج ہمارے
دیش کو ایسے ہی سادھوؤں کی ضرورت ہے جن کے اندر
کوئی کامنا نہ ہو، کوئی اچھا نہ ہو۔ سادھن سمپن ہوں۔

دروان ہوں، سینی ہوں۔

ہماری گورنمنٹ کو چاہیئے کہ ہندوستان کو ملیا میٹ کرنے کی بجائے یعنی ورن آشرم کے دھرموں کو تلانجلی دینے کی بجائے پچاس سال کی آیو ہونے کے بعد تمام لوگوں کو دیش سیوا کے لئے تعینات کرے۔ اور جو لوگ ایشور بھجن اور یوگ ابھیاس کرنے کے شائق ہوں ان کے لئے سہولیات پیدا کرے۔ ہندو راج میں ایسے سادھک لوگوں کو روٹی اور کپڑے سے جیسے بےفکر کر دیا جاتا تھا۔ ایسے ہی موجودہ گورنمنٹ صحیح معنوں میں سادھو، سنیاسی اور سینی لوگوں کو اتساہ دے۔ تاکہ ہمارے دیش میں یوگی اور گیانی پرشوں کی کمی دور ہو۔ اور ان کے اپدیشوں سے جگت کا کلیان ہو۔ اگر ہر شخص کو یہ معلوم ہو جاوے کہ ۵۰ سال کی عمر کے بعد اسے گرہست چھوڑنا ہی پڑے گا۔ تو وہ کبھی بھی لوبھ، لالچ، بے ایمانی، رشوت ستانی، بلیک مارکیٹ وغیرہ وغیرہ الٹ جیت دوہارے دھن اکٹھا نہ کرے گا۔ کیونکہ یہ سب اس کے لئے بےسود ہی ہوگا۔ وہ کام کرودھ، لوبھ، موہ اہنکار سے بھی دور رہے گا۔

ہمارا آدرش تیاگ کا ہی ہونا چاہیئے۔ دیگر ممالک کی طرح ہمیں مادی ترقی تو کرنی ہی چاہیئے۔ لیکن مادی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی ترقی کا ہونا بھی لازمی امر ہے۔ ورنہ یہ مادی ترقی اشانتی ہی اشانتی پیدا کرے گی۔

رنوٹ:

اس سادھو انک میں جہاں سچے سادھوؤں کی تعریف میں مضامین درج کئے گئے ہیں وہاں پاکھنڈ کو ختم کرنے کے لئے بھی چند مضامین درج ہیں، ہم سچے سینی، گیانی، مہا پرشوں۔ پر پورن شردھا رکھتے ہیں، اس لئے اگر پاکھنڈی سادھوؤں کے خلاف کوئی شبد اس سال "سادھو انک" میں لکھا گیا ہو تو آشا ہے کہ مہا پرش ہمیں کشما کریں گے

ہماری ہاردک اچھا ہے کہ ہمارے دیش میں سچے سادھو اور مہاتما پیدا ہوں تاکہ سب جیووں کا کلیان ہو،

گرو مہا پرشوں کا سیوک
گوردھ ناتھ نندہ ایڈیٹر

غیبی امداد

از شری دھنی رام چودھری

دیوالی سے ایک دن پہلے کا واقعہ ہے میں ایک رشتہ دار کو ملنے جا رہا تھا آسمان قدرے ابر آلود تھا بس ابھی چلنے ہی لگی تھی کہ بوندا باندی شروع ہو گئی تھی۔ اچانک ایک بڑھیا اور کنڈکٹر کے تنازعہ سے بس میں شور پیدا ہو گیا۔ بڑھیا کہہ رہی تھی "میں نے اڈے پر تمہارے جیسے وردی والے کو پانچ کا نوٹ دیا تھا مجھے ابتک ٹکٹ ملا اور نہ ہی بقایا۔" کنڈکٹر نے ترش ہو کر کہا "مائی مجھے کچھ پتہ نہیں ٹکٹ کے لئے پیسے نکالو ورنہ بس سے اتر جاؤ بغیر ٹکٹ کے بس میں لے جانا میرے اختیار کی بات نہیں" ـــــ بارش تیز ہو گئی بس شہر سے چار پانچ میل دور آ گئی تھی انتہائی مایوسی اور پریشانی کے عالم میں بڑھیا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، وہ رو رو تے ہوئے کہنے لگی "میرے پاس اب صرف دو روپے ہیں، راجپورہ جا کر کسی نہ کسی طرح باقی کرایہ ادا کر دوں گی۔" مگر نہ جانے کنڈکٹر کو کیا مجبوری تھی اس نے بڑھیا کو اتارنے کے لئے بس کو رکوا دیا۔ چند مسافروں نے بڑی نرمی سے بڑھیا کو نہ اتارنے کی درخواست کی مگر بےسود۔ میں نے بھی انتہائی نمرتا سے کنڈکٹر سے التجا کی پھر بھی کوئی بات نہ بنی۔ بارش میں شہر سے چھ سات میل دور اکیلی بڑھیا کے اس طرح اتارے جانے پر دل بہت دکھ محسوس کر رہا تھا میرے پاس صرف ۔/۳ روپے تھے بھگوان پر یقین اور بھروسہ کرتے ہوئے میں نے تین روپے کنڈکٹر کو دے دیئے۔ اب میری جیب خالی تھی۔ میں خیالات میں ڈوبا ہوا سوچ رہا تھا

باقی

آج کا سادھو

از شری لوک ناتھ جی دل

آج ایسے اور ایسوں سے ملتے جلتے ۹۹ فیصدی سادھو آپ کو ملیں گے۔ جو کہ بھارت ماں کی چھاتی پر بوجھ بن کر پریم پرا کا مخول اُڑا رہے ہیں

۱۔ کل کے سادھو کا سروپ جب سامنے پھر آتا ہے
۲۔ آج کا سادھو کیسا ہے یہ سوچم لگا لینا انومان
۳۔ کل کا سادھو سادھنا کرکے پھر سادھو کہلاتا تھا
۴۔ کل کا سادھو کند مولوں سے اُدر پورتی کرتا تھا
۵۔ کل کا سادھو بنوں میں یا گری کندراؤں میں رہتا تھا
۶۔ کل کا سادھو بھکشا مانگ کے کرتا تھا جیون نرواہ
۷۔ کل کا سادھو تپ کرتا تھا تن پر راکھ رماتا تھا
۸۔ کل کا سادھو روکھا سوکھا ٹکڑا مانگ کر کھاتا تھا
۹۔ کل کا سادھو ہاتھ پہ کھاتا ہاتھ پہ ہی پی لیتا تھا
۱۰۔ کل کا سادھو ڈنڈا کمنڈل اور کوپین اک رکھتا تھا
۱۱۔ کل کا سادھو دھرتی پر ہری کو بھجتا سو جاتا تھا
۱۲۔ کل کا سادھو گرہست تیاگ کر بھگوا دھارن کرتا تھا
۱۳۔ کل کا سادھو تیاگی اور تپسوی بنکر رہتا تھا
۱۴۔ کل کا سادھو سوئم کو تنکے سے بھی ہلکا کہتا تھا
۱۵۔ کل کا سادھو راجوں مہاراجوں پر شاسن کرتا تھا
۱۶۔ کل کا سادھو استریوں کی صورت سے بھی بھاگتا تھا
۱۷۔ کل کا سادھو مایا کی چھایا سے بھاگتا کوسوں دور
۱۸۔ کل کا سادھو مایا کو پاؤں کی لگاتا تھا ٹھوکر
۱۹۔ کل کا سادھو وشے واسناؤں کا کرتا تھا پورن تیاگ
۲۰۔ کل کا سادھو تیج اگنی تپ کر کہلاتا تھا بیراگی
۲۱۔ کل کا سادھو مندروں ٹھاکر کے جوگ کماتا تھا جگ میں
۲۲۔ کل کا سادھو موند کے پلکیں سنتا تھا انحد کا ناد
۲۳۔ کل کا سادھو ہری نارائن کرتے گھر دلوں میں جاتا تھا۔

سچ کہتا ہوں شردھا سے مستک میرا جھک جاتا ہے
اپنی سنسکرتی پر کس پرکار یہ دھول اُڑاتا ہے
آج کا سادھو "سوادو" منکر پھولا نہیں سماتا ہے
آج کا سادھو رین دوس پوشٹک پدارتھ کھاتا ہے
آج کا سادھو نگر میں کوٹھی عالیشان بنواتا ہے
آج کا سادھو بینکوں میں کھاتے اپنے کھلواتا ہے
آج کا سادھو شال دوشالوں سے یہ دیہہ سجاتا ہے
آج کا سادھو دودھ ملائی ربڑی خوب اُڑاتا ہے
آج کا سادھو سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتا ہے
آج کا سادھو سوٹ کیس اور بستر ساتھ اٹھواتا ہے
آج کا سادھو پلنگ نواری اور گدے بچھواتا ہے
آج کا سادھو بھگوا پہن کے پھر گرہستی بن جاتا ہے
آج کا سادھو مہنت دھنش اور منڈلیشور کہلاتا ہے
آج کا سادھو ایک ہزار آٹھ کی ڈگری پاتا ہے
آج کا سادھو چیلوں کی ہی شکشا پڑھتا ہے
آج کا سادھو استریوں میں رم کر شوبھا پاتا ہے
آج کا سادھو مایا کی دلدل میں پھنسا جاتا ہے
آج کا سادھو مایا کے چرنوں پر سیس جھکاتا ہے
آج کا سادھو نام کے ساتھ "تیاگی" کی پونچھ لگاتا ہے
آج کا سادھو تو کیول بیراگ کی ہنسی اُڑاتا ہے
آج کا سادھو بھوگی بن کر جوگی نام رکھاتا ہے
آج کا سادھو اپنے کمرے میں ریڈیو لگواتا ہے
آج کا سادھو گھروں میں رہ کر ساری عمر بتاتا ہے

۲۴- کل کا سادھو پرمیشور کی کھوج میں جیون تک کھو دیتا تھا
آج کا سادھو سوئم پرمیشور بن کر جگ کو بھرماتا ہے

۲۵- کل کا سادھو اوم نمو نارائن کی رٹ رٹتا تھا
آج کا سادھو اپنے جیکارے سب سے بلواتا ہے

۲۶- کل کا سادھو ہری بھگتی کا بیج سب کو ورتاتا تھا
آج کا سادھو برہما وشن مہیش کو بھی جھٹلاتا ہے

۲۷- کل کا سادھو نارائن کی پوجا پر کرتا تھا وشواس
آج کا سادھو اپنے آپ کو ہی سب سے پجواتا ہے

۲۸- کل کا سادھو اس بھگوان کا سب کو دھیان سکھاتا تھا
آج کا سادھو اپنا دھیان ہی چیلوں سے لگواتا ہے

۲۹- کل کا سادھو گیتا رامائن کے پتھ پر چلتا تھا
آج کا سادھو اپنا جیون ہی آدرش بتاتا ہے

۳۰- کل کا سادھو پرم وشنو بنکر گورو کو کرتا تھا
آج کا سادھو سلفہ گانجا پی کر اتراتا ہے

۳۱- ایسے سادھو ہوں جس ونش میں کیسے ہو اس کا ادھار
مالک کی جیون کی نوکا کیوں نہ ڈوبے گی منجدھار

۳۲- کتنا بدل گیا ہے سادھو منڈل او میرے بھگوان
بھارت کے سادھو سماج کو پھر سدبدھی کرو پردان

۳۳- کہاں گئے وہ دھرم راج وہ دھرم پتر وہ دھرم سروپ
کہاں گئے وہ سداچار کے جیوتی ستمبھ ستیہ کی کھان

۳۴- کہاں گئے وہ رشی منی وہ سادھو سنت وہ مہا پرش
بھیڑ کے روپ میں پھریں بھیڑیا بھگوت وستر میں شیطان

۳۵- کہاں گئے وہ پرم تپسوی تیجسوی اور برہمچاری
کہاں گئے تیاگی بیراگی انوراگی ست گورو مہان

۳۶- کہاں گئے ہوتی تھی رسائن جنکے چرنوں کی دھولی
جسے لگا کر بڑھ جاتا تھا اپنے مستک کا سمان

۳۷- کہاں گئے جن کی آسیسوں سے ملتا انمول جیون
کہاں گئے آشیرواد بن جاتی تھی جن کی مسکان

۳۸- کہاں گئے جن کے وچنوں سے ملتے ست وار لکشمی!
کہاں گئے جن کے میٹھے شبدوں سے ہوتا تھا کلیان

ویدانت سار

از
پروفیسر
نرمل چندر جی

(۱)

رُوپ اور سُورُوپ

دُنیا میں ہر ایک شے (بے جان اور جاندار) دو پہلو رکھتی ہے (۱) رُوپ اور (۲) سُورُوپ ان دونوں پہلوؤں کو جاننا ہی وہ پیہار تھ اور سمیک گیان ہے۔ جو جیون کو پورنتا دیکر سپھل بناتا ہے۔ یک طرفہ گیان کبھی جیون کو آنند مے نہیں بنا سکتا، عام طور پر لوگ یک طرفہ گیان کی طرف ہی مائل دیکھے جاتے ہیں اور اس لئے وہ ایک حد تک گیانی ہو کر بھی زندگی کا اصلی پائدار اور اندرونی خوشی سے محروم رہتے ہیں۔ زندگی کی گہری سے گہری حقیقت خوشی ہے جو باہر سے حاصل کئے جانے کی بجائے پھول کی خوشبو کی مانند اندر سے باہر ہوتی ہے بیرونی چیزوں اور حالات میں انحصار نہیں رکھتی۔ ہر ایک جاندار خوشی کا طالب ہے

ویدانت سار

اس لیکچر کا خلاصہ جو ویدانت بھاسکر پروفیسر نرمل چندر جی نے اس سال آل انڈیا ویدانت کانفرنس امرتسر میں دیا تھا۔

اُٹھو۔ جاگو۔ دُنیا ہمیشہ ہی بدلتی چلی آئی ہے، مگر اندنوں تو اس کی رفتار تبدیلی اس قدر تیز ہو گئی ہے کہ گویا صدیاں سالوں میں اور سالہا سال ساعتوں میں بہنے لگے ہیں اور زندگی چلنے کی بجائے دوڑنے بلکہ اُڑنے لگی ہے۔

کوئی جاندار جی نہیں سکتا، جبتک کہ وہ ماحول کے ساتھ ساتھ خود بدلنے کے قابل نہ ہو اور اس لئے اس کرّہ زمین پر انسانی زندگی کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے ماحول کی طرف بیدار رہتا ہوا اس کے ساتھ ساتھ ذمہ وار باخبری میں بدلتا چلا جائے۔ اب زمین پر ان عظیم الجثہ جانوروں کے نشانات بھی مشکل سے ملتے ہیں جو ماحول کے ساتھ بدلنے میں ناکامیاب رہے تھے۔

آج سائنس کی غیر معمولی ترقی کی بدولت اب دُنیا ایک زندہ جسم واحد ہو چلی ہے، مکان و زمان کے فاصلے مٹتے جا رہے ہیں۔ اب تو ساری دُنیا ہی ایک "پڑوس" ہے تمام ممالک اور اقوام باہم مربوط ہو رہی ہیں اور دوسروں سے جُدائی اور علیحدگی کی زندگی ناممکن ہوتی چلی جاتی ہے۔

مگر دُنیا میں بیرونی طور سے عالمگیر رابطہ قائم ہو جانے پر بھی دلوں میں نہ صرف پرانا تفرقہ اور بے انداز ترقی نے جنگ کو نہایت ہی خطرناک بنا دیا ہے۔ اور ہر طرف خوف کے بادل چھا رہے ہیں!

اب تو ساری دُنیا کو وہ روشنی درکار ہے جو اسے اندرونی طور سے بھی یکجان اور یک دل بنا دے ورنہ کُل زندگی کا ہی خاتمہ ہو جائے گا، یہ مِلانے والی روشنی آسمان سے نہیں بلکہ انسان کے باطن سے ہی نمودار ہوگی، بیرونی روشنی یا طاقت سے انسانی زندگی کا اجتماعی سوال نہ کبھی حل ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

یہی روشنی ہے جسے "**ویدانت**" کا نام دیا گیا ہے کیونکہ یہ کُل علوم کی انتہا ہے اور اس کے بغیر باقی سب علوم جہالت ہی ہیں۔ یہ اندرونی اُجالا دکھاتا ہے کہ،

صرف ایک ہی حقیقت موجود ہے جو زندہ، روحانی بے حد، ہمہ گیر، ابدی، ہر پہلو سے مکمل، تمام ظہورات کا چشمہ اور غیر مرئی آنند اور سچائی، نیکی اور خوبصورتی) کا اکھنڈ بھنڈار اور سب کا اصلی اپنا آپ ہے، مگر صرف انسانی دماغ ہی اسے

جان پہچان سکتا ہے۔ یہ حقیقت بذات خود زندگی، علم، سرور و محبت ہے، یہی ستیم گیانم اننتم برہم ہے، جو سب کچھ ہے اور جس کے سوا کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ اس حقیقت کے اندر ساری کائنات وجود واحد ہے، تمام اشیا اعضائے یکدگر ہیں اور تمام گذشتہ اور آئندہ واقعات ایک ہی ابدی ڈراما کے پرمعنی اجزا ہیں۔ یہ حقیقت کلی طور پر، اب، یہاں اور ہر ایک کے اندر موجود ہے،

اسی گیان کے اُجالے میں ہی انسانی زندگی بامعنی اور سپھل ہو کر شعور سے راگ اور قید سے آزادی میں بدل سکتی ہے ورنہ یہ کلیش ہی کلیش ہے، شور ہی شور ہے،

اسی حقیقت کو ایشور، بھگوان، پرماتما، برہم، خدا وغیرہ انیک نام دیئے گئے ہیں، خود یہ اپنا کوئی نام نہیں رکھتی، اور اس کے متعلق تمام تصورات بھی انسان کی ذہنی ایجادات ہی ہیں۔ خود حقیقت جملہ اوہام و تصورات سے دور اور پرے ہے

مگر اس پر بھی یہ حقیقت، سب سے بڑھ کر نزدیک (اپنا آپ) عیاں (روشن) اور ثابت ہے، یہ سب کا ثبوت ہے، مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ یہ دیکھتی ہے مگر دیکھی نہیں جاتی، سنتی ہے مگر سنی نہیں جاتی، جانتی ہے مگر جانی نہیں جاتی، سوچتی ہے مگر سوچی نہیں جاتی۔ یہ نامعلوم رہ کر بھی سب سے بڑھ کر معلوم، نہایت مخفی ہو کر بھی سب سے بڑھ کر آشکار ہے!

اس حقیقت کی ذاتی صفت خود اظہاری ہے جملہ موجودات اس کا نت نیا اظہار ہے۔ یہ دنیا اس میں متوہم یا مفروضی (ادھیئست) نہیں۔ بلکہ اس کا اپنا ظہور ہے، جس کے بغیر خود حقیقت بھی کوئی معنی نہیں رکھ سکتی۔ اگر درخت نہیں تو بیج کے معنی ہی کیا ہوں گے؟ اسی طرح اگر جگت وہم ہے۔ تو برہم بھی خالی از حقیقت ایک فرضی نام ہی ہوگا۔ راگ تصنیف، ایجاد، معنی کے وجود کے بغیر راگی، مصنف، موجد اور مضمون کوئی ہستی نہیں رکھ سکتے،

برہم ست ہے، تو یہ جگت متھیا (متوہم و مفروض) نہیں بلکہ ست کا نہایت شاندار، ازلی و ابدی، پرمعنی اور پرجمال، چمتکار، تجلی ہے۔ پورن سے پورن کی اُتپتی ہو رہی ہے وہ بھی پورن ہے اور یہ بھی پورن ہے۔ یہ جگت برہم کی لیپنتا کا سوبھاوک اُچھالا ہے۔ خواب غفلت نہیں، رسی میں سانپ کا دھوکہ نہیں ہے۔ جگت برہم وبھوتی کے سوا کچھ نہیں،

عالمگیر درخت زندگی، ابدی حقیقت سے لگاتار نمودار ہو رہا ہے۔ اس میں سکون اور جمود کو دخل نہیں۔ اس کا قانون ارتقا ہے (وکاس) انسانی وجود اس درخت حیات کا چوٹی کا پھل ہے۔ جو ظاہراً محدود ہو کر بھی باطن میں غیر محدود اور بے پایاں ہے زندگی اظہار حقیقت کا گیت ہے۔ ہمیں نجات (مکتی) درکار ہے، مگر جہالت، قید، خوف اور غیریت اور محدودیت سے، خود زندگی سے نہیں، زندگی کا مقصد، زندگی سے فرار یا زندگی کا خاتمہ ہونے کی بجائے اس کی تکمیل ہے۔ جسے صرف انسان ہی حاصل کرنے کے قابل ہے۔

ہمیں درکار ہے زندہ نجات، روحانی آزادی اور بیداری حاصل کر کے دنیا سے فرار یا خود بخود محو ہو جانے کی بجائے خود اس دوزخ نما دنیا کو سچے اور لگاتار ترقی پذیر بہشت (سورگ) میں بدلنے کی قابلیت، یہی تو زندگی کا پرسرور گیت ہے۔

ہم یہاں قید بھوگنے کے لئے کہیں سے نہیں بھیجے گئے۔ ہمارا گھر یہیں ہے لازمان اور لامکان ذات (آتما برہم) میں اور ہمارا جینا آتم پرکاش کے لئے ہے سڑنے گلنے کے لئے نہیں۔ وکاس ہی جیون کا نیم ہے۔ اور وکاس کے لئے نت نئے روپوں کی پیدائش لازمی ہے۔ پس پورن ویدانت جیون کے خاتمہ کی بجائے اس کی لپورنتا کی طرف لے جانا ہوا زندگی اور تخلیق میں دلچسپی بڑھاتا ہے اور یہی جیون مکتی ہے اور جیون کا امرت پھل اور یہی ہے ویدانت سار۔

زندگی اور زمانہ

جیون دھارا:۔ یہ کائنات کیا ہے؟ غیر محدود زندگی

ماضی سے نقطۂ حال میں سے گذرتی ہوئی مستقبل کی طرف لگاتار بہنے والی پُراسرار ازلی اور ابدی رَو ہے ۔ جس کا آغاز و انجام کہیں نہیں ملتا ۔ کیونکہ زمانے کا آغاز یا انجام خیال کرتے ہی اس سے پہلے اور بعد زمانے کی موجودیت ماننی پڑتی ہے ورنہ "پہلے" اور "بعد" کے الفاظ کوئی معنی نہ رکھ سکتے ۔ صرف بے خیالی میں ہی ہم زمانے کی ابتدا یا انجام فرض کر لیا کرتے ہیں اور چونکہ زمانہ بھی کائنات کا ایک ضروری جزو ہے ۔ اس لئے جبکہ زمانہ اپنا آغاز و انجام نہیں رکھتا ۔ تو کائنات کی ابتدا اور انتہا کے تصورات بھی دھندلے ذہن کی پیداوار ہی ہیں اگر کوئی یقینی بات ہے تو یہی ہے کہ کائنات کی بے شمار اور سدا بدلتی ہوئی صورتوں میں زندگی کی رَو ماضی سے مستقبل کی طرف بہ رہی ہے یعنی جبکہ ہم کائنات کے آغاز و انجام کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے " اس کا رُخ اور بہاؤ ماضی سے مستقبل کی طرف ہے اور زندگی جس کا بُخ گھر نقطۂ حال میں ہے کبھی مستقبل سے ماضی کی طرف جا نہیں سکتی ۔

ہمارے کرۂ زمین پر صرف انسان ہی ایک ایسا وجود ہے ۔ جو تینوں زمانوں (ماضی ، حال اور مستقبل) میں جیتا ہے ، حیوانات صرف نقطۂ حال میں ہی جیتے ہوئے ماضی کی یاد یا مستقبل کی پیش بینی کی قابلیت نہیں رکھتے ۔ یہی وجہ ہے کہ حیوانات بے خبری میں انسان کی نسبت سے خوش تر دکھائی دیتے ہیں اور انسان ان پر شرف رکھتا ہوا بھی نقطۂ حال سے اکھڑا ہوا ماضی ، مستقبل کی طرف دوڑ کی وجہ سے پریشان دیکھا جاتا ہے اور اس کے لئے نقطۂ حال میں قیام پانا ایک مشکل سوال ہو گیا ہے ۔ وہ کبھی ماضی کو یاد کر کے پچھتاتا یا مغموم ہوتا ہے اور کبھی غیر یقینی مستقبل سے ڈر اور سراسیمگی کا شکار ہوا کرتا ہے اور ماضی اور مستقبل کی طرف برزہ گردی میں وہ جس قدر طاقت ، خوراک اور نیند کے ذریعے حاصل کرتا ہے ۔ اس کا ۹/۱۰ حصہ ناحق منتشر ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ حیوانات کی نسبت وہ بیماریوں کا زیادہ تر شکار ہوتا ہے ۔

اور اگرچہ ماضی اور مستقبل کی طرف دوڑ دھوپ انسان کو اس قدر پریشان کر رہی ہے ۔ انسانی زندگی کی عظمت اور زندہ خوشی کا راز بھی اسی بات میں مضمر ہے کہ وہ صرف نقطۂ حال میں ہی مقید نہ رہ کر ماضی اور مستقبل کی طرف دیکھنے اور حرکت کرنے کے قابل ہے ۔ صرف انسان میں ہی عجیب قابلیت پائی جاتی ہے ۔ جو گذرے ہوئے اور ابھی آنے والے زمانے کو حال میں زندہ کر سکتا ہے یعنی جو نہیں رہا اور جو ابھی نہیں ہوا اسے حالی میں وجود ، زندگی اور معنی دے سکتا ہے اور اسی قابلیت کی وجہ سے ہی وہ صرف ایک مخلوق ہی نہیں ۔ خالق بھی ہے ۔ صرف ایک پرزہ ہی نہیں بلکہ ایک ذمہ دار ایجنٹ ہے جو اپنی دنیا اور اپنی قسمت کو خود تعمیر کر سکتا ہے اور اپنے آپ کو بھی اپنے معیارات (آدرشوں) کے سانچے میں از سرِ نو ڈھال سکتا ہے

حیوانات بھی ماضی کے وارث ہوا کرتے ہیں ۔ مگر بے خبر ہیں ۔ ان میں موروثی عقلِ حیوانی (سہج بدھی) پائی جاتی ہے جو زندگی میں ان کی راہنما ہوتی ہے مگر ان کی زندگی ان گذشتہ نسلوں کا ہی تکرار ہوتی ہے ۔ کوّے کا بچہ اپنی نسلی زندگی کا ہی اعادہ کرتا ہے اور تخلیق و تجدید کی قابلیت نہیں رکھتا ۔ اس کے خلاف انسان جہاں جسمانی مرتبے پر عقلِ حیوانی بھی رکھتا ہے جو بچے کو ماں کا دودھ چوسنا سکھلاتی ہے ۔ مگر وہ ایک سوشل ورثہ بھی حاصل کر سکتا ہے جو اسے باقی سب جانداروں پر بے انتہا عظمت اور شرف دیتا ہے ۔ وہ باخبری میں گذشتہ نسلوں کے جمع شدہ تجربات ، علوم ، ہنر کو بذریعہ تعلیم مطالعہ حاصل کرتا ہوا ان منازل کو تھوڑے سالوں کے اندر طے کر لیتا ہے جو [illegible] گذشتہ انسانی نسلوں نے صدیوں میں ہی نہیں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں سالوں میں طے کیا ہے ۔ اور تعلیم کا اصل مقصد یہی ہے ۔ کہ وہ فرد کو ان تمام منزلوں میں سے عبور کرا دے جو نوعِ انسان نے ہزاروں لاکھوں سالوں میں طے کی تھیں ۔ یہ ایک ایسا ورثہ ہے جو گویا جزو کو کل کی عظمت بخشتا ہے اور انسان کو مخلوق سے خالق محدود سے غیر محدود ، مقید سے مطلق بناتا ہوا اکھنڈ سے لاانتہا ترقی کی طرف لے جاتا ہے ، اسی ورثے کی بدولت ہی انسان کل جانداروں کا سرتاج ہے اور زمین پر زندگی کی

سمجھنا یا اسپھلتا کے لئے ذمہ دار۔

اس شاندار وراثت کی چابی زبان (بھاشا) ہے زبان کی بدولت ہی انسانی تجربات، علوم و فنون کے خزانے لگاتار جمع ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ زبان کے ذریعے ہی ان خزانوں کا لین دین ممکن ہوتا ہے اور زبان کی بدولت یہ انسانی دولت ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچ سکتی ہے صرف قوت حافظہ میں یہ توفیق کہاں کہ وہ ان لگاتار بڑھتے ہوئے بے انداز خزانوں کو کسی ایک ذہن میں جگہ دے سکے؟ انسانی دماغ اتنا بوجھ اٹھانے کے قابل ہی نہیں ہے۔ اس غرض کے لئے انسان لائبریریوں سے ہی قوت حافظہ کا کام لیتا ہے، اور کتابیں جتنا زیادہ ان خزانوں کو محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ قوت حافظہ ویسا نہیں کر سکتی۔ انسان نے آج تک جو ایجادیں کی ہیں، ان میں سب سے بڑی ایجاد زبان (بولی) ہے جس کے بغیر انسان کی لگاتار ترقی محال ہوتی۔

انسان کے سوشل ورثہ اور اس کی تعلیم کی اہمیت جان لینے پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا انسانی زندگی کا مقصد بذریعہ تعلیم و مطالعہ ماضی کے ورثہ کو پا کر اس کی روشنی میں جینا اور اس کی عظمت کے گن گاتے رہنا ہی ہے؟ ہرگز نہیں صرف ماضی کی عظمت اور شان پر قانع ہو رہتے ہیں نہ صرف کوئی زندگی نہیں بلکہ یہ تو زندگی کی اصل روح یعنی لگاتار تخلیق و تجدید سے انکار ہے۔ انسان کا اصل کام تو حال میں نئے سے نئے اور بہتر سے بہتر مستقبل کی لگاتار تخلیق و تجدید ہے۔ ماضی تو اس غرض کے لئے کچا مال مہیا کرتا ہے۔ جو تخلیق و تجدید کے لئے ضروری ہے ماضی کو چھوڑ یا بھلا کر مستقبل میں ترقی اور بہتری کی امید ع این خیال است و محال است و جنوں اس لئے جہاں صرف ماضی پر ہی قانع رہ کر اس کی مدحت سرائی کرتے رہنا زندگی کی بجائے انجماد ظاہر کرتا ہے۔ وہاں ماضی کی طرف سے آنکھیں بند کر کے بہتر مستقبل کی امید رکھنا ہوا خیالی محل ایجاد کرنے سے بڑھ کر کوئی معنی نہیں رکھ سکتا۔ اور صرف قدامت پرست ہو رہنے میں کوئی انسانی زندگی اور اس کی خوشی نہیں ہے۔ ہم یہاں ماضی کے راگ الاپنے کے لئے نہیں بلکہ لگاتار نیا اور بہتر مستقبل واقعی طور پر وجود میں لانے کے لئے ہیں جو لوگ صرف ماضی کی طرف ہی دیکھتے ہیں۔ وہ حیوانات سے بھی نیچے گر جاتے ہیں، کیونکہ حیوانات تو ہیچ ہی کے مطابق جینے میں اپنا حیوانی کمال اور اس کی خوشی حاصل کرتے ہیں، مگر انسان صرف ماضی کا پجاری بن کر اپنی انسانیت کھو بیٹھتا ہے، اور اب وہ قدرتی حیوان ہونے کی تو قابلیت ہی نہیں رکھتا اس لئے وہ زندگی کی زندہ خوشی سے محروم رہتا ہے، زندگی کی بنیاد کے طور پر ہمیں ماضی کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر ترقی کی کوئی بالائی عمارت تیار نہیں ہو سکتی، مگر ماضی گزر چکا ہے۔ وہ زندہ نہیں مردہ ہے۔ انسان ماضی کو بھی نئی زندگی دیتا ہے۔ جب کہ وہ نئے سے نئے اور بہتر سے بہتر مستقبل کی تخلیق کے لئے اسے خام مسالے کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

ماضی کی ہو بہو نقل کرنے میں کوئی زندگی نہیں۔ البتہ اسے تمیز کے ساتھ جذب اور استعمال کرنے میں زندگی ہے ہمارا آدرش ماضی میں ہو۔ تو ہم جیتے ہی نہیں۔ ہاں اگر وہ مستقبل میں ہو۔ تو پل پل میں نئی سے نئی بلندی اور خوشی حاصل ہونے کا راستہ کھلا رہتا ہے۔ زندہ جسم جو خوراک لیتا ہے اسے وہ کلی طور سے ہو بہو جذب نہیں کرتا۔ بلکہ اس میں ضروری اور غیر ضروری کے امتیاز کے ساتھ اس کا ایک حصہ ہی اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے۔ تو لذیذ سے لذیذ خوراک بھی اسے بیماری اور موت کی طرف لے جائے گی۔ صرف ماضی کی طرف ہی تکتے ہوئے اس کی ہو بہو نقل کئے جانا انسانی زندگی میں پیچھے سے نچلا مقام ہے اور نکموگی ظاہر کرتا ہے۔

مگر ماضی کا باتمیز انجذاب چھوڑ صرف مستقبل کے ہوائی قلعے کی تعمیر میں لگا رہنا ایسا ہی بیہودہ ہے جیسا کہ بنیاد کے بغیر مکان کی تعمیر۔ حقیقت نہ صرف ماضی میں ہے اور نہ صرف مستقبل میں۔ بلکہ حال میں ان دونوں کے صحیح تعلق میں ہے کہ ماضی کو امتیاز کے ساتھ جذب کر کے اسے مستقبل کی

تعمیر کے لئے خام مسالے کے طور پر کام میں لایا جائے ہماری زندگی کا رخ آگے کی طرف ہو۔ اور ماضی ہمارے سروں پر سوار ہونے کی بجائے سدا ہمارے پاؤں کے نیچے ضروری سہارا بن کر رہے،

جو گذر چکا وہ ماضی ہے اور جو ہوگا مستقبل سے تعلق رکھتا ہے۔ کائنات ایک طرح کی ندی ہے۔ جو نقطہ حال سے گذرتی ہوئی ماضی سے مستقبل کی طرف لگاتار اور اٹل روپ سے بہہ رہی ہے۔ صرف نقطہ حال ہی کائنات نہیں کیونکہ نقطہ حال بے مقدار ہونے سے کوئی طوالت یا گنجائش رکھتا ہی نہیں۔ اس لئے وہ صرف نقطہ حال میں لگاتار ایک گذرگاہ ہے۔ کئی باطن پرست لوگ ماضی اور مستقبل دونوں کو بھلا کر صرف نقطہ حال میں لگاتار برقرار رہنے میں اپنے لئے امن، طاقت زندگی اور خوشی پانا چاہتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ نقطہ حال ہی زندگی کا گھر ہے، مگر اسی نقطہ پر قائم ہو جانے میں زندگی نہیں ہے۔ زندگی حرکت ہے، تبدیلی ہے، روانی ہے سکون نہیں، انجماد نہیں اور اس کا رخ ماضی سے مستقبل کی طرف ہے، اس کے الٹ کبھی نہیں۔ اس لئے جینے کی سپھلتا کے لئے ہمیں اپنے ماضی کو سنبھال کر اس کے اوپر مستقبل کی عمارات تعمیر کرنا ہوگی، یہی تخلیق اور تجدید ہے جو نقطہ حال میں قیام پذیر ہو کر کرنا ہوگی، جو بشر نقطہ حال میں قیام ہونے کا بنیادی سبق نہیں سیکھتا وہ اپنے مرکز حیات سے ہی بدر ہو چکا ہے اور وہ زندگی کی عظمت، ابدیت، کلیت اور مسرت کو جان ہی نہیں سکتا،

نقطہ حال کو ہی صوفی لوگ "حضرت المبیہ" کا نام دیا کرتے ہیں۔ جو شخص نقطہ حال میں قرار پانے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ اس کے لئے زندگی کی حقیقی خوشی نہیں ہے وہ ترقی تو کر سکتا ہے، مگر زندگی کے کمال سے محروم ہی رہ جاتا ہے، فقط حال ہی نقد ہے۔ اس کے مقابلہ میں اور سب ادھار، ویدانت تعلیم دیتا ہے، کہ

"بھوت اور بھوشت دونوں کو تیاگ کر ورتمان میں ستھت ہو رہو۔ قلندر کہتا ہے ؎

بگذر از ماضی و مستقبل ہمے
شاد شو بہ نقدِ حال خود دمے
صد ہزاراں خندہ و شادی کنم
چونکہ باشد در وجودم نقدِ دم

" ماضی اور مستقبل سے گذر کر ایک دم کے لئے تو اپنی فقط حال پر شاداں ہو رہو۔ میں لاکھوں بار ہنستا اور خوش ہوتا ہوں جب کہ میرے وجود میں نقدِ دم (فقط کا حال کی دولت) موجود ہوتی ہے،

مگر صرف حال میں ہی لگاتار رہ کر ماضی اور مستقبل کی طرف سے غافل اور بے خبر ہو رہنے میں کوئی زندگی نہیں ہے،

اس لئے زمانے کی رفتار ثلاثہ ماضی، حال اور مستقبل میں توازن (ٹھیک نسبت) کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر امن یا خوشیوں کا امکان تو ہے، مگر اس میں نہ تو جیون کی پورنتا ہے، اور نہ اس کی نکھار تھ سپھلتا ہی ہے،

نیا جنم

سنسکرت میں پرندے کا نام دِوِج [illegible] ہے دوِج کے معنی ہیں، دوسری بار پیدا شدہ پرندہ دو بار جنم لیتا ہے، پہلے تو انڈے کی محدود اور دوسروں سے الگ تھلگ دنیا میں جہاں وہ ضروری غذا اور دھندلی سی روشنی پا کر بڑھتا ہے انڈے سے باہر اس کی ماں انڈے کو سیتی اور اس کے عمل زندگی کو تیز کرتی ہے مگر انڈے کے اندر کا بچہ نہ تو اپنی ماں کو دیکھتا ہے اور نہ اس بڑی دنیا (برہم انڈ) کو جس سے اس کا جنم ہوا ہے جس کے سہارے وہ جیتا ہے اور آخر کار جس میں داخل ہوتا ہے، مگر جلدی ہی ایک وقت آتا ہے کہ بچہ انڈے کے اندر نہیں رہ سکتا۔ وہی گول گول پرامن گھر جو اب تک اس کے لئے کافی معلوم ہوتا تھا۔ اب اپنی تنگی سے بھینچ کر اسے مجبور کر دیتا ہے کہ اس گھر کی دیواروں کو اپنی چونچ سے گرا دے۔ بس انڈا پھٹنے کی دیر ہے کہ وہ اپنے

آپ کو برہمانڈ میں پاتا ہے۔ جہاں وہ اپنی ماں کو روبرو دیکھتا
اس کے ساتھ محبت کا لین دین کرتا۔ دکھ اور مصیبت میں
اس کی پناہ لیتا۔ اور اپنے بے شمار ساتھی پاتا ہے جو گت
اور پرواز میں اس کے ساتھی ہو کر اس کی خوشی کو کئی گنا بڑھا
دیتے ہیں۔ وہ بے شمار باغوں اور بہاروں کی سیر کرتا اور
اننت آکاش کے نیلے کرہ ہوائی میں تیرتا ہے۔ اگر پرندے
میں سوچنے کی طاقت ہوتی۔ تو اس نورانی اور بے حد
فراخ برہمانڈ کا تاریک و تنگ انڈے کے ساتھ مقابلہ
کر کے حیران ہوتا کہ وہ اس تاریکی اور تنگی میں بھلا جیتا ہی
کیونکر تھا۔

سنسکرت میں دوج کا لفظ ان خاص خاص انسانوں
کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جنہوں نے نیا جنم پایا ہے،
پرندے کے دونوں جنم ہی جسمانی ہوتے ہیں، مگر انسان کا
پہلا جنم جسمانی ہوتا ہے اور دوسرا روحانی۔

انسان کا پہلا جنم اس وقت ہوتا ہے۔ جب
وہ رحم مادر سے نکل کر اس وسیع کائنات میں اسی طرح سے
ہی جنم لیتا ہے۔ جس طرح پرندے کا بچہ انڈے سے
باہر ہو کر۔ وہ جوں جوں بڑا ہوتا اور ہوش سنبھالتا ہے۔ اپنے
سامنے دنیا کی اور دنیا کے مقابلے میں اپنے نفس کی
آگاہی حاصل کرتا ہے۔ اور چونکہ وہ اپنے نفس اور دنیا کے
سوا اور کچھ دیکھ نہیں پاتا۔ اس کی محبت بھی صرف نفس اور
دنیا کے لئے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے حیوانی
خیالات ورثے میں حاصل کرتا ہے جنہیں وہ بالکل قدرتی
اور ٹھیک جان کر ان کی برائی کو ذرا محسوس نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی
عقل کے ذریعے دوسروں کے ساتھ نفرت، دشمنی، دوسروں
سے بدلہ لینے، چوری، ظلم اور مکر کو جائز قرار دیتا ہے اس
کی نظر میں زندگی کی بڑی سے بڑی کامیابی اس بات میں
معلوم ہوتی ہے کہ دوسروں پر اپنی حکومت جمائے اور ان
کی دولت کو اپنے قبضے میں لے آئے،

اس حالت میں وہ صرف اپنے نفس اور اس کی
خاطر دنیا کو چاہتا ہے۔ اور کسی شے یا وجود کے ساتھ محبت
نہیں رکھتا۔ یہی نفس پرستی ہی کل بدیوں کی ماں ہے۔ اور اگر
وہ دوسروں سے محبت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ تو اس
ظاہر محبت کی تہہ میں بھی خود پرستی موجود ہوتی ہے۔ ایسی
محبت کو اس محبت سے تشبیہ دی جا سکتی ہے جو چور اور
ٹھگ لوگ باہم مل کر چوری کرتے یا ڈاکہ مارتے وقت ایک
دوسرے کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔

چونکہ ہر طرح کی خوشی اور آنند کا راز پیار میں ہے
اور خودی جن چیزوں کو چاہتی ہے ان کے پالنے میں لازمی
طور پر خوشی حاصل کرتی ہے۔ اکثر لوگ انہیں خوشیوں اور
لذتوں میں تسلی پا کر اس ابتدائی حالت میں ہی رہ جاتے ہیں۔ اور
حیوانیت سے اوپر اٹھ کر روحانیت کا حقیقی سرور حاصل
نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ اپنی انا کی مستی میں بیہوش ہی رہتے ہیں
لیکن چونکہ عقل رکھتے ہیں۔ اس لئے اس حالت میں بھی
معقولیت کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے دانائی ظاہر کرتے
ہیں، مگر دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں کہ ان کی عقل پر ان کا
حیوان سوار ہوتا ہے۔ نہ کہ ان کی عقل اپنے حیوان پر۔

اگر انسان اسی حالت میں جسم چھوڑ دے تو اسے
نہایت سخت دکھ ہوتا ہے اس کی جسمانی خواہشات اسے
سدا آگ کی مانند جلایا کرتی ہیں۔ وہ انہیں پورا کرنے کے
لئے نہ تو جسم رکھتا ہے اور نہ ہی جسمانی سامانات۔ اس
پُر مصیبت اور خوفناک حالت کو ہی نرک اور دوزخ
وغیرہ کے نام دیئے گئے ہیں۔

جس طرح رحم مادر میں بچے اور انڈے میں چوزے
کی حالت ہے اسی طرح انسانی زندگی میں ایک وقت آتا ہے
کہ جب اس کا نیا جنم ہونے لگتا ہے۔ اس عمل پیدائش کے
آغاز کی بڑی اور لازمی علامت یہ ہے کہ اب وہ اس قدر
وسیع دنیا کو بھی تنگ اور غیر تسلی بخش محسوس کرنے لگتا ہے،
اور دنیا کی کوئی چیز بھی اسے تسلی نہیں دے سکتی۔ دنیا اور
مافیہا سے دل اُچاٹ ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت کو شاستروں

ہیں ویراگ کہا گیا ہے، ویراگ کے بنا نیا جنم ہو ہی نہیں سکتا اور ویراگ ہمیشہ اندرونی بیبک سے اٹھا کرتا ہے۔ انسان اپنی اندرونی روشنی یا عقل سے محسوس کرنے لگتا ہے کہ دُنیا اور اس کی زندگی محض فانی، عارضی اور محدود ہے۔ اور اس سے باہر ایک غیر فانی، ابدی اور غیر محدود زندگی بھی ہے جو حقیقی تسلی اور سرور کامل دے سکتی ہے اس ویراگ کی حالت میں بے حد آسمانوں اور زمانوں میں پھیلی ہوئی دُنیا بھی ایک پنجرے کے موافق تنگ اور تاریک معلوم ہوتی ہے۔

اور جبتک اندرونی وویک پوری روشنی نہیں دکھاتا، تب تک انسان اس دُنیا سے باہر بھی اپنی خودی کی لذات کو ڈھونڈا کرتا ہے۔ باہر کی دُنیا تو بےمعنی معلوم ہوتی ہے مگر خودی اور اس کی لذات ابھی تک دل کو کھینچتی ہیں۔ اور اس لئے خودی کی محبت جیوں کی تیوں بنی رہتی ہے۔ ایسی حالت میں انسان سورگ (بہشت) کی تلاش کرتا ہے اور وہاں من مانے پیمانے پر خودی کی خوشیوں اور لذتوں کو حاصل کرنے کی اُمید رکھتا ہے، مگر جبتک نفس کی محبت موجود ہے تب تک اردگرد کی جسمانی دنیا سے دل اُچاٹ ہو جانے پر بھی بدی کی جڑ اپنے اندر جیوں کی تیوں ہری اور برقرار رہتی ہے اور اس حالت میں انسان دھرم اور مذہب کی طرف سورگ پانے کی خاطر رجوع کرتا ہوا اپنی زندگی کو نہیں بدلتا۔ بلکہ اس مطلب کے لئے لمبی چوڑی اور پُرسوز وگداز پرارتھنائیں کرنے، اپدیش اور کتھائیں سننے، تیرتھوں اور متبرک مقامات کی زیارت کرنے مقدس پانیوں میں نہانے، غریبوں کو دان کرنے۔ دھرم شالائیں اور مندر بنیاد کرانے اور شفا خانے کھولنے میں اپنی طاقت اور کمائی کا ایک حصہ لگاتا ہے۔ مگر چونکہ یہ سب کچھ خواہشاتِ خودی کے تبس میں کیا جاتا ہے۔ تو یہ بیرونی طور پر دھارمک کام بھی ایسے پانی کی مانند ہوتے ہیں۔ جو ایک ناپاک اور گندے چشمے سے جاری ہو۔ ایسے شخص کے کاموں میں دھرم کی بیرونی شکل تو موجود ہوتی ہے مگر اندرونی سپرٹ نہیں پائی جاتی۔ اور اس لئے وہ اوپر سے دھرم کا سوانگ اتاتا ہوا بھی اندرونی طور پر دھرم سے بالکل کورا رہتا ہے۔ باہر سے دھرم چرچا کرتا۔ دن رات ہری نام جپتا اور دھرم کی باتیں سوچتا ہوا بھی اپنی زندگی کو دھرم سے الگ رکھتا ہے یعنی باہر سے وہ دھرم کا سب اڈمبر دکھاتا ہوا بھی اپنی خودی اور نفس کے لئے جیتا ہے۔ پرماتما کے لئے نہیں۔

ہاں جب اندرونی روشنی بڑھتی ہے۔ وویک اور بھی اُجل ہوتا ہے۔ تب دھرم اور پرماتما کے نام پر باہر کے اڈمبر بھی پھیکے معلوم ہونے لگتے ہیں۔ اور اپنی اندرونی بدیوں پر نظر پڑنے پر ان بدیوں کی مکروہیت کا احساس ہونے لگتا ہے اور یہی اندرونی نظر اور احساس ہی روحانی پیدائش کی ابتدائی علامات ہیں، جوں جوں یہ اندرونی روشنی بڑھتی ہے۔ دوں دوں صرف دُنیا سے ہی نہیں بلکہ اپنے نفس سے بھی بیزاری اور ویراگ پیدا ہونے لگتا ہے، اور سورگ میں بھی اپنے نفس کی موجودگی کا خیال اس سورگ کو نرک کی مانند دکھاتا ہے اور بدی کسی ڈر کے سبب سے نہیں بلکہ صرف اس وجہ سے کہ وہ بدی ہے۔ بُری معلوم ہوتی ہے اور نیکی اس وجہ سے نہیں کہ اس کا پھل اچھا ہوگا۔ بلکہ صرف اس وجہ سے کہ وہ نیکی ہے۔ پیاری لگنی شروع ہوتی ہے اور انسان تہ دل سے اپنے اندر کی بدیوں کو ڈھونڈ کر انہیں چھوڑنے کے لئے کوشش کرتا ہے،

یہ درمیانی مرحلہ اخلاقی (MORALITY) کا ہے اخلاقی انسان بدی کو نہ صرف اس کی بُرائی کی خاطر ترک کرتا اور نیکی کو صرف اس کی خوبی کی خاطر اختیار کرتا ہے بلکہ نیکی کے عوض میں سامنے آنے والے بڑے سے بڑے دُکھ کو بھی بدی کے عوض میں ملنے والی بڑی سے بڑی راحت پر ترجیح دیتا ہے

پہلے درجے میں اس کا مقابلہ ارد گرد کی دُنیا سے تھا وہ بیرونی دُنیا کو اپنے تحت میں لانا چاہتا تھا لیکن اس اخلاقی مرحلے میں اس کا مقابلہ اپنے نفس سے شروع ہو جاتا ہے پہلے وہ باہر کی دُنیا جیتنے میں حصول بادشاہت خیال کرتا تھا اب وہ اپنے نفس کو جیتنے میں سوراجیہ کا آنند حاصل کرنا چاہتا ہے اور بیرونی دولت، طاقت اور خوبصورتی کی بجائے اندرونی

دولت، طاقت اور خوبصورتی کو بڑھانے میں کوشاں ہوتا ہے
اخلاقی زندگی ظاہر کرتی ہے، کہ روحانی پیدائش کا عمل شروع
ہو گیا ہے اور اخلاقی جد و جہد اس عمل کے جاری ہونے کی
علامت ہے،

اس عمل کی تکمیل پر نیا جنم ہوتا ہے۔ اسی روحانی
پیدائش سے ہنس بھی دوِج کہلاتا ہے۔ ابتدائی حیوانی اور
قدرتی حالت میں تو جھوٹ اور بدی کے سوا کچھ تھا ہی نہیں
درمیانی اور اخلاقی حالت میں جب روحانی پیدائش کا عمل
شروع ہوا تھا۔ جھوٹ کے ساتھ سچائی اور بدی کے ساتھ
نیکی کا مقابلہ شروع ہو گیا تھا۔ اور عقل و ارادہ سچائی اور
نیکی کے پہلو پر کھڑے ہو کر ان میں سے عقل سچائی دکھاتی تھی
اور ارادہ اس سچائی کے مطابق زندگی بسر کر کے نیکی کو بڑھاتا تھا
اب اس تیسرے مرحلے میں داخل ہو کر جھوٹ اور بدی کی
جڑ اکھڑ جاتی ہے۔ اور سچائی اور نیکی دن بدن فروغ پانے
لگتے ہیں۔ اور اب انسان نہ تو دنیا کی خاطر جیتا ہے۔ اور نہ
ہی اپنے نفس کی خاطر۔ بلکہ دنیا میں تو اپنے بھائیوں اور
پڑوسیوں کی بھلائی کو اپنی بھلائی جان کر اس میں اپنی طاقتوں
کو لگاتا ہے۔ اور اپنے اندر نفس کی اطاعت چھوڑ کر اپنی
عقل و ضمیر کے ذریعے پرماتما کی مرضی معلوم کر کے اپنے
ارادے کو اس کی خدمت میں لگاتا ہے،

نیا جنم ہونے پر ایک بنیادی تبدیلی جو وقوع میں
آتی ہے وہ یہ ہے کہ پہلے دونوں مرحلوں (طبعی اور اخلاقی)
میں وہ اپنے آپ کو فاعل۔ اپنے خیالات کا موجد اور
اپنے ارادے میں مختار سمجھتا تھا۔ وہ جھوٹ اور بدی یا
سچائی اور نیکی کو اپنے ساتھ منسوب کرتا تھا۔ لیکن اب وہ
جھوٹ اور بدی کی دنیا سے نکل کر اپنی اندرونی سچائی اور
نیکی کو پرماتما کی طرف سے خیال کرتا ہے۔ اور عقل اور ارادے
کو بھی پرماتما سے ہی جانتا ہے اور ان پر اپنا کوئی دعوےٰ نہیں
رکھتا۔ یہ حالت بے خودی اسے پرماتما کی طرف اور بھی اور
کھینچتی اور دن بدن نئے سے نیا روحانی کمال بخشتی ہے۔ وہ
ہر دم اپنی خودی سے مرتا اور خالی ہوتا ہے اور نئی سے نئی
زندگی سے بھرتا ہے۔ اور اس روحانی ترقی کی کہیں بھی حد
نہیں ہے،

خودی کا بخار اترنے پر جد و جہد کی پریشانی دور ہو
جاتی ہے، سر سے ذمہ داری کا گراں سنگین بوجھ اتر جاتا ہے
اپنے اندر اور باہر پرماتما کی اتھاہ حکمت اور عالمگیر ارادے
کا ظہور دیکھنے پر زندگی کل موجودات کے ساتھ موافقت اور
ہم آہنگی کا سرور کامل حاصل کرتی ہے۔ اس روحانی آزادی
کو پا کر زندگی یا ہستی کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ بلکہ زندگی کا پھول پل
پل میں نئے سے نئے حسن و سرور کی بہار دکھاتا ہے۔ پس یہ
مروجہ خیال کہ پورن موکش لابھ کرنے پر زندگی اور ہستی کا خاتمہ
ہو جاتا ہے۔ بالکل غلط اور گمراہ کن ہے، سچ تو یہ ہے۔ کہ
پورن موکش سے ہی تو روحانی زندگی کے ابدی ظہور کا آغاز
ہوتا ہے ؛

ناقصاں را پردہ شد نام خدا

انسان کو ہر ملک اور ہر زمانے میں قدرتی طور پر
کسی نہ کسی لطیف و کثیف صورت میں ایک ایسی ہستی کا
خیال آ رہا ہے جو اپنی قدرت و عظمت میں
انسان اور کائنات دونوں سے ہی برتر ہے اس ہستی کے متعلق
تصورات میں اس قدر اختلاف پایا جاتا ہے کہ بیان سے باہر
ہے مگر اس ہستی کی موجودگی ایک عالمگیر خیال ہے جو صرف مہذب
کہلانے والی اقوام میں ہی نہیں بلکہ نہایت ادنےٰ درجے کے
وحشی لوگوں کے اندر بھی پایا جاتا ہے،

اس خیال کا عالمگیر ہونا ظاہر کرتا ہے کہ یہ برتر ہستی
جسے ایشور، خدا، گاڈ وغیرہ بے شمار نام دیئے گئے ہیں ہمارے
عقلی استدلال کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ ہماری عقل سے بھی گہری اور
اس سے پیشتر نمودار ہونے والی کسی اندرونی حس کا قدرتی
احساس ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وحشی لوگوں کو جن کے اندر ابھی
عقلی قوت نے نشوونما ہی نہیں پائی اس ہستی کا کبھی خیال تک نہ

نہ آسکتا۔

زمانہ حال میں جب کہ سائنس کا دور دورہ ہے اور آزادانہ غور و خوض کی تحریک ترقی پذیر ہے۔ وہ تمام باتیں زیر امتحان ہیں۔ جو کبھی بلا دلیل عقیدتاً مان لی جاتی تھیں۔ اب ہر ایک بات کو عقل اور تجربے کی کسوٹی پر پرکھا جا رہا ہے جو چیز اس کسوٹی کو نہیں سہہ سکتی۔ اسے فضول وہم کہہ کر فراموشی کی ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے،

انسان کا سب سے پرانا، سب سے وسیع، سب سے گہرا اور اونچا خیال جو اپنے آپ اور کائنات سے بھی برتر ہستی کے متعلق چلا آیا ہے موجودہ سائنس اور آزاد خیالی کے امتحان سے بری نہیں رہ سکا۔ خدا اور ایشور کے تصور پر دل کھول کر نکتہ چینی کی جا رہی ہے، اور بڑے بڑے اہل فکر یہ کہنے لگے ہیں کہ خدا یا ایشور کا تصور بھی اگرچہ انتظام سوسائٹی کے لئے بہت مفید ہے مگر ہے محض وہم ہی۔ ان کے خیال میں نقد سچائی یہ ہے کہ صرف نیچر اور انسان موجود ہیں۔ اب تک نیچر انسان پر غالب آ کر اسے ڈراتی اور دباتی چلی آئی ہے۔ مگر اب انسان جاگ اٹھا ہے اور نیچر کی تسخیر میں مصروف ہے اس جنگ میں انسان کی آئے دن کی نئی سے نئی فتوحات خود انسان کو ہی حیرت کی مورت بنا رہی ہیں اور نیچر کے مقابلے میں انسان کی لگاتار فتح مندیاں اکثر دفعہ اس کے دماغ میں خواہ مخواہ یہ خیال ابھارتی ہیں۔ کہ کہیں وہ آپ ہی کل قدرت کا نمبر سے جاگنے والا مالک نہ ہو؟

پہلے انسان اپنے آپ کو ہر طرف سے ایک اجنبی دنیا میں پا کر ڈر ڈر کے زندگی بسر کرتا تھا اس کا مذہب **خوف کا** مذہب تھا۔ خوف کے مارے ہی وہ خدا اور ایشور کی پناہ لیتا اور اپنی حفاظت و ترقی کے لئے دعائیں مانگتا تھا۔

مگر سائنس کی روشنی جوں جوں بڑھتی ہے ڈر کی تاریکی اور پرے ہٹتی چلی جاتی ہے۔ دریا، سمندر، پہاڑ، بجلی جو اس قدر ڈراؤنے معلوم ہوتے تھے۔ اب اسے مطیع خادم نظر آنے لگے ہیں۔ انسان اب سمجھنے لگا ہے کہ علمی روشنی ایک کیمیائی طاقت ہے کہ ہر ایک چیز کو جو مضر اور مہلک دکھائی دیتی ہے، مفید اور محافظ زندگی بن سکتی ہے،

پہلے انسان آگ سے بہت ڈرتا تھا۔ اس لئے اس نے اپنا خیالی دوزخ بھی عاقبت میں آگ سے ہی تیار کیا ہے مگر اب سائنس نے بتلا دیا ہے کہ آگ تو طاقت کے سوا کچھ نہیں اگر ہم اس کے قوانین سمجھ لیں تو یہی طاقت ہی ہمیں وہ غیر معمولی طاقت دیتی ہے۔ کہ اس کے سامنے تمام روایتی کرامات محض ہیچ معلوم ہونے لگ جاتی ہے۔ اس لئے اب کئی لوگ کہنے لگے ہیں کہ اگر اہل سائنس کو بالفرض نرک (دوزخ) میں ہی رکھ دیا جائے۔ تو وہ اپنی علمی طاقت سے اس دوزخ میں سے بھی بہشت بریں پیدا کر لیں گے۔

سائنس کی روشنی سے ڈر جیوں جیوں گھٹتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ہی ایشور اور خدا کی پناہ اور اس سے دعائیں مانگنے کا خیال بھی خواہ مخواہ گھٹ رہا ہے آجکل اہل مذہب جا بجا اس بات کے شاکی پائے جاتے ہیں کہ اب دھرم کا زمانہ گیا، سائنس نے تو دنیا میں روشنی کے نام پر الٹی تاریکی پھیلانی شروع کر دی ہے،

کچھ عرصہ سے سائنس نے ایک اور نہایت ضروری پہلو میں بڑی سرگرمی کے ساتھ تحقیقات شروع کر دی ہے مدتوں سے سائنس صرف بیرونی اشیا اور قوانین قدرت کی تحقیق میں مصروف تھی مگر اب اس کی توجہ انسان کے باطن کی طرف بھی مائل ہو رہی ہے۔ اس نئی کھوج نے پرانے خیالات میں اور بھی ہل چل پیدا کر دی ہے

علم ذہن کے جدید تجربات دن بدن دکھا رہے ہیں کہ انسان کے مدرک ذہن کی تہ میں ایک ایسی بے انداز طاقت موجود ہے۔ جو سدا جاگتی ہے، سب کچھ جانتی ہے۔ اور اس کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔ اس اندرونی طاقت سے بڑی سے بڑی ہٹیلی بیماریاں دور ہو سکتی ہیں۔ اندھے دیکھنے اور لنگڑے دوڑنے،

بہرے سننے اور بوڑھے جوان ہونے لگتے ہیں پرارتھنا اور
دُعا کے ذریعے جو اثرات پیدا کیے جاتے تھے۔ اب
بعض ایسے قوانینِ خیال معلوم ہو گئے ہیں کہ جن کے مطابق
عمل کرنے سے وہی اثرات یقینی طور پر ظاہر ہوتے ہیں

اِن حالات میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ کیا اب ایشور
وشواس (خدا میں اعتقاد) کے دن ختم ہو چکے۔ اگر لوگ اِس
سوال کا جواب اثبات کی صورت میں دیتے ہوئے پلٹ
جائیں گے مگر ذرا گہری نظر ڈالنے سے پتہ لگے گا کہ اب
ایشور وشواس کا زمانہ چلا نہیں گیا۔ بلکہ آ رہا ہے۔ اور
لارڈ بیکن کا وہ مقولہ اپنی سچائی روشن کریگا۔ کہ سطحی
سائنس خدا کو چھپاتی مگر گہری سائنس خدا کو دکھلاتی
ہے،

سائنٹیفک کھوج دن بدن اہلِ تحقیق کے اس
خیال کو اور بھی پختگی دے رہی ہے کہ جس ہستی برتر کا
انسان کو خیال آتا رہا۔ وہ کوئی انسان یا کائنات سے
الگ یا باہر ہستی نہیں ہے بلکہ جس طرح بیج کی ترقی کا کمال درخت ہے اسی طرح
اندر انسان کی شگفتگی کا کمال ہی خدا کہلاتا ہے۔ انسان ظاہرہ
طور پر اب جو کچھ ہے وہ اس میں تسلّی نہیں پاتا۔ اپنی
محدودیت کو دیکھ کر اس سے باہر ہونا چاہتا ہے،

دوسرے لفظوں میں وہ غیر محدود ہونا چاہتا ہے۔ غیر
محدود ہو جانے کی قدرتی خواہش کا نام ہی موکش اچھّا
ہے اسی خواہش نے تمام مذاہب کو جنم دیا ہے۔ اور
یہی خواہش ہر ایک قسم کی علمی کھوج کی تہ میں بطور محرک
کام کر رہی ہے،

بچہ کھیل اردگرد کی چیزوں کی طرف دوڑتا ہے،
کھیلتا اور علم حاصل کرتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے
کہ وہ اپنے اندرونی انسان کو جگانا چاہتا ہے وہ
صورت و ظہور میں چھوٹا ہے مگر اندرونی معنی اور حقیقت
میں تو پورا انسان ہے۔ وہ اندر ہی اندر چھپا ہوا کمالی
گدگدی پیدا کرتا ہے اور اس لئے بچہ ظاہرہ طور پر
بیرونی اشیا کو ڈھونڈتا اور پاتا ہوا بھی درحقیقت اپنے
اندرونی انسان کو ہی تلاش کرتا اور پاتا ہے ؛

درخت کے نونہال کی مثال ہی لو۔ وہ نونہال اپنے
ہر ایک ذرّے میں کسے تلاش کرتا ہے؟ ظاہری نظر سے
تو وہ مٹی، پانی، ہوا، گرمی، روشنی تلاش کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے
مگر دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ باہر کی ڈھونڈ بھال تو نرا
بہانہ اور وسیلہ ہی ہیں۔ اس کا حقیقی مقصد تو اس
اندرونی اپنے آپ کو پانا اور ظاہر کرنا ہے جو اس کے
اندر ہی مخفی ہے، اس سے الگ یا باہر نہیں، بیرونیات
محض بہانے اور وسائل ہیں، مطلوب حقیقی اپنے اندر
ہی ہے۔ بلکہ اپنی ذات ہی تو ہے،

ٹھیک اسی طرح انسان ظاہرہ طور پر ایسے
غیر محدود کی تلاش میں ہے، جو اس سے باہر اور الگ
معلوم ہوتا ہے اور مذہبی رسوم اور عقائد کے وسیلے
سے اس غیر محدود اور برتر ذات سے واصل ہونا چاہتا
ہے مگر حقیقی راز یہ ہے کہ خدا نہیں بلکہ انسان کو اپنا ہی
حقیقی اپنا آپ اسی طرح یاد آ رہا ہے کہ جیسے بچے کے دل
میں قدرتی طور پر جوان اور طاقتور ہونے کی اُمنگیں موجزن
ہوا کرتی ہیں۔

رشیوں نے جو دلیل باز فلاسفر نہیں بلکہ اہلِ نظر تھے قدیم
زمانے سے ہی دیکھ لیا تھا کہ انسان جس مقصود کی تلاش
میں بے قرار ہے۔ وہ اس کا اپنا آپ ہے۔ بیرونی دنیا
اور ظاہری زندگی صرف اسی اندرونی مقصود کو پانے کا وسیلہ
بننے میں ہی معنی اور قیمت رکھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے
اس مہاواکیہ (قول اعظم) کا پرچار کیا کہ،

تت توم اسی (وہ تم ہو)

پرماتما، ایشور، خدا ہم سے باہر یا الگ نہیں وہ ہماری
اپنی ہی حقیقی ہستی اور ذات ہے یہ زندگی اس ذات
کے انکشاف (پرکاش) کا وسیلہ ہے۔ ناقص العقل

لوگوں نے ایشور اور خدا کا نام سن کر یہ خیال کیا کہ وہ کوئی ہم سے غیر اور جدا ہستی ہے۔ اس لئے ان کا مذہب بھی بیم و رضا کا مذہب بن گیا۔

مگر اہل حقیقت نے کبھی سے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ عشق و محبت ہی حقیقی مذہب ہے اور محبت کا راز یگانگی ہے۔ اپنے آپ سے محبت عین قدرتی بات ہے۔ اگر ہمارا مقصود ہم سے غیر یا باہر ہوتا تو اول تو اس کا خیال ہی نہ آتا۔ دوسرے اس کے لئے دل میں کشش نہ ہوتی۔ خدا کے نام پر انسان اپنے آپ کو یاد کر رہا ہے، مگر اس کی نظر صرف اپنی ظہوری حالت پر ہونے سے وہ اپنی حقیقی ذات اپنے آپ سے الگ اور برتر خیال کر بیٹھتا ہے،

آہنگ برہماسمی۔ (انا الحق) وہ نہایت ہی شاندار سچائی ہے جس کی تاب نہ لا کر ناقص العقل لوگوں نے منصور دار پر سرمد ایسے عارفان کامل کی گردن زنی کی ہے مگر اب سائنس کے زمانے میں وہی قدیم سچائی خود سائنس کا اپنا مرید بنا کر نئے زور سے ظاہر ہونے لگی ہے سہ

ہر چہ جوئی خود توئی چیزے مجو
ہیچ نا گم کردہ میداں جستجو

"تو جو کچھ بھی ڈھونڈتا ہے۔ وہ تو ہی تو ہے۔ اس لئے کسی چیز کی تلاش مت کرو۔ تو اچھی طرح جان لے کہ تو نے کچھ بھی کھویا نہیں ہے۔"

اکو الف ترے درکار

بے خبری اور جہالت اندھیرا اور تموگن ہے صرف کثرت اور گوناگونی سے آگاہی اگرچہ علم کہلاتی ہے مگر صرف ظہورات سے تعلق رکھتی ہے یہ راجسک گیان ہے مگر سب میں ایک اور ایک میں سب دیکھنا وہ علم حقیقی ہے جو دائرہ ہستی کے محیط اور مرکز دونوں پر روشنی ڈالتا ہے یہی ساتوک گیان ہے۔ انسان بے خبری سے نکل کر علم ظہورات میں سے گزرتا ہوا آخر کار علم ذات کے ذریعے کمال حقیقی اور سرور سرمدی حاصل کرتا ہے۔ کل علم کا نصب العین وحدت ہے جب تک ہمارا علم ایک پر جا کر ختم نہیں ہوتا سمجھو کہ ابھی تک ہمیں اندھیرے سے پاک نرمل گیان حاصل نہیں ہوا۔ اسی ایک حقیقت کو ہی جس سے سب کچھ ظاہر ہو کر پھر جس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ آتما، برہم

اس حقیقت برترین (پرم ستا) کے نام بیشمار ہیں اور تصورات کے اختلاف سے بھی انسانی ذہن کی محدودیت کو چارہ نہیں مگر بے شمار ناموں اور مختلف تصورات کی تہہ میں اگر کوئی سمجھنے، دل میں بٹھانے اور زندگی کے اندر لانے کی کوئی بات ہے۔ تو صرف ایکتو (وحدت وجود) کی ہے نام رکھو یا انامی کر دو، تصور جماؤ یا الگ سمجھ لو۔ اس میں کچھ آتا جاتا نہیں، جاننے کی رمز ہے۔ تو یہ ہے کہ جو کچھ بھی ہے درحقیقت ایک سے ہے۔ ایک میں ہے اور ایک کی طرف رجوع رکھتا ہے اور اس ایک کا ہی روپ یا ظہور ہے،

اگر اس راز وحدت کو نہ جان کر ایشور کی عظمت کے متعلق نہایت وسیع اور اعلیٰ تصورات قائم کر کے بھی اس کے علاوہ کوئی اور ہستی (ستا) مانی جائے گی۔ تو وہ ایشور محدود ہو جائے گا۔ صرف احد اور لاغیر (ایک ادویت) ہونے کا گیان ہی ہمیں اننت (غیر محدود) تک پہنچا سکتا ہے۔ جس ایشور پرماتما کے سوا کچھ بھی اور موجود مانا جاتا ہے وہ غیر محدود نہیں ہو سکتا۔ اور اس لئے وہ صرف لفظ و تصور ہی ہے اصل حقیقت (اننتم برہم) نہیں ہے ؎

جو لوگ لافانی تسکین اور ترقی کے خواہشمند ہیں انہیں شروع سے ہی ایکتو (وحدت وجود) کو نشانہ بنا کر اس راہ میں قدم زن ہونا چاہیئے۔ جب تک یہ نشانہ قائم نہ ہوگا راستے میں ہی کسی ظہور پر اٹک جانے کا احتمال رہے گا۔

کثیف سے لطیف کی طرف جانا ہماری موجودہ بناوٹ کے لئے قدرتی طریقہ ہے ہمیں سب سے پہلے مادہ (MATTER) سے شروع کرنا چاہیئے۔ کل مادہ ایک ہے

کچھ عرصہ پہلے سائنس عناصر پر اٹکی ہی تھی، مگر اب یہ قطعی طور پر ثابت اور عالمگیر پیمانے پر مسلم ہو چکی ہے کہ اصل میں کل مادہ ایک ہے، سونا، چاندی، تانبہ، آکسیجن، ہائیڈروجن وغیرہ عناصر اب ایک ہی شئے کی مختلف اشکال و ترتیبات مانے جاتے ہیں۔ کل مادہ کے ایک محسوس ہوتے ہی کل دنیا آپ ہی نظر آنے لگے گی۔ اپنے جسم و ذہن بھی ایک ہی عالمگیر بحر ہستی کی کثیف و لطیف موجیں معلوم ہونے لگیں گی۔ اپنی جداگانہ ہستی اور دیگر اجسام کی غیریت کا دھوکہ دور ہو جائے گا۔

اس سے آگے بڑھنے پر معلوم ہوگا۔ کہ مادہ اپنے آپ میں کوئی ہستی نہیں رکھتا بلکہ طاقت کی ہی شکل ہے یہ ساری دنیا کیا ہے۔ ایک لا انتہا طاقت کا سمندر موجزن ہو رہا ہے انہیں امواج کو ہی ہم اجسام اور اشیا خیال کیا کرتے ہیں۔ دراصل ایک ناقابل تقسیم طاقت ہی طاقت ہے، وہ ایک طاقت ہی زمین، پانی، آگ، ہوا اور بے شمار چیزوں کی شکل میں نمودار ہو رہی ہے اس سچائی کا احساس ہونے پر اپنے وجود کی جداگانہ طاقت کا دھوکا دور ہو جائے گا۔ اور اس کی بجائے یہ زندگی بخش یقین حاصل ہوگا کہ میرے وجود کے پیچھے جزوی طاقت نہیں بلکہ لا انتہا طاقت موجود ہے۔ کیونکہ **کل طاقت ایک ہے**

جب طاقت کے متعلق ہمارا علم اور گہرائی حاصل کرے گا۔ تب یہ بات کھلنے لگے گی۔ کہ طاقت بذات خود کوئی شے نہیں۔ ایک عالمگیر ارادے یا ذہن کے تصورات ہیں۔ اس انکشاف کے ہوتے ہی قوانین قدرت کے عالمگیر ہونے کا راز بھی کھل جائے گا۔ اپنی نظر کی لطافت اس بات کو صاف طور پر دکھلا دے گی۔ کہ کل کائنات ذہنی ہستی رکھتی ہے۔ مادہ اور طاقت تو اپنی نظر کی کثافت کے سایے تھے۔ زمین، آسمان، ستارے یہ تمام دلفریب اور حیرت انگیز نظارے سوائے اس کے اور کوئی معنی نہیں رکھتے کہ ایک ادویت **کوی** (شاعر) کی شاعری کے مختلف الفاظ ہیں، موجودہ حالت میں جس قدر جز و کائنات ہمارے علم میں آسکتا ہے وہ اس ابدی شاعر کے لا انتہا دفتروں میں شاید ایک باب کی حیثیت نہیں رکھ سکتا۔

اس سے بھی اگلا درجہ موجودات کی خیالی وحدت سے اوپر اٹھ کر خود شاعر تک رسائی کا ہے گویا اسم تصنیف کی راہ سے خود مصنف سے جا ملتے ہیں۔ یہاں تو اختلاف بھی عین وحدت دکھائی دینے لگتا ہے، ہر روپ اور ہر ظہور میں ایک ہی شاداتما (ذات) کے درشن ہوتے ہیں، کل کائنات ہی ہمارے لئے الہام ہو جاتی ہے۔ اور کسی خاص اور محدود الہام کا دعوے یا غرور دل و دماغ سے دور ہو جاتا ہے۔

یہاں تک ہم ایکتا (وحدت) کو معلوم میں ہی ڈھونڈتے ہیں۔ ابھی تک عالم و معلوم کا فرق رہ جاتا ہے مگر جب روحانی بیداری اپنے کمال پر پہنچتی ہے۔ تب پتہ لگتا ہے۔ کہ اس ایکتا (وحدت) کو جاننے والا (درشٹا) ہی آخری حقیقت ہے، وحدت و کثرت کا امتیاز بھی اس کی ایک شارع خیال کے اندر پایا جاتا ہے۔ حقیقت میں ایک، انیک، میں۔ تو۔ یہ۔ وہ۔ کی گنجائش ہی کہاں۔ اس حالت پر پہنچ کر طالب ہی خود مطلوب بن جاتا ہے ؎

جویاں شدم روز و شب ات در ذکر گویاں یا رب ات
چوں باز کردم دیدہ را دیدم کہ ہم جویاں توئی
(شمس تبریزی)

اے رب! میں دن رات تیری تلاش اور تیرے ذکر میں مصروف تھا، مگر جب میری آنکھ کھلی۔ تو میں نے دیکھا کہ (در حقیقت) تو خود ہی ڈھونڈ رہا تھا۔

اندرونی سدھار کی شرائط

سدھار دو طرح کا ہے۔ ایک بیرونی اور دوسرا اندرونی۔ اگر بیرونی سدھار کے ساتھ اندرونی سدھار نہ ہو

تو وہ دراصل سدھار ہی نہیں بلکہ سدھار کا سوانگ بھرنا ہے،

نرے بیرونی سدھار میں انسان صرف جسمانی پاکیزگی کی طرف توجہ دیتا ہے۔ اور بیرونی اعمال کو نیک صورت میں ظاہر کرتا ہے۔ مگر اندرونی خیالات اور ارادوں میں ناپاکیزگی اور بدی موجود ہوتی ہے اور اسی کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ الفاظ یا اعمال سے یہ اندرونی ناپاکیزگی اور بدی باہر نہ ٹپکنے پائے۔

صرف بیرونی سدھار سے انسان نہ صرف دوسروں کو دھوکے میں رکھتا ہوا دنیا میں نیک اور پاک کہلاتا ہے بلکہ خود بھی دھوکے میں پھنسا رہتا ہے۔ کیونکہ کثافت اور بدی دبانے یا چھپانے سے معدوم نہیں ہو جاتی بلکہ اندر ہی اندر بڑھتی رہتی ہے۔ کیونکہ بدیاں دبانے اور چھپانے سے ترقی کرتی ہیں۔ جیسے بیماریوں کے جراثیم اندھیرے میں چھپ کر دیکھتے سے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور جسم چھوڑنے سے باہر کی پاکیزگی اور نیکی کی نمائشیں تو ختم ہو جاتی ہے۔ مگر اندرونی کثافتیں اور بدیاں روح (جیو) کے ساتھ ہی رہتی ہیں۔

عام طور پر ہم نہ صرف آپ بیرونی سدھار پر ہی سنتشٹ ہو رہے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو ریفارم کرتے وقت بھی ان کے بیرونی سدھار کو ہی کافی خیال کرنے لگتے ہیں۔ اس نمائشی ریفارم کے لئے بے شمار وسائل اختیار کئے جاتے ہیں مثلاً لوگوں کو بھیانک اور روچک باتیں سنا کر یعنی اس لوک میں سکھ اور دکھ اور پرلوک میں سورگ نرک کا لالچ اور خوف دلا کر انہیں دھرم پر وشواس لانے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ یا کئی طرح کی کرامتیں دکھلا کر یا اس قسم کی کتھائیں سنا کر انہیں اپنے پہلو پر لایا جاتا ہے، یا خاص طرح کی پوشاکوں، حرکات، راگ، رنگ، شاندار اور سجی ہوئی عمارات، خوشبوؤں، چمکیلی روشنیوں سے ان کے حواس پر غلبہ پا کر انہیں زیر اثر کیا جاتا ہے اس قسم کی تجاویز سے لوگ ہماری باتوں کو ماننے، ہماری ہدایت کے موافق مذہبی رسوم ادا کرنے یا پوجا اور ارچنا کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور ہمارے پنتھ یا مذہب کے بیرونی نشانات کو دھارن کر لیتے ہیں۔

مگر اس طرح دھرم پرچار تو ہوتا ہے لیکن اندرونی سدھار مطلقاً نہیں ہوتا۔ صرف بیرونی ملمع کیا جاتا ہے لوگوں کو ذرا بیداری پیدا نہیں ہوتی۔ اور دلوں کی ذرا صفائی نہیں ہوتی۔ گویا باہر سے مکانات پر سفیدی یا نقش و نگار کر دیئے جاتے ہیں اور اندر جالوں کوڑا کرکٹ پڑا رہ کر سڑاند پیدا کرتا رہتا ہے۔

اگر آج کل یہ دیکھنا ہو۔ کہ دھرم پرچارک لوگوں کے اندرونی سدھار میں مصروف ہیں یا صرف باہر سے ہی ملمع کرتے پھرتے ہیں۔ تو ایک دفعہ بازاروں اور منڈیوں میں پھر جاؤ۔ یا کچہریوں یا دفتروں میں چکر لگاؤ۔ اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لو اور اپنے کانوں سے سن لو۔ کیا کچھ ہو رہا ہے۔ جدھر دیکھو جھوٹ، رشوت، لڑائی جھگڑے، حسد و کینہ، چالبازی کا بازار گرم ہے۔ مگر ان سے ذرا بات تو چھیڑو۔ یہ لوگ منہ سے رام، ہری، واہگورو، اللہ کے نام لیتے ہوئے تھکتے ہی نہیں۔ اور مذہبی مسائل میں دیکھو تو گویا ہر ایک شخص جنم سے ہی برہم گیانی ہے۔ دنیا کی پیدائش، پرماتما کی صفات، پرلوک کا جغرافیہ، یوگ کا رموز، مکتی کے متعلق بے شمار مسائل اور مقولے ان کی نوک زبان پر رہتے ہیں۔ اس پر ہی بس نہیں۔ لوگ دھرم اور ایشور کے نام پر ایک دوسرے سے نفرت و خصومت رکھتے، لوگوں کو جان سے مارتے، مکان جلاتے، عورتوں کی پردہ دری، معصوم بچوں کو کچلتے ہوئے بھی اپنی مذہبی ضمیر سے تحسین حاصل کرتے ہیں۔ مذہبی نشانات کو دھارن کرنا، چند عقائد کے آگے سر جھکانا، خاص رسوم کو ادا کرنا۔ خاص خاص مقامات میں خاص مجمعوں میں شامل ہونا ہی دھرم سمجھا گیا ہے اور سچائی، اخلاص، دیانتداری، انصاف، وفاداری اور محبت کو جو کہ ہی

کون ہے؟ ہاں اپنے آپ کو دھارمک ظاہر کرنے کے لئے ان دھرم پُستکوں کا زبان سے خوب چرچا کیا جاتا ہے۔ دھرم پرچار کا شور جوں جوں اونچا ہو رہا ہے۔ ووں ووں لوگ رساتل کو جا رہے ہیں۔ دن بدن حالت بگڑتی چلی جا رہی ہے۔ ہماری کمائی اور ہماری نیت کی میل بڑھتی چلی جاتی ہے اور کمائی اور نیت کی پاکیزگی کے بغیر دھرم کوئی معنی یا ہستی نہیں رکھتا۔

اب سوال اُٹھتا ہے کہ اندرونی سدھار اور اصلی دھرم پرچار کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس سوال کو حل کرنے کے لئے سب سے پہلے ہمیں اب شرائط معلوم کرنا چاہئے۔ کہ جن کے بنا اندرونی سدھار ممکن ہی نہیں۔ پھر ان شرائط کو پورا کرنے پر دھرم پرچار کا راستہ صاف ہو جائے گا۔

یہ بات خوب اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہئے۔ کہ انسان دراصل روحانی ہستی (آتما) ہے۔ اور اس کی زندگی اس عقل اور ارادے میں ہے۔ بیرونی جسم تو صرف اوزار زندگی ہے۔ خود زندگی نہیں ہے۔ اس لئے اصلی سدھار کی جگہ انسانی عقل و ارادہ ہیں۔ صرف وہی کام ہماری اندرونی زندگی کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ اور کام بیرونی اشارے یا جبر سے کئے جاتے ہیں۔ وہ اندرونی زندگی پر نہ تو اپنا اثر رکھتے ہیں اور نہ اس میں جذب ہوتے ہیں۔ اس لئے اندرونی سدھار کی یہ دو بنیادی شرائط ہیں۔

۱۔ اپنی عقل کا استعمال (RATIONAL)

جبتک کسی بات کو اپنی عقل تسلیم نہ کرے اس میں کبھی اندرونی اور دلی وشواس (یقین) نہیں ہو سکتا۔ بیرونی اشارات سے انسان پر جادو کر کے اس کی عقل کو کچھ دیر کے لئے سلا کر اس سے اقرار و اطاعت کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مگر جوں ہی اس بیرونی جادو کا اثر دور ہوتا ہے وہ اندھ وشواس اور اندھی پوجا میں ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح کراماتوں یا سزاؤں کی دھمکیوں سے انسان کو خاص باتوں میں ایمان لانے اور خاص رسوم ادا کرنے کے لئے مجبور کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بیرونی باتیں باہر ہی دھری رہ جاتی ہیں۔ اپنے اندر نہ جان رکھتی ہیں اور نہ روشنی۔ اندرونی روح کو یہ چھوتی ہی نہیں۔ اس لئے اندرونی زندگی میں ذرا بھی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتیں۔ ہاں جس بات کو انسان اپنی عقل سے سمجھ کر مانتا ہے۔ اس پر وہ اپنی مرضی سے کاربند ہو سکتا ہے۔

آزادی ارادہ (LIBERTY)

جو کام صرف بیرونی اثر یا جبر سے کیا جاتا ہے، اپنی سمجھ اور اپنی آزادانہ مرضی سے نہیں کیا جاتا۔ وہ ہماری زندگی کا جزو ہی نہیں بنتا۔ وہ باہر ہی رہتا ہے۔ اس لئے دوسروں کے اشارے یا جبر خواہ کتنے ہی نیک کام یا عبادت کی جائے، وہ اندرونی زندگی پر ذرا اثر انداز نہیں رکھتے باہر کے باہر ہی رہتے ہیں۔ اسی طرح بیرونی سزا کے ڈر سے یا بدنامی کے خوف سے اگر بدیوں سے باز رہتے ہیں تو یہ بات بھی ہماری اندرونی پاکیزگی کو بڑھا نہیں سکتی۔

روحانی تبدیلی اور ترقی ہمیشہ ہی اندر (اپنی عقل و ارادہ کی راہ) سے ہوتی ہے اور کبھی بیرونی اثر اور جبر سے نہیں ہوتی۔

گرو ڈم کی خاص بُرائی یہ ہے کہ اس میں گرو اپنے شِشیہ سے عقل اور ارادہ کی نذر چاہتا ہے اور اسے اپنے زیر اثر لاکر بیرونی اشارات کے زور سے اس کے عجیب و غریب حالتیں پیدا کر کے اُسے حیران کرتا ہے اور اس کی ذاتی اور اندرونی نشو و نما کو ترقی دینے کی بجائے اُلٹا روک دیتا ہے۔

ستیہ گرو اپنے شِشیہ سے اس کی عقل و ارادہ کی نذر نہیں چاہتا۔ بلکہ اس کی عقل کو روشن اور اس کے ارادے کو مضبوط کر کے اُسے اپنے اندر سے زندگی بسر کرنا سکھلاتا ہے دوسرے لفظوں میں وہ اپنے شِشیہ کو اس کے اپنے لئے ہی اندرونی چشمہ زندگی (انتر آتما) کی طرف کھول کر اسے بیرونی محتاجی سے آزاد کر دیتا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جن حالتوں میں انسان کی عقل اور ارادہ اپنا کام آزادی کے ساتھ نہیں کر سکتے۔ ان

میں انسان کا اندرونی سُدھار ممکن ہی نہیں، ہم یہاں ایسی چند حالتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ خوف

خوف کی حالت میں اندرونی سدھار نہیں ہو سکتا کیونکہ اس حالت میں اپنی عقل اور ارادہ اچھی طرح سے کام نہیں کر سکتے۔ اور انسان کی توجہ باہر کی طرف لگ جاتی ہے۔ خوف کی حالت میں صرف باہر کا اوپر کا ذہن کام کرتا ہے۔ اندرونی اور اعلیٰ ذہن (عقل) کام نہیں کر سکتا اور جب تک عقل اپنا کام نہ کرے اور ہمارا ارادہ اس کے ساتھ شامل نہ ہو تب تک صرف بیرونی جبر سے کیا ہوا کام ہماری اندرونی زندگی کو چھو بھی نہیں سکتا۔

مگر ایشور کا بھے رُوحانی سدھار میں ضروری ہے اس بھے سے ہماری مراد اس خوف سے نہیں جو اپنے پاپوں کے پھل یا نرک کا خیال کر کے من میں اُٹھتا ہے مگر ہمارا مطلب ایشور کی ناخوشی کے خیال سے پیدا ہوتا ہے اس کی مثال ہم روزمرہ کی زندگی میں دیکھ سکتے ہیں۔ اپنے ماں باپ یا گُرو سے جس قدر زیادہ خیال ہوگا۔ اسی قدر ہم ایسے کاموں سے پرہیز رکھیں گے۔ جن میں ان کی ناخوشی ہو۔ یہ روحانی خوف پریم اور محبت کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

۲۔ مصیبت

جب مصیبت سر پر آتی ہے انسان مجبور ہو کر بھگوان کی طرف رجوع کرتا ہے اور اپاسنا، پرارتھنا یا اپنے پاپوں کے لئے الوتاپ ظاہر کرنے لگتا ہے لیکن جونہی مصیبت کا دباؤ دور ہوتا ہے پھر سابقہ حالت میں آجاتا ہے۔ خطرے، لڑائی، جہاز کی تباہی، آتشزدگی، کہیں سے گر پڑنے یا اچانک عزت و دولت کے جاتے رہنے کی حالتوں میں نشٹ بھگوان کی شرن لیا کرتا ہے مگر مصیبت رفع ہونے کی دیر ہوتی ہے کہ بھگوان کا خیال تک نہیں آتا۔ اس لئے جب انسان مصیبت کے دباؤ میں ہوتا ہے اس حالت میں اس کا اندرونی سدھار نہیں ہو سکتا۔ اگر ہاں اسے مصیبت سے پہلے بھی دھرم کا خیال ہو تو مصیبت بھی رُوحانی سدھار کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

۳۔ ذہنی بیماری

جب ذہن بیمار رہتا ہے۔ تب عقل اپنا کام ٹھیک طور پر نہیں کر سکتی۔ اور اس لئے ارادہ عقل کے مطابق نہیں کر سکتا، ذہنی بیماری سے ہمارا مطلب دیوانگی نہیں ہے بلکہ مصیبت یا پریشانی یا جسمانی بیماری کے سبب سے ذہنی تکالیف، غمگینی، کئی طرح کے دھوکے یا جھوٹے اور فرضی ضمیر کے آبلے۔ ان حالتوں میں عقل سلامت نہیں رہتی۔

۴۔ جسمانی بیماری

صحیح جسم میں صحیح ذہن ہوا کرتا ہے، بیمار جسم میں ذہن بھی بیمار ہی ہوتا ہے اس کے علاوہ بیماری کی حالت میں منش بھگوان کو یاد بھی کرتا ہے۔ تب بھی وہ اپنی خودی کی خاطر کرتا ہے اگر بیماری سے پہلے ہمارا اندرونی سدھار شروع نہ ہوا تو صرف بیماری میں پرارتھنا اور الوتاپ کرنے سے سدھار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بیماری کے رفع ہونے پر ہم پھر اپنی پہلی حالت پر عود کر آتے ہیں۔

۵۔ جہالت

اندرونی سدھار ہمیشہ سچائیوں کو جان کر ان کے مطابق اپنی مرضی سے عمل کرنے پر ہوتا ہے۔ جاہل انسان سچائیوں سے ہی بے خبر رہتا ہے۔ جن کے مطابق اپنے ارادے سے عمل کرنا چاہئیے۔ اس لئے جہالت میں اندرونی سدھار ہونا مشکل ہے۔

۶۔ عقلی نابینائی

اس اندھے پن میں انسان سچائیوں کو دیکھ نہیں

سکتا۔ بلکہ جھوٹ کو ہی سچ مان کر اس پر عمل کیا جاتا ہے یہ عقلی نابینائی دو طرح سے پیدا ہوتی ہے

(۱) جب اہل مذہب کراماتوں اور بیرونی اشارات کے اثر سے لوگوں اور خاص بچوں اور عورتوں کو خاص خاص مذہبی مسائل میں بلا سوچے سمجھے وشواس دلانا چاہتے ہیں۔ تب اس قسم کا اندھ وشواس عقل کو اندھا کر دیتا ہے۔ اس لئے جب تک بچوں کے اندر اپنی عقل و ارادے کی نشو و نما نہ ہو جائے انہیں مذہبی مسائل یا دھرم سدھانت منوانا ایک طرح کا روحانی قتل ہے۔

(ب) بری خواہشات بھی عقل کے سامنے بار بار اپنی لذات پیش کر کے اسے اپنا مفتوں بنا لیتی ہیں۔ پھر عقل کو کچھ نہیں سوجھتا۔ وہ جذبات نفسانی کے ہاتھ میں کٹ پتلی بن کر ان کے اشارے پر دن کو رات اور رات کو دن کہنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ اور ہر ایک بدی کو جائز اور فعل قدرتی ثابت کرنے کی کوشش میں رہتی ہے گیتا کے الفاظ میں "خواہشات کی ہوا کشتیٔ عقل کو بہا لے جاتی ہے"

جہاں مذکورہ بالا مثبت اور شرائط پوری ہو جائیں وہاں اندرونی سدھا اس طاقت برتر کے ذریعے خود بخود ہی بڑھتا چلا جاتا ہے، جس سے یہ کل ظہور ہے

ساقی جمنا

شری امرچند جی قیس

دل زار ہے بے تاب ہے جی چھیڑ دے نغمے آتشی کے بجا۔ افسردہ ہے پھر روح مٹے ہوش ربا لا۔ اے ساقی جمنا

بے کیف ہوں میں ورنہ ہیں سرشار سب اشجار ہر برگ و گل و خار
اک جرعہ پلا دے مئے توحید کے دریا۔ اے ساقی جمنا

فطرت کی ہر اک چیز بلا نوش ہوئی ہے بیہوش ہوئی ہے
مدہوش بنا دے مجھے مدہوش ہے تو کیا۔ اے ساقی جمنا

یہ سبزہ۔ یہ دریا کا کنارہ۔ یہ ہوائیں۔ یہ کالی گھٹائیں
اٹھ جام اٹھا سوچ ہے کیوں؟ دیر اب کیا؟ اے ساقی جمنا

اے مست نظر! قیس کو متانہ بنا دے۔ دیوانہ بنا دے
اعجاز دکھا اپنا کچھ اے چشم جنوں زا! ۔ اے ساقی جمنا

شری گورو ارجن دیو جی مہاراج کی امرت بانی سے "سادھو کی مہما" ارتھات شری سکھمنی صاحب کی ساتویں اشٹ پدی میں

سادھ جنا کی اچرج کتھا

از حکیم زندہ لال اس مضطر

اس مضمون کے مطالعہ سے وہ کچھ مل سکتا ہے جو ایک سادھو کے ست سنگ سے حاصل ہو سکتا ہے

اگم اگادھ پاربرہم سوئے۔ جو جو کہے سو مکتا ہوئے
سن میتا نانک بنونتا۔ سادھ جنا کی اچرج کتھا

ترجمہ:۔ وہ ذات مطلق عقل کی رسائی سے دور ہے۔ لیکن جو بھی اُسے کہتا ہے۔ اُسے نجات حاصل ہوتی ہے اے دوست (گورو) نانک دیو کی بات سن۔ سادھو جن (اہل خدا) لوگوں کی حکایات حیران کن ہوتی ہیں۔

تشریح:۔ کوئی بھی شخص عقلی طور پر یہ نہیں بتا سکتا کہ ذات مطلق کیا ہے؟ کس طرح ہے؟ البتہ اس کا ذکر یا عبادت کی جا سکتی ہے۔ گورو نانک دیو جی فرماتے ہیں۔ کہ اے دوست جو بھی اس کا ذکر کرتا ہے، ایسے اہل خدا (سادھو) انسانوں کے حالات باعث حیرت ہوتے ہیں

اشٹ پدی ۷

(۱) سادھ کے سنگ مکھ اجل ہوت۔ سادھ سنگ مل سگلی کھوت
(۲) سادھ کے سنگ مٹے ابھمان۔ سادھ کے سنگ پرگٹے سوگیان
(۳) سادھ کے سنگ بجھے پربھ نیرا۔ سادھ کے سنگ سب ہوت نبیرا
(۴) سادھ کے سنگ پائے نام رتن۔ سادھ کے سنگ ایک اوپر جتن
(۵) سادھ کی مہما برنے کون پرانی۔ نانک سادھ کی سوبھا پربھ ماہ سمانی

ترجمہ اور تشریح

ترجمہ ۱۔ اہل خدا (سادھو) کی صحبت سے چہرہ پرنور ہوتا ہے اہل خدا کی صحبت سے تمام کثافتیں دور ہوتی ہیں۔

تشریح:۔ چونکہ اہل خدا انسان کی صحبت سے ایک عام انسان بھی اہل خدا بن جاتا ہے اس کے دل میں دنیاداری کے پریشان کن خیالات کی بجائے مالک کی محبت اور مالک کا عشق ہوتا ہے دل پر سکون ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کے چہرہ پر نور کا اظہار ہوتا ہے اور پھر ایسا شخص نیک صحبت کی وجہ سے اندرونی و بیرونی کثافتوں سے بالکل پاک ہی رہتا ہے کیونکہ دل کی میل بُرے خیالات ہی ہوتے ہیں۔ جواب نہیں ہے

ترجمہ ۲۔ اہل خدا کی صحبت سے انسان کی خودی نابود ہو جاتی ہے اور اہل خدا کی صحبت سے انسان کو علم معرفت کا حصول ہوتا ہے

تشریح:۔ اہل خدا لوگوں کی صحبت سے انسان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس کے درپردہ قدرت کام کر رہی ہے اور انسان تو صرف ایک آلہ کار ہے۔ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی انسان کی مخفی خودی مٹ جاتی ہے لہٰذا اس خودی کا مٹنا ہی تو حصولِ معرفت ہے یہی خودی ہی بندہ اور حق میں پردہ بن رہی ہے۔ جونہی یہ مٹی پھر حق ہی حق ہے اور یہی پرم گیان ہے۔

ترجمہ ۳۔ اہل خدا کی صحبت سے مالک نزدیک معلوم ہوتا ہے اور اہل خدا کی صحبت سے (اعمال کا) فیصلہ ہو جاتا ہے۔

تشریح:۔ اہل خدا کی صحبت سے جب انسان کو معلوم ہو جاتا ہے

کہ مالک (خدا) انسان سے جدا نہیں۔ بلکہ اس کی اپنی ذات
ہے۔ تو وہ سمجھتا ہے خدا کی تلاش کے اپنی تلاش شروع کرتا ہے اور جب
اپنے آپ کو پا لیتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ میں نے خدا کو پا لیا۔ چونکہ
انسان اپنے آپ سے دور ہو ہی نہیں سکتا۔ جہالت میں
خدا کو دور سمجھتا تھا۔ گیان ہونے پر نزدیک وہ اپنا آپ ہے
اور اس منزل پر پہونچ کر اگو پہونچا ہوا ہر وقت سے انسان
اپنے آپ کو فاعل نہیں سمجھتا۔ اس لئے وہ تمام برے افعال
کی سزا و جزا سے بھی مبرا ہے۔ وہ یہی اعمال کا فیصلہ ہے۔

ترجمہ ۳۔ اہل خدا کی صحبت سے انسان کو معلوم ہوتا ہے
کہ واقعی مالک کا نام ایک ایسا بے بہا رتن ہے کہ جس کے
ملتے ہی غریبی اور تنگدستی دور ہو جاتی ہے۔ اور اسی رتن کی
روشنی سے دل کی تاریکی مٹ کر گیان کی روشنی ملتی ہے۔ اس
لئے وہ ہر دم نام سمرن میں ہی لگا رہتا ہے۔ اور کسی بھی
دنیوی سہارے اور امداد پر صرف مالک کے نام کو ترجیح
دیتا ہوا ہر کام میں صرف نام کو ہی حاجت روا سمجھتا ہے۔

ترجمہ ۵۔ اہل خدا اس کو کہا جاتا ہے کہ جس کے اندر
صفات الٰہی (الیشوری گن) پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر شخص
کو نہ تو اہل خدا (سادھو) کہا جاتا ہے۔ اور نہ ہی ہر شخص کے
اندر الیشوری گن پورے طور پر آ سکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی
کسی انسان کے اندر جس قدر صفات الٰہی زیادہ ہوتی ہیں
وہ اسی قدر بلند مرتبت تصور کیا جاتا ہے، چونکہ ایسے انسان
کی تعریف صفات کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لئے وہ حقیقت
مالک کی ہی تعریف ہوتی ہے۔

۱۔ سادھ کے سنگ اگوچر ملے۔ سادھ کے سنگ سدا پرپھلے
۲۔ سادھ کے سنگ آویں بس پنچا۔ سادھ کے سنگ امرت رس بھنچا
۳۔ سادھ سنگ ہوئے سب کی رین۔ سادھ کے سنگ منوہر بین
۴۔ سادھ کے سنگ نہ کتہوں دھاوے۔ سادھ کے سنگ استھت من پاوے
۵۔ سادھ کے سنگ مایا تے بھن۔ سادھ سنگ نانک پربھ سپرسنا

ترجمہ ۱۔ اہل خدا کی صحبت سے اس دور از فہم (دنیا میں) کا
وصال نصیب ہوتا ہے اور اہل خدا کی صحبت سے ہی روحانی
گلستاں) ہمیشہ شاداب رہتا ہے۔

تشریح۔ یہ بات اہل خدا انسان سے ہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ
ذات مطلق حواس خمسہ ظاہری و باطنی کی پہونچ سے دور
ہے۔ تمام حواس اسی ذات سے ہی روشنی اور طاقت حاصل
کر کے اپنا اپنا کام کرتے ہیں۔ جب انسان یہ حقیقت معلوم
کر لیتا ہے تو اسے انکشاف ہو جاتا ہے کہ وہ ذات مطلق حقیقت
میں میری اپنی ہی ذات ہے۔ اس صورت میں انسان اس
روحانی گلستاں میں پہونچ جاتا ہے کہ جہاں سدا بہار رہتی ہے

ترجمہ ۲۔ اہل خدا کی صحبت سے انسان پانچوں پر فتح حاصل
کرتا ہے اور اہل خدا کی صحبت سے ہی آب حیات (حیات جاودانی)
کا حصول ہوتا ہے۔

تشریح:۔ پانچ طاقتیں۔ کام، کرودھ، لوبھ، موہ، اور
اہنکار۔ ایسی زبردست ہیں۔ کہ ان پر صرف وہی شخص
غالب آ سکتا ہے کہ جس کو اہل خدا کی صحبت میسر ہے اور جسے
معلوم ہو گیا ہے کہ جبتک من پر قابو نہ ہو۔ ان طاقتوں پر فتح
نہیں ہو سکتی اور جب انسان من پر فتح پا لیتا ہے۔ تو اسے
وہ چیز حاصل ہو جاتی ہے کہ جسے آب حیات کہا جاتا ہے
اور وہ ہے علم ذات (خود آگاہی)

۳۔ ترجمہ۔ اہل خدا کی صحبت سے ہی انسان جسمانی طور پر
اپنے آپ کو مخلوق کی خاک سمجھتا ہے اور اہل خدا لوگوں کی صحبت
سے ہی انسان خوش اخلاق بنتا ہے

تشریح:۔ اہل خدا کی صحبت سے انسان اپنے جسم کو فانی
ناپائیدار اور بلبلہ آب تصور کرتا ہے۔ اور جب اسے اپنے
جسم کی ناپائیداری کا یقین ہو جاتا ہے۔ تو وہ جسمانی طور پر
اپنے جسم کو ایک مشت خاک سمجھتا ہوا تمام مخلوق سے خوش
اخلاقی سے پیش آنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے کہ نہ جانے
کس وقت یہ جسم مٹی میں مل جائے کہ جس کی بنیاد مٹی ہی ہے۔

۴۔ ترجمہ۔ اہل خدا کی صحبت سے (من کی) دوڑ دھوپ
مٹ جاتی ہے۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی سکون قلب
حاصل ہوتا ہے۔

تشریح ۔ یہ بات اہلِ خدا انسان سے معلوم ہوتی ہے کہ روحانی
زندگی کے حصول کے لئے سب سے پہلے خیالات پر
قابو پانا ضروری ہے۔ جبتک دل میں خیالات کی لہریں اٹھتی
رہیں گی۔ آفتابِ حقیقت کا عکس نظر نہیں آسکے گا۔ یہ
اندرونی راز معلوم ہونے کے بعد انسان خیالات کو دبانے کی
کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ان کی نگرانی کرتا ہے۔ اور اس نگرانی
سے ہی تمام خیالات مٹ کر سکونِ قلب حاصل ہوتا ہے۔

۵۔ ترجمہ۔ اہلِ خدا کی صحبت سے ہی انسان فانی اشیا سے
دُور (بے تعلق) رہتا ہے۔ اور اہلِ خدا کی صحبت سے ہی
مالک کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

تشریح:۔ یہ حقیقت اہلِ خدا کی قربت سے واضح ہوتی
ہے کہ دنیا کی تمام اشیا ناپائیدار و فانی ہیں۔ اور ضروری
ایک دن ان سب کو ہمیں چھوڑ جانا ہے۔ ان سے تعلق رکھنا
باعثِ آزار و موجبِ تکلیف ہے۔ پس وہ ان خیالات کے
پیدا ہوتے ہی۔ انسان ان کے درمیان رہتا ہوا بھی ان سے
دُور و بے تعلق رہتا ہوا ہر دم مالک کی یاد میں مصروف
رہتا ہے اور اس کی پرسنتا حاصل کرتا ہے۔

۱۔ سادھ سنگ دشمن سبھ میت۔ سادھو کے سنگ مہا پنیت
۲۔ سادھ سنگ کس سوں نہیں بیر۔ سادھ کے سنگ نہ بیگا پیر
۳۔ سادھ کے سنگ ناہی کو مندا۔ سادھ سنگ جانے پرمانندا
۴۔ سادھ کے سنگ ناہی ہؤ تاپ۔ سادھ کے سنگ تجے سبھ آپ
۵۔ آپے جانے سادھ بڑائی۔ نانک سادھ پربھو بن آئی

۱۔ ترجمہ۔ اہلِ خدا کی صحبت سے دشمن بھی دوست بن جاتے
ہیں۔ اور اہلِ خدا کی صحبت سے انسان پاکیزہ تر ہو جاتا ہے۔

تشریح:۔ اہلِ خدا کی صحبت سے انسان اس حقیقت کو
جان لیتا ہے کہ ہر جسم کے اندر وہی ذاتِ مطلق مقیم ہے۔
اسی لئے وہ کسی کے ساتھ مخالفانہ خیالات رکھنا۔ اس
ذاتِ مطلق کے ہی خلاف سمجھتا ہے۔ پس وہ کسی کے ساتھ
دشمنی نہیں رکھتا۔ جب دشمن نہیں تو سب دوست ہی
ہیں۔ چونکہ ایسے شخص کا دل دوئی بھاؤ سے آزاد ہوتا ہے
اس لئے وہ پاک نہیں بلکہ پاکیزہ تر سمجھا جاتا ہے۔

۲۔ ترجمہ۔ اہلِ خدا کی صحبت سے ہی انسان افعالِ بد کی طرف
قدم نہیں اٹھاتا۔

تشریح:۔ اہلِ خدا کی صحبت بابرکت سے جب یہ حقیقت
واضح ہو جاتی ہے کہ ہر جا نرنکار کی جان وہی جان جہان ہے
تو دل۔ تعصب، مخالفت وغیرہ کی کثافت سے پاک ہو جاتا ہے
وہ ہر جا اُسی کی صورت کے درشن کرتا ہوا کسی کے بھی
ساتھ ویر بھاؤ نہیں رکھتا۔ اور انہیں پاک خیالات کی وجہ
سے وہ کسی چھوٹے سے کام کا بھی مرتکب نہیں ہوتا۔ یعنی بُرے کام
کی طرف قدم نہیں اٹھاتا۔

۳۔ ترجمہ۔ اہلِ خدا کی صحبت سے انسان کسی کو بھی بُرا نہیں
سمجھتا۔ اور اہلِ خدا کی صحبت سے ہی حقیقی راحت یا سکونِ
قلب ([illegible]) معلوم ہوتا ہے۔

تشریح:۔ چونکہ اہلِ خدا کی صحبت سے آئینۂ دل صاف ہو
جاتا ہے اور ہر شخص میں اُس ایک کا جلوہ نظر آنے لگتا ہے
بدیں وجہ ایسا انسان اس بلند نظری کی وجہ سے ہر شخص میں
ذاتِ واحد کا دیدار پاتا ہوا کسی کو بھی بُرا نہیں سمجھتا۔ یہ اصول
کی بات ہے کہ جس طرح کا اپنا دل ہوتا ہے، تمام دنیا اس طرح
نظر آتی ہے۔ جب ایسے شخص کا دل صاف اور ساکن ہے
تو اسے ہر جگہ ہر وقت سکونِ قلب حاصل ہے

۴۔ ترجمہ:۔ اہلِ خدا کی صحبت سے کوئی تکلیف نہیں آتی
اور اہلِ خدا کی صحبت سے ہی انسان اپنی شخصی خودی کو مٹا
سکتا ہے۔

تشریح:۔ اہلِ خدا کی صحبت سے انسان پر یہ راز آشکار ہوتا
ہے کہ گذشتہ افعال کے ماتحت اس جسم کو سزا و جزا ضرور
ملے گی۔ اور ساتھ ہی یہ حقیقت بھی اہلِ خدا سے معلوم
ہوتی ہے کہ میں فانی جسم نہیں بلکہ لافانی روح (آتما) ہوں۔
گذشتہ اعمال کے ردِ عمل میں جو سزا مل رہی ہے۔ وہ صرف
جسم کو ہے۔ میں جسم سے آزاد اور اس کا ناظر ہوں۔ پس ان عارفانہ
خیالات کے مدِ نظر وہ شخصی خودی کو چھوڑ دیتا ہے۔

۸۔ ترجمہ۔ وہ مالک حقیقی ہی جانتا ہے کہ اُس کے پیاروں کی بزرگی کہاں تک ہے۔ گوروجی فرماتے ہیں۔ کہ خدا اور اہل خدا ہی ایک دوسرے کو جان سکتے ہیں۔

تشریح۔ روحانی مدراج میں جہاں تک اہل خدا کی رسائی ہوتی ہے۔ اُس کو عام انسانوں کی عقل نہیں سمجھ سکتی۔ بلکہ وہ عقل کل مالک ہی جانتا ہے۔ اور اس طرح اُس ذات مطلق بے چون چرا بری از صفات کے متعلق اگر کچھ اظہار حقیقت کر سکتے ہیں۔ تو صرف اہل خدا ہی کر سکتے ہیں۔ عام انسان نہیں

۱۔ سادھ کے سنگ مکھ اوجل ہوئے۔ سادھو کے سنگ مل سگل کھوئے
۲۔ سادھ کے سنگ بسنت اگوچر ہے۔ سادھو کے سنگ اجر سہے
۳۔ سادھ کے سنگ نہ نقصان ہوئے۔ سادھو کے سنگ محل پہوچے
۴۔ سادھ کے سنگ و دھرمے سب ہرم۔ سادھ کے سنگ ٹھول پاویم
۵۔ سادھ کے سنگ پایا نام ندھان۔ نانک سادھو کے قربان

۱۔ ترجمہ۔ اہل خدا کی صحبت سے ہی دل کی دوڑ دھوپ مٹ جاتی ہے۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی دائمی آرام حاصل ہوتا ہے۔

تشریح۔ اہل خدا کی صحبت سے ہی انسان پر یہ راز منکشف ہوتا ہے کہ سکون بیرونی دُنیا میں نہیں بلکہ اندرونی دُنیا میں ہے۔ اس لئے وہ اپنے دل کو بیرونی لذات و تعلقات سے علیحدہ رکھتا ہوا ہمیشہ اپنے اندر ہی راحت کی تلاش کرتا ہے اور بالآخر پوشیدہ یا بندہ کے ماتحت وہ اپنے اندر وہ دائمی راحت حاصل کر لیتا ہے کہ جو ہمیشہ قائم رہتی ہے

۲۔ ترجمہ۔ اہل خدا کی صحبت سے ناقابل حصول چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی تکالیف برداشت کرنے کی طاقت حاصل ہوتی ہے۔

تشریح۔ راز باطن یعنی خود آگاہی جو کہ زندگی کا حقیقی مقصد ہے۔ صرف اہل خدا کی صحبت میں رہنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ جو کہ عام طور پر ناقابل حصول سمجھی جاتی ہے اور ان کی نیک صحبت کے تاثرات کی وجہ سے ہی انسان کے اندر قوت برداشت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ ہر اُس مصیبت یا تکلیف کو بخوشی برداشت کر لیتا ہے جو اُسے اپنے اعمال کی سزا میں ملتی ہے

۳۔ ترجمہ۔ اہل خدا کی صحبت سے (انسان) بلند مقام پر رہائش کرتا ہے۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی (روحانی) محل میں پہونچ جاتا ہے۔

تشریح:۔ اہل خدا کی صحبت سے ہی انسان اپنے آپ کو اعضائے جسم حواس خمسہ ظاہری و باطنی سے بلند یعنی علیحدہ بصورت ناظر تصور کرتا ہے اور یہی وہ (شاہی روحانی) محل ہے۔ کہ جس میں ہر شخص کا داخل ہونا نہ صرف محال بلکہ ناممکن ہے لیکن اہل خدا کی قربت سے اندرونی راستہ معلوم کر کے انسان اس محل میں بلا تکلیف رکاوٹ پہونچ جاتا ہے۔

۴۔ ترجمہ۔ اہل خدا کی صحبت سے ادائیگی فرض کا یقین ہوتا ہے۔ اور اہل خدا کی صحبت سے ہی صرف ذات مطلق کا انوبھو ہوتا ہے۔

تشریح:۔ روحانی ترقی کے لئے کونسا عمل جائز ہے اور کونسا ناجائز۔ یہ بات اہل خدا کے پاس بیٹھنے سے ہی معلوم ہوتی ہے اور اِن کی ہی صحبت سے انسان نیک اعمال کرتا ہوا بھی اپنے آپ کو فاعل نہیں مانتا۔ نیز اِن کی صحبت سے ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت صرف ذات مطلق ہی ہے۔ یہ جو کچھ بھی بصورت کائنات نظر آتا ہے یا محسوس ہوتا ہے اُس کا اپنا ہی دیدار ہے یعنی وہ خود آپ ہی ہر صورت میں اپنی صورت دیکھ رہا ہے۔

۵۔ ترجمہ۔ اہل خدا (سادھو) کی صحبت سے نام کا خزانہ ملتا ہے۔ گورو نانک دیوجی فرماتے ہیں۔ کہ اہل خدا (سادھو) پر قربان ہونا چاہیئے۔

تشریح۔ نام کی دولت یا کوئی بھی چیز صرف وہی شخص ہی دے سکتا ہے کہ جس کے پاس وہ چیز ہے۔ چونکہ مالک کے نام کی دولت اہل خدا کے ہی پاس ہوتی۔ جو کہ اُن کے پاس بیٹھنے سے مل جاتی ہے اور اس کے بعد گورو نانک دیو

جی فرماتے ہیں کہ ایسے اہلِ خدا (سادھو) پر قربان ہو جانا چاہیئے کہ جو نام جیسی بے بہا دولت دیتے ہیں۔ اور قربان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی شخصی خودی کو مٹا کر اُن کے احکام کی تعمیل کرنی چاہیئے۔

۱۔ سادھ کے سنگ سب کُل اُدھارے
سادھ سنگ ساجن میت کٹنب نستارے
۲۔ سادھ کے سنگ سو دھن پاوے
جس دھن تے سب کو ورساوے
۳۔ سادھ کے سنگ دھرم رائے کرے سیوا
سادھ کے سنگ سوبھا سُر دیوا
۴۔ سادھ کے سنگ پاپ پلائن
سادھ سنگ امرت گن گائن
۵۔ سادھ کے سنگ سرب تھان گم
نانک سادھ کے سنگ سپھل جنم

ترجمہ و تشریح

۱۔ اہلِ خدا (سادھو) کی صحبت سے خاندان سدھر جاتا ہے اور اہلِ خدا کی صحبت سے دوست احباب اور رشتہ دار بھی (بحرِ دنیا سے) پار ہو جاتے ہیں۔

تشریح۔ یہ قانونِ قدرت ہے کہ ایک شخص کے خیالات اپنے متعلق پر ضرور اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور وہ شخص جو اہلِ خدا (سادھو) سے ست سنگ کرتا ہے ضرور ہی نیک خیالات کا مالک ہوتا ہے۔ پھر جس کے خیالات نیک ہیں۔ اس کے اعمال بھی نیک ہوتے ہیں۔ پھر یہ بات تو نا ممکن سی ہے کہ ایک نیک خیال اور نیک اعمال شخص کا اثر اپنے خاندان، دوست احباب اور رشتہ داروں پر نہ پڑے اور نیک خیالات و نیک اعمال کی وجہ سے ہی تو انسان بھو ساگر سے پار ہو جاتا ہے۔

(۲) اہلِ خدا کی صحبت سے وہ دولت ملتی ہے کہ جس سے دوسرے بھی فیض یاب ہوتے ہیں۔

تشریح:۔ اہلِ خدا کی صحبت سے جو دولت حاصل ہوتی ہے۔ وہ ہے نام کی دولت اور سمتا بھاؤ کی دولت، اور یہ وہ دولت ہے۔ کہ جسے انسان دوسری دولت (روپیہ پیسہ) کی طرح پوشیدہ نہیں رکھتا۔ بلکہ نہایت فراخدلی سے مستحق لوگوں میں تقسیم کرتا رہتا ہے۔ اس لیے کہا گیا ہے اس لافانی دولت سے صرف ایک ست سنگی نہیں بلکہ ہر شخص فیضیاب ہو سکتا ہے۔

۳۔ اہلِ خدا کی صحبت سے (مخلوقِ عالم بالا) خدمت کرتا ہے اور اہلِ خدا کی صحبت سے دیوتاؤں (مخلوقِ عالم بالا) میں تعریف ہوتی ہے۔

تشریح:۔ چونکہ اہلِ خدا کی صحبت سے انسان نیک بن جاتا ہے۔ نیک اعمال کرتا ہے۔ اور نیک اعمال شخص کو کبھی بھی عدالت سے خوف نہیں ہوتا۔ خوف تو اس کو ہوتا ہے جس نے کوئی جرم (گناہ) کیا ہو۔ اور مجرم ہمیشہ عدالت سے خوف کھاتا ہے۔ نیک اعمال نہیں۔ پھر نیک شخص کی ہر جگہ ہی عزت ہوتی ہے۔ خواہ وہ عالم بالا ہو۔ خواہ عالم روحانی اس لیے کہا ہے کہ نیک انسان کو خوف نہیں بلکہ عزت ہے ہے۔

۴۔ اہلِ خدا (سادھو) کی صحبت سے تمام گناہ نابود ہو جاتے ہیں۔ اور اہلِ خدا کی صحبت سے آبحیات کی طرح زندگی بخش گفت گو ہو سکتی ہے۔

تشریح:۔ اہلِ خدا کی صحبت سے ہی انسان کو علم معرفت یعنی خود آگاہی حاصل ہوتا ہے۔ اور اس گیان اگنی (آتشِ معرفت) میں انسان کے تمام گناہ جل کر خاک سیاہ ہو جاتے ہیں۔ پھر اسی علمِ معرفت سے انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ سب ایک ہے پس وہ ہر شخص کے اندر اپنی آتما انوبھو کر کے ہر شخص کے ساتھ نہایت شیریں کلامی سے پیش آتا ہے۔ اور شیریں کلامی واقعی ایسا جوہر ہے۔ کہ جو انسان کو نئی زندگی عطا کرتی ہے۔

(۵) اہلِ خدا کی صحبت سے ہر مقام پر پہونچ حاصل ہو سکتی ہے۔ گورو نانک دیو جی فرماتے ہیں کہ اہلِ خدا کی صحبت سے ہی زندگی کامیاب ہوتی ہے،

تشریح: اہلِ خدا (سادھو) کی صحبت سے ہی انسان کو اپنے
اندر کے اُن مقامات کا علم ہوتا ہے۔ کہ جن کا تعلق روحانیت
سے ہے۔ اس کے علاوہ ست سنگ کی بدولت ہی انسان
یوگ میں پارنگ ہو کر۔ یوگیوں کی طرح مقام پر رسائی حاصل
کر سکتا ہے، اور انسانی زندگی اُسی وقت ہی کامیاب
اور شادکام سمجھی جاتی ہے۔ کہ جب اہلِ خدا کی صحبت میسّر
ہو۔

سادھو کے سنگ نہیں کچھ گھال۔ درسن بھیٹت ہوت نہال
سادھو کے سنگ کلوکھ ہرے۔ سادھ کے سنگ نرک پرہرے
سادھو کے سنگ ایہاں اوہاں سہیلا۔ سادھ سنگ بچھرت ہر میلا
جو اچھے سوئی پھل پاوے۔ سادھو کے سنگ نہ برتھا جاوے
پار برہم سادھو ردے بسے۔ نانک اُدھرے سادھو سُن رسنے

ترجمہ تشریح

۱۔ اہلِ خدا (سادھو) کی صحبت سے کوئی بھی تکلیف نہیں
رہتی۔ اور ان (سادھو) کے دیدار اور صحبت سے ہی
شادکامی حاصل ہوتی ہے،
اہلِ خدا کی صحبت کے اثر سے انسان سے کوئی ایسا
فعل سرزد ہی نہیں ہوتا۔ کہ جس کے ردِ عمل میں اُسے کسی بھی
قسم کی تکلیف ہو یا کوئی مصیبت برداشت کرنے کی
نوبت آئے۔ اور یہ قدرتی اُصول ہے۔ کہ جس کا دل ساکن
ہو۔ اُس کے چہرہ پر بھی سکون ہوتا ہے۔ چونکہ اہلِ خدا
انسان کا دل ساکن ہوتا ہے۔ اس لئے اُن کے چہرہ پر ایک
البیلا روحانی سکون ہوتا ہے کہ جو بھی اُن کو دیکھتا ہے اُسے
بھی تسکین رہتی ہے۔

۲۔ اہلِ خدا کی صحبت سے تمام گناہوں کی لکیریں مٹ
جاتی ہیں۔ اور اہلِ خدا کی صحبت سے دوزخ کا ڈر نہیں
رہتا۔

تشریح: اہلِ خدا کی صحبت کے نیک اثر سے ہی انسان بُرے
اعمال سے توبہ کر کے اپنے نیک اعمال کی طرف رجوع کرتا ہے،
کہ جن کے نتائج میں بُرے اعمال کا ردِ عمل بھی (کسی حد تک)
نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اور پھر دوزخ کی آگ تو گناہ گار روحا
کے لئے ہی بنی ہوئی ہے۔ نیک کاروں کے لئے نہیں۔ پھر جو
شخص نیک کار و نیک اعمال ہے۔ اُسے دوزخ کا خوف
کیونکر آ سکتا ہے؟

۳۔ اہلِ خدا کی صحبت سے یہاں اور وہاں سرخروئی حاصل
ہوتی ہے۔ اور اہلِ خدا کی صحبت سے جُدا خدا مل جاتا ہے
تشریح: اہلِ خدا کی صحبت کے زیرِ اثر انسان ایسا فرشتہ
خصلت بن جاتا ہے کہ اس دنیا میں باقی لوگ اسے آنکھوں
میں جگہ دیتے ہیں اور ایسے نیک شخص کو عالم بالا (پرلوک)
میں جو جو راحتیں میسر ہوتی ہیں۔ اُن کی تفصیل مذہبی کتب میں
موجود ہی ہے۔ اس کے علاوہ اہلِ خدا سے ہی یہ راز معلوم ہوتا
ہے۔ کہ خدا انسان سے جُدا نہیں ہے۔ جدائی کا وہم دور ہوتے
ہی جدائی وصال میں بدل جاتی ہے۔

۴۔ جو نیک (خواہش ہو) وہ پوری ہو جاتی ہے۔ اہلِ خدا
(سادھو) کی صحبت کا اثر رائیگاں نہیں جاتا۔
تشریح: اہلِ خدا کی صحبت کا اثر یہ ہوتا ہے۔ کہ اول تو
اپنے تمام کام اُس مالک کے سپرد کر کے انسان آپ بے خواہش
ہو جاتا ہے۔ بالفرضِ محال اگر اتفاقیہ کوئی نیک خواہش پیدا
ہو بھی جائے۔ تو اس کی صاف باطنی اور روحانی طاقت کی
وجہ سے ضرور پوری ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس یقین کے ساتھ
کہا گیا ہے۔ کہ اہلِ خدا کی صحبت کا نتیجہ ضرور ملتا ہے۔ سادھو
کا ست سنگ کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔

(۵) وہ ذاتِ مطلق اہلِ خدا کے دل میں رہائش رکھتی ہے۔
گورو نانک دیو جی فرماتے ہیں۔ کہ اہلِ خدا کی نصیحت (سن کر پار
اُتر گئے،

تشریح۔ وہ ذاتِ مطلق بعید از فہم و قیاس گو ہر ذرہ میں موجود
ہے۔ مگر جس طرح صاف شیشہ میں سورج کا عکس صاف
نظر آنے لگتا ہے۔ اس طرح اہلِ خدا کے دل میں وہ ذات
مطلق خاص طور اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ اور ان ہی اہلِ خدا
یا خدا رسیدہ اشخاص کی پرتاثیر نصیحت سن کر انسان نیک

اعمال بنتا ہے۔ اور پھر اسی نیک اعمالی کی وجہ سے ہی
بھر زندگی سے (پاک و صاف) اتر جاتا ہے۔

۱۔ سادھو کے سنگ ملیو ہرنا نہہ۔ سادھ سنگ ہر کے گن گاؤ
۲۔ سادھ کے سنگ نہ بسرے پربھ۔ سادھ سنگ سر نستر ہے
۳۔ سادھ کے سنگ لگے پربھ میٹھا۔ سادھو کے سنگ گھٹ گھٹ ڈیٹھا
۴۔ سادھ سنگ بھئے آگیاکاری۔ سادھ سنگ گت بھئی ہماری
۵۔ سادھ کے سنگ مٹے سبھ روگ۔ نانک سادھ بھیٹے سنجوگ

ترجمہ تشریح

۱۔ اہلِ خدا کی صحبت سے مالک کا نام سن سکو گے۔ اور اہلِ خدا
کی صحبت سے ہی مالک کی حمد و ثنا کر سکو گے۔

تشریح: جب ایک انسان خدا کی صحبت یعنی سادھو کے ست
سنگ میں جاتا ہے۔ تو چونکہ وہاں مالک کے نام کے سوائے
اور کوئی بات نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ وہاں صرف مالک کا نام ہی
سن پاتا ہے۔ اور کوئی دنیاوی الجھنوں کی بات نہیں سنتا۔
اور ساتھ ہی جہاں (ست سنگ میں) مالک کا نام ہوتا
ہے۔ وہاں مالک کی حمد و ثنا بھی ہوتی۔ پس وہاں پہونچ کر
انسان مالک کی حمد و ثنا بھی کرتا ہے۔

۲۔ اہلِ خدا (سادھو) کی صحبت سے دل اسے فراموش
نہیں کرتا۔ اور اہلِ خدا کی صحبت سے ہی نجات حاصل ہوتی ہے

تشریح: جب اہلِ خدا کی صحبت یا سادھو کے ست سنگ
میں سوائے مالک کے نام کے اور کوئی دنیاوی بات ہوتی ہی
نہیں۔ تو ایسی صورت میں وہ کس طرح اس کو بھول سکتا ہے
اور جب ایک انسان کسی وقت اس مالک کو (جو انسان کی
اپنی ذات ہے) نہیں بھولتا۔ تو اس لگاتار یاد کا انجام خود
شناسی ہی ہوتا ہے اور خود شناسی ہی تو حقیقی نجات ہے۔

تشریح - اہلِ خدا کی صحبت سے ہی انسان کو تمام دنیاوی اشیاء
اور تعلقات کی ناپائیداری معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ
ہی مالک کے پاک نام کے درد کی شیرینی معلوم ہوتی ہے۔ اس
شیرینی کا لطف وہی جانتے ہیں۔ کہ جنہوں نے کبھی اس کا ذائقہ
محسوس کیا ہے۔ اور پھر اس لگاتار یاد کی برکت سے انسان
کی چشم باطن اس قدر صاف ہو جاتی ہے کہ اسے ذرہ ذرہ میں
ذاتِ الٰہی نظر آتی ہے۔

۴۔ اہلِ خدا (سادھو) کی صحبت سے فرمانبرداری ملتی
ہے اور اہلِ خدا کی صحبت سے ہی رہائی ملتی ہے۔

تشریح: سادھو کے ست سنگ سے انسان کے اندر
ایسی قوت برداشت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ہر واقعہ اور ہر
حالت کو مالک کی مرضی تصور کرتا ہوا راضی برضا رہتا ہے اور
ہر حالت میں مالک کی فرمانبرداری کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا
ہے کہ وہ ان تکالیف کی پیدائش سے رہائی حاصل کر لیتا ہے
جو کہ ناموافق حالات کو برداشت نہ کرنے کے لئے اپنی ناکام
کوشش سے پیدا ہوتی ہیں۔

۵۔ اہلِ خدا کی صحبت سے تمام تکلیفیں معدوم ہو جاتی ہیں
گرو نانک دیو جی فرماتے ہیں۔ کہ اہلِ خدا کی صحبت قسمت سے
ہی حاصل ہوتی ہے۔

تشریح: چونکہ اہلِ خدا کی صحبت سے انسان راضی برضا رہنے
کا عادی بن جاتا ہے اور ناموافق حالات میں بھی خوش رہتا ہے
پس جو شخص ہر حال میں خوش ہے۔ اسے تکلیف کیسی؟
بالآخر گورو نانک دیو جی فرماتے ہیں کہ اہلِ خدا کی صحبت (یعنی
سچے سادھو کا ست سنگ) نیک اعمال کے نتیجہ میں نیک
قسمت انسان کو ہی حاصل ہوتی ہے۔ ہر شخص کو نہیں۔

۱۔ سادھ کی مہما وید نہ جانے۔ جیتا سنے تیتا بکھیانے
۲۔ سادھ کی اپما تہہ گن تے دور۔ سادھ کی اپما رہی بھرپور
۳۔ سادھ کی شوبھا کا ناہی انت۔ سادھ کی شوبھا سدا بے انت
۴۔ سادھ کی شوبھا اوچ تے اوچی۔ سادھ کی شوبھا موچ تے موچی
۵۔ سادھ کی شوبھا سادھ بن آئی۔ نانک سادھ پربھ بھید نہ کائی

ترجمہ تشریح

۱۔ اہلِ خدا (سادھو) کی شان وید بھی نہیں جانتے۔ اور صرف
اسی قدر اظہار کرتے ہیں۔ کہ جو کچھ ان میں ہوتا ہے۔

تشریح: چونکہ اہلِ خدا کے اندر خدائی صفات بدرجہ اتم موجود
ہوتی ہیں اور جس طرح اس ذاتِ مطلق کا مکمل بیان کوئی مخلوق

نہیں کر سکتی۔ اِس طرح اِن خدائی صفات کے حامل اہلِ خدا لوگوں کی شان بھی مخلوق (کتب مقدسہ) نہیں کر سکتی اِن اہلِ خدا کی صفات با ہر از بیان ہوتی ہیں۔ ہاں کتب مقدسہ اِس قدر بیان ضرور کرتے ہیں جو اُن میں درج ہے جو کہ محدود ہے لیکن صفات لامحدود ہیں۔

۲۔ اہلِ خدا کی شان سہ گونہ صفات سے دور ہوتی ہے اور اہلِ خدا کی شان مکمل ہی ہے۔

تشریح:۔ نیک لوگ پہلے تو مجمع الصفات بنتے ہیں یعنی اپنے اندر نیک اوصاف پیدا کرتے ہیں اور بالآخر سہ صفات (ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن یعنی صفات اعلیٰ۔ صفات متوسط اور صفات ادنےٰ) سے بلند ہو کر بری الصفات بن جاتے ہیں اور اسی وجہ سے ہی اُن کی روحانی شان۔ ہر جگہ اور ہر وقت موجود رہتی ہے ..... ایسے شخص کو ہی بھگوت گیتا میں ترگناتیت کہا گیا ہے۔

۳۔ اہلِ خدا (سادھو) کی شان کی کوئی حد ہی نہیں اور اہلِ خدا (سادھو) کی شان ہمیشہ لامحدود ہے۔

تشریح۔ چونکہ اہلِ خدا (سادھو) کا دل اس قدر صاف و پاک ہوتا ہے کہ اس کے اندر عالمگیر محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اس عالمگیر جذبۂ محبت کی وجہ سے اُن کی شان بھی عالمگیر ہوتی ہے دوسرے الفاظ میں اِن کے دلوں میں محدود نہیں بلکہ لامحدود محبت ہوتی ہے اور لامحدود و بےغرض محبت کے نتیجہ میں شان کا لامحدود ہونا عین قدرتی ہے۔ پس اِن کی شان لامحدود ہوتی ہے۔

۴۔ اہلِ خدا کی شان بلند سے بلند ہے اور اہلِ خدا کی شان اعلیٰ سے اعلیٰ ہے۔

تشریح:۔ جیسا کہ مذکور میں آچکا ہے کہ اہلِ خدا کی شان لامحدود ہے اور اسی لامحدودیت میں بلندی کی بھی کوئی حد نہیں ہو سکتی اور جو چیز یا حالت بلند سے بلند ہے لامحدود ہے اسے اعلےٰ سے اعلےٰ کیوں نہ کہا جائے پس سادھو کی شان لامحدود ہونے کی وجہ سے بلند بھی ہے اور اعلیٰ بھی ہے۔

۵۔ اہلِ خدا کی شان اہلِ خدا ہی جانتے ہیں۔ گورو نانک دیو جی فرماتے ہیں۔ کہ اہلِ خدا اور خدا میں کوئی تفریق نہیں ہے۔

تشریح۔ اہلِ خدا کو اپنی نیک اعمالی کے رد عمل میں جو شان (بلند مرتبہ) حاصل ہوتا ہے اُس کو صرف وہی آپ جانتے ہیں۔ اور وہی آپ ہی اِس کے اہل بھی ہوتے ہیں۔ اور پھر یہ اہلِ خدا لوگ اس قدر روحانی ترقی اور خدائی صفات حاصل کر لیتے ہیں۔ کہ اِن کے اور مالک کے درمیان کوئی تفریق باقی نہیں رہ جاتی۔ یعنی یہ لوگ اپنی شخصی خودی کو مٹا کر مالک میں مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ (شری واہگورو ارپنم)

(شری سنگھ منی صاحب کی ساتویں اشٹ پدی سماپت)

پریم کے اوتار

از۔ شری امر چند جی قیس

اُلفت نظر آنے لگی بندوں کو گراں بار۔ کافور ہوا پیار
پھر پھول کھلا پریت کے ویران میں گلزار۔ اے پریم کے اوتار
نفرت سے ہے اُلفت انھیں اُلفت سے ہے نفرت۔ مفقود ہے مروت
پھر پریم کی مئے سے انھیں کر بیخود و سرشار۔ اے پریم کے اوتار
سب بھول گئے درسِ محبت ہوئے گمراہ۔ مفقود ہوئی چاہ
پھر ان کو بتا پریت کی ریت انکو سکھا پیار۔ اے پریم کے اوتار
پھر دہر میں انسان ہے انسان کا دشمن۔ ہاں جان کا دشمن
پھر اِن کو بتا طور ہے جان کا آزار۔ اے پریم کے اوتار
بنسی کے سروں سے کوئی جادو سا جگا دے۔ وہ گیت سنا دے
سن سن کے جسے پریم کے جذبات ہوں بیدار۔ اے پریم کے اوتار

احسانِ مرشد

از قلم سوامی پری پورنا نند جی مہاراج پورنؔ

ہیں پاک مرشد کی خاکِ پا کو لگاؤں سر پر اُٹھا اُٹھا کر
ہے مست و بیخود بنایا مجھ کو شرابِ وحدت پلا پلا کر

تھی اتنی مجھ میں بھری جہالت نہ جو میں انساں ہوں کچھ بھی سمجھوں
مٹایا صدیوں کا کُل اندھیرا وہ تو ہے "دیپک" جگا جگا کر

میں خود کو سمجھے تھا محض بندہ ہے چند روزہ قیام اس جا
بنایا مجھ کو ہے ذاتِ یزداں خودی کو میری مٹا مٹا کر

پھرا میں جنگل میں ایک مدت تلاشِ رب میں کہاں وہ ہو گا
بہ فضلِ مرشد ہے اب وہ حاضر تھکا تھا جسکو بُلا بُلا کر

کہے تھے رنج و الم ہجر کے سنائی غم کی کہانی ساری
تھا تب بھی میں تو بغل میں تیری کہا یہ مجھ کو سنا سنا کر

ہزار کُلفت اُٹھائی میں نے یہ تن کے خالی وہ مسکرائے
مٹایا رنج و الم کہ میرے گلے سے اپنے لگا لگا کر

ہے حُسنِ جاناں بیاں سے باہر نہ آنکھ کو ہی ہے تابِ دیدن
ولے ہے پورنؔ جہاں بھی دیکھوں نظر کو اپنی اُٹھا اُٹھا کر

سادھو کا آتم اپدیش

شری۔ بھاگ مل جی ساتھی

ایک دفعہ ایک شہنشاہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر دور دراز پہاڑوں اور جنگلوں میں شکار کھیلنے گیا۔ راستہ میں موسلا دھار بارش برسنے لگی، شہنشاہ کو اپنے گھر کی جانب واپس لوٹنے کے سوا اور کچھ نہ سوجھا۔ واپسی پر راستہ میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک برہنہ تن مہاتما جنگل میں ڈیرے لگائے بیٹھا ہے اس کے پاس نہ کوئی کپڑا ہے نہ چارپائی ہے نہ جھونپڑی ہے یہ دیکھ کر شہنشاہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ میں کیسا ہی بڑا بادشاہ ہوں جس کی بڑی مملکت میں ایسے بے سرو سامان اور نادار انسان ہیں یہ خیال کر کے اس نے کچھ روپے اپنے خاص آدمی کے ہاتھ مہاتما کو بھیجے، مہاتما نے جواب دیا کہ روپے کسی حقیر اور کنگال آدمی کو دے دو، شہنشاہ نے دوبارہ پچاس روپیہ مہاتما کو بھیجا، تب بھی اس نے وہی جواب دیا۔ جب نوکر نے آن کر کہا تو شہنشاہ نے کہا کہ ابھی رقم قلیل ہے اس لئے قبول نہیں کرتا۔ بعدازاں ایک ہزار روپیہ کی تھیلی بھیجی گئی۔ مہاتما نے پھر وہی جواب دیا کہ کسی کنگال کو دے دو، تب شہنشاہ خود ہی ہزار روپیہ لیکر حاضر خدمت ہوا۔ مہاتما نے پھر پہلا سا جواب دیا۔ اس پر شہنشاہ طیش میں آ کر بولا "مہاتما! آپ سے بڑھ کر کون دوسرا کنگال اور غریب ہو سکتا ہے نہ تو آپ کے پاس تن ڈھانپنے کو کپڑا ہے نہ جھونپڑی اور نہ ہی کھانے پینے کا سامان"، مہاتما بولا "ہم شہنشاہ دو عالم ہیں"، یہ سن کر شہنشاہ نے کہا "بادشاہوں کے پاس تو فوج ہوتی ہے آپ کے پاس فوج کہاں ہے؟" مہاتما نے جواب دیا "نہ ان کو خوف و خطر ہوتا ہے وہی فوج رکھتے ہیں۔ فوج درکار ہوتی ہے۔ مجھے ڈر کس کا ہے کہ فوج رکھوں، دوائی بیمار کو درکار ہوتی ہے جو مریض نہیں اس کو دوائی کی کیا طلب ہے جس کو خوف کی بیماری ہو وہ فوج رکھے" شہنشاہ نے کہا "بادشاہ کے پاس دولت کا خزانہ ہوتا ہے تمہارے پاس خزانہ کہاں ہے؟" مہاتما بولے "اے شہنشاہ اس کو ضرورت کی وجہ سے فوج کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے وہ خزانہ رکھتے ہیں۔ نہ مجھے ڈر کی بیماری ہے نہ فوج کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی میرا کوئی خرچ ہے پھر خزانہ کی کیا ضرورت؟" شہنشاہ بولا "آپ کے پاس بادشاہوں کا ساز و سامان کہاں ہے" مہاتما نے کہا "میرے پاس رسائن ہے جس وقت طلب ہو ارد گرد کے جملہ پہاڑوں کا سونا بنا سکتا ہوں" یہ سن کر شہنشاہ چل دیا۔ راستہ میں رہ رہ کر خیال کرتا کہ اگر مہاتما جی کے پاس رسائن نہ ہوتی تو میرے نذرانہ کو ضرور بالضرور قبول کر لیتا۔ اسی واسطے اس نے قبول نہیں کیا۔ یہ مہاتما ضرور رسائنی ہے۔ جب شہنشاہ اپنے بستر پر دراز ہونے لگا۔ تو دل میں خیال آیا کہ اگر اس مہاتما سے کئی ہزار من تانبا سونا بنوا لیا جائے تو اس کی بدولت کئی ایک اور ملک قبضہ میں آ جائیں گے۔ یہ سنہری موقعہ ہے رات کے وقت کوئی دیکھتا نہیں لہذا شہنشاہ مہاتما کی جانب چل دیا۔ جب مہاتما نے اس کے پاؤں کی آہٹ سنی تو دریافت کیا کون ہے شہنشاہ نے جواب دیا کہ میں آپ کا غلام ہوں اس پر مہاتما نے سوال کیا کہ غلام کو اس وقت آنے کی کیا وجہ ہے۔ شہنشاہ نے اپنے دل کی پوری کیفیت کہہ سنائی اور عرض کی کہ اس ہزار من تانبہ کا سونا بنا دیں۔ مہاتما

نے کہا کہ اب بتاؤ کہ کنگال تو ہے کہ میں۔ سوامی جی کر تو آیا
ہے کچھ بھی۔ یہ سُن کر شہنشاہ نے جواب دیا کہ بیشک و شبہ
کنگال میں ہی ہوں۔ اب کرپا کر کے دس ہزار من سونا بنا دیں
مہاتما نے کہا تسلی رکھو ضرور بنا دیں گے تو روزانہ آیا کرو۔
شہنشاہ نے بلاناغہ مہاتما کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا
شروع کر دیا۔ مہاتما نے اُس کو روحانی تعلیم دینی شروع
کر دی۔ ایک سال کے اندر اندر اُس کی جملہ دُنیاوی خواہشات
دور ہو گئیں۔ مہاتما نے جب بخوبی جان لیا کہ شہنشاہ
کو اب ویراگیہ ہو کر اس بات کا مکمل علم ہو گیا ہے کہ ہماری
ہوس کی بیماری اربوں روپیہ یا چکرورتی بادشاہت سے
بھی نہیں دور ہو سکتی۔ تو ایک دن شہنشاہ سے کہا کہ تم دس
ہزار من تانبہ لے آؤ تاکہ تم کو سونا بنا کر دے دیا جائے۔

. . . .

. . . . . . شہنشاہ نے جواب دیا کہ

گرودیو! اب تانبہ سونا بن چکا ہے اب کوئی ضرورت نہیں
ہی ہے کائنات میں وہ کہ ہم چاہتے رہتے ہیں کہ ہم کو دائم سکھ
ہی ملے دُکھ بالکل نہ ہو مگر ایسا نہیں ہوتا۔ دُنیا میں دُکھ سکھ
دونوں ہی ہیں غلط فہمی ہماری نظر سکھ اور راحت کی جانب
ہی جاتی ہے دُکھ کا خیال نہیں کرتی مثلاً ایک نوجوان آدمی
کو شادی خانہ آبادی کا خیال دامنگیر ہے وہ یہ تو ذہن نشین
کئے ہوئے ہے کہ شادی کرنے سے آنند اور سکھ کی زندگی
نصیب ہو گی مگر دوسری طرف مطلق آنکھ بند کر رکھی ہے کہ
شادی خانہ آبادی کے ساتھ ہزاروں ذمہ داریاں وابستہ
ہیں استری اور بال بچوں کے پالن پوشن کے سلسلہ میں
انیک تکالیف اٹھانی پڑیں گی زیادہ کیا کہوں کائنات کے
جملہ سکھوں کا یہی حال ہے ہر سکھ کے ساتھ دُکھ وابستہ ہے
اس طبقہ (کائنات) میں جو مرکب رہتا ہے اس لئے دُکھ
سکھ ساتھ ساتھ چلتے ہیں خالص سکھ کا ملنا محالات سے
ہے انسان غلطی اور غلط فہمی کی وجہ سنسار کے پدارتھوں
کے ذریعہ خالص سکھ کی تمنا رکھتا ہے جو کوئی بھول بھرم کے

زیرِ اثر دُنیا کے سکھوں کے حصول کی تمنا میں پڑتا ہے۔
اُسے لازماً اور لابدّاً دُکھوں کا آماجگاہ بننا پڑتا ہے جو ہر
نظر بارہ دُکھ ہی دُکھ ہے سب لوگ حسرت و ارمان سے
اس سنسار سے کوچ کرتے ہیں ایک جنم کے بعد دوسرا جنم
ہے اس کے بعد اور یہ لامتناہی چکر ہے جس کا وار ہے نہ پار
اس چکر میں آگیانی جیو ہیں کہ پڑے گھوما کرتے ہیں اُسے
سوچ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مجھے تو آپ
اُس شئے کی ضرورت ہے جو غیر محدود ہو مایا کی غلام
نہ ہو ہر وقت شکتی مان ہو کبھی سے نیچی نہ ہو، سب سے
پرے ہو سروپ آتم روپ ہو۔ نیز متبدل ہوتا کہ غیر محدود
جیل پاؤں یعنی مایا سے تر جاؤں جنم مرن سے چھوٹ جاؤں
موکش پد کو پہنچ جاؤں یعنی آپ مجھے حقیقت سے پوری
پوری طرح آگاہ کریں تاکہ اپنے آپ کو بخوبی جان پہچان
جاؤں اور گیان سورج کی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر
میرے ہردیہ کے اندھکار (یعنی تو کے فرضی پردے) کو دور
کر دیں۔ ؎

مجھے است سے ست کی جانب لے چل
مجھے اندھیرے سے روشنی کی جانب لے چل
مجھے موت سے لافانیت کی جانب لے چل

مہاتما۔ اے شہنشاہ! تم لاکھ روحانی کتابیں پڑھا کرو
تم لاکھ مقدس نوشتہ جات کے کلام کی بار بار تلاوت اور
بار بار روزانہ مطالعہ کیا کرو۔ دیوتاؤں کی مدد کے لئے
دُعا و پرارتھنا کیا کرو۔ گیان اور علم کے لئے منتری پوجا
کرنے ہو شنکر سے ہوتے بزرگوں کی روح سے مدد مانگا
کرو یگیہ کے فرائض انجام دو سب کے سب لاحاصل ہیں
اُس وقت تک اطمینان کی ضرورت نہیں پیدا ہو گی جب تک
تم کو اپنے آتما کا گیان نہ ہو گا۔ ؎

جب تلک اپنی سمجھ انسان کو آتی نہیں
تب تلک دل کی پریشانی کبھی جاتی نہیں

شہنشاہ۔ آتما گیان کیسے ہو؟

جہاتما۔ اگر سچے گیانی بننا چاہتے ہو تو آؤ میں تمہیں بآسانی حقیقی گیانی بنا دوں گا۔ اگر تم گیان کو جاننا چاہتے ہو تو دیر نہ کرو میں چٹکی بجاتے ہوئے تم کو اصل راز سمجھا دوں گا میرے کلام کو توجہ کے کانوں سے سنو، غور کرو سوچو، وچار اور سہل میں اپنی اصلیت کو پہچان لو اور اس میں فنا ہو کر بقا کی حیثیت اس زندگی میں حاصل کرو۔ یہ میں کہہ سکتا ہوں اور کرا سکتا ہوں کیونکہ ؎

باتوں باتوں میں بتا دیتا ہوں سرِ معرفت
قفلِ عرفاں کی مرے ہاتھوں میں ہے اصلی کلید

جس انسان کو دیکھو کہ اس کی نظر خوشی، ناخوشی روشنی اور تاریکی امید اور ناامیدی کی جانب نہیں رہتی سمجھ لو کہ بس حقیقی گیانی ہے، سچے گیانی ہونے کی یہی علامت ہے سچے گیانی کو سوا حقیقت کے اور کسی شے کا دھیان نہیں ہوتا نیچے اوپر پیچھے ہر رنگ روپ میں ذات حقیقت کی جلوہ آرائی کے حسنِ ظریف نظر پس نظر، ناظر اور منظور نظر ہو جاتے ہیں آنکھ اس قدر باریک بیں ہو جاتی ہے کہ وہ سامنے کھڑے ہوئے انسان کے خط و خال اور اعضا و حواس پر نہیں ٹھہرتی بلکہ اس کے آن مے کوش، پران مے کوش، منو مے کوش، وگیان مے کوش اور آنند مے کوش کے جسمانی پردوں کو چیرتی ہوئی وہاں اس مرکز پر جا ٹھہرتی ہے جہاں وہ پرم آنند مے ہے

اصلیت میں حقیقت کا سروپ نہ سوچا جا سکتا ہے نہ سمجھ میں آسکتا ہے۔ انسانی زبان اور انسانی دل کی اس تک رسائی نہیں ہوتی وہ عجیب و غریب اور نرالا دلیش ہے جس کے خوبصورت منظروں کے نقشے دکھانے کے لئے نہ شاعر کو مناسب الفاظ ملتے ہیں نہ مصور کے قلم کی کچھ پیش جاتی ہے بات ایسی لطیف ہے کہ زبان پر آتے ہی بھاپ کی طرح اڑ جاتی ہے اور دل کی پکڑ میں سماتی ہی بھی نہیں سماتی کیا ہے کوئی انسان جو اس کا پتہ لگا سکے رام اور رام کہو! یہاں عقل کے بھی پر جلتے ہیں یہ عقل کا پرندہ

یہاں اڑ کر آ ہی نہیں سکتا، نہ وہاں زبان پہنچتی ہے جو اس کی بابت کچھ کہہ سکے۔ نہ دل رہتا ہے جو اُسے سوچ سکے نہ اہم یا اہنکار رہتا ہے جو اہم پنے کے نام و نشان اور شکل و صورت قائم کرے ؎

سو ذات حق نہیں دیتی کہ تمہیں پکڑ کر دکھائیں ہم
نہ وہ شے ہے کوئی شنیدنی کہ تم آؤ اور سنائیں ہم
نہ سراغ اس کا نہ کچھ نشاں کہ پتہ کسی سے لگائیں ہم
کہیں کیوں نہ سب سے کھلا ہیں کیا غرض جو چھپائیں ہم
نہ علام ہے وہ نہ وجود ہے کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم
(حضرت مہر)

ویدک رشی ہمیشہ سے کہتے آئے ہیں کہ اس تک دل و زبان اور عقل کی رسائی نہیں ہے اور جب یہ کیفیت ہو تو پھر اس کی بابت کوئی زبان کیسے کھول سکتا ہے۔ وہ جیسی ہے ویسی ہے کوئی اسے کچھ کہہ نہیں سکتا اور نہ ہی سوچ سکتا ہے نہ جان سکتا ہے اور وہ کہے ہوئے، جانے ہوئے سوچے ہوئے اور سمجھے ہوئے سے بھی زیادہ ہے،

من بانی کی اس تک رسائی نہیں پھر بھی اس کی ہی گفتگو ہر شخص کی زبان پر رہتی ہے، ناقابل بیان ہونے ہوئے کوئی شے ایسی ہے جو خود بخود جان میں پھونک کر آ رہتی ہے بولو اور بولتے ہی وہ زبان کو گونگی بنا کر زبان کے اندر گھس جاتی ہے اور پھر نمودار ہو جاتی ہے وہ خیال کے پرے کی شے ہے ہم پھر بھی اس کے خیال میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں۔ حقیقت کا خیال انسان کی فطرت میں داخل ہے وہ پوچھتا ہوا آتا ہے اور پوچھتا ہی رہتا ہے۔ کہنے والے اس کی بابت کہہ گئے، سننے والے سن گئے لیکن بار بار اب بھی وہی سب کی زبان پر ہے، کتابیں لکھی گئیں پڑھنے والے نے پڑھ بھی لیا۔ لیکن ابھی تک زبان بند نہیں ہوتی پوچھنے گچھنے کا چکر اسی زور شور کے ساتھ چل رہا ہے۔ چاہے سب ختم ہو جائیں لیکن حقیقت کے متعلق سوال و جواب کا سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ ہم ہزار کوشش کریں کہ دل خاموش ہو جائے

لیکن اُسے قناعت نہیں آئے گی۔ حقیقت کو ملنے کی خواہش دل کی تہوں کے اندر کھٹکتی اور کھٹکھٹاتی رہتی ہے جو خاموش ہونے میں نہیں آتی۔ ہم ہزار چاہیں کہ اس کا گلا گھونٹ دیں۔ لیکن وہ مرتی نہیں اور بڑھتی ہی چلی جاتی ہے عجب کشمکش کی حالت ہے ؎

نہ ملتا ہے نہ ملنے کی ہوس جاتی کبھی دل سے
وہ کیا ہے پوچھیے چل کر کسی ذی فہم عاقل سے

اس سے یہ نتیجہ نہ نکالا جائے کہ پھر حقیقت کی طرف خیال فعل عبث اور بے سود ہے نہیں! نہیں!! ویدانت یعنی گیان کا مارگ سمجھنے کا طریق ہے وہ راز و نیاز کا مضمون نہیں بلکہ وہ نسبتی ذات سے اونچے لے جانے اور الوہیت کا مضمون ہے۔

حقیقت کے سمجھنے کے لئے مثال چاہئے؟
مثال بھی کیسی جو عام فہم اور روزانہ تجربہ کا معاملہ ہو۔ بہت اچھا سنو۔

تم جاگتے ہو اور سونے وقت خواب دیکھتے ہو خواب اور بیداری دونوں ضدیں ہیں۔ جب جاگتے ہو خواب نہیں .... اور جب خواب ہے بیداری نہیں ایک دوسرے سے نسبت ہے آگے چلئے۔ یہاں نسبتیں نام کو نہیں ہیں، جاگرت اور خواب کے چراغ گل اور پگڑی غائب کی مانند معدوم، وہ سوشپتی کی حالت ہے وہاں کون ہے نہ خدا ہے نہ شیطان ہے۔ نہ کال ہے نہ مایا ہے۔ نہ من ہے نہ کایا ہے نہ وہم ہے نہ دایا ہے یہ طبقہ نسبتی طبقات سے بہت اونچا ہے۔ جہاں نسبتی تعلقات، نسبتی خیالات اور نسبتی توہمات کا نام و نشان تک کا پتہ نہیں ملتا اور وہاں پتہ ملے بھی کیسے، وہاں کسی بات کا عدم بھی نہیں ہے سوچو اور سوچو کیا تھا اور کیا ہو گیا! لیکن سوچے کون؟ سوچنے والے دل کا تو لاکھوں کوس پتہ نہیں چلتا۔ وہاں کیا ہے۔ نہ جڑ (انترکرن) نہ چیتن (حقیقت کا عکس یا عکسی میں یا جیو) اگر ہے تو بتاؤ لیکن ان میں سے وہاں کوئی بھی نہیں ہے، جڑ چیتن کے ملاپ کے سلسلے میں ہی گفتگو کا امکان ہے بتاؤ گے بھی تو کیا بتاؤ گے، بتانا نہ صرف دشوار ہے بلکہ غیر ممکن ہے۔

بیداری گئی، خواب گیا۔ اب کیا ہے؟ کون کہے اور کون سنے کہنے والا نہیں پھر کیا راز کیا نیاز۔ اب تضاد کا پردہ اٹھا۔ شروتی یہاں کہتا ہے اگر کوئی ہوگا بھی تو ایک ہوگا اور وہ سکھ اور آنند ہوگا اسے تو ایک ہی اور وہ ہستی مطلق، نور مطلق اور سرور مطلق ہے جیسے کہ سوشپتی سے جاگنے پر پتہ لگتا ہے لیکن اُس وقت اس بات کا علم مطلق نہیں ہوتا یہاں اُن کی ہستی تک کا نام و نشان نہیں ہے،

سوشپتی کی خبر اُس وقت پڑتی ہے جب ہم تم اور سب جاگتے ہیں۔ دل میں اثر باقی رہتا ہے اور وہ شہادت دیتا ہے یا تصدیق کرتا ہے۔

"اہا! کیسے سوئے کہ سکھ ہی سکھ تھا، دکھ کا نام و نشان نہ تھا، طرح سے بے خبری تھی۔ اس تصدیق یا شہادت سے دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں ایک سکھ اور دوسری بے خبری، بے خبری کی وجہ یہ ہے کہ اُس میں اہم (چیتن، عکسی میں ہوں۔ حقیقت کا عکس) اور اہم نیا (انترکرن) اپنے اثباتی اور نفی پہلو چھوڑ کر ایکتو کی حالت (حقیقت) میں قائم ہو جاتے ہیں۔

ویدانت اس میں محض بے خبری کی کیفیت بھی نہیں کہتا، اگر یہ حالت محض بے خبری کی ہوتی تو کوئی بھی بیدار ہونے پر یہ نہ کہتا۔

"مجھے آنند پراپت ہوا" یہ شہادت اپنی داد یا اقرار ہے اس اقرار کے صحیح تسلیم کرنے سے کیسے انکار ہو سکتا ہے حالت سوشپتی میں حقیقت (ست) کے متعلق شک لانا ہی ناممکن ہے جیسا کہ کسی شخص کا خود اپنے کندھوں پر کھڑا ہونا، اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ سوشپتی میں حس کے نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی منظر (جاگرت اور سپن کے نقش و نگار) نہیں ہوتا تو ست ناظر کہلانے کا کوئی حق نہیں رکھتا، لیکن ناظر (ست) کے سدا موجود اور

برقرار ہونے میں کیونکر شک لایا جا سکتا ہے —

" حالت سوشپتی میں جب آدمی جاتا ہے اُس کی ایسی مثال ہوتی ہے جیسا کوئی خالی جنگل میں تنہا جاتا ہے، اور یہ تصدیق کرتا ہے کہ میں ایسے مکان میں گیا کہ جہاں کچھ موجود نہ تھا تو اِس تصدیق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اگرچہ اِس جنگل میں کچھ نہ تھا تو بھی قائل آس مکان میں تھا ورنہ صداقت سلب تمام کی کون کرتا۔ اِس طرح سوشپتی میں جو تمام کا سلب ہوتا ہے اور اُس کی تصدیق ہوتی ہے ظاہر ہے علیم وہاں تھا ورنہ فقدانیت تمام کی تصدیق کون کرتا" اِس کے ساتھ ہی سننے والا کہتا ہے

"مجھے کچھ علم نہ تھا" یہ انکار ہے لیکن ان الفاظ کے پردے میں لاعلمی کا پتہ ملتا ہے اور پتہ ملنے کو ہی گیان کہتے ہیں اِس سے صاف ظاہر ہے کہ سوشپتی نہ محض بالکل جڑ ہے اور نہ محض چیتن کیفیت ہے بلکہ دونوں کی ملی جلی حالت ہے۔ ویدانت اُسے سم بھاؤ کہتا ہے اور سم ہر طرح (جڑ چیتن) کے انتہائی مراتب کے مل رہنے والا ہونے اور ایکتو پر قائم ہو رہنے کو کہتے ہیں جب یہ دونوں (جڑ چیتن) اصلیت میں مل ہو کر ایکتو پر قائم ہو جاتے ہیں تب کیا ہے۔ حقیقت ہی حقیقت! حقیقت ہی حقیقت!! جسم اور دل کا تماشہ ذات کے سہارے پر ہے، اظہار کی حالت میں حقیقت کی خبر کہ محض حقیقت ہی حقیقت ہے یا "میں ہوں" کی خبر رہتی ہے، ورنہ اصلیت میں کیسی خبر اور کیسی بے خبری' یہ راز ہے،

یہ محض ایک مثال ہے اور حقیقت کو سوچنے سمجھنے کے لئے کافی ہے اہل حقیقت نے اِس مثال کو دیدارِ حق کا بہترین ذریعہ مانا ہے۔ وہاں سوشپتی میں دوئی کی ہستی نہیں رہتی ہے ہر شخص ذرا غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے اِس حالت میں دل جسم اور جسم کے جملہ اعضا اور حواس کی معدومیت ہوتی اور دنیا کا کوئی سامان بھی ساتھ نہیں رہتا۔ جہاں دو (جڑ چیتن یا اہم یا اہم پنا) انتہائی منازل ملتے ہیں اور سم حالت پیدا ہوتی ہے جو نہ محض جڑ ہے اور نہ محض چیتن ہے کیا یہ جھوٹ ہے؟ سوچو تب بات سمجھ میں آئے۔ آخر کون رہتا ہے ایک سم بھاؤ رہتا ہے نادانوں کو کون سمجھائے۔ یہ اِس حالت سے روز گذرتے اور گذرتے رہتے ہیں لیکن عقل و تمیز کے پیچھے ڈنڈے لئے پھرتے ہیں آخر اِس سہل سی بات کو کیوں نہیں سمجھتے۔ اِس حالت پر غور کرنا سیکھو۔ تب حقیقت یا ذات کا راز سمجھ میں آ جائے گا۔

اِس میں دلیل اور حجت سند حوالہ ہر لئے مشورہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ بات سچی اور صاف ہے لگاؤ لپیٹ کا نام و نشان نہیں۔ اِس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ اور کچھ نہیں ہے۔ کثرت کے ساتھ خارج بینی، خارج پسندی اور باہر مکھی تا ہے،

باہر مکھی جاگرت اوستھا میں کثرت ہے یہ مشغول دکھ کی حالت ہے اَنتر مکھی سپن اوستھا ہے دوند ہے دوئیا ہے یہ سو کشم دکھ سکھ کی حالت ہے ان دونوں کے پرے اندر کے اندر آتی انتر مکھی سوشپتی اوستھا میں وحدت یا ایک پنا ہے جس میں نہ دکھ ہے نہ سکھ ہے لیکن ایک ایسی کیفیت ہے جو سکھ سے زیادہ سکھ ہے اِس حالت میں جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ دل، جسم، جسم کے اعضا اور حواس کی معدومیت ہوتی ہے۔ اور دنیا کا کوئی ساز و سامان بھی ساتھ نہیں رہتا۔ یہاں سکھ ہی سکھ، قرار ہی قرار اور سکون ہی سکون ہے اور وہ نہایت دل خوش کن حالت ہے اِس حالت سے نکلنے پر ہم سب لوگ کہنے کے عادی ہوتے ہیں آہا! کیسی سکھ کی حالت تھی اگر سکھ کی حالت نہ ہوتی تو کوئی ایسا نہ کہتا یہ سکھ کی حالت تمہاری اپنی ذات اور روپ اور اپنی ذاتیت رُوپتا اور اصلیت کی حالت ہے وہ کسی دل جسم، جسم کے جملہ اعضا اور دنیاوی ساز و سامان کی محتاج نہیں ہے کیونکہ وہاں سکھ کے سوا اور کوئی شے نہیں ہے اِس حالت میں اہم اور اہم پنا درشٹا اور درشیا ایسے ایک ہو جاتے ہیں

کہ پھر اُن کا اِس حالت میں پتہ نہیں لگتا یعنی چیتن (حقیقت
کا عکس یا اہم یا جیو یا میں ہوں) جڑ (انتہ کرن) دونوں کے
اصلیت میں لے ہو جانے کی وجہ سے نہیں ہوں، (ہوش
انجمان) معدوم ہو جاتا ہے اِس حالت میں نہ اپنے آپ کی
خبر رہتی ہے نہ کسی اور شے کی۔ اظہار (جڑ چیتن کے ملاپ)
کی حالت میں ہی اپنے آپ کی خبر (میں ہوں) یا کسی اور شے
کی خبر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس حالت میں ترپتی یعنی
عالم علم معلوم کے نہ ہونے کی وجہ سے اس اتی سکھ کا
بھی اس وقت علم نہیں ہوتا اور کیوں ہو! اور جب عالم
علم معلوم ہوں تب ہی تو علم یا گیان ہوگا۔ لیکن اُن
کی ہستی کا نام و نشان نہیں ہے اصلیت میں کیسی خبر
اور کیسی بے خبری۔

وحدت کے طبقہ میں تو خوشی اور خوشی کا احساس
رہتا ہے لیکن جب وحدت کے خیال میں وحدت کا خیال
تک نہیں رہتا تو وہاں خوشی کا خیال بھی نہیں رہتا وہاں
درشٹا اور درشیہ (اہم اور اہم پنا) کا خیال کافور اور
معدوم ہو جاتا ہے یہی ویدانت کا معراج تھا ہے یہ راز
معلوم ہو جائے تو پھر دکھ سکھ دونوں کا خاتمہ ہو جاتا
ہے۔

اصلیت کو سمجھنے کے لئے باہر نکلنا اور اندر گھسنا
کے راز کو بخوبی جاننا چاہئے جو باہر ہے وہی اندر ہے یہ
وہ پہلو ہیں اصلیت سمجھنے جاننے کے لئے دونوں پر حاوی
ہونے کی ضرورت ہے حقیقت نہ باہر ہے نہ اندر ہے
اور اگر ہے تو دونوں میں ہے۔ باہر جڑ جگت ہے اندر
چیتن جگت ہے لیکن دونوں ہی پرپنچ ہیں اور یہ روپ
یا ذات کے سہارے ہیں جو انسان بالکل اندر مکھ ہے
وہ بھی باہر مکھی ہے اصلیت سے ناواقف ہے مطلب
محض یہ ہے کہ جڑ چیتن دونوں کی سمجھ آجائے اور اچھی طرح
دل نشین ہو جائے ذات ان دونوں کے پرے ہے جس
میں نہ جڑ ہے نہ چیتن ہے وہاں ان دونوں کا خیال تک
نہیں رہتا۔ جیسے سورج میں نہ رات ہے نہ دن ہے اور
وہ خود نسبتی حالتوں کی قید سے آزاد ہے بہ قید ہم خود
سورج سے الگ ہو کر اس کی روشنی کی کمی بیشی کے فرضی
خیال سے قائم کرتے ہیں۔ اس طرح ہم غلطی یا بھرم سے اپنے
آپ کو ذات مطلق سے الگ مان کر اس سنسار کا نظارہ
دیکھتے ہیں جس طرح سورج میں چلے جانے سے دن رات
کے دوند سے نجات مل جاتی ہے اسی طرح ذات کے وصال
اور اتصال سے اس پرپنچ کا خیال خود بخود دور ہو جاتا ہے

ویدانت اس سوشپتی کی مثال کے ذریعے اپنے
اشارہ اور ہدایت کی انگلی حقیقت اور اصلیت کی
جانب کرتا ہے جو اس کی مراد ہے۔ سم کی حالت ہی حقیقت
ہے یعنی جڑ چیتن کی قدرتی وحدت کا نام ہی حقیقت ہے
جہاں اس بات (جڑ چیتن) کا بھی خیال نہیں ہے اور
نہیں رہتا۔ جو مطلق ذات ہے روپ ہے ادھار ہے جو
سب میں ہے اور کسی میں بھی نہیں ہے جو سب میں ملی جلی
اور سب سے جدا ہے جو کہا جاتا ہے اور نہیں کہا جاتا
ہے جہاں کچھ کچھ خیال جاتا ہے اور نہیں جاتا۔ وہ کیا ہے
وہ جانے ہونے سے زیادہ جانا ہوا ہے وہ جانا نہیں جاتا
وہاں دل اور بانی کی رسائی نہیں ہے جس میں نہ حد ہے اور
نہ ہی بے حدی ہے۔ حد بےحد کا خیال تک نہیں ہے ہاں
وہ حقیقت ہے! حقیقت ہے!! حقیقت ہے!!!

جڑ چیتن دونوں نسبتی نگاہ سے کہے جاتے ہیں ایک
کا استعمال دوسرے کو لاکر موجود کر دیتا ہے ورنہ نہ کہیں جڑ
ہے نہ چیتن ہے دونوں خیالی، فرضی اور وہمی ہیں اس جڑ
چیتن کے وہمی پھندے میں پھنسنا اور بار بار اسی میں
اُلجھتے اور لٹکتے رہنا اور بھٹکتے رہنا فعل عبث اور بیہودہ
ہے کوئی شے دو نہیں ہے جو ہے وہ ایک ہے اسی ایک
کے اشتعال سے دو کا خیال ہوتا ہے ایک کو دل سے بھلا
دو تو یکتائی اور دوئی دونوں جاتی رہتی ہیں جو ہے وہ
محض ذات ہے اور کچھ نہیں۔

سمندر میں لاکھ لہریں اٹھتی ہیں اور مٹ جاتی ہیں
نہ یہ سمندر سے جدا ہیں اور نہ ہی سمندر ان سے الگ ہے
یہ اصلیت ہے اسی طرح حقیقت جڑ چیتن دونوں ہی ہے
اظہار کی صورت میں دونوں پہلوؤں پر نظر رہتی ہے اور یہ
دونوں ہی اس کے آدھار پر نظر آتے ہیں اور جب ان
سے بھی نظر اوجھل ہو جاتی ہے پھر نہ کہیں جڑ ہے اور نہ
چیتن ہے جو ہے سو ہے اس سے زیادہ زبان کھولنا بھول
بھرم میں پڑنا ہے یہی اصلیت ہے یہ سم بھاؤ یا حقیقت
سب میں موجود ہے اندریوں میں، جسم میں غرضیکہ ہر
جگہ ہے اس سے خالی کوئی حالت نہیں ہے اور وہ سب
کی ادھار اور ادھشٹان ہے اگر وہ نہ ہو تو پہاڑ پہاڑ نہ
اور پتی پتی کچھ بھی نہیں بن سکتا ہو کیونکہ اس کیفیت
(سم بھاؤ کا انبھو نروکلپ ا خیالات کے بالکل ٹھہر
جانے) پر حاصل ہوتا ہے وچار یوگ یا گیان یوگ کی
مشاقی سے بھی اس کا صاف صاف انکشاف یا انبھو ہوتا
ہے اور حاصل ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ ہم میں ہر
وقت موجود ہے ایک لمحہ بھی ہم سے الگ نہیں ہے اور نہ
ہی ہو سکتا ہے محض بھول بھرم کی وجہ سے اس کی جانب
توجہ نہیں جاتی یعنی یہ حقیقت سوشپتی، سپن اور جاگرت
سب میں محیط ہے بھرم ہو رہا ہے اس لئے پرتیت
نہیں ہوتی۔ جب بار بار وچار کرنے سے اس کا نشچے
درڑھ ہو جاتا ہے تو پھر وہ جاتی کہاں ہے ہر حالت میں
اس کا انوبھو ہوتا رہتا ہے،

جب تک انسان کو اس کا ذاتی انبھو یا تجربہ نہ ہوگا
تب تک اس کا سمجھنا اور سمجھانا ہی مشکل ہے یہ بالکل
انبھو کی بات ہے تاہم اسی قدر سہل اور آسان ہے
کہ نشچے کے درڑھ ہو جانے پر بالکل معمولی معلوم رہتی ہے
جو بیت گزری ہے یا گزرتی ہے وہ جانتا ہے جس پر نہیں
گزری یا نہیں گزرتی وہ نہیں جانتا لیکن یہ کہنا بھی غلط ہے
جو حالت کہ دائم حاصل ہے وہ معدوم کبھی نہیں ہوتی اور
جو معدوم ہے وہ حاصل بھی کبھی نہیں ہوتی۔ باطن بینی، باطن
پسندی اور ست سنگ کے ذریعہ آہستہ آہستہ نشیبی طبقات
سے اونچے چڑھنے کا موقعہ ملتا ہے جب عملاً اس سے
زیادہ تعلق ہو جاتا ہے تو حقیقت یا سم بھاؤ کا انبھو شروع
ہو جاتا ہے اور زندگی بدل جاتی ہے اور یہ حالت ہو جاتی
ہے کہ جاگرت سپن کے اندر اس کی پرتیتی بنی رہتی ہے،

اس سم بھاؤ یا حقیقت کے آدھار پر عالم مثلیث
کی جھلک نر لوکیاں ٹھہری ہوئی ہیں اور اپنا اپنا بیوہار کر رہی ہیں
ان کے ہونے یا نہ ہونے سے انھوں پر کوئی اثر
نہیں رہتا اس کے لئے جنم مرن بندھن پنیہ پاپ بالکل نہیں
رہتا۔ بچے کی نسبت سے بہت اونچا ہو جاتا ہے،
دوئی کے جھگڑے سے وہ آزاد ہو گیا اور ذات مطلق
میں جیتا جاگتا ہو انبھو ہو رہا۔

اس حقیقی سم بھاؤ یا ذات یا اصلیت کا انبھو
ترک اور ابھیاس سے جلدی ہو جاتا ہے، لنضیب تواب
بھی ہے بھرم و بدھا دل کے چنچل یا وبھرم کی وجہ سے اس
کا انبھو نہیں ہوتا ورنہ اس کا سمجھنا ذرا بھی مشکل نہیں ہے

جہاں تک عقل، حواس، حواس کے سامان اور دل
کی رسائی کا تعلق ہے پرے ہی پرے کا تصور بندھتا جاتا
ہے، عقل تھک کر جواب دینے لگتی ہے۔ نہ اپنی ذاتی دیہ
نہیں ہے یہ نہیں ہے وہ کیا کرے! پرے کا خیال ذرکنے
پر نہیں آتا اور اس وقت تک نہ رکے گا۔ جب تک انسان
اپنے روپ کو نہ جان لے گا۔ تم کسی صورت مربع مستطیل
یا دائرے کا خیال کرو۔ اس کے آگے کا خیال خود بخود آنے
لگا اس آگے یا پرے کے خیال سے کسی محدود شکل یا نام
والی صورت کے تصور کا امکان ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے
رشیوں نے کہا —— نیتی نیتی! نیتی!!! (یہ نہیں
ہے یہ نہیں ہے یہ نہیں ہے) —— غرضیکہ لاکھ
کوشش کرو اس سے بچاؤ کی صورت نہیں، تم کسی طرح
اسے روک نہیں سکتے اگر طاقت ہو تو روکنے کی کوشش کرو

خدا کا تصور باندھو۔ خیال کا پرندا اس کے پرے پہنچنے کے
لئے اپنے پر و بال کھول کر اڑنا شروع کر دے گا۔ اس سلسلہ
میں اس سے بہتر اور ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔ یہ ثبوت ہر
انسان کے دل میں ہے اس کو کسی کتاب کے نوشتہ میں
ڈھونڈھنے اور کسی دانشمند کی رائے سے منسوب کرنے کی
ضرورت نہیں ہے۔ یہ کسی سند یا حوالہ کسی دلیل یا یُکتی
کا محتاج نہیں ہے۔

ورے اور پرے اسی حقیقت کے ساتھ اس کے
سہارے ہے وہ نہ ہوتا تو نہ ورے ہوتا اور نہ پرے
ہوتا۔ جبتک انسان اپنے حقیقی روپ جہاں ورے
پرے کا خیال تک نہیں رہتا قائم نہ ہوگا۔ تب تک یہ
حالت رہے گی پر رہے گی اس سے بچاؤ کی کوئی صورت
نہیں ہے۔

سوشیلتی کی مثال حقیقت کو سمجھنے کی صریحی
یقینی اور ہی مثال ہے اسے خوب اچھی طرح ذہن
نشین کر لینا چاہئے۔ ایک دفعہ سمجھ میں نہ آئے دوبارہ سمجھنے
کی کوشش کرو تاکہ روحانیت کا یہ لطیف ترین مضمون
خوب اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اور پھر سحر کا مزہ
آئے۔ بعض اوقات ایک مرتبہ راز سمجھ میں نہیں آتا
اس لئے اسے یہ تکرار بار بار سمجھنے کی ضرورت لاحق ہوتی
ہے۔

سوشیلتی محض مثال تھی اور سوچنے سمجھنے کے
لئے کافی ہے اسی طرح ویدانت اپنا علم دے کر حقیقت
کی طرف لے جاتا ہے جیسے اگر حقیقت کہتے ہیں تو پھر
خود بخود غیر حقیقت کا سوال پیدا ہو جاوے گا ایسے
ہی اگر اسے ست چت آنند کہتے ہیں تو است اچیت
اناآنند کا سوال پیدا ہو جائے گا اس لئے اشارہ کو سمجھو
اور بس۔

اس مثال کو خوب ذہن نشین کر لو تو ابھی دم کے
دم میں اصلیت چٹکی بجاتے ہی سمجھ میں آجائے۔ نہ سمجھو
تو پھر قصور کس کا ہے؟ وہمی اور اگیانی کو ہر جگہ وہم اور
اگیان کا بھوت ستاتا رہتا ہے جیسے وہم نہیں اس کے
لئے نہ کہیں بھوت ہے نہ بھوت کا پوت، نہ بھوت کا
پوت کا پوت، جنہوں نے حقیقت کو پہچان رکھا ہے
وہ کیا سمجھیں گے۔ سنی سنائی باتوں پر نہ جاؤ، سچائی کو
سچائی کی نظر سے دیکھو۔

اس مثال کے اندر حقیقت کے راز کا وہ
پتہ مخفی ہے جسے جوگی، جتی، مہاتما، عقلاً تلاش کر رہے
ہیں اور جس کی ویدانت نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ
تشریح کرنے کی کوشش کی ہے۔

جب انسان کی چت ورتی ویراگ اور ابھیاس
کے ذریعے ہر طرح سروپ میں قائم ہو جاتی ہے تو پھر وہ
اٹل ہوتی ہے پہاڑ ہے تو ٹل جائے وہ اپنی جگہ سے ہلنے
والی نہیں ہوتی، پھر ایسے شخص کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے وہ
جیون مکت حالت ہے جس میں پھر آواگون یا جنم مرن
نہیں ہوتا اور بھی صاف الفاظ میں یوں سمجھو کہ خیال کی
تکمیل اور نرباں کے ہو جانے سے محدودیت اور غیر محدودیت
کا وہم جو بھرم بن کر ستایا کرتا تھا ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتا
ہے اس کا نام مکتی ہے محدودیت کی خیالی زنجیروں کی
کڑیوں کے شکست ہونے کا نام اصل مکتی ہے اس کے سوا
مکتی اور کچھ نہیں ہے، اصل اصل ہو گیا۔ دودھ کا دودھ
اور پانی کا پانی، اصل سے نقل کا وہم جاتا رہا۔

جس شخص نے عمل و شغل کرم اپاسنا کر لیا ہے
چاہے اس جنم میں چاہے پہلے جنم میں اور ان مرحلوں
سے گزر چکا ہے وہی شخص اصلیت کو انوبھو کرنے کی
قابلیت رکھتا ہے جس نے ابھی تک عمل و شغل کے مرحلے
طے نہیں کیے وہ اس حقیقت کا ساکشات نہ کر سکیں گے
کیونکہ حقیقت کے ساکشات کے لئے لازمی ہے کہ
انسان کا دل صاف اور شدھ ہو۔

شہنشاہ۔ بھگوان! آپ کا شکریہ! آپ نے کمال مہربانی

سے ویدانت جیسے مشکل اور فلسفے کے سب سے زیادہ اور زبردست فلسفہ کو کس طرح آسان سہل الفہم اور دلچسپ بنا کر دکھا دیا ہے جو دقیق باتیں اب تک سمجھ میں نہ آئی تھیں آپ نے نہایت سہل پیرایہ میں کھول کھول کر صاف واضح کر دی ہیں حقیقت میں سچے سادھوؤں کا وجود دنیا میں غنیمت ہے ــــ

سُکھ دیویں دُکھ کو ہریں دور کریں اپرادھ
کہیں کبیر وہ کب ملیں پرم سنیہی سادھ

سادھو یا سادھو سے مراد بھگوے منگوں سے نہیں ہے جو ویراگ ابھیاس کرے وہ سادھو ہے اور تم گرہستی رہ کر سادھو ہو سکتے ہو ـــ

پریم بھاؤ ایک چاہئے، بھیس انیک بنائے
چاہے گھر میں باس کر چاہے بن میں جائے
(کبیر صاحب)

جو کچھ اوپر کہا گیا ہے وہ محض تمہاری نگاہ کو اونچا کرنے کی نیت سے کہا گیا ہے ورنہ آتما میں بات چیت بھی نہیں ہو سکتی وصف کا قائم کرنا تو ایک طرف رہا۔ بات چیت محض بھرم ٹوٹنے کی غرض سے کہی گئی ہے۔ تاکہ تم من کے سنگھاسن سے ذرا اونچے اٹھو اور جب حالت آ جائے گی پھر کہنے سننے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی۔

شہنشاہ! واہ مہاراج آپ کی مہربانی سے گیان آنکھ کھل گئی اپنے اصلی روپ کو جان لیا اور گیان حاصل ہو گیا من مان گیا واہ جی واہ!! یہی سچے سادھوؤں کا وصف ہے۔ میں نے آپ کا لافانی کلام سن لیا ہے اب میں بے تعصب ہو کر اس پر غور کروں گا۔ اور جب میری برتی ہر طرح سے اٹل ہو جائے گی۔ یہاں ٹل جائے تو ٹل جائے وہ اپنے سروپ سے ہلنے والی نہیں ہوگی اور پھر جب محویت کی جانب بھی توجہ نہ رہے گی تو میں سمجھوں گا کہ میں نے منزلِ مراد ویدکے انت ویدانت کو حاصل کر لیا ہے ـــ آپ دھنیہ ہیں۔

سادھو شہنشاہ کو گیان امرت پلا کر ایک طرف چل دیئے شہنشاہ وہیں جنگل میں اپنے نج سروپ کے مسلسل احساس کے ذریعے آنند مئی استھتا کا امرت پیتا رہا جیسے جب تک شہد کی مکھی پھولوں سے باہر رہ کر ان کے اندر کے شہد کا مزا حاصل نہیں کرتی وہ ادھر اُدھر مختلف پھولوں کے اوپر ہی اوپر منڈلاتی اور بھنبھنایا کرتی ہے اور جب پھولوں کے اندر بیٹھ جاتی ہے تو عین خاموشی میں امرت چکھا کرتی ہے ایسے ہی شہنشاہ گیان درشٹی سے بیرونی عقائد مسائل وغیرہ کی کھٹ پٹ کو چھوڑ کر اپنے حقیقی سروپ کے احساس میں سدا مست اور مسرور رہنے لگا۔

کچھ عرصہ جنگل میں ابھیاس کر کے شہنشاہ نے اپنی راجدھانی میں پہنچ کر جملہ شاہی کاروبار اپنے ہاتھ میں لے لیا اور راجہ جنک کی مانند ترغیبات دنیا کے عین درمیان رہتے ہوئے باقی زندگی جیون مکت حالت میں بسر کی۔

کسی مہاتما نے سچ کہا ہے کہ آتم گیان سے ہی جیتے جی آتما کے مہان آنند کا سکھ بھوگ نصیب ہوتا ہے۔ جس کے بغیر زندگی بے معنی اور غم والم کی ایک لمبی داستان ہوتی ہے

جو ہیں اس زندگی کے ہیں وہی ہیں زندہ دل
جان ان کی زندگی روح رواں ہے زندگی
مردہ دل ہیں بے خبر اس زندگی کے راز سے
وہ سمجھتے ہیں فقط یہ جسم و جاں ہے زندگی
خاک جیتے مردہ دل ہیں مرت کہو زندہ انہیں
زندہ وہ ہیں جن کے دل پر حکمراں ہے زندگی
گذریں دن مردہ دلوں کے جسم و جاں کے فکر میں
اس لیے ہی ان کی ہے جسم و جاں سے زندگی
(اوم شانتی)

سی حرفی

از مہاتما رنجیت رام جی

الف) اپنے آپ دی سار ہوئی ست چت آنند سروپ ہاں میں
ہر رنگ وِچ ویکھ ہے رنگ میرا سب بُدھ اصل سروپ ہاں میں
مجل آپ تھیں بھُل سیاں جو بنیا چھڈ روپ نوں ہویا کروپ ہاں میں
رلدا رام دی مہر رنجیت راماں بھیا سدھ بُدھ سروپ بھلا ہیں

ب باجھ گیان دی روشنی دے ہو سے تم اگیان جو دور ناہیں
جدوں گیان اگیان نوں دور کیتا ملیا نور وِچ نال نور رہا ہیں
کوڑی دیہہ دی ہنگتا من بیٹھا ہو یا جیہڑے بہت قصور رہا ہیں
دیہا ناتھ دیال نوں رام رلدا کیتی داس رنجیت بھرپور رہا ہیں

ت ترک کیتا راہ دوئی والا اساں ایکتا دا راہ پایا ئے
پہنچے یار دے مقام مکان اُتے برقعہ دوئی دا ویں اُٹھا پایا ئے
صورت اپنے آپ دی نظر آئی بھرم نیر دا خوب چھکایا ئے
آد مدھ تے انت رنجیت راماں نظر اپنا آپ ہی آیا ئے

ث ثابتی دے نال جیرن پکڑے گوراں اک ہی اک بتایا ئے
بھرم دوئی دا سی جھیڑا اسیے جھکا دلدور رام نے خوب ہٹایا ئے
ایسے بھرم دے واسطے بھال تھکے اڈ رک لوڑ پڑے یار نوں پایا ئے
لکھ وار قربان رنجیت راماں جنہاں اپنا آپ دکھایا ئے

ج جند جہان دی ہیں آپے وِچ سب جہان دے وِیکھدا ہاں
کتنے ست گوراں دی ویہہ دھار بیٹھا بھید اپنا آپ وِسا ہاں
کتنے گمہور اگیان دے وِچ پھاتے تیر گیان دا کسنا ہاں
تانی شرع دی پیاہی رنجیت راماں کتے دور دور اُڈ رانا ہاں

ح حوصلے ہوا سب دور کیتے بھید سخن اقرب الا پایا ئے
سر وِچ بسے مکان سی یار والا پایا یار جد آپ گوایا ئے
کھنڈ ایکتا کھیڈی دے پکھ والا وِچوں اپنا آپ وِکھایا ئے
ہو دے آپ ہی آپ رنجیت راماں مرشد فقر دا بھید بتایا ئے

خ خاص تے عام سب روپ تیرا اُٹھ آپ توں جیو کہاوناں ہیں
نہیں بھالدا بھالنے ہار تائیں تیری جاننا توں اڈھ دھا ونا ہیں
آپے بھرم دے جال نوں بنا بیٹھوں آپے اپنا آپ پھنساونا ہیں
نہیں دوسرا کوئی رنجیت راماں لیندے بھالنے تے چت لاونا ہیں

د دوئی دے دکھ تھیں تنگ ہو کے سرنی ست گوراں دی جدوں دھیان کیتا
نسیا سدھ تھیں سدھ سروپ ہو کے اُہو جہیم ست گور مہربان کیتا
ستنگال بوریاں دے باجھ صدق ناہیں بھاویں تیر تھیں لکھ اشنان کیتا
بتاں مہر رنجیت دے صبر ناہیں جانن سوئی جنہاں امتحان کیتا

ذ ذات صفات نہ رہی ساڈی جام عشق دے نے مخمور کیتا
کرم دھرم دے بھرم نوں چھڈ بیٹھے تن لاج ستنی اساں دور کیتا
پردہ دوئی اگیان دا پاڑ بیٹھے باطن اپنے نوں نور و نور کیتا
ہوئی اپنی سار رنجیت راماں جیو ایش دے بھرم نوں چور کیتا

ر رنج تے راحتاں بھُل گیاں برقعہ دوئی دا پالا اُٹھا یا ئے
لوک جنگلاں دے وِچ بھال تھکے اساں اندروں یار نوں پایا ئے
ہن آپ ہی یار سر دے ہوئے بھید یار والا جدوں پایا ئے
کیتی گھال نہ جال رنجیت راماں ست گور سُگھڑ راہ بتایا ئے

ز　زہر پیالڑا عشق والا عاشق ہس ہس کے پیوندے نے
پہلے اپنا آپ فناہ کر کے محبوب نال آنندے جیوندے نے
سدا ذات حیات ہے عاشقاں دی کوچے یار دی طرف جو جیوندے نے
لہندے خوف امید رنجیت راماں جہڑے زہر پیالڑے پیوندے نے

س　سمجھیا غور دے نال یار وَیں ہی کاف تے نون پکاریا سی
رچنے جگت دی سی جدوں ہوئی اچھیا ایک ہنگ بہو شام چتاریا سی
لیکھے ملن ہنکار نوں جیو بنیا لنشٹ اپنا آپ ہیں ماریا سی
ہویا بھرم دا ناس رنجیت راماں جدوں اپنا آپ وچاریا سی

ش　شہر فقیری دے وچ ڈیرا یار دے نال آنند دے لائیے
اساں دُوئی دوا تیا دُور کیتی سچے ست گوراں راہ بتایا ہے
ہن ایکتا دے وچ لین ہوئے بھید ایکتا دا جدوں پایا ہے
مست پاک دیدار رنجیت راماں سوہنے یار نے مکھ دکھایا ہے

ص　صبر سنتوکھ آرام آوے سرنی عارفاں دی جدوں جائیے جی
ترک سرگ سارے پُن پاپ آدک دلوں بھرم نشٹ بھلوا ٹھائیے جی
برن آشرم تے تنے لاج تائیں تختی ڈھئے نوں خوب مٹائیے جی
ایسے رنگ ہیں ہو رنجیت راماں تدوں ہنگ برہم کہائیے جی

ض　ضائع گئی کل عمر تیری دِلو اپنا آپ بھُلایا رہا
تیری ذات ہی ذات خدائی دی اے لوں دوئی دا بھرم گنوایا رہا
تینے کال تو رنگ جل رُوپ ہویا وچوں نام تے رُوپ اُٹھایا رہا
مست آپ ہیں آپ رنجیت راماں وِچ ذات صفات وکھایا رہا

ط　طور محبوب دا نظر آیا مکھ وہندیاں سار بحال ہوئے
سندر رُوپ انوپ دی کرگ ڈٹھی سروں دکھاں دے دور جنجال ہوئے
رہی مذہب نہ دین دی جا کوئی سبھے بھرم دے بھوت پامال ہوئے
نٹھا روگ تے سوگ رنجیت راماں جدوں مہر سیتی گورو دیال ہوئے

ظ - ظاہرا ذات خدائیدی ہے وچہ جنگلاں دے کیوں بھالنا ہیں
اُلٹ اپنا آپ پچھان کھاں توں کہیوں دُکھ قفس سہجالنا ہیں
وچ مکے مدینے دے رب ناہیں اینویں پیا ٹیڑیاں گھالن گھالنا ہیں
اپنی گھبل اسچرج رنجیت راماں ناہیں اپنا آپ سمجھالنا ہیں

ع　عشق سلطان مقام کیتا ڈیرا ہوش دا چا اُٹھایا سو
ذات مذہب دے بھیکھ تن مفسداں نوں جلاوطن دا حکم سنایا سو
باطن غیر آلود نفس صاف کر کے حکم اپنا خوب چلایا سو
صدقے عشق دے جاں رنجیت راماں ساہنوں یار پرتکھ دکھایا سو

غ　غیر تے خویش دی جا ناہیں جدہر دیکھیا نور محبوب دا جی
ناسوت جبروت ملکوت اندر ذکر شور لاہوت مطلوب دا جی
آفتاب مہتاب زمین تارے ہر شے ظہور محبوب دا جی
حرف دوئی دا دور رنجیت راماں پایا شان ہیں یار مرغوب دا جی

م　مست الست دے ہو بیٹھے بناں شوق پریم دے کار ناہیں
غرق وچ دریا عرفان ہوئے رہی دو جہان دی سار ناہیں
لنگھا چاہ بہشت بیکنٹھ والا جدوں سہی کیتا سچے یار ناہیں
ہو رکھا آپ توں بھُل رنجیت راماں بھالن جنگلاں وچ بازار ناہیں

ن　نفس مار بہ علم والا جاہل مفت دے وچ دسنجا بیٹھے
قاضی شرع شریف دے کرن مسئلے پنڈت دھرم دا چا وناچا بیٹھے
حرف عین دا کسے نہ سہی کیتا وقت نفس دے وچ گنوا بیٹھے
پایا اپنا آپ رنجیت راماں رلد رام دی سرن جو آ بیٹھے

و　واسطے پائیکے سنگوراں دے آکھاں مجھ دا دیکھ احوال ست گورو
دُکھ سول فراق ملول کیتا ساعت گزر دی سال جتال ست گورو
دسو اپنا آپ سروپ میں نوں ہوواں دیکھ نہال نہال ست گورو
دیکھ شُدھ سروپ خوشحال ہویا کیتی مہر رنجیت دے حال ست گورو

ہ ہوش میری فراموش ہوئی جد دل عشق نے جوش خروش کیتا
پرت پال ستگور میرے دیال ہوئے پیر مست شراب نوش کیتا
گورو اپنے آپ دی شکل دسی مست حال بیحال بیہوش کیتا
ڈٹھا اپنا آپ رنجیت داماں دُنیا دین تائیں فراموش کیتا

لا لکھ ہزار کروڑ برساں بھاویں جنگلاں وچ گزار دیئے
ونڈے رات وچ نیندی دھیان کرکے گھر بار تمام وسار دیئے
لیکے گوڈری جگت نوں دے دھوکا گورو ہو جہاں نوں تار دیئے
باجھ مہر رنجیت نہ ملے رستہ بھاویں لکھ سنے آپ نوں مار دیئے

لو آپ آ مند سروپ ہوئے جلوہ نور محبوب دا نظر آیا
نخرے بھالدے بھالدے یار تائیں اوڑک بھالنہاراں نوں یار پایا
اندر باہر ہر رنگ ہر طرف اندر ذرہ لامکان نے خوب لایا
ہوئی مہر رنجیت دی سمجھ آئی جنہاں نال محبوب دے پیار پایا

ی

یار محبوب دا بھید پایا جنہاں ست گوراں دا دوار ملیا اے
اوسے راہ بلوچ فناہ ہوئے مرشد داہ جنہاں حکم کھیلیا اے
سئی مین رضا محبوب والی سر تے بنی تو خوشی بخیر جھلیا اے
صدقوں مہر رنجیت بخشیں پاپ بیڑا ایتھا سدھ سروپ دا ہلیا اے

ختم

یوگ سوتر

از — شری سکھی چند جی
دھیر بیرسٹر

گورو بندنا

پرنام ہو بنگالی بابا تجھ کو صد پرنام ہو۔ پرنام ہو
صد آفریں اُس مکاں کے جہاں تم پیدا ہوئے
صد آفریں اُس گرام کے شہر کے اور دیش کے
چھ درشنوں کو درشایا تو نے ایک ہی زینے کے قدم
گوتم۔ کناد جیمنی کو۔ سانکھیہ کپل اور پاتنجل منی
شنکر نے چھوڑا جس کام کو تھا تو نے مکمل کر دیا
سادھن برہم گیان کا ہے یوگ ادھیاتم کرم بس
پرنام ہو پرنام بابا تجھے میرا صد۔ پرنام ہو
خام ہے یہ دنیا ساری در کمال اتیت دانا گتم
انجان ہوں اپنگیہ ہوں لا علم سادھن ہین ہوں

صد آفریں اُس جا کے بابا جہاں تیرا قیام ہو
صد آفریں اُس کُل کے جس کا کہ تم نام ہو
بھارت کے سپوت ہو۔ کُل عالم میں تیرا نام ہو
انو کو وستو تتو میں ملانا بس تیرا ہی اک کام ہو
مطلوب تھا لیجانا جہاں "ویاس" کا اوج دوام ہو
"ویاس" کے اُپدیش کا، شُدھ اس کا پرنام ہو
سماودھان کر دیا خواہ بھکتی۔ گیان نشکام ہو
عاجز ہوں جاہل ہوں خواہاں کر تشنہ کا میرا خام ہو
ایسا سبق سکھلایا تو نے دھنیہ ہو۔ پرنام ہو
چندیں کلمہ صدائے دل گفتہ در قدم تو مقام ہو

دھیر

سانکھ اور یوگ ودیا کے بارے میں شریمد بھاگوت کا اُپدیش ॥ اسکندھ ۲۰ ادھیائے

यावत
सांख्येन सर्व भावानां प्रति लोमान लोमतः । भवाप्ययावनुध्यायेन्मनो
प्रसीदति ॥ २१ ॥ निर्विण्णस्य विरक्तस्य पुरुषस्योक्त वेदिनः । मनस्त्यजति
दौरात्म्यं चिन्ति तस्यानु चिन्तया ॥ २३ ॥ यमादिभिर्योगपथैरान्वीक्षिकया
च विद्या । ममार्चोपासनाभिर्वा नान्यैर्योग्यं स्मरेन्मनः ॥ २४ ॥

ترجمہ:۔ سانکھ شاستر میں پرکرتی سے لے کر شریر پریت سرشٹی کا جو کرم بتلایا گیا ہے اُس کے انوسار سرشٹی چنتن کرنا چاہئے اور جس کرم سے شریر آدی کا پرکرتی میں لے بتلایا گیا ہے اُس پرکار لے چنتن کرنا چاہئے۔ یہ کرم تب تک جاری رکھنا چاہئے جب تک من شانت۔ سستھر نہ ہو جائے۔ شلوک ۲۲۔

جو پرش سنسار سے ورکت ہو گیا ہے اور جسے سنسار کے پدارتھوں میں دکھ بدھی ہو گئی ہے وہ اپنے گورو جنوں کے اُپدیش کو

(نوٹ) کھٹ درشن یہ (۱) جیمنی میمانسا دھرم سوتر (۲) گوتم۔ نیائے درشن کے رشی کناد۔ وشیشک درشن کے (۴) کپل ... سانکھ شاستر کے

بھلی بھانتی سمجھ کر بار بار اپنے سروپ کے چنتن میں محو رہتا ہے۔ اس ابھیاس سے جلد ہی اُس کا من اپنی وہ چنچلتا جو انا تما شریر آدی میں آتم بُدھی کرنے سے ہوئی ہے چھوڑ دیتا ہے شلوک ۲۳۔

یم، نیم، آسن، پرانایام، پرتیاہار، دھارنا، دھیان، سمادھی وغیرہ یوگ مارگوں (سادھنوں) سے وسنوتو کا نرنش پرکیشن کرنے والی آتم ودیا سے اور میری پرتما مورتی) کی اپاسنا سے ۔ یعنی کرم یوگ، گیان یوگ اور بھگتی یوگ یعنی (سمگر کرم، بدھ کرما بدھی ادھیاتم کرم دوارا) من پرماتما کا چنتن کرنے لگتا ہے اور کوئی اپائے نہیں ہے شلوک ۲۴/

سوچنا:- یوگ درشن کے ویاس بھاشیہ کا اردو ترجمہ شری بنگالی بابا کے ہندی اور انگریزی انوباد کا سہارا لے کر کیا جاتا ہے مزید یہ بھی سوچیت رہے کہ یہ ترجمہ ان کی کرپا سے اُن سے صحیح اور تصدیق بھی کرایا گیا تھا، شری بنگالی بابا ایک اُونچ کوٹی کے انوبھوی عملی یوگی ہیں جنہوں نے اپنے ابھیاس انوبھو دوارا اس بھاشیہ کے دقیق مسئلوں کو حل کر کے عوام الناس کے لابھ کے لئے ٹیکا کی ہے۔

۱- ترتیب میں پہلے یوگ سوتر لکھے گئے ہیں اور ان کا ہندی ترجمہ نیچے عین وہی دیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد میں ویاس بھاشیہ کا ترجمہ بموجب ٹیکا ہندی بنگالی بابا دیا گیا ہے۔ ویاس بھاشیہ کا ترجمہ کسی بریکٹ کے اندر نہیں ہوگا۔

۲- شری بنگالی بابا نے ویاس بھاشیہ کے الفاظ یا جملوں پر اپنی رائے زنی یا تبصرہ کیا ہے وہ بریکٹ کے اندر دیا گیا ہے جس کے شروع میں صرف B.B لکھ دئے گئے ہیں جس کا مطلب "بنگالی بابا" کا نوٹ ہے۔

۳- جہاں کہیں مزید تشریح الگ بریکٹ کے اندر درج کی گئی ہے وہ مترجم اردو کی جانب سے ادم کے پریمیوں کے ذہن نشین کرنے کی غرض سے اضافہ کی گئی ہے۔ اس میں جو بھی نقشہ جات چتر اور جا بجا اختصار سوتر یا مفہوم سوتر بیان کردہ دئے گئے ہیں وہ اضافی تصور کی جائے۔ محض مضمون کو آسان بنانے کی خاطر الیا گیا ہے کیونکہ موجودہ زمانے کے تعلیم یافتہ لوگ اس مضمون کو نہایت ہی خشک اور ناقابل گرفت عقل تصور کرتے ہیں۔ اس اضافی تشریح میں مترجم نے کئی مہان پرشوں اور ودوانوں کے لیکھوں کا سہارا لیا ہے۔

۴- کہیں کہیں ہندی الفاظ کی ترجمانی علیحدہ کر دی گئی ہے۔ تاکہ اصلی یوگ سوتر کے بھاشیہ اور ہندی ٹیکا کا مطالعہ کرنے میں سہولیت بہم پہنچ سکے۔ ہندی کے مشکل الفاظ اور جملوں کو خطوں (لکیروں) سے نمودار کر دیا گیا ہے۔

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

پہلا ادھیائے سمادھی پاد

अथ योगानुशासनम् ॥ १ ॥

ترجمہ:- اب یہ یوگ کا انتم اُپدیش ہے۔ سوتر (۱)

"अथ" اب، شبد کا استعمال (اس سوتر کے شروع میں) کیا گیا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ یوگ ودیا کا لابھ اس موقع پر اٹھایا جائے۔ क

B.B فٹ نوٹ (اتھ) یہاں یہ سمجھنا چاہئے کہ یوگ شبد یا یہ کرم کے آغاز سے کر سمادھی پریگ کے خاتمہ تک تمام کرم بھومی کو مطلع کرتا ہے۔ بھوگ کی تکمیل کی خاطر یوگ سوتر کے پہلے کا گرنتھ دھرم سوتر ہے۔ لہٰذا اس سوتر میں "اتھ" اب، شبد کا استعمال ادھیاتم کرم کا آشرا لینے کی یوگیتا دکھلانے کی غرض سے ہی ہوا ہے۔ دوسرے الفاظ میں (یہ کہہ سکتے ہیں) کہ دھرم سوتر وہت فرائض کی تکمیل یعنی بھوگ کی تکمیل ہی چیت کو مکتی (نجات) کی غرض سے سمادھی کی طرف جانے کے قابل بناتی ہے۔

"یوگ کے انتم ادیش" (ان الفاظ) کا یہ مطلب ہے کہ یوگ ودیا کا پہلا حصہ (پرتھم انش) حاصل کیا جا چکا ہے B.B فٹ نوٹ ۲۶۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بھگوان پاتنجل یوگ کے کرتا نہیں ہیں۔ ایسے سرشٹی کرتا نے بتایا ہے۔ پاتنجل بھگوان نے اسے محض کرم بدھ بدھی یعنی سپشٹ کیا ہے۔ ؟ یوگ (کا آخری نتیجہ) سمادھی ہے۔ یہ چت کا وہ دھرم ہے جو اس کی تمام بھومیوں (صورتوں) میں سمایا ہوا ہے (آتا ہے) B.B فٹ نوٹ (۱) یہ یوگ کے بادشاہی وصف کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ دھرم چت کی تمام بھومیوں میں داخل ہونے کی طاقت رکھتا ہے جیسے راجہ اپنی ریاست میں تمام جگہ جا سکتا ہے لیکن عام آدمی بادشاہ کے محل میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سے ایکاگر چت نیچے کی سب منزلوں میں گھوم سکتا ہے ؟

(۱) کھشپت چنچل (۲) موڑھ (بیہوش) (۳) بکھشپت (ڈانواں ڈول) (۴) ایکاگر۔ اور (۵) نرودھ۔ یہ پانچ چت کی بھومیاں ہیں۔ B.B فٹ نوٹ (۲) گہری نیند یعنی موڑھ چھاؤ وغیرہ میں چت کی حالت دوسری بھومی ہے جہاں گیان کا ابھاؤ ہوتا ہے۔ (۳) کسی خاص دلیل میں مشغول چت کو بکھشپت کہا جاتا ہے۔ یہ کامیابی اور ناکامیابی کے دونشانوں میں ڈانواں ڈول رہتا ہے اور کام کرتا ہے جیسے حساب دان اور سائنسدان وغیرہ کا چت ایکاگر نہیں ہوتا۔ ایسے چت کو بکھشپت کہتے ہیں۔ اس بکھشپت چت میں ... چت کی برتی اگن (وستھا) ایک خاص دلیل میں مشغول ہونے کے کارن یوگ کے زمرے میں نہیں آتی۔ بلکہ ایکاگر چت میں چت کی برتی سمادھی (سنبیہ تتو) کو پرکاشت کرتی ہے B.B فٹ نوٹ ۲۶ اس سے یہ مطلب ہے کہ پہلی دو بھومیاں تیسری بھومی کے اندر ہیں کلیشوں کو مارتی ہے۔ کرم بندھن کو ڈھیلا کرتی ہے اور نرودھ کو پیدا کرنے والی ہے اسی کو ہم سم پرگیات (نرودھ موکھی برتی کے ہمراہ) سمادھی کہا جاتا ہے۔ مزید برآں ترک (فرضی۔ مان لینا) وچار (دلیل) آنند اور اسمتا (شدھ میں پن) کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔ ان سب کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔ لیکن اسم پرگیات (نرودھ موکھی برتی کے پار) سمادھی سب برتیوں کے خاتمہ (نرودھ) ہونے پر آتی ہے۔

خط دار مشکل الفاظ کا مفہوم :-

(۱) یوگ ودیا کا لابھ :- یہ یوگ کی سائنس کا مدعا ہے

(۲) یوگ سوتر کے پہلے گرنتھ دھرم سوتر یعنی کرم مارگ میں دھرم سوتر یوروحیمانسا (جیمنی مہرشی کا تصنیف کردہ) کی تکمیل کرنی پہلے لازمی ہے تب ہی تو یوگ سوتر کے اپدیش کا ادھیکار پراپت ہوتا ہے

(۳) ادھیاتم کرم کا آغاز پہلے کی یوگیتا :- یوگ سوتر کی تعلیم ادھیاتم کرم ہے اس تعلیم کو حاصل کرنے کے لئے یوگیتا یعنی fitness preliminary qualification کی ضرورت ہے۔ لہذا یہ ادھیاتم کرم ادھیکاری جگیاسو کی قابلیت کو ظاہر کرتا ہے۔ (دیکھو دیباچہ بھی)

(۴) دھرم سوتر دوسرت کر تویہ :- دھرم سوتر یعنی منوسمرتی آدی میں بیان کردہ فرائض جن کی تکمیل اور تعمیل قبل از اپدیش یوگ ودیا لازمی ہے

(۵) کرم بدھ بدھی :- ترتیب وار یعنی مسلسل طور پر مرتب (Codification جیسا کہ تعزیرات ہند یا دیگر کتب قوانین)

(۶) گیان کا ابھاؤ :- علم کی معدومی یعنی سونے والے کو کسی قسم کا گیان (ماسوائے اپنی ذات کے) نہیں رہتا۔

(۷) خاص دلیل میں نکمت یا بکھشپت یعنی جب چت کسی خاص وشیہ یا مضمون کو پکڑ کر اس میں مشغول ہو جیسے حساب کے پروفیسر یا سائنس کے ریسرچ سکالر کی چت کی صورت ہوتی ہے۔

(۸) سمادھی کو پرکاشت کرتی ہے :- سمادھی شبد سنبیہ تتو یعنی حقیقت ابدی کو ظاہر کرتا ہے ایکاگر چت یوگ کی ادھشٹھا ہے

اِس اوستھا میں حقیقت ابدی بے نقاب یعنی یوگی پر روشن ہو جاتی ہے ۔

مزید تشریح سُوتر ہذا از جانب مترجم :- اِس سوتر میں تین الفاظ قابلِ وضاحت ہیں (۱) अथ (۲) योग (۳) अनुशासन

(۱) अथ اب "شبد کی بھگوان ویدویاس نے تشریح (بھاشیہ) یوں کی ہے ۔ अथेत्ययमधिकारार्थः ॥ अथ یعنی اتھ " شبد کال واچک ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ جگیاسو کو جب ادھیکار پراپتی ہو جائے تب یوگ وِدیا کا اپدیش کرنا چاہئے ۔ یہاں بھگوان ویدویاس نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہے ۔ چنداں کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے ، مگر یہ بتلانا ضروری ہے جیسا کہ دیباچہ اور تمہید میں ادھیکاری کے بارے میں بتلایا جا چکا ہے کہ " اتھ " شبد کا پریوگ شاستر کار ادھیکار پراپت ہونے کے سمے کو سوچت کرنے کے لئے ہی استعمال میں لاتے ہیں ۔ یعنی ادھیکاری کو دیکھنا قبل از اپدیش اِس منسکرتی میں بھارت ورش میں لازمی سمجھا جاتا ہے (بحوالہ پرشن اُپنشد)

ایسے ہی ویشیشک درشن کے رچتا مہرشی کناد अथातो धर्म व्याख्यास्याम ॥ ۱ ॥ پہلے سوتر میں " اتھ " کا پریوگ کرتے ہیں ۔ دیگر مثال بھگوان ویدویاس بذات خود برہم سوتر کے پہلے سوتر میں अथातो ब्रह्म जिज्ञासा " اتھ تو برہم جگیاسا " ۔ " اتھ " شبد سے شاستر کا آغاز کرتے ہیں ۔ شری بھاوگنیش تصنیف کردہ سانکھ سنگرہ گرنتھ अथ तत्त्वयाथार्थ्य दीपनम् ॥ میں بھی گرنتھ " اتھ " شبد سے شروع ہوتا ہے ، اتھ کا شبد ادھیکاری سُوچِت شبد ہے ۔ اور یہ سوچت ہوتا ہے کہ اِس زمانے میں اپدیش اور وِدّیا دینے سے پہلے گورو کلوں اور ادھیاتم کالجوں کے سوامی Preliminary test یعنی ادھیکاری پر پرکھنا کئے بغیر وِدیا نہیں دیتے تھے ۔ یہ ایک Discipline یعنی مریادا چلی آتی تھی (۲) योग شبد کی ویاکھیا بھگوان ویدویاس اپنے بھاشیہ میں योगः समाधिः یعنی یوگ سمادھی ہے ۔ کرتے ہیں ۔ شری منگالی بابا نے اِس کا ترجمہ یوگ کا انتم پھل سمادھی ہے " انتم پھل یعنی آخری نتیجہ " ایزاد کرنے کی تشریح کی جائے گی युज دھاتو (مصدر) سے یوگ योग شبد بنتا ہے ۔ پانینی PANINI کے گن پاٹھ " میں تین युज دھاتو ہیں ۔ دیوادی گن दिवादिगण युज یج دھاتو ۔ رودھادی گن रुधादिगण " युज " دھاتو ۔ اور چوادی گن चुरादिगण युज دھاتو + दिवादिगण دیوادی گن युज دھاتو کا ارتھ " سمادھی " ہے ۔ رودھادی گن युज (रुधादिगण) دھاتو کا ارتھ سنجوگ संयोग اور چورادی گن (चुरादिगण) युज دھاتو کا ارتھ سینمن संयमन ہے ۔ لہذا योग समाधि میں یوگ شبد دیوادی گن युज دھاتو سے پرگٹ ہوا ہے (A) اس میں کسی کا اختلاف رائے نہیں ہے ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ دوسرے دو युज دھاتوؤں سے یوگ شبد سمادھی کے معنوں میں تو نہیں نکلتا ۔ سمادھی شبد کے معنی بھٹ دیکشت نے جو کئے ہیں وہ ہے " چِت برتی نرودھ " پاتنجل یوگ درشن میں اُس کا بیج بنیاد موجود ہے کیونکہ دوسرا سوتر ہے योगश्चित्त वृत्तिनिरोधः لہذا سمادھی مفہوم والے युज دھاتو سے ہی یوگ شبد کا ظہور ہوا ہے ، دیگر دھاتوؤں سے نہیں ۔ اِس لئے بھگوان ویدویاس योगः समाधिः کہتے ہیں ۔ مزید سمادھی شبد کے پرکرتی پرتیا प्रकृति - प्रत्यय کو نمودار کرنے سے سمادھی " شبد کی پیدائش یوں ہوتی ہے ۔ (सम + आ + धा + कि) (स्थापन = आ + धा) (सम = सम्यक) یہاں किप پرتیا کا ارتھ دھاتو ارتھ سے الگ نہیں ہے کیونکہ किप پرتیا بھاو واچیہ میں ہوتا ہے ۔ لہذا سمادھی شبد کا پرکرتی پرتیا دوارا نمودار ہوا ارتھ ، " سمیک ستھاپن " सम्यकस्थापन ہوتا ہے ۔ یعنی چت کو اِس پرکار ایک ناڑی میں ستھاپن کرنا پڑتا ہے جس کے دوارا چت برتی نرودھ ہے (B) نیز ویشیشک دوارا سمادھی شبد کے معنی

رودھادی گن (युजिर् योगे) دھاتو سے "سنجوگ" اس طرح لئے گئے ہیں۔ یوگ شبد युज समाधि دھاتو سے घञ گھن پرتیاہر
کر بنا ہے لہذا اس کا ارتھ योग: समाधि: ہوا، یعنی "سمادھی" کو بیاس و شیشک کے آچاریہ یوں بیان کرتے ہیں۔

योग: समाधि:, सद्विविध: सम्प्रज्ञातोऽसम्प्रज्ञातश्च। सम्प्रज्ञातो धारकेण
प्रयत्नेन क्वचिदात्म प्रदेशे वशीकृतस्य मनस: तत्त्वबुभुत्सा वि-
शिष्टेनात्मना संयोग:।, असम्प्रज्ञातश्च वशीकृतस्य मनसो निरभिसन्धि
निरुत्थानात्क्वचिदात्म प्रदेशे संयोग:॥

ترجمہ "یوگ سمادھی ہے، جو دو قسم کی ہے، سم پرگیات اور اسم پرگیات۔ جس وشیہ میں تتو ترنیہ کی خواہش ہو اس کے اِندریہ (یعنی
اندریوں کی طاقت سے باہر) ہونے پر جو چنچلتا کو دور کرنے والے تردد کے ذریعہ قابو کردہ من کا اس خواہش سے مل کر (یکت) اپنے
آتما کے ساتھ کسی ایک انش میں سنجوگ ہونا سم پرگیات سمادھی ہے (یعنی من کا آتشی سنجوگ سم پرگیات سمادھی ہے) اور
اسی کا نشیش روپ سے من کا سنجوگ اسم پرگیات سمادھی ہے۔ یہ मन: संयोग ابھیوتھان اور ویوتھان
کے ابھاو کے کارن ابھی سندھی سمبندھ प्रभिसन्धि सम्बन्ध سے رہت اور اپنے کسی آتم پردیش میں ایتم ہوتا ہے
لہذا رودھادی گن युज دھاتو سے بنا ہوا योग شبد "سمادھی بودھک"، یعنی سمادھی کے معنوں میں نہیں ہو سکتا۔ نیائے
والوں کے مت میں یہ رودھادی گن دھاتو युजिर योगे "یوگیج پرنکش" درشن میں صاف طور سے لیا گیا ہے "یوگیج
پرنکش" دو قسم کا ہوتا ہے، اول "یُنجان" اور دوسرا یکت युक्त یُنجان شبد युञ्जान اس युज समाधौ
دھاتو سے نہیں نکل سکتا اس سے تو "یُنجان" لفظ نکلے گا۔ لہذا پاتنجل یوگ درشن युयमान युज
میں ویاس بھاشیہ میں युज समाधौ دھاتو نہیں لگتا اور نہ ہی رودھادی گن युजिर योगे یُنجان شبد युज
دھاتو ہی لگتا ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

(۶) संयमन "سنیمن" ارتھ والی چُرادی گن युज دھاتو کا سمبندھ بھی वशीकृतस्य मनस: (قابو کردہ
من) (جس کا ذکر نیائے والوں کے شلوک مذکورہ بالا میں آیا ہے) اس جز کے ذریعہ عائد ہوتا ہے۔ من کو قابو میں کرنا ہی من کا (سنیمن) संयमन
ہے۔ پاتنجل درشن میں بھی سمادھی میں संयमन کے نشیش سمبندھ کی سوچنا ہے "त्रयमेकत्र संयम:" سمادھی
کے انترنگ دھارنا اور دھیان ان تینوں کو ایک ہی ساتھ بحوالہ سوتر یوگ درشن III/4 संयम کہا گیا ہے اس طرز سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ اس سہ مفہوم والا (تری بدھ) त्रिविध دھاتو ہی "یوگ" شبد کے قول میں قائم ہو سکتا ہے۔ جہاں عام فہم معنوں
سے کام چل سکے وہاں گہرے مفہوم کی کھوج کرنا بے سود ہوتی ہے مگر یہاں عام فہم معنوں سے کام نہیں چل سکتا۔ جیسا کہ قانون اور
سائنس کی کتابوں میں عام فہم معنوں سے کام نہیں نکل سکتا ہے کہیں معنے قانونی شہادت سے اور کہیں کسی حوالہ فیصلہ سپریم کورٹ سے
لینے پڑتے ہیں اور کہیں آرڈین کلازز ایکٹ کے تابع مفہوم لینا پڑتا ہے اور کہیں اسی قانون کے اندر الفاظ کی تعریف اور معنی مقرر کر
دیئے گئے ہیں لہذا پاتنجل یوگ درشن بھی قانون روحانی سائنس ہے اس کے مفہوم عوام کے مسلّمہ
معنی نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دیگر علمیات (جوتش، ویدک یا دیگر) کے مفہوم لئے جا سکتے ہیں + ہم دیگر مفہوم لفظ یوگ (योग)
پر کچھ اپنا مطالعہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں تاکہ ناظرین "اوم" اس سے مستفید ہو سکیں۔ ایک زمانہ تھا جب سنسکرت زبان بولی جاتی تھی گرنتھ
"امرکوش" میں یوگ کے یہ ارتھ تحریر ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے "योग: सन्नहनोपायध्यान सङ्गति युक्तिषु"
یوگ شبد پانچ طرح کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔ (۱) सन्नहन یعنی ہتھیار بند ہونا योगो योग: یعنی
Be armed

یہ کم نہ ہوتا تھا۔ یہ ملٹری میں استعمال ہوتا تھا (۲) उपाय اوپائے کے معنوں میں میڈیکل میں استعمال ہوتا تھا: इत्यकौयोग: یعنی یہ ایک نسخہ ہے یوگ کے معنی نسخہ کے لئے گئے یعنی روگ کو دور کرنے کا اپائے (۳) دھیان ध्यान کے شبیش پرکار کا نام "یوگ" پر بسدھ ہے (۴) सङ्गम - सङ्गति دو وستوؤں کا ملنا بھی یوگ ہے، (۵) यति (دلیل) کا ارتھ اپائے ہے اور شبیش نقطہ چینی بھی یعنی جو کھنڈن منڈن کا اپائے ہی ہے۔ لہذا کئی لغات والوں نے یوگ کے تقریباً ۴۹ تک معنے لگائے ہیں، مگر ہمارا فرض تو "یوگ" شبد کے اس درشن میں سچے ارتھ کیا ہیں اس کا پتہ لگانا ہے۔ نہ کہ لوگوں کو دھوکہ دینا، کئی لوگ بھبھوتی رمائے ہوئے جٹا دھاری سادھوؤں کے دھوکہ میں آ کر ان کے یوگ کے جھوٹے اپدیشوں میں پھنس جاتے ہیں۔ ان سے آپ کو خبردار رہنا چاہئے۔ کہا بھی ہے۔ ع اے بسا ابلیس آدم روئے ہست۔ پس بہر دستے نباید داد دست (ترجمہ: آدمی کی شکل بنائے ہوئے بہت سے شیطان دنیا میں پھرتے رہتے ہیں اس لئے جلدی سے کسی آدمی کو گرو مان کر اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دینا چاہئے) "یوگ سمادھی" ہے یعنی وہ سمادھی جس کو چت نرودھ کہتے ہیں۔ چت کی پانچ بھومیاں بھگوان ویدویاس نے بیان کی ہیں (دیکھو سوتر کا بھاشیہ) کھشپت، موڑھ، بکھشپت، ایکاگر، نرودھ۔ ان میں نرودھ اوستھا چت کی انتم اوستھا ہے لہذا شری بنگالی بابا نے اپنی ٹیکا میں یوگ کا انتم پھل "سمادھی" ہے ترجمہ کیا ہے سمادھی پھل روپ اس واسطے ہے کہ بھگوان ویدویاس نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ ایکاگر چت چوتھی بھومیکا ستیہ تتو کو پرکاشت کر کے نرودھ کو پیدا کرتی ہے۔ یعنی نرودھ "پانچویں بھومیکا ایکاگر چوتھی بھومیکا کا پھل ہے۔ چونکہ ایکاگر چت پہلی سب بھومیوں سے اونچی منزل ہے اس واسطے چت کی تمام نیچے کی بھومیکاؤں پر حاوی ہے۔ لہذا بنگالی بابا کا ہی ستیہ اور شدھ انوواد ہے۔ لہذا اس "انتم" حصہ یوگ سے یہ بھی سوچت ہوتا ہے کہ "یوگ" کا پرارمبھ یعنی آغاز بھی کہیں اور جگہ ہے یعنی یوگ، شبد سے کرم مارگ کو بتلایا ہے جیسا کہ ہم بھگوت گیتا کی وضاحت میں بتلا چکے ہیں (دیکھو رسالہ اوم ماہ اکتوبر کرشن نمبر) یہی بات شری بنگالی بابا نے اپنے فٹ نوٹ میں ظاہر کی ہے جو ثابت ہے۔

۳۔ اب انوشاسن

अनुशासन شبد کی تشریح کی جائیگی۔ جو سوتر کار نے سوتر کے اندر پریکٹ کیا ہے۔ کوئی یعنی فوالفقر کا اپدیش یا دھرم اور ریت کا اپدیش شاسن शासन کہلاتا ہے جس گرنتھ میں یہ اپدیش ہے اسی کا نام "شاستر" ہے अनुशासन اس اپدیش کا نام ہے جس سے قبل ہی اس موضوع (مضمون) کا شاسن یعنی شاستر موجود ہے۔ اس سوتر میں शासन کی جگہ अनुशासन (انوشاسن) کہنے سے بھگوان پاتنجلی نے یہ سوچا دیا ہے کہ اس سے پہلے بھی "یوگ" کا اپدیش ہو چکا ہے۔ اور یہی مفہوم درست بھی ہے کیونکہ سب سے پہلے تو یوگ کا اپدیش وید میں ہے پھر اپنشدوں میں آیا۔ پھر یہ سلسلہ پرمپرا یعنی چیلہ در چیلہ آتا ہوا بھگوان پاتنجلی تک پہونچا۔ اور بھگوان پاتنجلی نے اس شاستر کا اپدیش کیا ہے۔ بھگوان شری کرشن بھی بھگوت گیتا ادھیائے چوتھا شلوک اول میں فرماتے ہیں۔ کہ اس یوگ کو بھگوان نے پہلے وِوسوت دیوتا اول ادھیکاری کو بتلایا اور اس نے منو جی کو بتلایا اور منو جی نے راجہ اکشواکو کو سکھایا اور اس نے راج رشیوں کو سکھایا یعنی اس پرمپرا سے بھگوان پاتنجلی تک یہ یوگ سوتر کی شکل میں نمودار ہوا۔ بھگوت گیتا ادھیائے چہارم شلوک دو۔ انوشاسن अनुशासन شبد جب اپنے وشیہ (مضمون) کے مکھ میں لگتا ہے تو اس وشیہ کے شاستر کا نام بن جاتا ہے جیسے مہا بھاشیہ گرامر میں अथ शब्दानुशासनम् کی تشریح کرتے ہوئے بھگوان پاتنجلی لکھتے ہیں مندرجہ ذیل ملاحظہ ہو۔ بحوالہ مہا بھاشیہ "शब्दानुशासनं नाम शास्त्रमधिकृतं वेदितव्यम्"

اسی طرح یوگا نوشاسنم योगानुशासनम् کے بھاشیہ میں لکھا ہے "योगानुशासनं नाम शास्त्रम"

لہٰذا اس سوتر کا "اب یوگ (شاستر یا ودیا) کا انتم اُپدیش ہے" درست اور بالکل صحیح مفہوم ہے اب ایک سوال پرسنگ وش یہاں اٹھتا ہے یوگ سوتر (یا تنجل سوتر) کتنا پرانا ہے، کھٹ درشنوں میں کون درشن سب سے پراچین ہے، اس کا اُپدیش کس سے چلا؟ یوگ شاستر کی پراچینتا تو شوتیاشوتر اُپنشد کے مطالعہ سے ہی پرسدھ ہے اس کو اگر ویدرچت یوگ درشن کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا بحوالہ چھٹا ادھیائے شرُتی ۱۵/۱۶

नित्यो नित्यानां चेतनश्चेतनानामेको बहूनां यो विदधाति कामान् ।
तत्कारणं सांख्य योगाधिगम्यं ज्ञात्वा देवं मुच्यते सर्व पाशैः ॥ १३ ॥ श्वे०
६/१३

(ترجمہ۔ جو نتیوں میں نت، چیتنوں میں چیتن اور اکیلا ہی بہتوں کو بھوگ پردان کرتا ہے۔ سانکھیہ یوگ دوارا جاننے یوگ اس سروکارن کو جان کر پرش) تمام قیدوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔"

स विश्वकृद्विश्व विदात्म योनि र्ज्ञः कालकारो गुणी सर्व विद्यः ।
प्रधानक्षेत्रज्ञपतिर्गुणेषः स संसार मोक्षस्थिति बन्धहेतुः ॥ १६
श्वे० ६/१६

(ترجمہ۔ وہ وشو کا کرتا، وشو ودیا، آتم یونی (سوئمبھو) گیاتا، کال کا پریرک، گنی اور سمپورن ودیاؤں کا آشرا ہے اور وہی پردھان اور پرش کا ادھیکش گنوں کا نایک، اور سنسار کے موکش، استھتی اور بندھن کا ہیتو ہے) بحوالہ ادھیائے اول شوتیاشوتر

ते ध्यान योगानुगता अपश्यन् देवात्म शक्तिं स्वगुणैर्निगूढाम् ।
यः कारणानि निखिलानि तानि कालात्म युक्तान्यधितिष्ठत्येकः ॥
(३)

(ترجمہ۔ انہوں نے دھیان یوگ کا انوورتن کر اپنے گنوں سے اچھادت پرماتما کی شکتی کا ساکشاتکار کیا۔ جو پرماتما) کو اکیلے ہی کال سے لیکر آتما پرینت سمست کارنوں کے ادھشٹھان ہیں) شرُتی ۳

اُپنشدوں میں یجروید شوتیاشوتر کی پراچینتا تو سبھی کو مقبول ہے۔ اس میں جب سرشٹی رچنا کے کارن معلوم کرنے کی تلاش میں رشیوں نے سوتیاشوتر مہرشی سے جواب سوال کئے تو آخیر میں انہوں نے اس کا کارن "دھیان یوگ" دوارا "دیو آتم شکتی" کو دیکھا۔ بھلا اس وقت سانکھیہ، ویدانت اور ویشیشک بنانے آدی کی ودیا کہاں چھپ گئی تھی۔ رشیوں کو کیول "وشے پرہم" کی پراپتی دوارا آگئے برہم" کا پتہ لگانا پڑا۔ تو اس سے پرتھک اور اس سے پراچین ودیا یا آتم زروپن کے لئے کوئی نہیں ہے، ویدوں میں اول برہماجی جنہے ہرنیہ گربھ" کہا جاتا ہے اُتپن ہوئے۔ تو سرشٹی رچنا میں انہوں نے دو اکھشروں त + प का پریوگ کرکے तपः کہ کر سرشٹی کی رچنا کردی "تپ" کی کتنی بڑی فوقیت اور عظمت ہے۔ یوگ درشن میں اس کی گنتی نہایت سادھارن روپ میں پائی جاتی ہے لہٰذا یوگ اشٹ انگ سے زیادہ شکتی کس کی ہو سکتی ہے جس کے ایک انش ماتر سے برہما نے سرشٹی رچنا کر دی یعنی یوگ ودیا کے ساتھ ہی آئی۔ میں شاستری تشریح میں نہیں جانا چاہتا یہ بتانے کے لئے کیا تنجل سوتر سے دیگر سوتر کاروں یعنی گوتم، کناد آدی نے اپنے سوتر بنائے۔ یہ بات ان سوتروں کے بالمقابل مطالعہ سے پائی جاتی ہے۔

پاتنجل سوتروں کے بہت سے بھاشیہ کار ہیں چند کے نام درج رسالہ ہذا کرتا ہوں۔ (۱) شری وید ویاس تصنیف کردہ ویاس بھاشیہ۔ (۲) وگیان بھکشو کی "پتنجل وارتک"۔ (۳) مصر واچسپتی کی "ویاس بھاشیہ ویاکھیا"۔ (۴) بھوج دیو کا "راج مارتنڈ"۔ (۵) ناگیش بھٹ

کرت کی یوگ سوتر برتی" ایسے ۲۲ سنسکرت میں بھاشیہ ہیں۔ یوگ ودیا کا ساہتیہ بہت بڑا ہے یعنی اس کے لٹریچر میں ۱۷ اپنشد مرتبہ اویار لائبریری ADYAR LIBRARY مدراس نے بتلائے ہیں۔ حال ہی میں پنڈت جگن ناتھ پربھاکر نے "ملاپ" میں کچھ فہرست اردو خوان کے لئے چھپوائی ہے، مزید معلومات آپ PAUL DEYESSEN PHILLOSOPY of Upnishads کی پستک فلاسفی آف اپنشد میں ملاحظہ کریں۔

ان سب بھاشیہ کاروں کی ایک مدا ہے کہ پاتنجل یوگ درشن کا وکاس ہرنیہ گربھ شاستر سے ہوا ہے ان بھاشیہ کاروں نے نتیجہ کیا ہے کہ یوگ سوتر "اتھ یوگانوشاسنم" سے پاتنجل مہاراج کا یوگ سوتر میں ساکشات شاسن शासन ہونے پر انوشاسن अनुशासन ہی ہے اس لئے بحوالہ (دیکھیہ ولکیہ)

हिरणस्य गर्भो योगस्य वक्ता नान्य: पुरातन:

(ترجمہ: ہرنیہ گربھ ہی یوگ کے وکتا ہیں۔ ان سے پراتن اور کوئی وکتا نہیں ہے۔") یہ یوگ یاگیہ ولکیہ کی سمرتی کا پرمان ہے یہ درست ہے لیکن جس طرز سے دیگر درشن کے مصنفوں کے اتہاس (LIFE HISTORY) وغیرہ پوران وغیرہ میں ملتے ہیں، شری ہرنیہ گربھ جی کا کوئی بھی اتہاس پورانوں میں نہیں پایا جاتا۔ نہ ہی اس مضمون پر کسی ودوان نے کوئی تکلیف اٹھائی ہے اور کسی کو ضرورت بھی کیا تھی، کہ بیرونی آزمائش کے پیچھے پیچھے گھومے۔ لیکن مہابھارت سے کچھ پرمان حسب ذیل ملتے ہیں جس سے ہرنیہ گربھ کا نتیجہ ہوتا ہے،

सांख्यस्य वक्ता कपिला: परमर्षि: स उच्यते। हिरणय गर्भो योगस्य वक्ता नान्य: पुरातन: ॥ महा०

(ترجمہ: سانکھ کے وکتا کپل آچاریہ پرم رشی کہلاتے ہیں۔ اور یوگ کے وکتا ہرنیہ گربھ ہیں جن سے پرانا اور کوئی شاستر کا وکتا نہیں)

हिरण्य गर्भो द्युतिमान् य एष छन्दसि स्तुत:।

योगै: सम्पूज्यते नित्यं स च लोके विभु: स्मृत: ॥ وہ ہرنیہ گربھ کون ہے؟

(ترجمہ۔ یہ دیوتی مان (لاامثال) ہرنیہ گربھ وہی ہے جن کی وید میں ثنا گائی گئی ہے۔ ان کی یوگی لوگ ہمیشہ پوجا کرتے ہیں اور سنسار میں انہیں وبھو" کہتے ہیں۔" آجکل کے ودوان پنڈت ان ہرنیہ گربھ "کو کپل دیو اسی راج جنک، برہم رشی وشیشٹھ، مہان یوگی دتاتریہ، ہرشی بتجے گیشویا، یاگیہ ولکیہ او پاتنجلی آدی کی شرینی میں شمار کرتے ہیں جو کہ غیر واجب ہے جیسا کہ اوپر دیئے گئے حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے مزید تشریح ملاحظہ ہو بحوالہ مہابھارت

हिरण्यगर्भो भगवानेष बुद्धिरिति स्मृता। महानिति च योगेषु विरञ्चिरिति चाप्यज:

(ترجمہ۔ ان "ہرنیہ گربھ" بھگوان کو سمشٹی بدھی کہتے ہیں۔ انہیں کو یوگی لوگ مہان اور وہ برنچر اور اجر اجنما بھی کہتے ہیں۔) یعنی ان تین پرمانوں سے یہ ثابت ہوا کہ ہرنیہ گربھ "یوگ کے پراتن وکتا ہیں جس کو وید بھی گاتے ہیں اور جو اجنما" ہیں اور یہ یوگ جس کا ذکر ہے کیا وہی ہے جس کو بھگوان" ہرنیہ گربھ" نے پرگٹ کیا۔ بحوالہ شریمد بھاگوت

इदं हि योगेश्वर योगनैपुणं

हिरण्यगर्भो भगवान जगाद यत्। 5-19-13

(ترجمہ: ہے یوگیشور۔ یہ یوگ کوشل وہی ہے جسے بھگوان ہرنیہ گربھ نے کہا تھا۔

हिरण्यगर्भो जगदन्तरात्मा بحوالہ البعدوت رامائین 18/6

हिरण्यगर्भ: सर्गोऽस्मिन् प्रादुर्भूतस्ततु मुख: ॥

(ترجمہ: ہرنیہ گربھ جگت کے انتر آتما ہیں) "اس سرگ میں ہرنیہ گربھ چتر روپ پرگٹ ہوئے"

(ترجمہ۔ اس سرگ میں "ہرنیہ گربھ"

"چترنکھ روپ سے پرگٹ ہوئے") اِن حوالہ جات کا مطلب یہ ہے کہ جو یوگی جنوں سے پوجا جاتا ہے ویدوں میں جسے

महानिति च योगेषु

وبھو، وربرج راج، چترنکھ اور جگت انتر آتما وغیرہ صفات منسوب کیے جاتے ہیں۔ بس انہیں کی

योगेषु एष महानिति प्रथमं कार्यम ।

ہے۔ اس کی ٹیکا کرتے ہوئے آچاریہ کہتے ہیں

ارشفات ہرنیہ گربھ مہاراج کی ہی مہان اپنی ہے کہ اپنے ویدوں سے بھی پہلے یوگ ودیا یعنی پراودیا کو پرگٹ کیا۔ جس کو وید میں یوں کہا ہے

हिरणगर्भा समवर्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत ।
सदाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥

(ترجمہ۔ ہرنیہ گربھ ہی پہلے اُتپن ہوئے جو سمست بھوتوں (۱۔۱۲۱۔۱۰ رگ وید) کے ایک ایک پتی تھے۔ انہوں نے اس پرتھوی اور سورگ لوک کو دھارن کیا۔ اُن ازوجینی دیو کی ہم پوجا کرتے ہیں۔"

اس طرح سے ویدوں میں تعریف گائی گئی ہے۔ بس اُسی ہرنیہ گربھ مہاراج کے ہرنیہ گربھ سوتروں کا یوگ درشن میں انوشاسن "اتھہ یوگا نوشاسنم" प्रथ योगानु शासनम् پہلے سوتر سے یوگ درشن کا ظہور ہوا ہے۔ لہٰذا یہ بات بحث کے باہر ہے کہ پاتنجل یوگ سوتر سے پرانا کوئی بھی درشن سنسار میں ہو سکتا ہے۔

اس سوتر پر تشریح کو ختم کرتے ہوئے ایک سوال اور درپیش ہوتا ہے کہ جو ودیا اس قدر پراچین ہے کہ برہما کے ساتھ ہی کل عالم میں آئی اور بھارت ورش میں پرورش پاتی رہی۔ تو کیا یہ بھارت ورش کے باہر دیگر دیشوں اور قوموں میں بھی پھیلی یا یہیں بند رہی؟ اس سوال کے جواب میں ہم عام نظریہ سے کہتے ہیں کہ بھارت ورش میں جتنے بھی مذاہب اور عقیدے پیدا ہوئے ہیں اُن کے متعلق تو کسی اختلاف رائے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جیسے۔ بدھ، سکھ آدی تمام مذاہب اور سمپردائے یہاں کی سناتن ویدوک سنسکرتی کا ہی سہارا اور رنگ لے کر نکلے۔ اور اُن کے سدھانتوں اور آچار Practical Conduct عملی اطوار) میں یوگ ودیا کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے اور اِن کے پیشوا خواہ کسی بھی قوم و ملت کے تھے بذات خود یوگی تھے اور یوگ کے مشاہدے دکھلاتے رہے موجودہ بھارت ورش کی حدود کے باہر اسلام اور عیسائی اور یہودی اور زرتشتی وغیرہ ہوئے۔ مگر اُن کے لٹریچر میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ یوگ ودیا یہاں سے پہلے راستہ جتنی موجودہ اسلامی ملکوں میں سے گذرتی ہوئی بذریعہ مصر تمام یورپ میں پھیل گئی۔ یونان میں گئی اور وہاں سے دیگر دیشوں میں پھیلی۔ یونان کے فلاسفران PYTHAGORAS + PLATO نے بار بار یوگ کی تعریف کی ہے Plotinus اور Proculeus Neo-Blatonism مذہبی فرقہ کے پیروکار تھے اور مصر کے لوگوں نے اور یہودیوں کے Essene فرقہ کے پیروکاروں نے راج یوگ کی نہایت ہی توضیح کی ہے۔ عیسائیوں میں Gnoslic فرقہ کے لوگوں اور ایران کے Manichean فرقہ کے لوگوں نے اس کے بڑے گن گائے ہیں اور اس کا ابھیاس Roman Catholic پادریوں Nuns & Monks سادھکوں اور سادھویوں) میں جاری تھا Spinoza - Kant - Schopen Hoer Emerson اور دیگر فلاسفروں نے بھی اس کی حمد و ثنا کی ہے انہوں نے یہ بھی تبلایا ہے کہ سادھنا کا مطلب پرکرتی اور آتما کے راز کا ظہور کرنا ہے اور ہر ایک شخص کے اندر خفیہ طاقتوں کا جگانا ہے۔ وہ یہ بتاتے ہیں کہ راج یوگ سے اپنے من پر فتح حاصل کر کے پرکرتی Nature کے تمام قوانین پر حکومت کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں میں یوگ "سلوک" اور یوگی کو "سالک" کا نام دیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ سپشٹ ہے۔ کہ

بھارت ورش کی یہ ودّیا جو سب ودیاؤں سے افضل ہے دُنیا کے تمام لوگوں نے گرہن کی۔ جس کو ہم آج بھولتے جا رہے ہیں، یوگ ودّیا بھارت ورش کی بے بہا دولت ہے، درشن شاستر کے مہرشیوں کی یوگ ودیا کے ہی سمرتی، پران اور چکتسا اور جیوتش وغیرہ ایک چمتکار ہیں۔ جن کو انہوں نے یوگ ابھیاس سے پیدا شدہ رِستمبرا پرگیا ادھیاتم پرساد، نروِیچار سماپتی کے میٹھے اور فائدہ دا پھل کے طور پر دُنیا میں نمودار کیا۔

ناظرین اوم سے ملتمس ہوں کہ جیسے ایک کوا چھت بہ چھت پر جا کر کے ایک ایک ٹکڑا نان اٹھا کر پیٹ بھرتا ہے ایسے ہی میں نے اپنا پیٹ بھرا ہے۔ جیسے ایک ایک پیسہ مانگ کر بھکاری اپنی تھیلی بھرتا ہے۔ ایسے ہی میں نے بھی ایک ایک شبد مانگ کر اور ادھار چیت پنڈتوں اور ودوانوں کے لامحدود بھنڈار میں سے اکٹھا کر کے آپ کے پیش نظر کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ کیونکہ اس لئے کہ ہمارے بزرگوں رشی کا للکیہ مہرشیوں نے یہ ایک بڑا بھاری خزانہ دولت روحانی شاستروں کے صندوقچوں میں بند کر کے ہمارے لئے ہماری سنتانوں کے لئے کہ ہمارے دیش اور جاتی کی بردھی کی خاطر چھوڑا ہے۔ تاکہ جو اشخاص اپنی عقل، دانش اور محنت کی چابی اس خزانہ گیان کو لگائیں گے وہ دولت ابدی سے ہمیشہ کے لئے مالا مال ہو جائیں گے، ہمارے بزرگوں مہرشیوں کا ہمارے لئے اور مانو جاتی کے لئے کس قدر بہت تھا۔ آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے۔ اس واسطے آپ مجھے اس الزام سے بری رکھیں گے کہ میں نے آپ کو کہیں گرامر، کہیں تواریخ کہیں پالیٹکس کے اسم نفاظ میں ڈال دیا ہے۔ میں بذات خود نہ یوگی ہوں نہ یوگیوں میں شمار ہوں ہاں یوگ درشن اور یوگ ودیا کا طالب علم ہوں لہٰذا آپ کو بھی مسئلہ کا شوق ڈالنا چاہتا ہوں کیونکہ محض آسان نظموں اور کہانیوں کے پڑھنے سے منش جنم کا سدھار نہیں ہو سکتا۔ ناظرین میں بخوبی جانتا ہوں کہ آپ خاکسار سے کہیں زیادہ ہوشیار۔ بدھی مان، عقلمند اور ذی فہم ہیں۔ مجھے اس بات کا احساس ہے۔

خودی سے لاچار جب نایا خود اپنے آپ کو	ماپ سب بیٹو وہ صفر بیکار پایا جملہ ماپ کو
اگایا جب ماپ ہیں نے دلویو ورشی ناظرین اوم کو	تب دیکھا دھیر نے ہر کسی وراز تر صفر اپنے آپ کو

योगश्चित्त वृत्ति निरोध: "२"

ترجمہ :- یوگ (کا انتم لکھشیہ) چیت برتیوں کا نرودھ ہے (2)

اس یوگ کا بیان کرنے کے لئے یہ سوتر شروع ہوتا ہے

{ اس یوگ الفاظ کا مطلب "یوگ کا انتم لکشیہ" ہے۔ جس کے بیان میں یہ سوتر بنایا گیا ہے۔ وہ یوگ کیا ہے؟ یوگ (کا آخری پھل) "چیت برتیوں کا نرودھ" ہے۔ سرب सर्व شبد نہ استعمال کرنے سے سم پرگیات بھی یوگ ہی کہلاتی ہے (ٹی) }

{ سوتر میں "چیت" चित्त شبد کے پہلے سوتر کار بھگوان پاتنجلی نے "سرب" کا شبد استعمال نہیں کیا۔ "سرب" کے معنے "تمام" کے ہیں }

(B.D فٹ نوٹ (ٹی) "چیت برتی" شبد کے پہلے اگر "سرب" شبد کا استعمال ہوتا تو سم پرگیات سمادھی یوگ کے زمرے میں نہ مانی جاتی، کیونکہ اس سم پرگیات (انتر مکھی برتی سہت) سمادھی میں چیت دیوتھان (باہر مکھی) برتیوں کو چھوڑتا ہوا نرودھ مکھی برتی میں کام کرتا ہے۔ بحوالہ یوگ سوتر ۱۲-۹/III} پرکاش میں۔ پردستی واسیہ کے سبھاوا لاہوتی سے چیت (ستو، رجو، تمو) تین گنوں والا ہے۔ بلاشبہ پرکاش میں چیت ستو (بدھی) رجو اور تموگن سے ملا ہو کر ایشوریہ (دنیاوی عظمت) اور وشیہ پریہ ہوتا ہے[1] وہی چیت جب تموگن[2] دوارا اکرانت ہو کر اپنے سروپ بھان کا ابھاو۔ گیان کا ابھاو۔ اور ایشوریہ[6] کے ابھاو

کی شکتی کو پراپت ہوتا ہے (II)

وہی موہ آورن سے مُکت اور تمام طرف سے روشن ہوا محض رجوگن سے مل کر اپنے سروپ بھان، گیان، ویراگ اور ایشوریہ کی طرف جھکتا ہے III

وہی چت رجوگن کی مزید میل (غلاظت) سے مبرا ہو کر اپنے سروپ میں قائم ہوتا ہے اور بدھی ستو کے درمیانی فرق پر نیم کر کے دھرم میگھ سمادھی کی شکتی حاصل کرتا ہے (بحوالہ ادھیائے 4/ سوتر ۲۹/۲۶ (IV) دھیان کرنے والے مہاں پرش اسے آخری فرضہ سے نجات کہتے ہیں (V)

[B.B فٹ نوٹ (I) گزشتہ سوتر میں بیان کردہ یہ بالترتیب چت کی پانچ بھومیاں ہیں۔] (پانچویں بھومی کا ذکر آگے آئے گا)

[B.B فٹ نوٹ (II) چت کی دوسری بھومی کے بیان میں ہمیں یہ سمجھنا ہے کہ اس شکتی میں چت تا پاپ پن وغیرہ کی پیدائش سے تعلق نہ رکھنے والی سنسکریہ Boundless لائمحل صورت) کو اختیار کرتا ہے کیونکہ یہ پاپ پن محض رجوگن کی مدد سے ہی حاصل کرتے ہیں۔]

[B-B فٹ نوٹ (IV) سوامی شنکر آچاریہ کی فلاسفی کے مطابق یہ سادھن چتشٹے سمپن (نت انت وستو وویک۔ اس لوک و سورگ لوک کے پھل بھوگ سے ویراگیہ، شم دم آدی چھ سمپتی، اور برہم نروان کے لئے تیبر اچھا) صورت قیام (یعنی شکتی کرم کی آخری حد ہے اسے کاریہ مکتی بھی کہتے ہیں۔

بھگوت گیتا میں اسی کے مختلف بالمساوی الفاظ کا استعمال ہوا ہے، جیسے دھیر، برہم بھوت، ستھت پرگیہ، برہمی ستھتی، سانکھ گنا تیت پرگیا وان] چیتی روپ شکتی اپرنش (غیر متغیر (اپرنامی) ساکن (اچل۔ غیر متحرک) درشیوں کو دکھانے جانے والی شدھ اور انت ہے۔ اور ستو فکتی (بدھی) تینوں گنوں سے بنی ہوئی ہے لہذا اس پرش سے الٹ ہے۔ اس فرق کو پرکاشت کرنا وویک جنباتی ہے (بحوالہ یوگ سوتر ۴۸/۴۹ / IV) اس کے بعد چت اس شکتی سے بھی متنفر ہو کر اس پرکاش سے (نرودھ کئی برتی) کو بھی نرودھ کرتا ہے اس صورت میں چت آخری سنسکار میں لوپ ہو جاتا ہے یہی نربیج سمادھی ہے (V)

[B-B فٹ نوٹ V۔ یہ چت کی آخری بھومی ہے۔ گیتا میں اسے برہم نروان، امرت تتو، پرم دھام، سدیو مکتی وغیرہ الفاظ سے کہا جاتا ہے۔ یہ کارن بموکشنی نامی برہم سوتر کا مضمون ہے۔ یہ بذات خود روشن ہے اور کرم کے تابع نہیں ہے] "وہاں کچھ بھی نہیں جانا جاتا۔ اس لئے یہ اسم پرگیات (یعنی بدھی برتی کے پار) ہے۔ چت برتیوں کا نرودھ روپ یوگ دو قسم کا ہے۔

خط دار الفاظ کا مفہوم (۱) ایشوریہ اور وشیہ پریہ عظمت دنیا اور سدھیوں اور لذات حواس خمسہ کو چاہنے والے یعنی کہشپت چت، (۲) تموگن دوارا اکرانت ہو کر۔ تموگن کے زیر اثر یعنی تموگن پردھان (غالب) ہوتا ہے "موڑھ" چت۔

(۳) سے (۶) تک: سرب بھان کا ابھاو۔ گیان کا ابھاو، ویراگیہ کا ابھاو، ایشوریہ کا ابھاو — اپنے اصلی سروپ یعنی حقیقت کے احساس کی معدومی، لاعلمی، دنیا سے بے لگاوٹی کا نہ ہونا، ایشوریہ کا نہ ہونا، یہ سب موڑھ چت تموگنی پردھان کی خاصیتیں ہیں۔ (۷) موہ آورن سے مکت، تموگن اگر ان جن کا نشٹ ہو گیا ہو، ستوگنی پردھان، ایکاگر چت کا خاصہ۔

(۸) مہاں پرش اسے آخری فرضہ سے نجات کہتے ہیں — یوگی لوگ اس دھرم میگھ سمادھی کو انتم رن یعنی آخری فرضہ سے مکتی ہے یعنی جو کچھ لینا دینا تھا سماپت ہوا یعنی پنر جنم کا خاتمہ ہوا یعنی آخری سنسکار جو پنر جنم کا کارن بن سکتا تھا اس کا بھی خاتمہ ہوا۔

(۹) متنفر — ہندی میں اوپرت उपरत کا شبد آیا ہے۔

(۱۰) کارن مکتی۔ مکتی دو قسم کی ہے اول کاریہ مکتی دوم کارن مکتی۔ کاریہ مکتی تو من کا لے ہونا ہے یعنی یہ چت مکتی ہے

یہ لوگ درشن کا وشیہ ہے۔ اور کارن بکتی بدھی کا لے ہوتا ہے یعنی بیرہم سوتر کا وشیہ ہے۔ دھیاتا، دھیان، دھیے کی ایکتا، کاریہ بھکتی اور گیاتا گیان گیے کی ایکتا کارن بھکتی۔

الا وہاں۔ اس کا مطلب اسم پرگیات سمادھی ہے۔ جس اوستھا میں لوگی سمیگ درشی ہونے کی وجہ سے کچھ بھی جاننے کی اچھا نہیں رکھتا۔ بدھی جو جاننے کا آلہ ہے لے ہو چکتا ہے۔ کس سے جانے۔ کس کو جانے۔ کیا جانے؟ وہ اپنے ہی سروپ میں مقیم ہوتا ہے۔ لاشائی ہوتا ہے۔ جیسے بدھی رہت ادویتہ ہے۔

مزید تشریح سوتر ہذا، چند اعتراضات کا رفع کرنا۔ از جانب مترجم

مہرشی پاتنجلی پہلے سوتر میں یہ سوچنا دے چکے ہیں کہ وہ اب لوگ کا انتم اپدیش دے رہے ہیں" انوشاسن" شبد استعمال کر کے" یوگ" "شاستر کا انتم اپدیش مفہوم ہے اور وہ شاستر" ہرنیہ گربھ" کا بنایا ہوا ہے جس نے سرشٹی رچنا کے ساتھ ہی یوگ ودیا بھی پرگٹ کر دی۔ اول سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس" ہرنیہ گربھ بھوکت" یوگ کا لکشن کیا ہے؟ اس کا لکشن سوتر کار دوسرے سوتر میں درشاتے ہیں، یعنی یوگ کا انتم لکشیہ) چت برتی نرودھ ہے" اس میں چار شبد ہیں (۱) یوگ (۲) چت (۳) برتی (۴) نرودھ۔ ان چاروں پر مزید تشریح کی جائے گی۔ دوسرا بڑا اہم سوال ہے جس نے اکثریت ادھیاتم طلبا کو شک میں ڈال رکھا ہے اور جس کی تشریح عام پنڈتوں کے حوصلہ سے باہر ہے اور جس نے ادھیاتم کرم چاریوں اور دویت ادویت وادیوں میں سخت پھوٹ ڈال رکھی ہے وہ ہے بھگوان وید ویاس کا وہ سوتر ۳/۱/۲ برہم سوتر
तेन योग: प्रत्युक्त:

اسے تین لیو گا پرتیا وکتا" جس کے کارن دنیا ویدانت دوارا یوگ" کا کھنڈن تصور کرتی ہے اردو خواندہ کے لئے تو نا ممکن سی بات ہے کہ اس سوتر کے اثر عظیم۔ دنیائے مذہبی کے اندر انقلاب عظیم کا اندازہ لگا سکیں۔ تو بھی ہمارے ادھیاتم ودیا کے آچاریوں نے اپنی ودیا یعنی طلبیت او ودیانو بھو کے زور سے اس کو حل کرنے کی کوشش کی ہے لیکھک ادم کے پاٹھکوں کے پیش نظر ان دو دلائل کی چند دلائل اختصار

اول سوال۔ پاتنجل یوگ درشن میں بیان کردہ یوگ کا لکشن اور سروپ کیا ہے؟ چت کی پانچ بھومیاں (اوستھائیں) کا ذکر بھگوان وید ویاس نے پہلے سوتر کے بھاشیہ میں کیا ہے اور" چت برتی نرودھ" نامی یوگ کو ہی پہلے سوتر
अथ योगानु
शासनम्

میں یوگ شبد سے کہا ہے اور وہ یوگ جس کا لکشن
योगश्चित्त वृत्ति निरोधः
سے کیا ہے؟

स च सार्वभौमश्चित्तस्य धर्मः

یوگ ایسا ہے جس کی خاصیت تمام چت کی بھومیوں پر حاوی یا تمام صورتوں میں موجود ہے یعنی چت کی تمام بھومیوں کا دھرم ہے ان چت کی بھومیوں کی دوبارہ اس سلسلہ میں تشریح کی جاتی ہے بذریعہ نقشہ ہذا

نام بھومی	(۱) کھشپت اوستھا	(۲) موڑھ اوستھا	(۳) وکھشپت اوستھا	(۴) ایکاگر اوستھا سمپرگیات	(۵) نرودھ اوستھا اسم پرگیات
گن و یا کھیا	انو با آدی الیشوریہ اور شبد آدی وشیہ میں انورکت ویچار وان رجوگن پردھان سنساری	ادھرم، اگیان، ویراگیہ رہت اور نندرا وغیرہ میں غلطاں ویچار ہین تموپردھان	دھرم، گیان، ویراگیہ اور الیشوریہ کو پریہ سمجھنے والا ستوگن پردھان	دھیاتا دھیان لوگ کے دوارا دھیے وستو میں چت کو ٹھہرانے کا یتن ودویک خیاتی	چت سروپ کا اپنے کارن میں لے ہو جانا نروکلپ سمادھی گنا اتیت اوستھا
مثالیں	دیت، دانو، بھی، چنچلتا	پشاچ، راکھش، موڑھتا جیسے	دیوتا، مہاتما، جگیاسو دل	کیول ستوگنی جتر اندر	سدھ مہاتما لوگ

	جیسے لگام والا گھوڑا نبدھ جیبا	بھینس کی، بے لگام گھوڑا	کی کہشیت سے وشیشٹ اس لئے ویکشپت	رجو رہت یوگ مارگ چیت کی حقیقی یوگی جن کی صورت	جیون مکت، براہم مکت

چوتھی اوستھا اور پانچویں بھومی میں ہی چیت برتی کا نرودھ ہوتا ہے، چوتھی ایکاگرا دستھا میں تو چاروں اقسام سم پرگیات سمادھی کی شامل ہیں جن کا مفصل ذکر آگے آئے گا، سم پرگیات کی انتم اوستھا وویک ضیاتی ہے جو کہ نرودھ بھومی برتی سہت کیول ستوگُن پرکاشت ہے پانچویں بھومی کے طلوع ہونے پر سمپورن چیت برتیاں کشین ہو جاتی ہیں اور تینوں گُن کا سلسلہ ہو جاتا ہے اس کو نرودھ اوستھا کہتے ہیں ایکاگرا اوستھا میں ایک وشیہ میں چیت تیل دھارا کی طرح پرواہ کی شکل میں ہوتا ہے۔ اور نرودھ اوستھا میں سمپورن سنکلپ ویکلپوں سے رہت سنسکار ماتر شیش چیت کا نام نرودھ ہے،

بھگوان پاتنجل نے "چیت برتی نرودھ" کو یوگ کا لکشن کہا ہے۔ اور مخالف رائے رکھنے والے ودوان اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ شنکا مندرجہ ذیل ہے۔ پہلی تین چیت بھومیوں میں ہی ساتوک برتی کا نرودھ (ابھاو) موجود ہے مگر ان بھومیوں میں ہونے والے نرودھ کو یوگ نہیں کہہ سکتے۔ اگر ایسا مان لیں تو مُوڈھ، بھینس وغیرہ سمپورن جیو یوگی ہو جائیں گے۔ یعنی جن ودوانوں نے یوگ کا لکشن یہ کیا ہے کہ " यत्किञ्चिद् वृत्ति निरोध (چیت کی کچھ سی برتیوں کا روکنا) اس کا لکشن ہے۔ تو ان کا یہ لکشن مذکورہ بالا تشریح کے سامنے مقبول نہیں ہے کیونکہ اس لکشن سے پہلی تین اوستھائیں ہی یوگ کے زمرے میں شامل ہو جائیں گی اس کو اَتی دیاپتی دوش" प्रति व्याप्ति दोष کہتے ہیں۔ لہٰذا اس دوش کو دور کرنے کے لئے اگر ہم "سرو برتی نرودھ" सर्व वृत्ति निरोध " یوگ کا لکشن کریں تو سم پرگیات سمادھی بھی یوگ کے زمرے سے نکل جائے گی۔ بھگوان وید ویاس اس سوتر کے بھاشیہ میں اپنا فیصلہ ہی دے دیتے ہیں کہ "سرو "شبد نہ لینے سے سم پرگیات سمادھی بھی یوگ کہلاتی ہے۔" सर्व शब्दाग्रहणात् सं प्रज्ञातोऽपि योग इत्याख्यायते اور مزید پہلے سوتر کی ویاکھیا میں بھاشیہ کار یہ کہہ چکے ہیں کہ सर्व वृत्ति निरोधे त्वसं प्रज्ञातः "اسم پرگیات سمادھی" سرو برتیوں کے انت (نرودھ) ہونے پر ہی آتی ہے" समाधि "سرو برتیوں کا نرودھ" روپ لکشن لینے سے اودیاپتی प्रत्याप्ति दोष دوش سم پرگیات میں آجاتا ہے جو کہ فیصلہ بھگوان وید ویاس کے خلاف ہے۔ لہٰذا ودوان لوگ اس سوتر کی لکشنا یوں کرتے ہیں اس لکشنا سے" اودیاپتی"، اور "اتی ویاپتی" دوش دونوں ہی نہیں رہتے،

क्लेश कर्मादि परि पन्थि चित्तवृत्ति निरोधो योग " اربھات کلیش کرم آدی کا دارک چیت برتی کا نرودھ ہی یوگ کا لکشن ہے" جس کی تصدیق اگلے سوتر ۱/۳ سے ہوتی ہے "تب درشٹا اپنے سروپ میں مقیم ہوتا ہے" तदा द्रष्टुः स्वरूपे ऽवस्थानम् । کلیش کرم کے رہتے ہوئے اپنے سروپ میں سنتھتی نہیں ہو سکتی کیونکہ چیت اُس وقت تک باہر مکھی کلیش کرم روپ ہوتا ہے اسم پرگیات سمادھی میں جو چیت برتی نرودھ ہوتا ہے وہ کلیش اور کرم آدی کو نوارن کرنے والا ہی ہوتا ہے لہٰذا اس میں یہ لکشن پورے طور پر عائد ہو جاتا ہے۔ اور تین پہلی چیت اوستھاؤں میں" यत्किञ्चिद् वृत्ति निरोध بہت کنچت چیت برتیوں کا نرودھ ہونے پر بھی یہ کلیش اور کرم وغیرہ کا پرہیز یعنی نشٹ نہیں ہے ان میں (پہلی تین اوستھاؤں) اودیا، رستا۔ وغیرہ پانچوں کلیش اور کرم کی موجودگی رہتی ہے لہٰذا ان میں بھی یہ لکشنا درست عائد ہوتی ہے لہٰذا اسی لکشن کو ہی یوگ کی پری بھاشا یعنی اصطلاح سمجھنی چاہئے چیت برتی نرودھ کے سکوش پورن کریاؤں کو یوگ کہا گیا ہے۔ یوگ کریاؤں سے بالترتیب انتہ کرن کی برتیاں شانت ہوتے ہوتے جب یکدم شانت ہو جاتی ہیں اُس اوستھا کا نام یوگ ہے۔ اوستھا ہے اسی کو "اُپاسنا" اربھات

उप = समीप,

प्रास्यते = پراپت ہوتا ہے प्रन्या اس سادھن کے دوارا + یہ آیا سنا ہے یعنی جن سادھنوں سے پرماتما اپنے یتھارتھ سروپ میں پرگٹ ہو جاتے ہیں اور جیو پرماتما کے نکٹ ہو جاتا ہے۔ انہیں کو اپاسنا کہتے ہیں۔ لہٰذا ادھیکار پراپتی کے انوسار چاہئے کوئی کسی راستے سے ہی چلے، مگر یوگ شاستر کی تابانی ہونی ایکاگر بھومی سے نرودھ بھومی میں پہنچنے کا نام سادھن ہے۔

مہرشیوں نے "چت برتی نرودھ" کرنے والی کریا بدھی کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ اول۔ یہ سنسار نام روپ آتمک ہے یعنی دکھلائی دینی ہوئی دنیا کا کوئی بھی انگ نام روپ سے بچا ہوا نہیں ہے۔ اسی وجہ سے نام روپ میں پھنس کر ہی جیو بدھ (مقید) ہو جاتا ہے،

چت کی برتیاں بھی نام روپ کے ہی "اولمبن" प्रवलम्बन سے انتہ کرن کو چنچل کیا کرتی ہیں۔ لہٰذا جہاں منش گرتا ہے اسی بھومی کو پکڑ کر یعنی اسی استھان پہ ہاتھ ٹکا کر اٹھتا ہے۔ نام روپ کے اولمبن سے چت برتی نرودھ کی جتنی کریائیں ہیں ان کو منتر یوگ मन्त्र योग کے زمرے میں رکھا گیا ہے۔ دوم ستھول شریر سوکشم شریر کا ہی پریام ہے۔ اس کارن ستھول شریر کا سوکشم شریر پر اثر عین برابر ہے۔ لہٰذا ستھول شریر کے اولمبن سے سوکشم شریر پر اثر ڈال کر چت برتی نرودھ کرنے کی جتنی ترکیبیں ہیں ان کو ہٹھ یوگ हठ योग کہا گیا ہے۔ سوم۔ جیو شریر روپی پنڈ اور سمشٹی روپی برہمانڈ یہ دونوں سمشٹی ویشٹی رشتہ سے ایک ہی ہیں۔ لہٰذا دونوں کو ایک سمجھ کر اپنے بھیتر جو پرکرتی شکتی ہے اسے اپنے شریر میں مقیم "پرش" میں لے लयायेण کرنے کی جو ترکیب ہے اور اس کے بارے میں جو سادھن ہیں لے یوگ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ چہارم من کی کریا منش کو پھنساتی ہے۔ اور بدھی کی کریا منش کو مکت کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے منش اگیان سے بندھن کو پراپت ہوتا ہے اور گیان سے مکت ہوتا ہے۔ لہٰذا بدھی کریا روپی ویچار دھارا چت برتی نرودھ کی جو پرمپرا ہے اس کو راج یوگ राज योग کہتے ہیں۔ اس راج یوگ کے آٹھ انگ ہیں۔ جن کو آگے وستار سے بیان کیا جائے گا۔ آٹھواں انگ سمادھی ہے۔ جو دھیاتا۔ دھیان۔ دھیے کی ایکاکار اوستھا ہے۔ اس اوستھا میں جب ادویت، نرویکلپ بھاو استھت ہو جاتا ہے تو یہی اسم پرگیات نربیج سمادھی ہے جس کا لکش سوتر کار دوسرے سوتر میں کرتے ہیں۔ جیو آتما اور پرماتما کا ایکی کرن ہو کر سروپ کی پراپتی ہوتی ہے، جب تک چت برتیوں کا نرودھ نہیں ہوتا ہے، تب تک "جیو" کی الگ ہستی (پرتھک ستا) موجود رہتی ہے۔ چت برتی کے مکمل طور سے نرودھ ہونے پر جیو کے جیوتو (جیو بھاو پن) کا موجب نشٹ ہو جاتا ہے۔ تب تدا درشٹو سروپے اوستھانم" (سوتر ۳) کے مطابق درشٹا اپنے سروپ میں مقیم ہو جاتا ہے۔

منتر یوگ کی سدھا اوستھا کو مہابھاو سمادھی۔ اور ہٹھ یوگ کی سدھا وستھا سمادھی کو مہابودھ اور لے یوگ کی سدھاوستھا کو مہالے سمادھی کہتے ہیں۔ ان تینوں سویکلپ سمادھیوں میں سادھک (۹) لوگک پرشارتھ دوارا (۸) ہٹھ لوردک (۷) انوشٹھان دوارا یعنی (۶) منتر اور اشٹ دیو کے ایکی کرن سے (۵) وایو نرودھ سے (۴) ناد اور بندو کے ایکی کرن سے بالترتیب چت برتی نرودھ میں سمرتھ ہوتا ہے مگر گیان سمبندھ سے رہت ہونے کے کارن چت برتی کا مول سے اوچھید نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان تینوں قسم کے سمادھیوں میں برتیوں کا بیج اوبھان ممکن ہے۔ جب سادھک ان تینوں میں سے ایک کی پراپتی کر لیتا ہے تب وہ راج یوگ کا آرمبھ کرتا ہے۔ اس لئے یہ ان سب سے سریشٹھ ہے۔ ان یوگوں کی وستار سے وضاحت مناسب موقع پر کی جائے گی۔

اب کیا نیائے ویشیشک مت سے "چت برتی نرودھ" شبد کا مطلب "چت کی چنچلتا کا نوارن" ہو سکتا ہے؟ اس پر وضاحت کریں گے۔ दिवादिगण دیوآدی گن रुधादिगण رودھا گن چُرادی گن चुरादिगण دھاتو یج युज سے یوگ شبد کے مفہوم سماوھی کے تین مفہوم کا ذکر پہلے سوتر کے تبصرہ میں دیا جا چکا ہے۔ دیوآدی گن یج युज دھاتو "اتیتی گت" سماوھی تو پاتنجل یوگ شاستر بیان کردہ چت برتی نرودھ روپ سماوھی ہے اور رودھادی گن یج युज دھاتو کے لحاظ سے نیائے ویشیشک یوگ "سنجوگ" کو ہی "سماوھی" کہتے ہیں اور چُرادی گن یج युज دھاتو کا سمبندھ "वशीकृतस्य मनसः" اس جزُ کے ذریعہ پاتنجل یوگ درشن میں سماوھی سنینین کے وشیش سمبندھ کی سوچنا ہے त्रयमेकत्र संयमः اس سوتر دوارا دھارنا۔ دھیان سماوھی کو "سینیم" کا نام دیا گیا ہے۔ یہ تری بدھ دھاتو یوگ شبد کے مول میں ویاپک ہو سکتا ہے۔ نیائے اور نمنز ایک برابر ہونے کے کارن ایک سمپردائے ایک برابر شمار ہوتے ہیں۔ یہ دونوں سمپردائے शैव योगी "شیو یوگی" نام سے مشہور ہیں۔ کوٹلی یا کوٹلی اکرت "ارتھ شاستر" میں جو یوگ کا نام آیا ہے اور ویشیشک کا ہی گیان بودھ کرتا ہے۔ اس کی تائید میں انہیں کا تصنیف کردہ نیائے بھاشیہ" کا پرمان مندرجہ ذیل ہے:۔

पुरुष कर्मादि निमित्तो भूत सर्गः कर्म हेतवो दोषाः प्रवृत्तिश्च स्वगुण विशिष्टा-
श्चेतना प्रसदुत्पद्यते उत्पन्नं निरुच्यत इति योगानाम् ॥

(ترجمہ۔ پرش، کرم آدی نمتوں والا سنسار ہوتا ہے۔ جن کا کارن کرم ہے اُسے دوش کہتے ہیں۔ پرورتی اپنے گنوں سے یکت آشرا رکھنے والی ہوتی ہے اس کو اتپن کرنے والی اور نرودھ کرنے والی (رود پرکار کی) ہے اس کا نام یوگ ہے)

یہاں نیائے بھاشیہ کارنے "یوگ مت کے ذریعہ" اسد وستوؤں کی اتپتی اور اتپتی کے ناش وغیرہ کو دوہرایا ہے یہ مت نیائے ویشیشک کا ہے مگر پر چلت یوگ درشن یعنی پاتنجل یوگ درشن کا نہیں۔ پاتنجل یوگ درشن سانکھیہ درشن کے زمرہ میں آتا ہے اسی کارن اس کا دوسرا نام سیشور سانکھ सेश्वर सांख्य ہے (یعنی وہ سانکھ جس کو ایشور کی ہستی تسلیم ہے) وگیان بھکشو نے پاتنجل یوگ درشن کو "سانکھ پرو چن درشن" نام رکھا ہے۔ پاتنجل درشن "اسد وستو اتپتی وادی" نہیں ہے بلکہ "ست کاریہ وادی" ہے۔ لہٰذا واتسائن یعنی کوٹلی (چانک کا نام) کے مت میں سانکھیہ، شبد سے کپل اور پاتنجل درشنوں کا ہی بودھ ہوتا ہے۔

نیائے ویشیشک کے عقیدے کے مطابق "چت برتی نرودھ" کا مفہوم "چت کی چنچلتا رفع کرنا" لیا گیا ہے لیکن پاتنجل یوگ درشن میں بیان کردہ پرمان اور پربھے گت سنشیہ اور "اسبھاونا برتیاں" چنچلتا لکشنا" کے زمرے میں نہیں آتیں۔ لہٰذا نیائے ویشیشک کے مت میں ان برتیوں کے برتی شبد کا ارتھ اگر دھرم ہو تو چت کی چنچلتا جس پرکار چت کا دھرم ہے اسی پرکار جو چت کا سنجوگ ہے وہ بھی چت کا دھرم یعنی چت برتی ہو سکتا ہے، مگر یہ سنجوگ سماوھی کہلاتا میں ابھی نرودھ نہیں ہوتا (کیونکہ یہ چت کا دھرم ہے) اسی وجہ سے نیائکوں کے مت سے "سماوھی" ہے اسی سنجوگ کا بیان پہلے بھی دوہرایا جا چکا ہے۔ نیائک سمپردائے کے مت سے मन - चित्त बुध्यते प्रनेन "چت، من اور انتہ کرن) ایک ہی پدارتھ ہے अन्तः करण

اس پرکار کرن واچیہ Instrumental case میں बुध + क्तिन् پرتیا دوارا نشپن निषपन्न "بدھی" شبد کا ارتھ بھی من ہوتا ہے "من" کو نردیش کرنے کے لئے "بدھی" شبد کا پریوگ نیائے سوتر منددرجہ ذیل میں ہوا ہے प्रवृत्तिर्वाग बुद्धि शरीरा रम्भः (سوتر ۱/۱/۱۷) اس پر بھاشیہ کار تحریر فرماتے ہیں اور "بدھی" کو واضح کرتے ہیں (ترجمہ پرورتی بانی بدھی اور شریر دوارا ہوتی ہے)

मनो ऽत्र बुद्धिरित्यनेन ऽभि प्रेतं – बुद्‌यते ऽनेनेति बुद्धि "

(ترجمہ من یہاں بدھی کا واچک ہے (بدھی کا لکشن) جس کے دوارا سمجھا جائے (بودھ ہو) اسے بدھی کہتے ہیں)

(نوٹ۔ یہ اس قدر مشکل تشریح کیوں پیش ناظرین کیا جا رہا ہے؟ نیائے وشیشک مت وادی چیت نرودھ یعنی چیت کا مکمل ناش، کے معنوں میں تسلیم نہیں کرتے اور سمادھی شبد کو محض چیت سنجوگ یعنی منو سنجوگ کے معنوں میں تسلیم کرتے ہیں اس واسطے نیائک یہ بھی ثابت کرنے کو تیار ہیں کہ من، چیت انتہ کرن اور بدھی ایک ہی ہیں۔ ان میں جہاں تک منو سنجوگ کا سمبندھ ہے ایک ہی ہیں لہذا اس مرحلہ پر من اور بدھی کی ایکتا بتلا رہے ہیں اور اس کے من یعنی انتہ کرن اور آتما شبد کی ایکتا بذریعہ حوالہ شروتی بتلائیں گے۔ اس کے منو سنجوگ جس کا پرنام موکھش ہے بتلائیں گے اور اسی کو "چیت برتی نرودھ" نام لوگ کہا جائے گا۔ لہذا نیائیکوں کی دلیل کو بغور مطالعہ کریں، سب دلائل کے بعد ہی آپ اپنا فیصلہ کر سکیں گے)

ارتھات प्रवृत्ति پرورتی شبد کا ارتھ یہاں واچک، کائک اور مانسک (یعنی بانی دوارا، شریرک اور قلبی) کرموں کا مجموعہ ہے یعنی تین روپ In the form of effort پرورتی کی بیرونی شکل مذکورہ مجموعہ کرم ہے "بدھی" شبد سے ظاہر کردہ جس انتہ کرن کو نیائے کے عقیدے کے مطابق من मन کہتے ہیں۔ اس کا ایک اور آبھیدھانک نام (واچک نام) آتما بھی ہے۔ یہ آتما برہم نہیں ہے یہ صاف ظاہر ہے اور نیائک مت میں تسلیم کردہ جیو آتما اور پرماتما بھی نہیں ہے۔ اپنشدوں میں بھی اس طرح سے انتہ کرن کو "آتما" شبد کے استعمال سے مختلف جگہوں میں استفادہ کیا گیا ہے مثلاً

बुद्धेरात्मा महान् परः । महतः परमव्यक्तम व्यक्तात्पुरुषः परः "

یہ کٹھ اپنشد کا حوالہ ہے۔ یہاں "پرش" ہی برہم اور نیائے مت میں تسلیم کردہ آتما ہے اس اپنشد منتر میں اول آمدہ "آتما شبد پرش" نہیں ہے، "مہہ تو" ہے۔ یہ بات منتر مذکورہ میں صاف نمودار ہے "مہہ تو" کی منشا سانکھیہ درشن میں ہے، مگر نیائے کے مت میں اس کو "من" ہی تسلیم کیا ہے۔ اب بحوالہ منڈک اپنشد ۲/۲/۴

प्रणवो धनुः शरो ह्यात्मा ब्रह्म तल्लक्ष्यमुच्यते ।
ऽप्रमत्तेन वेद्धव्यं शरवत्तन्मयो भवेत् "

(ترجمہ۔ پرنو دھنش (سویا دھنک) آتما بان اور برہم اس کا لکشیہ کہا جاتا ہے۔ اس کا سادھا ننا پوروک بیدھن کرنا چاہیے۔ اور بان کے سمان تن مے ہو جانا چاہیے) منڈک اپ ۲/۲/۴

پرنو کے آشرا سے یہاں یوگ کا اپدیش دیا گیا ہے پرنو (اوم) دھنش روپ ہے آتما ارتھات انتہ کرن بان سروپ ہے۔ برہم کو نشانہ بنا کر اس بان کے استعمال سے نشانہ لگانے سے تن مے ہونا (یکجان ہونا) آ جاتی ہے، لکشیہ ویدھ شبد کے ذریعہ سنجوگ وشیش (ایک خاص طرز کا سنجوگ) کا ہی علم ہوتا ہے۔ یہاں آتما شبد کا "انتہ

* کی مختلف صورتیں اور [illegible]

کرن ،، کے مضمون میں لینا متفق الرائے نہیں ہے۔ محض بنائے مست کے پیروکاروں کا ہی ترجمہ ہے لیکن ابھی میں جو "سنجوگ ،، مفہوم ہے۔ وہ تمام دویت وادیوں کو منظور ہے گیان حاصل کرنے کے لئے جو خاص خاص (مانسک) سنجوگ نیائکوں نے تسلیم کئے ہیں ان کے مندرجہ ذیل سطور میں سمبندھ کی تشریح دی جاتی ہے۔

"من انو پریمان ہے لیکن بجلی کی مانند تیز رفتار ہے، خاص ناڑی کے ساتھ "سنجوگ" ہونے پر وہی ایک من گیان اچھا، سکھ، دکھ، نزود وغیرہ مختلف اوصاف کو پیدا کرتا ہے، بینائی کو نمودار کرنے کے لئے من کا سنجوگ ایک خاص ناڑی Nerves سے ہوتا ہے اور اسی ناڑی سنجوگ سے قوت سامع (سننے کی طاقت) نمودار نہیں ہوتی۔ اسی طرح سے جس ناڑی سے من سنجوگ ہونے سے بینائی نمودار ہوتی ہے اسی کے منو سنجوگ سے قوت سامع (سننے کی طاقت) نمودار نہیں ہوتی۔ اسی طرح سے جس ناڑی سے من سنجوگ ہونے سے شروتی نمودار ہوتا ہے اسی کے منو سنجوگ سے بینائی آنکھوں میں نہیں آسکتی، کیونکہ ہر ایک منو سنجوگ میں الگ الگ ناڑی ہیں اور ان کے الگ الگ پرنام ہیں۔ ایکاگر چت سے کسی کی شکل دیکھتے وقت کسی کی بات جلدی نہیں سن پڑتی۔ راگ سنتے وقت دوسرا علم نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ کیونکہ جسم میں ۷۲ ہزار ناڑیاں ہیں۔ ان میں دس ناڑیاں (MAIN) اعظم ہیں (۱) ایڑا (۲) پنگلا (۳) سشومنا (۴) گندھاری (۵) ہست جیہوا (۶) پوشا (۷) بیشونی (۸) المبوشا (۹) کوہو (۱۰) شنکھنی۔ ان کے ساتھ علیحدہ علیحدہ من کا سنجوگ الگ الگ مختلف نتائج پیدا کرتا ہے (۱۱) شنکھنی کے اندر لوری تنت ناڑی (۱۲) سشومنا کے اندر چترنی ناڑی، مندرجہ نقشہ میں ناڑیوں کے منو سنجوگ کے پرنام :-

نام ناڑی	ایڑا ۱	پنگلا ۲	سشومنا ۳	گندھاری ۴	ہست جیہوا ۵	پوشا ۶
من کے سنجوگ کا پرنام मन: संयोगपरिणाम	ان ایڑا اور دوسری پنگلا کے ساتھ من کا سنجوگ زندگی یونی	تین کو پیدا کرنے والا ہوتا ہے	اس سے منو سنجوگ لوگ کا آغاز	اس میں من پرویش سے بائیں آنکھ کی بینائی آتی ہے۔	اس میں من پرویش سے دائیں آنکھ کی بینائی آتی ہے	اس میں من پرویش سے دائیں کان میں سننے کی طاقت آتی ہے۔

تبشونی ۷	المبوشا ۸	کوہو ۹	شنکھنی ۱۰	لوری تنت ۱۱	میدھیا ۱۲	چترنی ۱۳	(الوٹ)
اس میں من پرویش سے بائیں کان میں طاقت سامع آتی ہے	اس کے اور وہ شخان میں منو سنجوگ سے بو خوشبو ناک اور درمیان سے سنجوگ سے ذائقہ کی طاقت	اس منو سنجوگ سے Sexual desire ہوتی ہے	اس سے منو سنجوگ سے ٹٹی وغیرہ خارج ہوتی ہے	من کا اس ناڑی میں پرویش کرنے پر سپشتی اوستھا طاری ہو جاتی ہے	اس میں من پرویش سے نیند اور سوپن درشن ہونے میں	اس میں من کا پرویش سمادھی پیدا کرتا ہے جو دو قسم کی ہے	سشومنا اور چترنی کے سوا دیگر ناڑیوں میں من کا سنجوگ کئی قسم کی اچھا درشن مختلف جسمانی

مندرجہ بالا سدھانت جو نیائک مت میں تسلیم کیا گیا ہے ایسا ہی ہے جیسا کہ آج کل کے Psychologist کا ہے۔ اِن کے سدھانت کے مطابق Mind governs the Brain یعنی منو سنجوگ کے تابع شریر کی ودھتا قائم رہتی ہے۔ بھید صرف اِتنا ہے کہ موجودہ زمانے کے Psycho-Biologist سشومنا اور انترگت چیتنی ناڑی Nerves کو تعین نہیں کر سکے اور نہ ہی اُس کے عمل Function کی تصدیق کر سکے ہیں۔ لہٰذا نیائکوں کے سدھانت کے مطابق یہ ثابت ہوتا ہے کہ پاتنجل یوگ درشن کا بیان کردہ "چِت برتی نرودھ" سشومنا انترگت ناڑی میں मनः संयोग سے ہوتا ہے یعنی युज دھاتو سے योगः समाधौ اُسی گھر سے سنجوگ کا بودھ کراتا ہے (دیکھو صفحہ گزشتہ B)

اس مرحلہ پر ہم کو یہ کہنا پڑے گا کہ جیسے Psycho-Biologist کو ہم جڑ وادی Materialist کہتے ہیں، چونکہ وہ کسی ایسی ستّا کو قبول کرنے سے انکاری ہیں جو سوئم پرکاش اپنے ہی گیان سروپ میں ستھت ہو، نیائکوں کے اِس منو سنجوگ روپی سمادھی کو من اور چیتنی انہوا سشومنا ناڑی انترگت منو سنجوگ سے انہیں ہوگی مانا ہے۔ وہ جڑ وستوؤں یعنی من اور ناڑی سے پیدا شدہ مان کر اُس سے گیان اُتپتی کا ہیتو یعنی کیونکر اوستھا کیسے ہو سکتی ہے؟ یہ اسی طرح کی دلیل ہے جو کہ آج تک بھی سائنسدان Chemico Biologist - Physiologist وکیمیکل کو ملا کر چیتن اُتپن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لہٰذا چِت برتی نرودھ، چِت کی چنچلتا روپی نرودھ نہیں ہے، بلکہ "چِت نرودھ" روپی مکمل "چِت ناش" ہے۔ جو پاتنجل یوگ درشن اور اُس کے بھاشیہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ جب ہم تیسرے اور چوتھے ادھیائے کے سوتروں کی تشریح میں جائیں گے۔ تو اِس کے متعلق مزید ثبوت بھی بھاشیہ اور سوتروں سے ملے گا۔ نیائک والوں کا نظریہ "نرودھ" "شبد کو کیول" "روکنے" کے مفہوم میں لیتا ہے، مگر یہ نظریہ یوگ درشن کے بھاشیہ کے مطالعہ سے یہ لگتا ہے کہ درست نہیں ہے۔ پہلے ہی سوتر کے بھاشیہ میں "ایکاگر چِت" کی برتی (سمادھی) کے بارے میں بھگوان وید ویاس क्षिणोति کا شبد استعمال کرتے ہیں یعنی سمادھی کلیشوں کا ناش کرتی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ کلیشوں کو روکتی ہے۔ اگر سمپرگیات میں تمام کلیشوں کا ناش نہ ہو تو اسمپرگیات کیسے آئے گی۔ پھر دوسرے سوتر کی ویاکھیا میں بھگوان وید ویاس اسمپرگیات سمادھی کے بارے میں یہ کہتے ہیں:۔

न तत्र किंचित्संप्रज्ञायत इत्यसंप्रज्ञात: "

"وہاں کچھ بھی نہیں جانا جاتا۔ اس کارن یہ اسمپرگیات (اِرتھات بدھی برتی کے پار) ہے" "یعنی بدھی برتی کی سماپتی رہی تو اسمپرگیات ہوتی ہے، ورنہ نہیں۔ اگر کسی برتی رہی تو وہاں کچھ بھی نہیں جانا جاتا" یہ بات بھاشیہ کار بھی نہ کہتے، مزید بلکہ اُنہوں نے یہ بات اپنے سوئم انوبھو دوارا بتلائی ہے۔ کیونکہ یہ انوبھو پردھان وشیہ ہے۔ اِس بات کی سوچنا ہم پہلے دے آئے ہیں۔ مزید ایسی سوتر سے مشرح ہے کہ سمپرگیات اوستھا کی آخری صورت اوی پلوا وویک خیاتی (آہنگ گراہیہ پرتیا) میں کیول نرودھ مکھی انتم سنسکار رہ جاتا ہے اور اسمپرگیات میں کیا ہوتا ہے؟ بھاشیہ کار کہتے ہیں۔

तदवस्थं चित्तं संस्कारोपगं भवति स निर्बीजः समाधिः "

"تد اوستھا میں چِت انتم سنسکار میں پہنچتا ہے۔ یہی نربیج سمادھی ہے" "اگر نرودھ شبد کا مفہوم کیول برتیوں کا روکنا ہی ہوتا۔ ان کا ناش نہ ہوتا تو ہم اِن لوگوں سے پوچھتے ہیں کیونکر انہوں نے وہ کونسا "چِت برتی" DAM (ڈیم) بنا کر رکھا جس سے برتیوں کے دریا کو بھاکڑہ ڈیم کی طرح ایک پہلو میں روک رکھا اور وہ خود اسمپرگیات میں بھی پہنچ گئے؟ برتیوں کے روکے رہنے سے چِت کی ہستی قائم رہی مگر پھر بھی اُن کا پُنر اُتھان نہیں ہوا۔ جب تک چِت قائم ہے پُنر اُتھان لازمی ہے

لہٰذا بھاشیہ کار صاف طور سے بتلاتے ہیں کہ اس اوستھا میں برتیوں کا ناش ہوتے ہوتے کیول انتم سنسکار (آخری بیج) آہنگ گراہیہ میں لقایا ہوتا ہے جو کہ اسم پرگیات پراپتی پر یعنی کیولیہ پراپتی پر نشٹ ہو جاتا ہے لہٰذا نرودھ کے معنی چت برتی ناش ہے اور دیگر مفہوم نہیں ہو سکتا ؛

ایک ودوان ایک اور شنکا اُٹھاتے ہیں۔ کہ چونکہ "یوگ" تو سادھن ہے اور جیو آتما پرماتما کا ابھید کیولیہ سادھیہ ہے۔ مگر یوگ سوتر بھاشیہ میں جیو آتما پرماتما کے ابھید کی چرچا ہی نہیں کی ہے۔ تو کیول چت برتی نرودھ "روپی نشیدھ آتمک" تو محض سینتی نِدرا اوستھا ماتر ہی ہوتا ہے اس لئے یہ لکشن نامکمل ہے۔ اگر یہ ودوان یوگ کے شستر کا اچھی طرح سے نشچے کر پاتے تو یہ شنکا نہ کرتے، یوگ کیول کرم بھومی ہے اور نرودھ روپی پرکریا دھرم میگھ سمادھی تک من نرودھ کی برتی دوارا کرم ہی کرتا جاتا ہے۔ انت میں نرودھ سنسکار بھی سماپت ہو جاتے ہیں۔ تو کیولیہ کی پراپتی ہوتی ہے جو کرم بھومی کے پار ہے۔ یوگ درشن بھاشیہ میں بھگوان وید ویاس کرم بھومی کی ویاکھیا کر رہے ہیں لہٰذا اس میں جیو آتما اور پرماتما کے ابھید کی چرچا کیسے ہو سکتی تھی۔ اور نہ ہی اس درشن کا وشیہ ہے، جیسا کہ آرمبھ میں ہی بتلایا جا چکا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ ایک کا نرودھ، دوسرے کا انورودھ، برتیوں کا وشیہ کا نرودھ اور درشٹا کا انورودھ۔ ایک طرف سے ہٹنا۔ دوسری طرف لگنا۔ وِکاروں کو چھوڑنا آتما کو پکڑنا وغیرہ روچک ویاکھیان فضول ہے ब्रह्म इति کے ساتھ एतत न इति کہنا۔ اس قسم کی دلیل درست نہیں ہے۔ اس میں ان کی ایک اور غلط فہمی ہے وہ یہ کہ "چت نرودھ" کے بعد ایک کرم باقی رہ جاتا ہے یعنی "آتما کو پکڑنا" وغیرہ۔ یہ کرم نہیں ہے "تدا درشٹو سروپے اوستھانم" کرم نہیں ہے، مزید یہی ودوان اعتراض اٹھاتے ہیں کہ (چت برتی کا نرودھ کرنے والا کون ہے؟ سوئم چت ہی ہے یا پرش؟ اگر پرش کہیں تو یہ بات بنتی نہیں۔ کیونکہ پرش نشکریہ ہے۔ چیتی شکتی ہے۔ اگر چت کہیں۔ تو چت خود اپنا گھات کیسے کرے۔ اگر اس میں ایسی سمجھ ہے تو پھر وہی چیتن ہے سروشکتی مان سمجھ لینا چاہئے کیونکہ کیول نرودھ نرنتھک ہے اور اسم پرگیات میں بھید بھاو سروتھا غروب ہو جاتا ہے تب ہی وہ کیولیہ پراپت ہوتا ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ودوان نے "چت برتی نرودھ" کی پرکریا Process جس کی تشریح تیسرے ادھیائے میں آئے گی کو درست طور گرہن نہیں کیا، ویوتھان سنسکاروں کو نرودھ سنسکار نشٹ کرتے جاتے ہیں اور نرودھ سنسکار ایکاگر برتی سے آتم پرگیا سے پیدا ہوتے جاتے ہیں انت میں کیول نرودھ سنسکار ہی رہ جاتے ہیں اور ویوتھان کی مکمل سماپتی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد نرودھ خود ہی سماپت ہو جاتا ہے، یعنی سنسکار کو سنسکار مارتا ہے اور خود مر جاتا ہے اس میں کیا مشکل بات تھی۔ اس واسطے اسم پرگیات پراپتی کے لئے یوگ سادھنوں کا انوشٹھان لازمی ہے اور مزید کچھ درکار نہیں ہے۔ "چت برتی نرودھ" یوگ کا عین درست لکشن ہے، شری مد بھاگوت میں بھی کہا ہے ۱۱/۱۳/۱۲

"ब्रह्मेव केवल:" "ब्रह्मैव न मत्तोऽन्यत"

(ترجمہ یعنی جب چت برتیوں کا نرودھ مکمل ہو جاتا ہے تو یہی کیولیہ ہے (بھگوان کہتے ہیں) مجھ سے بھن کچھ نہیں ہے وہ سب میں ہی ہوں۔

اس سوتر کی تشریح میں دوسرا سوال یہ ہے کہ بھگوان وید ویاس نے برہم سوتر میں "एतेन योग: प्रत्युक्त:" دوارا یا تنجل یوگ درشن کا کھنڈن کیا ہے؟ یا لگ شبد سے ان کا کوئی دیگر مفہوم ہے؟ لہٰذا پہلے ویدانت کی پرنالی پر وچار شروع کر کے آخیر میں اس بات کا نشچے کریں گے کہ اس سوتر سے بھگوان وید ویاس کا مدعا اعظم کیا ہے۔

سب آستک (ایشور کو ماننے والے) درشنوں کا یہ سدھانت ہے کہ "اپنشد رپہ ارتھ میں ویدی پرمان ہے۔ جس میں تحصل وشو پر تشٹھت ہے۔" لہذا جو تمام دکھوں سے رہت اسنگ چیتن تتو ہے اسی کو جاننا چاہئے۔ اتنا ہی کہہ کر وید خاموش نہیں ہو جاتے بلکہ حقیقت کا انکشاف کرنے والے چار قسم کے نسخے یعنی پدھی (ترکیب) بتلاتے ہیں جس سے ارتھ تتو کی پراپتی ہو سکے وہ ہے :-

"आत्मा वा अरे द्रष्टव्यः श्रोतव्यो मन्तव्यो निदिध्यासितव्यः" इत्यादि ।

اس میں چار तव्यादि پرتیا دوارا اپدیش کیا گیا ہے۔ اول श्रोतव्यो یعنی شرون روپ ہے، تمام اپنشدوں کا ادوتیہ برہم میں تات پریہ ترنا انکول نیائے و بچار سے تتو کے وشیہ میں شبد بودھ روپ انتہ کرن کی خاص برتی کا نام شرون श्रवण ہے۔ دوسرا نسخہ یہ ہے۔ اگر رویہ) کے بے خلاف (انکول) ترکنا روپ (نکتہ چینی) اور تتو کی انومتی روپ انتہ کرن کی خاص برتی کا نام منن मनन ہے

سوئم نسخہ اپدیش یہ ہے، وبجاتیہ پرتیا پرتیتی) سے प्रनन्तरित سجاتیہ پرتیا کے پرواہ کا نام نیدھیدھیاسن निदिध्यासन ہے۔ اور چہارم نسخہ اپدیش برہم سروپ کا ساکشاتکار ہے۔ اس ساکشاتکار روپ برتی ہی کا انترنگ سادھن نیدھیدھیاسن ہے۔ انادی اودیا کی نورتی سے ادیکشن نربیشیش ادوے آنند سروپ ادستھتی، یعنی سشکتی روپ کیولیہ سروپ ساکشاتکار کا پھل ہے۔ بھگوان شنکر آچاریہ نے "نیدھیدھیاسن" کا ارتھ ध्यातव्य یعنی دھیان ہی کیا ہے اور نیدھیدھیاسن روپ دھیان کی منتقل صورت کا نام ہی "سمادھی" ہے اور یوگ درشن میں ہی تیسرے ادھیائے میں سمادھی کی تعریف یہی ہے، اس پر بیشمار پرمان پراون، سمریتوں آدی سے دئے جا سکتے ہیں جس کی یہاں چنداں ضرورت نہیں ہے۔ یہ نیدھیدھیاسن ہی وقت پا کر ابھیاس سے پختہ ہو کر پرسنکھیان، سم پرگیات، دھرم میگھ، رتمبرا پرگیا، پرویراگیہ، ادھیاتم پرساد، پرسنکھیان پر کاشٹھا، اسم پرگیات نروکارپ سمادھی، جیون مکتی وغیرہ کہا جاتا ہے۔ لہذا دھیان یوگ ساکشات موکش کا ہیتو ہے اور اسم پرگیات سمادھی تو موکش کے برابر ہی ہے، وششٹھ جی مہاراج نے اسی کو پرارتھا بھاونی परार्था भाविनी اور تریا گا प्रभा करण کہا ہے اس پرشن کا یہ اٹھائی گئی ہے کہ (برہم ساکشاتکار کے لئے جگیاسو کو तुर्यगा اور کرن دلیو یا روپ इति कर्तव्यता اتی کرتویہ تا ان دونوں کی ضرورت ہے۔ یعنی شرون، منن ہی اشٹ سروپ کے ساکشاتکار کی کامیابی ہو سکتی ہے لہذا نہایت مشکل دکھ دہ نیدھیدھیاسن سمادھی یوگ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اسی واسطے بھگوان ویدویاس نے یہ سوتر "तेन योग: प्रत्युक्त:" کہہ کر یوگ کا کھنڈن کیا ہے)

اس شنکا کے سمادھان میں ہم ویدانت درشن کے لمبے بحث مباحثہ میں نہیں پڑیں گے، مختصر سے ناظرین کے پیش یہ بات کریں گے۔ کہ ویدانت درشن میں بھگوان ویدویاس نے دھیان یوگ (یعنی دھارنا، دھیان، سمادھی) کی خود تائید اور اسے تسلیم کیا ہے بحوالہ سوتر ادھیائے چوتھا ۱۱۴ سوتر ۱۲ - ۸ - ۱

प्रवृत्ति रस कृदुपदेशात —

ترجمہ ادھین کی ہوئی اپاسنا کا بار بار ابھیاس کرنا چاہئے کیونکہ شرونی میں انیک بار اس کے لئے اپدیش کیا گیا ہے۔"

ترجمہ۔ اُپاسنا کا سروپ دھیان ہے اس لئے یہی ثابت ہوتا ہے کہ بیٹھ کر اُپاسنا کرنی چاہیے برہم سوتر 8-1-14
" ध्यानाच्च

ترجمہ مرن پرینت اُپاسنا کرتے رہنا چاہیے" 12-1-4 " ब्र॰ आ प्रायणात्तत्रापि हि दृष्टम्
دلوٹ۔ ودیا کھیا متعلقہ ویدانت درشن میں دیکھو)

اس کی تائید میں بیشمار اُپنشد پرمان، سمرتی پرمان وغیرہ موجود ہیں یعنی یوگ درشن میں یوگ سادھنا کے آٹھ انگ ہیں اُن میں سے ایک بھی کی تردید نہیں کی گئی۔ دھارنا دھیان سمادھی تو دھیان یوگ ہی شامل اور یم نیم آدی پانچ بیرونی سادھن شم دم آدی میں شامل ہیں اور یوگ درشن کے پہلے ادھیائے میں بتلائے ہوئے ویراگیہ، ابھیاس اور پرویراگیہ ویدانت کے چتشٹ سادھن میں شامل ہیں۔ لہٰذا کونسا حصہ یوگ درشن کا اس سوتر سے کھنڈن کیا گیا؟ درحقیقت یہ شنکا ہی غیر واجب ہے نیز یہ کہ نیدھیدھیاسن کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ شرون اور منن سے ہی ساکشاتکار ہو سکتا ہے؟ اب اس کا جواب دیتے ہیں، سروپ کی ابھیویکتی یعنی برہم ساکشاتکار میں جو روکاوٹیں آتی ہیں وہ چار قسم کی ہیں:۔

(۱) وشیہ بھوگوں کی واسنا ہمیشہ آگ کی طرح جلاتی ہے، تلوار کی طرح کاٹتی ہے، رسی کی طرح باندھتی ہے، سانپ کی طرح نابینا بناتی ہے، بچھو کی طرح ڈستی ہے اس واسنا کو اُپنشدوں کے شرون کے انگ یم، نیم، وویک ویراگیہ آدی سے نشٹ کرتے ہیں۔

(۲) پرمان گت اسمبھاونا ہے، اُپنشد ادوتیہ برہم میں پرمان ہیں کہ نہیں؟ یہ سنشیہ روپ ہے اور اُپنشدوں سے ادوتیہ انگ برہم کا بودھ ممکن نہیں ہے" یہ پرمان گت اسمبھاونا ہے۔ پرمان گت اسمبھاونا شرون سے نشٹ ہوتی ہے۔

(۳) پرمے گت اسمبھاونا و پرمے گت سنشیہ۔ آتما دیہہ وغیرہ سے الگ چیز ہے یا نہیں؟ اور الگ ہونے پر بھی کرتا ہے یا اکرتا؟ اکرتا ہونے پر بھی چیتن ہونے پر بھی آنند سروپ ہے یا آنند گن والا۔ آنند سروپ ہونے پر بھی برہم سے آتما بھن ہے یا ابھن۔ یہ پرمے گت سنشیہ ہیں اور ادوتیہ برہم میں بھی بادھنشو یہ کی کلپنا روپ پرمے گت اسمبھاونا ہے۔ لہٰذا پرمے گت سنشیہ اور اسمبھاونا منن سے نشٹ ہوتی ہے۔

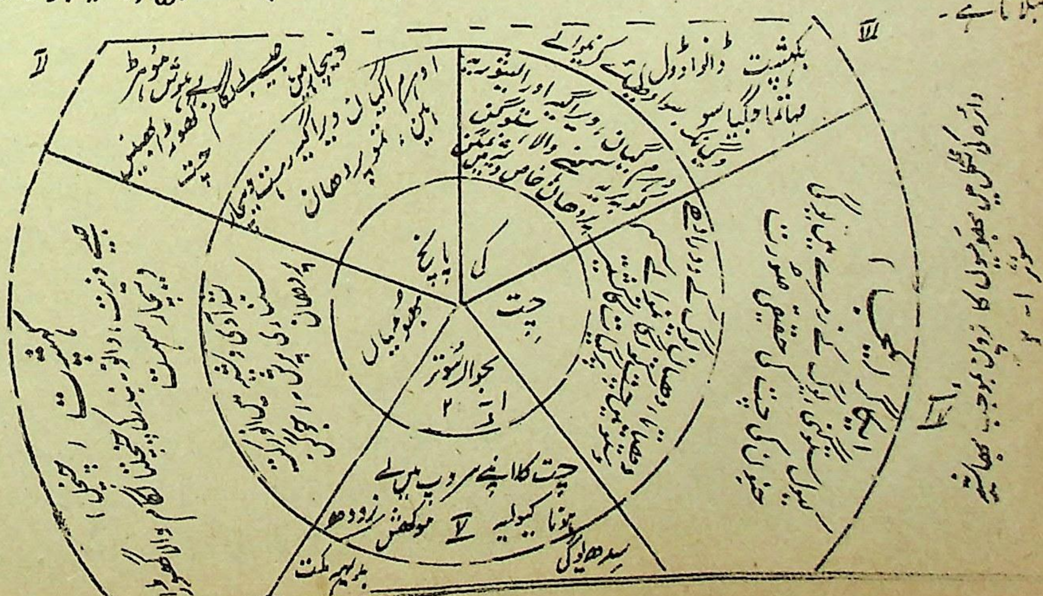
(۴) وپریت بھاونا کی انوبرتی अनुवृत्ति برہم کے پرتکش ہو جانے پر بھی برہم ساکشاتکار پرما میں ساکشاتکار نہ ہونے کی وپریت بھاونا کی انوبرتی یہ چوتھا پرتی بندھک ہے، جب تک یہ موجود ہے تب تک ودیا کچھ بھی نہیں دے سکتی۔ اُپنشدوں سے بودھ ست چت آنند سروپ برہم ہی میں ہوں۔ یہ ادوتیہ سوئم پرکاش مجھ کو ساپروکش ہے" اس قسم کے ذاتی انوبھو کے لئے یعنی برہم ساکشاتکار کے لئے نیدھیدھیاسن کی یعنی مستقل صورت یوگ کی لازمی شرط تسلیم کرنی پڑیگی لہٰذا اس سوتر سے بھگوان وید ویاس نے یوگ کا کھنڈن نہیں کیا ہے۔ یہ تو مطابق ویدانت وچار دھارا کہا گیا ہے تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ دشبد کا پریوگ "یوگ" کیا کچھ اور تو نہیں سوچت کرتا؟۔

شبد योग युज دھاتو سے بنا ہے اور اس کا پریوگ پُولنگ Masculine gender میں یا نپنسک لنگ Neuter gender میں ہوا ہے۔ پُولنگ میں پریوگ ہونے سے اس کے معنے (A) سنجوگ و شیش مذکورہ (B) سمادھی ہوتے ہیں اور نپنسک لنگ میں اس کے پریوگ کے معنی (A) شاستر واچک یا (B) یوگ وکتا پرش کا واچک ہوتے ہیں جیسے प्र + णिच + योग "योगमाचष्टे यत्" پرتیاسے نشپن Executed یوگ شبد شاستر واچک یا یوگ وکتا کے معنوں میں نپنسک لنگ میں پریکت ہوا ہے،

ویدانت کے سوتر "एतेन योगः प्रत्युक्तः" میں یوگ شبد پُولنگ میں پریکت ہوا ہے۔ لہٰذا

پولنگ کے معنوں کے مطابق سنجوگ وشیش سمادھی ہو سکتا ہے جس کا کہ ہم پہلے کھنڈن تردید کر چکے ہیں، یعنی وہ جڑ پدارتھوں کے سنجوگ سے چیتنیہ روپ گیان اُتپن نہیں ہو سکتا، ہو سکتا ہے بھگوان وید ویاس نے اس کا کھنڈن کیا ہو، مگر لکشیہ ارتھ میں یوگ کے معنی "شاستر" اس سوتر میں لئے گئے ہیں تو بھی اس کا کھنڈن پرسدھ ہے کیونکہ لنیشک لنگ میں "یوگ" شبد شاستر واچک نیائے اور ویشیشک کا واچک ہے اس میں تمام ودوان متفق الرائے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ "ابھیدھان چنتامنی" اور دیگر اشاعت شدہ پراچین جین گرنتھوں میں نیائکوں کے بالمساوی شبد کی شکل میں یوگ شبد آیا ہے یعنی (نیائے = یوگ) اسی شکل میں آیا ہے۔ لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ "एतेन योगः प्रत्युक्तः" سوتر سے نیائکوں کا کھنڈن مطلوب ہے نہ کہ پاتنجل یوگ درشن کا۔ نیز اس کی تائید یوں بھی ہوتی ہے کہ نیائک مت ادویت گیان کا حامی نہیں ہے اور ان کے مت میں "یوگ" ساکشات کارن مکتی کا نہیں ہے۔ نیز شنکا مزید کرتے ہیں کہ بھگوان شنکر آچاریہ کے مطابق سار برہم سوتر योगः प्रत्युक्तः میں "یوگ" "شبد ہرنیہ بھگوت یوگ شاستر کا سوچک ہونے پر بھی سوتر کار بھگوان وید ویاس نے اس "شبد کو نیائے" کا بودھک پریکت کیا ہے یا نہیں کون کہہ سکتا ہے؟ یعنی کوئی نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ اس مرحلہ پر ہم اپنی حقیر بدھی سے یہی کہیں گے کہ جب بھگوان وید ویاس نے شریمد بھاگوت کو رچا اور اس میں ہرنیہ گربھ سمپوکت تمام یوگ سادھن اور اس کے انتم پھل آدی کو بیان کیا ہے۔ کیا انہوں نے اسی کو اس سوتر دوارا کھنڈن کیا ہو یہ ممکن نہیں نیز جب کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ برہم سوتر میں دیگر سوتروں سے دھیان یوگ اور اس کے سمبندھ میں دیگر سادھنوں کو چتشدھ سادھن کے انترگت برہم ودیا کا انگ مانا گیا ہے۔ لہذا ہم یہی کہیں گے کہ یہ ویدانت کا سوتر جس نے مت متانتر میں پھوٹ ڈال رکھی ہے نیائکوں خاص کر جین مارگ والوں کا کھنڈن پہلے ہی کر کے رکھ دیا ہے۔ اسی کارن سے ممکن ہے جینیوں کے رہنماؤں نے اور بودھوں نے ویدمت کی خلافی کی، مذکورہ بالا نظریہ کے علاوہ ایک نظریہ پرسنگ وش یہ ہے کہ یہ "योगः प्रत्युक्तः" سوتر دوسرے ادھیائے کے پہلے پاد کا تیسرا سوتر ہے۔ اس کے پہلے دو سوتروں کا پرسنگ پردھان کو جگت کا سوتنتر کارن ماننے کی تردید ہے، اور ٹیکاکاروں نے یہ بھی ساتھ ہی رائے ظاہر کر دی کہ پاتنجل یوگ درشن کا پردھان کے بارے میں یہی نظریہ ہے۔ لہذا بھگوان وید ویاس نے سوتر یوگ درشن کا کھنڈن نہیں کیا محض پردھان کا سوتنتر رچیتا میں سوتنترتو یہ کو ہی کھنڈن کیا ہے۔ "پردھان" کے متعلق یوگ درشن میں کیا مفہوم ہے آئندہ پرسنگ وش یوگ درشن کی ویاکھیا میں وضاحت کی جائے گی محض اس موقع پر اتنا بتلانا چاہتے ہیں کہ ہمارا سماج، سوسائٹی اور تمام دنیا کا نظام یعنی Natures Working سانکھیہ اوکت فلسفہ یعنی پرش پرکرتی روپ دویت کے آدھار پر مبنی ہے۔ ویدانت برہم سوتر کا ادیش یعنی پریادت پرش پرکرتی دویت روپ درشٹیہ کا انقاد اور ادویت برہم کا انوبھو یعنی دویت کی تردید ان جگیاسوؤں کے لئے ہے جنہوں نے یوگ کے انتم سٹیج یعنی آہنگ گراہیہ پرگیا کی پراپتی کر لی ہو۔ اس سنگتی میں ہی "پردھان کارن باد" کی تردید انوبھو میں آتی ہے ورنہ نہیں۔ اس صورت میں پاتنجل یوگ درشن کا کھنڈن نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ بات اور یہ سوتر اس کی تصدیق ثابت ہوگی۔ یوگ درشن اور برہم سوتر کیول شاستر فلسفہ نہیں ہے۔ یہ انوبھو گیان کے شاستر ہیں۔ ایک کے انوبھو کے بعد ہی دوسرے کا انوبھو ہوتا ہے۔ اس سوتر کا مطالعہ ختم کرتے ہوئے ایک انتم سوال جو پنڈت لوگوں نے زیر بحث رکھا ہوا ہے وہ بھگوان وید ویاس کے متعلق ہے کیا پاتنجل یوگ درشن کے بھاشیہ کار "وید ویاس" وہی تھے جو شریمد بھاگوت پران آدی، مہابھارت اور برہم سوتر کے رچیتا ہوئے ہیں یا دیگر "ویاس" ہیں؟ اسی بارے میں ایک ودوان پنڈت اخبار ملاپ اردو مورخہ ۱۱/۵۷ میں تبصرہ کرتے ہیں کہ "مہرشی

پاتنجلی نے یوگ کا صرف انوشاسن (ایک قاعدے) یا سوتروں میں مرتب کیا۔ یہ واقعہ ۲۰۰ برس پہلے کا بکرم سے ہے بکرم کے بعد تیسری صدی میں ویاس نے ان سوتروں پر بھاشیہ کیا۔ یہ بھاشیہ کار پرانوں کے لکھنے والے ویاس نہیں ہو سکتے۔" مجھے ۵۰ برس پہلے کی بات اب تک یاد ہے جب کہ آریہ سماج کا لاہور اور پنجاب میں زور تھا۔ بھگوان وید ویاس پر حملہ در حملہ ہوا کرتا تھا آدی بھگوان وید ویاس پراشر مہرشی کی سنتان جن کو مہرشی بادری بھی کہا جاتا تھا کے واکیہ آدی لیکھوں کی پرمانکتا تمام بھارت ورش میں زبان زد تھی۔ وہ تری کال گیہ، سروگیہ وید ویاس ہے۔ ان کا آج تک نہ کوئی ہمسری کرنے والا ہوا ہے نہ ہوگا۔ اوتاروں میں ۲۴ ویں اوتار شمار ہوتے ہیں، وید ودیا کی رکھشا ان کا اوتار ہوا تھا۔ جس کو انہوں نے پورن کیا۔ اسی سلسلے میں انہوں نے بھگوان پاتنجلی کا یوگ درشن کا بھاشیہ کیا۔ جس ودیا کی اس وقت بھی کمزوری نمایاں ہو گئی تھی۔ پاتنجلی کو راجہ بکرم سے ۲۰۰ برس پہلے اور ویاس بھگوان کو بکرم سے ۲۰۰ برس بعد کہنا ایک کیول ہنسی کا مقام ہے۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ "بھاشیہ کار ویاس" کا دوسرا نام کیا تھا جیسے کہ آدی بھگوان ویاس کا نام مہرشی بدری تھا۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ "بھاشیہ کار ویاس" کے پتا کا کیا نام تھا۔ اُن کا استھان کہاں تھا کیا انکی کوئی پرم پرا سے گدی چلی آ رہی تھی کیونکہ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ "ویاس" تو گدی کا نام ہے جو بھگوان وید ویاس آدی رچیتا پران آدی سے چلی آتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو بھگوان وید ویاس کی گدی کے بعد سکھدیو سوامی ان کے سپتر کا نام اور اس کے بعد گوڑپاداچاریہ اور بعد گوبند آچاریہ اور بعد میں آدی سوامی شنکر آچاریہ آتا ہے۔ شری شنکر آچاریہ نے چار مٹھ شنکر آشرموں کے نام سے چلائے مگر ان کے بھی سوامی کے نام الگ الگ ہوتے ہوتے بھی شنکر آچاریہ نام ایک خطاب کے طور پر اب تک چلا آتا ہے بکرم کے بعد "ویاس" بھاشیہ کار کے نام سے نہ تو کوئی گدی اور نہ ہی کوئی مٹھ اور مٹھ ادھیش ہوتے اور نہ ہی اب تک ایسے چلے آ رہے ہیں، مزید اس "ویاس بھاشیہ" کے علاوہ اس "بھاشیہ کار ویاس" نے کوئی اور گرنتھ رچ کر بھارت میں دکھایا کیا؟ ایسا بھی نہیں ہے۔ لہٰذا ہم ناظرین ادم سے التماس کرتے ہیں کہ سادھکوں کی شردھا کو نشٹ کرنے والا یہ اعتراض ناقابل پذیر ہے اس کو نظر انداز کر کے "ویاس بھاشیہ" کو آدی بھگوان وید ویاس کا ہی بھاشیہ تسلیم کریں "یوگ" کی ادھیکتی سے ادھیکی پرنالی شردھا سے شروع ہوتی ہے "شردھا، ویریہ، سمرتی، سمادھی پرگیا" اوپائے پرتیا کا اُتم سے اتم مارگ پاتنجل یوگ درشن بتائے گا۔ شردھا ہین شخص لاکھ یتن کرنے سے بھی گیان حاصل نہیں کر سکتا "श्रद्धावांल भते ज्ञानम" یہ بھگوان کا پرمان ساکشات بتلاتا ہے۔



مختصر پاتنجل یوگ درشن منظم، بمطابق وضاحت مندرجہ بالا

سوتر I/۱ اب ہوئے ادھیکاری یت سنواد پیش انتم ایک — قانونِ یوگ ہر یہ گھر بھر پرگٹ پاتنجل لیکھ!
چیت بھومی جو پانچ ہیں، کھشت موڑھ بکھشت — تینوں سنساری صورتیں دو ہوا ایکاگر نرودھ نوشت
ایکاگر سے نرودھ تک یوگ مارگ نوڑ جان — ایک ہی مارگ کل سنسار میں جاتے ملے بھگوان

سوتر I/۲ چیت برتی نرودھ کو یوگ کا انتم لکشیہ پہچان — کرم بھومی کے پار جو وہی نرودھ سروپ گیان
ایکاگر برتی کے مدھ میں جاہد سمادھی دکھیات — نرودھ برتی سہت جو وہی ہے سم پرگیات
کل برتیوں کے ناش تے پادت نرودھ الکشیہ — تال نے کہیں مہرشی دیاس اسم پرگیات پر تجشیہ
منو سنجوگ جو نارمی سے ہوت نہ گیان وکاس — دو دو جڑ پدارتھ منتر ان تے نہ ہوت چیتن ادکاش
الپو سنجوگ نہ جانو سمادھی سدا ہت بھول — نرلیشور وادی وگیان یہ کالے سمان تر سول
سم پرگیات بھول کے بچتا اسم پرگیات پھل — سم پرگیات اپا ئے روپ ہے اسم پرگیات اپیل
گورو، الیشور اور دیاس میں رکھ اٹل وشواس — دھیرج دھر کر دھیر، نے کیو منو وکاس

तदा द्रष्टुः स्वरूपेऽवस्थानम् ॥३॥ سوتر ۳۔ ترجمہ: "اس ستھتی میں درشٹا کا ادستھان اپنے سروپ میں ہوتا ہے"
چیت کی اس ستھتی میں جب کہ وشیوں کا عدم وجود (ابھاد) ہوتا ہے (بھاشیہ کار سوال اٹھاتے ہیں کہ) پرش کی کیا فطرت (سبھاد) ہوتی ہے؟ جو کہ بدھی کے بودھ[۱] کا آتما روپ ہے؟ (بھاشیہ کار جواب دیتے ہیں کہ) اس ستھتی میں، درشٹا[۲] اپنے سروپ میں مقیم ہوتا ہے۔ اس وقت چیتی روپ شکتی (یعنی پرش) اپنے سروپ میں قائم ہوتی ہے۔ جیسا کہ کیولیہ ادستھا میں ہوتا ہے۔ دلیوتھان یعنی باہر مکھی چیت میں گو یہ چیتی روپ شکتی (پرش) اسی طرح سے مقیم ہے مگر اسی پرکار اس کا احساس نہیں ہوتا (یعنی نرودھ مکھی چیت میں جیسا ہے ویسا ہی بھاستا ہے)۔ مشکل الفاظ کی تشریح:-

(۱) "اس ستھتی" کا مطلب ہے جس کا ذکر سوتر ۲ میں ہو چکا ہے یعنی "نرودھ ادستھا" (یعنی اسم پرگیات سمادھی) میں
(۱/۱) بدھی کے بودھ کا آتما روپ ہے یعنی بدھی پر ستاکار یعنی آتما کار ہوتی ہے، پرش کی ستا سے ہی بدھی میں بودھ کی شکتی ہوتی ہے ورنہ بدھی تو جڑ پدارتھ ہے۔
(۲) درشٹا اپنے سروپ میں مقیم ہوتا ہے، درشٹا کا ادستھان اپنے سروپ میں ہوتا ہے یعنی درشٹا اپنے سروپ کے سوا اور انیہ وستو نہیں دیکھتا۔
(۳) دلیوتھان یہ سنسکار دو قسم کے ہوتے ہیں دلیوتھان یعنی باہر مکھی، درشیہ پرپنچ کی جانب۔ دوم نرودھ مکھی یعنی انتر مکھی پرش کی جانب۔ دلیوتھان کے درودھی
(۴) اسی طرح۔ جہاں تک پرش روپی چیتی شکتی کی ستھتی کا سوال ہے۔ دونوں دلیوتھان اور نرودھ مکھی چیت میں ایک برابر ہے کیونکہ پرش اپرنامی
(۵) اسی پرکار لشکریہ سے۔ اور جو اس کے سروپ کا انوبھو کا سوال ہوتا ہے تو دلیوتھان ستھتی میں اس کے سروپ کا انوبھو نہیں ہوتا اور نرودھ مکھی سم پرگیات۔ آہنگ گراہیہ پرگیا میں اس کی اصل ماہیت (سروپ) نظر آنے لگ جاتی ہے اور اسم پرگیات ادستھا میں کیول "پرش" یہی ہوتا ہے۔

مزید وضاحت از مترجم۔ اس سوتر میں تین الفاظ قابل توجہ ناظرین ہیں (۱) درشٹا (۲) سروپ (۳) ادستھتی۔ مہرشی

پاتنجل یوگ کا لکشن تبلانے کے بعد اب یہ بتلاتے ہیں کہ جب योग: समाची یعنی جس یوگ کا انتم لکشیہ" سمادھی "یعنی نرودھ" ہے اُس کا پھل کیا ہے؟ لہٰذا اس سوتر میں یہ بتلاتے ہیں کہ درشٹا جو قبل از نرودھ اپنے سروپ میں مقیم نہیں تھا یعنی قبل از نرودھ اپنا سروپ نہیں دیکھتا سے

جو آنکھ غیریت کو دیکھتی تھی اب حقیقت پہچانتی ہے

درشٹا سے درشیہ دور ہو کر کیول درشی ہی مانتی ہے

یعنی وشیہ یعنی روپ رس سپرس گندھ اور شبد اور ان کی اندریوں اور پنچ بھوتوں کا مکمل طور پر عدم وجود ہوتا ہے۔ یہ کیولیہ کی صورت کہلاتی ہے۔

(۱) درشٹا کی تشریح:۔ اس کی تعریف دوسرے ادھیائے سوتر ۲۰ (II ۲۰) میں کی گئی ہے لہٰذا مفصل ذکر تو وہاں کیا جائے گا درشٹا اُس اوستھا میں یعنی نرودھ اوستھا میں کیا صورت اختیار کرتا ہے؟ کہتے ہیں (بحوالہ II ۲۰) کو درشٹا ساکشات درشی ماتر ہے" ساکشات درشی ماتر" کا مطلب ہے Perceptivity itself یعنی محض دید پاک، اس کا مطلب یہ ہے کہ نرودھ اوستھا میں درشٹا اپادھی روپ منظر سے رہت یعنی مبرا ہے۔ درشٹا یعنی پرش" چت برتی نرودھ کے قبل بدھی میں پرتی بمبت یعنی منعکس صاف اتو بھو ہونے لگتا ہے اور منعکس پرش Reflected Purush "درشٹا" کہلاتا ہے (بحوالہ سوتر ۱/۲ مذکورہ گذشتہ) جب اس طرح بدھی میں پرش پرتی بمبت ہوتا ہے تو بدھی کا پرتی بمبت گیا تا" کہلانے لگتا ہے، بحوالہ سوتر ۱/۶) نرودھ اوستھا (۱/۲) میں کلیش کشین ہو جاتے ہیں۔ چت برتوں کا ناش ہو جاتا ہے۔ انت میں بدھی برتی بھی سماپت ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام اپادھی سے رہت ہوتا ہے یعنی اسی کو "ساکشات درشی ماتر" کہتے ہیں۔ یعنی اب اُس کا اپنا ہی سروپ قائم بالیقین ہے، وہ سروپ کیا ہے؟ یہ ویدانت کا مضمون ہے، بھاشیہ کار اس مضمون کو یوگ سوتر میں وضاحت نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ اس کا مضمون نہیں ہے۔ جب "پرش" بدھی میں پرتی بمبت یعنی منعکس ہوتا ہے جیسے جل میں سورج۔ تب چت برتیوں کے ساتھ ابھن یعنی لاتمیز Identical ہوتا ہے جیسے سورج کا عکس پانی کی لہروں کے ساتھ یکجان ہوتا ہے تب ہی "درشٹا" "بدھی کا بودھا" کہلاتا ہے (بحوالہ سوتر ۱/۷ بھاشیہ کار) یعنی ایکاگر اوستھا تک اور اس کے نیچے کی چت بھومیوں میں درشٹا بدھی میں پرتی بمبت ہو کر چت برتیوں کے ساتھ ابھن ہوتا ہے۔ اور اس لئے "ساکشات درشی ماتر" نہیں ہوتا۔ بدھی کی اپادھی دور ہونے سے ہی محض درشی یعنی کیولیہ سروپ ہوتا ہے، چکشو اندری کے لحاظ سے اسی کو یعنی پرش کو "درشٹا" دیگر اندریوں کے سمبندھ سے "بھوگتا" اور "بدھی" کے سمبندھ سے "بودھا" "پرتی بمبت گیاتا" "شبدوں سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ یعنی درشٹا پرش ہی گیاتا، بھوگتا "کرتا" ہو کر جنم مرن کے چکر میں آتا ہے۔ بحوالہ بھگوت گیتا ۱۸ ادھیائے شلوک ۱۸ (دیکھو "ادم" ماہ اکتوبر گیتا نمبر)

(۲) "سروپ" لکشن دو پرکار کا ہے۔ ایک سروپ لکشن۔ دوسرا تٹستھ तटस्थ لکشن۔ ست، چت، آنند تو برہم کا سروپ لکشن ہے اور جنم ستھتی، لے یہ برہم کا تٹستھ لکشن ہے۔ "جس نرودھ اوستھا" یعنی اسمپرگیات کیولیہ موکش کا لکشن دوسرے سوتر ۱/۲ میں آچکا ہے بعد اس سوتر میں اُس کا یہ نام کہا گیا ہے۔ وہ برہم کے ساتھ ایکتا سروپ لکشن ہے، جیسے انگوٹھی کو گلانے پر کیول سونا ہی سونا ستھت ہوتا ہے اور انگوٹھی پن اُس میں سے خارج ہو جاتا ہے اسی طرح چت برتی نرودھ کے بعد کیولیہ "سروپ" شدھ "پرش" اپرنامی ہی قائم ہوتا ہے، اسی واسطے مہرشی "پاتنجل سروپ" کا شبد پریوگ کرتے ہیں۔

(۳) "اوستھان":۔ قیام کو ظاہر کرتا ہے گنتی کے ابھاؤ کو بتلاتا ہے" پرش "تو اپرنامی اسکر یہ ہونے کے کارن گنی شیل یعنی متحرک نہیں ہے، گنتی تو کیول درشیہ پر یعنی چت برتیوں کی تھی۔ لہٰذا اوستھان" شبد ستھتی کو بتلاتے ہوئے چت برتیوں کے ابھاؤ کو سوچت کرتا ہے جیسا کہ بھاشیہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس ستھتی میں وشیوں یعنی شبد، روپ، رس، تیج، گندھ، ان کی

اندریاں اور بھوت آدی) کا ابھاو ہوتا ہے یعنی درشٹا بدھی برتی کے پار ہو کر مستقل طور پر غیر متغیر صورت میں ساکن ہوتا ہے۔ لہذا جنم مرن سے رہت۔

بھگوان پاتنجل نے سوتر اول میں یوگ کا آرنبھ دوسرے سوتر میں یوگ کا خاتمہ اور تیسرے سوتر میں یوگ کا انتم پھل بیان کر دیا۔ لہذا جس یوگی جہاں پرش کو اس کی پراپتی ہو گئی اُن کے لئے کچھ بقایا نہیں رہتا۔ مگر جن یوگیوں کا سادھن نامکمل ہے۔ اور ابھی چت برتیاں نرودھ نہیں ہوئیں ان کے لئے اُپدیش آگے مسلسل جاری ہوتا ہے کہ برتیاں کونسی کونسی ہیں اور ان کو نشٹ کرنے کے کیا اُپائے ہے۔

مسلسل منظم یوگ سوتر مطابق بھاشیہ بیان کردہ بالا :-

سوتر ۱/۳ ہوئے دگدھ کلیش جب نربیج پدپایا انسان — تب درشٹا سروپ اپنے میں ہے کرتا استھان

عین ست چت آنند اُس کا سروپ تو جان — نہ گیانا بھوگتا بودھا، نہ کرتا درشٹا درشیمان

وشیہ اندریہ انیت ساکشات درشٹی ماتر کو بید پران — بیان کرتے چلے آئے مہرشی جن ویاس بھگوان

"چیتنی روپ شکتی" گو "پرش" کا نام ہوتا ہے — ولیوتھان میں بھی گو اس کا نہ پرنام ہوتا ہے

"نرودھ چت" میں ہی مگر بھاستی ہے اسکی حقیقت — کنگن گلانے سے جیسے نکلتی ہے سونے کی ماہیت

ترجمہ: "انیہ اوستھاؤں میں برتیوں کے ساتھ ایک روپتا ہوتی ہے" वृत्तिसारूप्यमितरत्र "۴"

سوتر ۴ (بھاشیہ کار سوال اٹھاتے ہیں کہ تب کیسے ہے؟ یعنی) دیگر صورتوں میں نرودھ اوستھا سے پہلے "پرش" کی کیا صورت ہوتی ہے "پرش" کو وشیہ دکھلائے جاتے ہیں۔ یہ پرش کا سبھاو ہے۔ نرودھ میں وشیہ دکھلائے جانے بند ہو جاتے ہیں۔ اور باقی صورتوں میں یہ بھاو قائم رہتا ہے (جواب میں فرماتے ہیں) وشیوں کو دکھائے جانے کا بھاو رہنے کے کارن انیہ اوستھا[1] میں برتیوں کے ساتھ ایک روپتا[2] ہوتی ہے (یعنی اس بھاو کے موجود رہنے کے کارن پرش تمام صورتوں میں برتیوں سے ہمشکل ہو کر رہتا ہے (باہر مکھی) ولیوتھان اوستھا میں چت کی جو جو برتیاں ہوتی ہیں۔ "پرش" اُن (برتیوں) سے ابھن[3] ہوتا ہے مزید اور سوتر کا حوالہ دیتے ہیں (ایک میو درشنم خیاتی دیو درشنم) "درشن کیول ماتر ایک ہی ہے۔ پرکاش مئے برتی ہی درشن ہے" چمک پتھر کی مانند چت "پرش" کے قریب ترین[4] ہونے اور درشیہ کی خاصیت والا[5] ہونے کی وجہ سے سوامی روپ "پرش" کا مددگار دوست بن جاتا ہے لہذا پرش کا چت انادی سمبندھ ہی چت برتیوں کو بودھ کرنے کا کارن ہے (چت سوتم پرکاش نہیں ہے پرش کے سمبندھ سے اس کی برتیوں کا بودھ ہوتا ہے۔ بحوالہ ۱۹ IV یوگ سوتر)

مشکل الفاظ کی تشریح :- (۱) انیہ اوستھاؤں، دیگر چت بھومیوں میں یعنی نرودھ اوستھا سے نیچے کی چت بھومیوں میں (۲) ایک روپتا، ہمشکل۔ یعنی ایکاگر اوستھا میں ایکاگر روپ یکشپت اوستھا میں یکشپت روپ وغیرہ (۳) ابھن :- بلا تفرق، یکجا (۴) ساکشات کار سمیپ قریب ترین Direct proximity (۵) درشیہ کے بھاو رکھنے کے کارن، درشیہ کی خاصیت والا ہونے کی وجہ سے Having the qualification of being itself درشیہ

تشریح مزید از مترجم :- پہلے سوتر (۱/۱) میں بیان کیا جا چکا ہے کہ چت کی پانچ بھومیاں ہیں، موڑھ، کھشپت، یکشپت ایکاگر اور نرودھ، آخری نرودھ کی صورت میں "پرش" جو کہ "چیتنی روپ شکتی" ہے اپنے سروپ میں مقیم ہوتا ہے (بحوالہ سوتر ۱/۳) مگر جو نرودھ سے قبل کی چار چت بھومیاں ہیں اس وقت "پرش" اپنے سروپ کی بجائے اُن چار چت برتیوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے موڑھ اوستھا میں موڑھ، کشپت اوستھا میں چنچل اور یکشپت اوستھا میں ڈانواڈول بن جاتا ہے اور ایکاگر اوستھا میں یوگ

سادھن میں تدروپ ہو کر آہنگ گراہ پرگیا روپ ہوتا ہے مگر اپنے سروپ سے ابھنّا نرودھ اوستھا میں ہی پراپت ہوتی ہے اس سے پہلے نہیں۔

سوتر ۴۔ منتظم مسلسل یوگ سوتر بمطابق تشریح مندرجہ بالا:

اس اوستھاؤں میں "پرش" کی حالت جو ہوتی ہے — برتیوں کی شکل اختیار کر جو ذلالت ہوتی ہے

کھشپت چت میں بندر کی سی چال چلتا ہے — گوہرٹا ہو کر بھینسوں کی مانند چارہ چرتا ہے

بکھشپت میں گو سادھن کی طرف ہوتا ہے رجوع — مگر ایکاگر میں جا کر ہی ہوتی ہے پرگیا طلوع

جتنک پرگیا اوی پلو اکھیاتی تک پہنچتا نہیں — برتی سروپ ہوتا ہے "پرش" اپنا سروپ دیکھتا نہیں

چمک پتھر کی مانند چمکتا ہے چت "پرش" سے — دوست بن کر دکھلاتا ہے سبز باغ الٹی "پرش" سے

"پرش" کی بدولت پاتا ہے چت لو دھ اپنی برتیوں کا — کرتا ہے پابند "پرش" کو چت اپنی گتیوں کا

اناوی سمبندھ یہ چلا آتا ہے پرش چت کا مدام — الجھ کر رہتا ہے "پرش" برتیوں سے تا دوام

اس کے سوا "پرش" کے پاس وجہ کوئی چارہ نہیں — اس ذلالت میں یوگ سادھن بنا کوئی یارا نہیں

سوتر ۵ ترجمہ

वृत्तयः पञ्चतय्यः क्लिष्टाक्लिष्टाः "५"

اول (باہرمکھی) برتیاں پانچ پرکار کی ہیں: دکھ دائی اور دکھ نہ دینے والی۔

چت کی ان باہرمکھی برتیوں کے کثیر التعداد ہونے کی وجہ سے ان کا نرودھ کرنا ضروری ہے۔ چت کی باہرمکھی برتیاں پانچ قسم کی ہیں۔ دکھ دائی اور دکھ نہ دینے والی۔ دکھ دائی برتیاں وہ ہیں جو کرم آشیہ کی ترقی کے لیے بطور زمین پیدائش کلیشوں کا موجب ہیں۔ اور دکھ نہ دینے والی برتیاں وہ ہیں جو پرکاش کے کشیتر والی (یعنی ستوگنی) ہیں۔ اور گنوں کے بیوپار کے مخالف ہیں۔ دکھ کی روانی میں (یعنی جس وقت برتیاں دکھ دے رہی ہوں) پڑی ہوئی اور دکھ کے ودھان میں اوستھت رہنے سے ہی دکھ نہ دینے والی برتیاں ویسی ہی رہتی ہیں (آل)

B.B فٹ نوٹ ۔ تپسیا یعنی ورن آشرم کی تقسیم کے مطابق فرائض۔ سوادھیائے یعنی برہم چریہ آشرم کے کرتویہ وغیرہ کے عرصہ تکمیل میں یہ دکھ دائی ہونے سے بھی مستقبل میں دکھ نہ دینے والے ہوتے ہیں۔

دکھ کے نہ دینے کے ودھان میں (یعنی سکھ کے وقت میں) قائم رہنے پر بھی دکھ دائی برتیاں بھی ویسی رہتی ہیں

(B.B فٹ نوٹ (آل) سکھ دینے والی برتی (یعنی اندری بھوگ کے وقت سکھ ہوتا ہے) دکھ نہ دینے والی ہونے پر بھی آخیر میں دکھ دائک ہوتی ہے: دکھ نہ دینے والی یعنی अक्लिष्ट نفی ہیں سوتر کار مہرشی پاتنجلی نے اس واسطے لکھا ہے کہ برتیوں میں مثبت (Plus) میں تو سکھ ہے ہی نہیں، دکھ اور سکھ محض بھوگ کال کا ہی ہے۔ کیونکہ برتیاں بھوگ ارتھ ہی ہیں۔

برتیوں سے ہم ذات سنسکار پیدا ہوتے ہیں اور انہیں سنسکاروں سے برتیاں پیدا ہوتی ہیں اسی پرکار برتی اور سنسکاروں کا چکر بغیر کسی وقفہ کے سدا ہی گھومتا ہے۔ اس قسم کا چت اپنے دونوں (بھوگ۔ اپ ورگ) مکت ہو کر اپنے سروپ (آل) میں استھت ہوتا ہے اور پرلے (آل) کو جاتا ہے

(B.B فٹ نوٹ (آل) یہ اسم پرگیات (نرودھ مکھی برتی سہت) سمادھی کی سنگتی ہے (آل) یہ اسم پرگیات (نرودھ مکھی برتی کے بنا) سمادھی کو سوچیت کرتا ہے۔

مشکل الفاظ کی تشریح (۱) کرم آشیہ Vehicle of actions عملوں کا ذخیرہ (۲) اتپن کرنے والی بھومی کے

روپ میں بطور زمین پیدائش Breeding ground (۳) دکھ کے ودھان میں اویستھ - عرصۂ تکلیف میں قائم In the interval of pain (۴) اپنی جانیوں کے :- ہم ذات سنسکار (۵) بنا کسی وشرام کے - بغیر کوئی وقفہ کے یعنی بغیر ٹھہرنے کے -

مزید تشریح از مترجم - جب پرش دیگر اوستھاؤں میں برتی سروپ ہوتا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ برتیاں کس قسم کی ہیں - پانچ قسم کی برتیاں مبتلا کر مہرشی بتلاتے ہیں کہ وہ بھی بلحاظ اوصاف دو قسم کی ہیں اول دکھ سہت دوئم دکھ رہت - برتیوں کے بارے میں سکھ کا شبد استعمال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ برتیاں تو بھوگ روپی ہوتی ہیں اور بھوگ دکھ اور اندری سکھ روپ ہوتا ہے اور اندری سکھ بھی دکھ روپ ہی ہوتا ہے - زمانہ تعلیم میں جو محنت کرنی پڑتی ہے وہ دکھ روپ ہے مگر اس کا پرنام سکھ ہے اور جو برتی بھوگ کال میں تکلیف دہ نہیں ہے اور دکھ دیتی ہے - وہ نتائج دکھ دائی پیدا کرتی ہے - ایک قسم کی برتی کے موجود ہونے پر دوسری قسم کی برتی عدم وجود نہیں ہو جاتی وہ غائب النظر موجود ہوتی ہے -

جو کرم آشیہ کو طاقت ور بناتی ہے اور کلیشوں کو پیدا کرتی ہے ان کو क्लिष्ट کہا جاتا ہے اور جو ستوگنی شدھ ہیں اور دیگر تموگن اور رجوگن کے مخالف جاتی ہیں وہ अक्लिष्ट ہیں - برتیوں کا کام خواہ کسی قسم کی ہوں، سنسکار پیدا کرنا ہوتا ہے - جیسی برتیاں ہوتی ہیں ویسے ہی سنسکار پیدا ہوتے ہیں - ستوگن سے ستوگنی سنسکار اور تموگنی سے تموگن کے سنسکار پیدا ہوتے ہیں - یعنی برتی اور سنسکاروں کا چکر گھومتا رہتا ہے اور انسان برتیوں کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے - یعنی جنم جنمانتر کے سنسکار برتیاں پیدا کر کے منش کو دنیا میں چین نہیں لینے دیتے اور انسان اپنی طبیعت اور فطرت ان سنسکاروں کے مطابق ہی دنیا میں نمودار کرتا ہے اس کی رغبت اور نفرت ان سنسکاروں کے تابع ہوتی ہے - (نوٹ)

دکھ سہت = क्लिष्ट : دکھ رہت अक्लिष्ट :

منظوم یوگ سوتر مسلسل سوتر 5/1

پانچ پرکار کی برتیاں دکھ سہت اور دکھ رہت
سکھ کا شبد نہ پریکت ہوت دکھ سروپ جو گنی کہت

کرم آشیہ کی بردھی کریں اور اُتپن ہو ئیں کلیش
کلیشٹ تا کو جانیو رجوگن اور تموگن کا پرویش

ستوگنی پرکاش سے اکلیشٹ دکھ رہت تو جان
جان کا پھل سکھ روپ ہے کہیں سرورشی ودوان

برہم چریہ اور تپسیا سوادھیائے اور ایشور پرنیدھان
اور یوگ سادھن جو سب ہیں جان تے ہوت گیان

دکھ سہت کے ودھان میں دکھ رہت بھی ودیمان
دکھ رہت کے ودھان میں ہوت نہ دکھ سہت ادویمان

برتی ہر پرکار کی اُتپن کرے سو یے جانیو سنسکار
ان سنسکاروں سے پرگٹ ہوئیں برتیوں کے جھنکار

برتی اور سنسکاروں کا چلتا رہے سدا یہ چکر
منش اس چکر میں گھومتا پھرے سدا عمر بھر

بھوگ اپ ورگ سے جب تک وہ مکت ہو کر
ہوتا نہیں ستھت سدا اپنے نج سروپ میں جا کر

سنسکاروں کے تابع انسان عمر اپنی بسر کرتا ہے
رغبت و نفرت، امارت و غربت کا دم بھرتا ہے

سو منترا جسے کہتے ہیں ہوتی ہے مکمل تابعداری
سنسکاروں کی تختی میں وقیر کس کو ہے خود مختاری

प्रमाण विपर्यय विकल्प निद्रास्मृतयः ६

سوتر ۶ - ترجمہ "پرمان، وپرپیہ، وکلپ، ندرا، سمرتی (یہ باہر مکھی) برتیاں ہیں۔"

تشریح از مترجم - یوگ کو "چت برتی نرودھ" دوسرے سوتر میں کہا گیا ہے - لہذا سوترکار اس چھٹے سوتر میں ان برتیوں کے نام بتلاتے ہیں، جن کے نرودھ سے چت نرودھاوستھا میں پہنچتا ہے۔ یہ پانچ برتیاں جیسا کہ موخر الذکر سوتر میں بیان کیا گیا ہے (۱) پرمان (۲) وپرپیہ (۳) وکلپ (۴) ندرا (۵) سمرتی کے نام سے پکاری جاتی ہیں، واستو میں برتیاں لاتعداد ہیں۔ چت سوئم برتی سروپ ہی ہے - مگر تمام برتیاں اس تقسیم کے اندر شمار ہو جاتی ہیں - یہ انکی تقسیم اعظم یعنی اقسام ہیں، ان کو الگ الگ مفصل طور پر حسب ذیل سوتروں میں واضح کیا جائے گا۔

منظوم یوگ سوتر مسلسل:-

سوتر ۶ - پرمان، وپرپیہ، وکلپ کہیں رشی برتی بکھان
اور ندرا اور سمرتی کریں پانچوں کو بیان
برتیاں تو اننت ہیں چت ہے سوئم برتی روپ
تو بھی پانچوں کے انترگت آتے سرو کے سروروپ
"برتی نرودھ" کو یوگ کہیں، نرودھ انہیں کا جان
تانکے نرودھ سے ہو بھگو دھیر پنچ سروپ دھیان

प्रत्यक्षानुमानागमः प्रमाणानि

سوتر ۷ - ترجمہ:- "پرتکش، انومان اور (شبد سمبندھی) ویدشاستر کا گیان ہی ستیہ گیان ہے۔"

دُکھ دینے والی اور دُکھ نہ دینے والی پانچ قسم کی (باہر مکھی) برتیاں یہ ہیں (۱) ستیہ گیان (۲) اُلٹا گیان (وپرپیہ) (۳) منو کلپنا (۴) ندرا اور (۵) سمرتی - پرتکش، انومان اور (شبد سمبندھی) ویدشاستر کا گیان ہی ستیہ گیان ہے (یعنی پرتکش، انومان، آگم ہی ۳ قسم کا ستیہ گیان "پرمان" کہلاتا ہے) پرتکش پرمان بیرونی اشیائے (وشیوں) کے متعلق چت کی برتی ہے - یہ برتی اندریوں کے ذریعے بیرونی اشیائے کا رنگ اختیار کرتی ہے - اور سامانیہ (عام) اور وشیش SPECIFIC سروپ والے وشیوں کے وشیش سروپ کو ظہور میں لانے والی پردھان برتی ہے (وشیوں کے دو سروپ ہوتے ہیں، سامانیہ generic اور وشیش specific - پرتکش پرمان اُن کے وشیش سروپ کو ظہور میں لاتا ہے) (۸) اس کا پھل پرش کے سمبندھ میں چت برتیوں کا ابھن بودھ ہے (یعنی پرش چت برتیوں کے ساتھ ابھن یعنی لاتغیر Identical ہو کر چت برتی روپ ہو جاتا ہے) (نوٹ (۸) وشیوں کے سامانیہ اور وشیش سروپ کو مفصل سوتر $\frac{III}{43}$ میں ذکر کرینگے)

(انومان برتی پرمان کی دوسری قسم ہے، باہیہ برتی ہے) اس برتی کے ذریعہ انومان کرنے کے قابل ایک جیسی اشیائے میں باہمی تعلق اور مختلف اقسام کی اشیائے میں جو علیحدہ علیحدہ فرق ہے اس تعلق اور اختلاف کے متعلق جو سامانیہ (generic) عام فہم (علم) کو بتلانے والی پردھان برتی کو انومان کہتے ہیں، مثلاً چندر اور تاروں کو چیترا نامی ایک شخص کی طرح بوجہ تبدیلی جگہ متحرک انومان کیا جاتا ہے اور بندھیا پہاڑ کو اچل ہونے کی وجہ سے غیر متحرک انومان کرتے ہیں۔

(آگم برتی پرمان کی تیسری قسم ہے) دوسرے شخص کو بودھ یعنی ذہن نشین کرانے کی نیت سے ایک وویکی پرش اپنا دیکھا ہوا، اور انومان کیا ہوا جو اپنے شبدوں سے (ستیہ) گیان دیتا ہے وہ بھی ستیہ ہوتا ہے، شبدوں یعنی بانی سے حاصل کیا ہوا ستیہ گیان آگم کہلاتا ہے جس نے نہ ستیہ کو دیکھا اور نہ ہی ٹھیک انومان کیا اور جس کی بانی پر یقین نہیں لایا جا سکتا اُس کا آگم یعنی شبد سمبندھی گیان ستیہ نہیں ہوتا۔ لیکن مول وکتا (آپت) کے سمبندھ (یعنی ایشور کے مضمون پر) انومان کیا ہوا یا دیکھا ہوا (یعنی سمرتیوں، ویدوں، شروتیوں

کے بذریعہ) ستیہ براتبہ ستھر ہے
(B-B فٹ نوٹ) مول وکتا، ایشور ہے۔ اس کو ویاس بھگوان وید شاستر کی پرمانکتا کو مضبوط کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں حق حاصل ہوتا ہے کہ موجودہ گورنمنٹ کے جھوٹے مت وادوں کو کھنڈن کریں)

مزید تشریح از مترجم:- اس سوتر میں "پرمان" روپی برتی کی تشریح کی گئی۔ پرمان کے تین اقسام پرتکش، انومان، اگم بتلا کر یہ بتلاتے ہیں کہ پرتکش، تو Simple perception جو بذریعہ گیان اندریاں ہوتا ہے اور انومان Inference یعنی جو گیان اشیائے کا generic character سامانیہ گیان سے حاصل ہوتا ہے جیسے دھواں دیکھ کر آگ، اور اگم شروتی یعنی وید پرمان کو کہتے ہیں۔ پرتکش پرمان سے اشیائے کا (Specific Character) بشیش گیان حاصل ہوتا ہے جیسے شیر دیکھنے سے اس کا خاص علم اور انومان یعنی Inference سے محض سامانیہ [illegible] والا معلوم ہوتی ہے، اگر وہ بھی مہاتماؤں کا بتلایا ہوا گیان جنہوں نے ایشور کا ساکشات نکار کر لیا ہو تو وہ بھی اگم یعنی پرمان کے برابر ہوتا ہے جنہوں نے نہ ایشور کا درشن کیا ہے اور نہ ہی ٹھیک انومان کیا ہے ان کی بانی قابل یقین نہیں ہے۔ جنتا کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ ایسا نرویش بھگوان وید ویاس کرتے ہیں شروتی اور سمرتی آدی کے پرمان کے ساتھ جن لوگوں کی بانی کا اتفاق نہیں ہے وہ وشواش یوگیہ نہیں ہیں۔

مسلسل منظوم یوگ سوتر۔ مطابق تشریح مندرجہ بالا

سوتر ۷/۱ پرمان ستیہ گیان ہے جانئے تین بکھانو روپ
باہیہ وشئیوں کے سمبندھ میں چت برتی پرتکشیہ
پرش کو بادھے جنم میں وشئیوں سے کرت اچھن
ایک جیسی اشیائے میں سمبندھ بھی ایسا ہوت
نشچت کرے سامانیہ روپ جو انہی سمبندھ ہیت
جیسے استھان تبدیلی کارنے چندتارے سبھی گتی شیل
شبد و وارا آپت پرش کا پرتکش یا انومان
بغیر دیدہ یا عین انومان کے جو وکتا کرے بکھان
ایسو وکتا نہ وشواس یوگیہ، کبھی نہ دیجو دھیان
مول وکتا جگدیشور کے شروتی، سمرتی اور پران

پرتکش۔ انومان بے جانئے اگم وید گیان سروپ
بشیش سروپ کو نشچت کرے یہی اس کا لکشیہ
بدھی میں پرتی بمبت ہوئے درشٹا روپ اچھن
پرتھک پرتھک سمبندھ ہوت جب اچھن پرمانتر ہوت
انومان اسی کو جانئیے پرمان برتی سب بیت
گتی ہین سب کہت جب ہمالہ دیکھے اچل اٹل
شروتا کو اگم روپ ہے کہیں ویاس بھگوان
اس کی بانی ستھر نہیں، استیہ تاکو بھی تم جان
دھرم ہیت نہ دیت تم دبھیوں کو استھان
سدا ستیہ اور ستھر رہیں دھیر پرم تو پر یہ گیان

विप्रर्ययो मिथ्या ज्ञानम तद्रूप प्रतिष्ठम् ॥ ८ ॥

سوتر ۸/۱ ترجمہ: "بپریہ وہ متھیا گیان ہے جو اپنے سروپ کے الٹے دکھاوے میں رہتا ہے"
بپریہ وہ متھیا گیان ہے جو اپنے سروپ کے الٹے دکھاوے میں رہتا ہے (علم باطل کو بپریہ کہتے ہیں۔ بپریہ کے معنی ہے الٹا یعنی اپنی شکل کا جو گیان ہے یہ اس کے الٹ (متضاد) ہے) (حاشیہ کار سوال اٹھاتے ہیں کہ) یہ ستیہ گیان یعنی پرمان کیوں نہیں ہے؟ (جواب دیتے ہیں کہ) اس کی دلیل یہ ہے کہ ستیہ گیان یعنی پرمان سے تو بپریہ (علم باطل) نابود ہو جاتا (یعنی جو جس سے نشٹ ہوتی ہے وہ اس کے الٹ ہوتی ہے) کیونکہ وہ گیان دروپہ (ظہور موجودہ) کی ستا رہتی ہے) بھی پرمان گیان کا گوشتر ہے (پرمان گیان سے ثابت ہوتی ہے یعنی اس کا مضمون ہے) پرمان (ستیہ گیان) سے ہی

بپریہ (اُلٹا گیان) نابود ہوتا مشاہدہ میں آتا ہے (جیسے سانپ، رسی، چاندی، سیپی والی مثالیں عائد ہوتی ہیں) مثلاً دو چندرمال کا دیکھنا اصلی روپ ایک چندرمال کو دیکھنے سے نشٹ ہو جاتا ہے۔ اسی کو پانچ پد والی اودیا کہتے ہیں۔ اور اودیا، اسمتا، راگ دویش، ابھینویش یہ سب کلیش کہلاتے ہیں۔ ان کے اپنے نام مندرجہ ذیل یہ ہیں۔ تم، موہ، مہاموہ، تامسر، اندھ تامسر۔ ان سب کا ذکر چت مل کے باب میں آئے گا (مترجم)

(B.B) فٹ نوٹ (مترجم) اس بپریہ کے دائرہ میں ایک ودیمان وستو ہے، لیکن اس وستو کے اصلی سروپ کو گرفت نہ کرتے ہوئے یہ علم باطل (بپریہ) اسے اسی دکھاوے میں ایک اُلٹے سروپ والا درویہ مانتا ہے۔ یہاں رسی، سانپ، چاندی اور سیپی کی مثالیں عائد ہوتی ہیں) **مشکل الفاظ کی تشریح**۔ (۱) ودیمان درویہ Existing Matter (۲) پرمان گیان کا کشیتر ہے۔ ودیمان درویہ یعنی تمام Physical Existence ظہور دنیا یعنی ستھول جگت کو ہم بذریعہ پرتکش پرمان ثابت کرتے ہیں یعنی اس کی ہستی Direct Perception سے ثابت ہے۔ کسی دلیل دیگر کی ضرورت نہیں ہے اور اسی پرمان ستیہ گیان اگم اور انومان دوارا اس ودیمان درویہ کو منفیاً ثابت کرتے ہیں (۳) "ودیمان وستو" وستو کا اصلی سروپ تو بدھی میں گرہن نہیں ہوتا، مگر وستو کا اُلٹا سروپ گرہن کیا جاتا ہے۔ اسی کا نام "درویہ" ہے۔ اور بپریہ کو ہی "اودیا" کہا جاتا ہے۔ اسی کے مختلف نام اور شکلیں دی گئی ہیں۔ اس "درویہ" روپ بپریہ گیان کو نشٹ کر کے "وستو" گیان حاصل کرنا ہی ویدانت کا کشیتر ہے۔

منظم یوگ سوتر مسلسل :-

سوتر ۸/۱ -

ہے ستیہ گیان کا اُلٹ بپریہ علم باطل کا نام
ظہور عالم جیسے ودیمان درویہ کا دیتے ہیں نام
نابود ہوتا ہے یہ جب ستیہ گیان ہوتا طلوع
اودیا اس کو کہتے ہیں جس کے ہیں پانچوں کلیش
تم، موہ، مہاموہ، تامسر، اندھ تامسر

ستیہ گیان سے ہوتا کافور فوراً جس کا وجود عام
ستیہ گیان سے ہی ثابت کرتے سبھی شاد کام
جیسے دیدار یک چاند کرتا ہے شک دو کا رفوع
اودیا، اسمتا، راگ، دویش و ابھینویش
چت مل کے پر سنگ میں مفصل اسی کے ہی نام دیگر

سوتر ۹ - شبد گیانانو پاتی وستو شونیو وکلپ: "

शब्द ज्ञानानु पाती वस्तु शून्यो विकल्पः "

" ۹ "

ترجمہ: "شبدوں کے گیان پر ہی آدھار رکھتی ہوئی منو کلپنا (وِکلپ) وستو سے شونیہ ہے"

(یعنی جو گیان کسی کو محض الفاظ کے سننے سے ہوتا ہے مگر جس اشیائے کے متعلق وہ علم ہوتا ہے اس کا وجود نہیں ہے ایسا علم یعنی گیان۔ وِکلپ (وستو شونیہ) یعنی منو کلپنا (اختراع دماغ) کہلاتا ہے)
وِکلپ یعنی منو کلپنا محض من کی اختراع ہے جس کا وجود نہیں ہے اس لئے یہ نہ تو پرمان یعنی ستیہ گیان اور نہ ہی بپریہ یعنی اُلٹا گیان کے زمرے میں آتا ہے۔

(B.B) فٹ نوٹ (مترجم) پرمان (ستیہ گیان) ودیمان وستو کے یتھارتھ سروپ کو ہی رکھتا ہے۔ بپریہ ہی (اُلٹا گیان) ودیمان درویہ کو اسی دکھاوے کے اُلٹے سروپ میں گرہن کرتا ہے، لیکن وِکلپ یعنی منو کلپنا کے بارے میں کوئی ودیمان

درویہ اکھفو ادستو ہیں کیول بانز شبد ہی پر ہی نربھر کرتا ہوا یہ ایک مانز کلپنا کے بل سے کچھ بنا جاتا ہے۔ خرگوش کا سنگ بندھیا پتر، آکاش کا پھول وغیرہ مثالیں عائد ہوتی ہیں)

وستو سے شونیہ ہوتے پر بھی شبد گیان کے بل پر نربھر کرتا ہوا اس کا وہاہار دیکھا جاتا ہے (ان دونوں میں وویان درفر ہے جس کی بنا پر مان اور بھیو قائم ہیں۔ وکلپ کے اندر کوئی شئے نہیں ہے جس کی ہستی ثابت ہو مگر تب ہی اس کا استعمال ہوتا ہے۔) مثلاً پرش چیتنیہ کے سروپ کو رکھتا ہے (بھاشیہ کار سوال اٹھاتے ہیں کہ جب چیتنی (سگن برہم) ہی پرش ہے تو ان الفاظ سے (یعنی "پرش چیتن کے سروپ کو رکھتا ہے") کون کس کو مطلع کرتا ہے (یعنی کیا مفہوم ہے) (۲۵)

(B.B فٹ نوٹ ۲۵ :- ارتھ سوچنا میں کچھ سمبندھ لازمی طور پر ہوا کرتا ہے، سمبندھ یعنی تعلق دو اشیاء کے درمیان ہوتا ہے۔ اگر وہ ایک ہی ہو تو تعلق نظر نہیں آنا چاہئے) پرش سمبندھ سے رہت ہے یعنی لاتعلق ہے مگر پھر بھی پرش پر تعلق آروپ یعنی لازم کیا جاتا ہے جو محض وکلپ کی مثال ہے)

اسی طرح سے "نشکریہ پرش" یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ پرش ایسا دھرم یعنی گن رکھتا ہے جس کی تردید "وستو" (یعنی برہم) کے مضمون میں کی گئی ہے (الف)

(B.B فٹ نوٹ (الف) :- حالانکہ پرش میں کوئی گن نہیں ہے ہم شکتی پردھان میں گن رہتے ہیں اور ان کو "پرش" سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ وکلپ ہے)

مزید اگر یہ کہا جائے کہ "بان نامی ایک پرش ہے۔ تھا اور رہے گا" تو "ہونا" مصدر کا مطلب حرکت (گتی) کے بند ہونے (نورتی) میں ہی مفہوم ہے (ب)

(B.B فٹ نوٹ (ب) پرش میں کوئی گتی یعنی حرکت نہیں ہے مگر سمیہ پر یورتن سمبندھی کال اس میں آروپ کیا جاتا ہے) (ان الفاظ کے استعمال سے یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ پرش وقت سے پابند یعنی کال کے تابع ہے۔ یہ وکلپ کی مثال ہے)

اسی طرح مزید مثال "پرش اجنم دھرم والا ہے" ان الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ جنم لینا روپ دھرم کی عدم موجودگی ہے

(B.B فٹ نوٹ ۲۶ پرش کا کوئی ایسا اپنجاربتھ دھرم نہیں ہے جو "ہے" شبد سے کہا جا سکے۔ تب ہی اس میں بغرض تردید دھرم منسوب کیا گیا ہے یعنی وہ اجنما ہے (یعنی جنم رہت ہے) "یعنی نہیں ہے" کے استعمال سے پرش میں کوئی دھرم آروپ کیا جاتا ہے (جو کہ غیر واجب ہے) یہ وکلپ ہے۔ پرش کے ساتھ سمبندھ رکھنے والا کوئی بھی نہیں ہے اس لئے یہ دھرم کلپت ہے محض دنیا کا کام چلانے کے لئے ایسا ہوتا ہے۔

(B.B فٹ نوٹ :- وکلپ کے سروپ کو اچھی طرح سے سمجھنے کے لئے گیان اور بھگتی کے سمبندھ میں آج کل کے تشکیہ وچار ہی ٹھیک مثالیں ہیں۔ کئی لوگ بلا شبہ یہ لے بیٹھے ہیں کہ گیان و بھگتی دو علیحدہ ستا ہیں۔ ایک پرش دوسرا استری ہے۔ یہ دونوں مختلف جاتی کے ہیں لہٰذا یہ ایک دوسرے سے نہایت برخلاف ہیں۔ لیکن یہ صاف طور پر حقیقت ہے۔ کہ ज्ञानम् شبد پولنگ Masculine نہیں۔ بلکہ کلیپ Neuter ہے۔ انگریزی زبان میں بھگتی شبد کا کوئی بالمساوی لفظ نہیں ملتا۔ گیان ज्ञान (ज्ञा جانا) مصدر سے بنتا ہے۔ جس کا مطلب چت ادھین Mental کرم ہے بھگتی भक्ति (سیوا کرنا) भज دھاتو سے بنتا ہے۔ جس کا مطلب ادھیاتم کرم Spiritual action سے ہے۔ دونوں کا مصدر کی رو سے مفہوم ایک ہی تو (حقیقت) یعنی ادھیاتم کرم کو مطلع کرتا ہے۔ وکلپ (منوکلپنا) کی بھی خوفناک پرکرتی ان کے خلاف ظہور کو دکھلاتی ہے بحوالہ IV/15

نوٹ از جانب مترجم:۔ وکلپ کی جتنی بھی مثالیں تشریح میں آتی ہیں مثلاً پرش کا چیتن سروپ لسکریا پرش "فلاں ہے تھا اور رہے گا" اجنم دہرم والا پرش یہ سب بھگوان ویدویاس نے اپنے بھاشیہ کے اندر دیکر پھر اس کا جواب واضح کیا ہے اس میں پرش پر اروپت کیا دہرم لشیدھ روپ ہے۔ اور سمبندھ کا ہونا اور کال کی گنتی وغیرہ کا ظاہر کرنا وکلپ کی مثالیں ہیں۔ اور قابل غور ناظرین اوم ہیں بنگالی بابا نے مزید بھگتی شبدکی تہجے" مصدر سے تشریح کرتے ہوئے اس کو گیان شبد کے مفہوم میں اوجیا کرم ہی بتلایا ہے مگر لوگوں نے موجودہ زمانہ میں بھگتی اور گیان کو استری اور پرش تصور کر کے کئی قسم کے وکلپ پیدا کر کے دنیا کو گمراہ کر دیا ہے۔ اسی لیے یہ سوچنا دی ہے۔ ان برتیوں یعنی پرمان، ایپریہ، وکلپ آدی کی تشریح بھاشیہ کار اسی واسطے کرتے ہیں کہ بھولے ہوئے سنساری لوگ باطل گیان کو ستیہ گیان سے پہچان کر اپنا کلیان کریں، شاستر گیان اسی کارن لازمی امر ہے۔ اسلئے ہم سوتر وار شاستر کو ناظرین کے پیش نظر کر رہے ہیں۔

منظم لوگ سوتر مسلسل بمطابق تشریح مندرجہ بالا۔

سوتر ۱/۹

شبد گیان ہے بنیاد جس کی وستو سے شونیہ یہ بھٹکنا یہ نہ پرمان پرتی ہی نہ بپریہ کے انتر بنا گیان پہ نربھ نیتھا چیتنیم پرشیہ سروپم " کہتے ہیں جب کسی رشتہ سے سمبندھ کو سوچت کرتا ہے یہ "لسکریہ پرش" شبد کرتے ہیں سوچت کریا دہرم کو "کریا دہرم گن" رہتے ہیں بھم شکتی پر دھان میں مثالیں دیکر کہتے ہیں جب ہم "فلاں ہے تھا اور رہیگا" گنتی ہیں "پرش" ہیں مگر گنتی سے سمبندھ کال لگیگا "پرش اجنم دہرم والا ہے" مہرشی و بتے جتاتے "ہے" سوچت ہے کرتا تو بھی پرش ہیں نشیدھی دہرم مگر وکلپ سے چلتا سدا دنیا کا دہار ہے گر فی زمانہ مثالیں چاہتے ہو دھیر خوب کھوجنا

وکلپ کہیں لوگ ورش کے رچنا بابا منو کلپنا انیکوں اوداہرن دیتے ہیں بھاشیہ کار اس پر بھلا "چیتی" "سگن برہم کیسے "پرش" ہوتا ہے تب؟ سمبندھ رہت ہے "پرش" پرنتو اروپت وکلپت ہے یہ وستو میں کرتے نشیدھ ودیکی جو جانے اس مرم کو مگر کیسے جانتے ہیں اروپت سب "پرش" "گیان" ہیں "ہونا" مصدر کا مطلب حرکت سے خالی یعنی ساکن بنیگا یہی ہے وکلپ جو اس میں آروپت کیا جا سکیگا "جنم لینا روپ دہرم کا ابھاو" یہی مطلب نکالے گو "پرش" رکھتا نہیں اپنے میں ایسا کوئی بھی مرم اروپت ہیں یہ سب دہرم "پرش" جس کے زیربار ہے بابا بتاتے ہیں "بھگتی و گیان"، سمبندھی منو کلپنا

पमेह
यथा चैत
पुरुषस्य
स्वरू

सूत्र ۱۰ - ترجمہ: "ابھاو روپ گیان کو آلسمبن کرنے والی چت کی برتی ندرا ہے" لاعلمی کے علم کا سہارا لینے والی چت کی برتی کا نام ندرا ہے (نیند)

अभाव प्रत्ययालम्बना वृत्तिर्निद्रा ॥१०॥

(B.B فٹ نوٹ (نیند) اس سوتر میں پاتنجلی مہرشی "برتی" لفظ کو خاص کر کے دہراتے ہیں۔ اس کا مطلب لازمی طور پر کوئی خاص مفہوم ہے۔ اور یہ محض ندرا لفظ کو گیان کے ایک "لشبش پرکار" کے معنوں میں یہی علم کی ایک خاص قسم کو ظاہر کرتا ہے مگر نیند ایسی سنتھی نہیں یعنی وہ مقام نہیں جہاں چت تمام بیرونی برتیوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ یعنی ندرا میں باہر کبھی برتیوں کا بیج قائم رہتا ہے)

مزید جاگنے پر غور کے بعد یہ علم ہوتا ہے کہ میں سکھ سے سویا تھا۔ میرا من خوش تھا، یہ میرے علم کو صاف کرتا ہے (یہ ساتوک ندرا کہلاتی ہے B.B) جس ندرا میں دکھ یاد آئے۔ دل سست ہو، ہر گھومنے (یہ راجس ندرا کہلاتی ہے B.B) اور جس ندرا میں گہری نیند ہو اور اعضا بھاری ہوں چت تھکا ہوا ہو۔ یہ لاعلمی جیسی حالت آلسیہ سے گہری ہوئی ہو (یہ تامس کہلاتی ہے B.B)
اگر اس قسم کا گیان نہ ہوتا تو ندرا سے جاگرت ہونے پر دوبارہ سمرن (یاد رہانی) نہ ہوتی۔ اور اس علم کے سہارے اس کے متعلقہ یاد داشت (سمرتی) نہ رہتی لہٰذا ندرا ایک خاص قسم کا علم ہے، سمادھی کے حاصل کرنے کے لئے دیگر باہر مکھی برتیوں کی طرح اس کا نرودھ کرنا لازمی ہے (۱۰)

(B.B فٹ نوٹ (ج) ہم اسی وستو کا سمرن کر سکتے ہیں جس کا انوبھو پہلے ہو چکا ہو لیکن جس کو انوبھو نہیں کیا۔ ایسے کسی بھی درد یہ کا انوبھو نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہم اگر گھمبیرتا سے ندرا کو وچاریں تو ندرا اوستھا میں گیان کے دو روپوں کو صاف طور سے دیکھتے ہیں۔ ایک تو ہم بیہوش ہیں۔ دوسرے ہم بیہوشی کا علم رکھتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اپنی بیہوشی کیسے یاد آتی۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک من آتما ہے اور دوسرا اوپر آتما ہے، من آتما جاگرت سوپن۔ اور سشپتی ان اوستھاؤں کے تابع رہتی ہے، دوسری طرف اوپر آتما سدا ہی نریا (مکت) اوستھا میں رہتی ہے۔ اسے کشٹر (ابر نامی) کہا جاتا ہے کلیش، کرم، دیپک (پھل ستپتی) کے کارن روپ تین گنوں کے دلوبار کی دستار (محتی، کنٹرول) سے من آتما चित चित کو مکت کرنا ہی وگیان کے اس سدھانت (یعنی یوگ سوتر) کا متعلق (تات پریہ) ہے اس لئے بھاشیہ کار کا یہ کہنا ہے کہ ندرا چت کی ایک وشیش پرکار (خاص قسم) کی باہر مکھی برتی ہے، جسے بہت لوگ برتی روپ میں نہیں سمجھتے لوگوں کا یہ وشواس ہے کہ ندرا اوستھا کی مانند من کی اکرمنتا (بے حرکتی، بے حسی) ہی کیولیہ مکتی ہے۔ واسنوں میں اور برتیوں کی طرح سمادھی کے لئے ندرا برتی کو بھی لازمی طور پر نرودھ کرنا ہے، اس غلامی سے نجات پاکر ہماری من آتما جس سنتھتی کو حاصل کر لیگی وہ رہم سوتر کا مضمون ہے)

وضاحت مزید از مترجم :- بھگوان پاتنجلی نے سوتر کے اندر "ندرا" کی تعریف کرتے ہوئے "برتی" کا شبد استعمال کیا ہے ہالگر دوسرے سوتروں میں یعنی پرمان، برپاور وبکلپ اور سمرتی کی تعریف کرتے ہوئے یہ شبد استعمال نہیں کیا کیوں؟ اس واسطے کہ مہرشی بتلانے ہیں کہ ابھیاسی لوگ ابھیاس کرتے سمے جب چت کی اکرمنیہ اوستھا کو پراپت کر لیتے ہیں تو ایک غلط فہمی میں پھنس جاتے ہیں اور سمجھ بیٹھتے ہیں کہ انھوں نے چت کو جیت لیا ہے اور کیولیہ کو پراپت کر لیا ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے انھوں نے سپشٹ طور سے تبلا دیا کہ ندرا روپ اکرمنتا بھی باہیہ مکھی برتی ہے۔ جس سے چت کا پتن انھان ہو سکتا ہے اس لئے اس کا نرودھ کرنا بھی لازمی ہے لہٰذا ابھیاس میں کمی نہیں ہونی چاہئے، بنگالی بابا نے اس کی اچھی طرح سے تشریح کر دی ہے، مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے

منظوم یوگ سوتر مسلسل

سوتر ۱۰ // ندرا میں سپنا میں سویا جاگتا دوؤ اوستھا سہت
سرین اوستھا میں نرکرت گیان ابھاو آلمبن جو
ندرا تین پرکار کی دھارے روپ سکھ دکھ اور گاڑھ
گیان تنو ہیر کی بنا ئیں جب انگ بھی بھاری ہوئے
البو گیان کا جاگرت میں جب سمرن کرتا نر
ورتی یہ یوگ ورتی) ندرا کو کہت ہے درشن دھیر وشیش پرکار گیان
ندرا اوستھا میں بھی ہیں ہوت دو روپ کو گیان

ابھاو پرتیتی جال میں ہوئے ندرا اسے ہی کہت
باہیہ مکھی برتی کہت ہیں وہ بھی چت برتی ہو
سکھ کو ستوگنی تم جانیو، دکھ سے رجوگن کی بادھ
آلسیہ سے پورن اٹھے نر جب، تموگنی کہئے سوئے
ستیہ جانیو ابھاو گیان انوبھو کرتا نر
سمادھی پراپت کارنے نرودھ کیہ کہیں ویاس بھگوان
ایک اور ہم موہ میں وہی اور موہ رہیں بھیان

تاہیں تے ہم سمرن کریں جب جاگے آنکھیں کھول
مکت اکشٹھ ہے او تم آتما تری اوستھا پروین
من آتما چت کی شکتی کارنے ایہہ درشن وگیان
کہیں یہ بابا زور سے آکر مٹتا کبھی نہ کیو یہ ہوئے

من آتما۔ اُوچ آتما دولوں کریں سدا کلول
عن آتما چت ہے جاگرت انوبھن شپتی آدھین
گاڑھ نِدرا کو سوتر لوگ ہیں سمجھ سادھی انتھان
نِدرا ز ددھرا وشیہ دھیر تاہیں تے چت ہوگئی ہوئے

سوتر ۱۱۔ ترجمہ: انوبھو کیے ہوئے وشیوں کا نہ بھولنا
دارنھات دھارنا شکتی اسمرتی ہے"

प्रनु भूत विषया संप्रमोष: समृति: ॥११॥

انو بھو کیے ہوئے وشیوں کا نہ بھولنا یعنی دھارنا شکتی (کا نام اسمرتی ہے (بھاشیہ کار سوال اٹھاتے ہیں کر) کیا چت گیان کو سمرن کرتا ہے یا وشیہ کو؟ (آہ) سوال پیدا ہوتا ہے کہ سمرتی کے وقت کیا چت گیان جیس کئے ہوئے علم کو یاد کرتا ہے یا اُن اشیائے کو جو علم کا مضمون ہیں)

(B.O.B فٹ نوٹ (آہ) :۔ ویدانت شاستر میں چتن کے چار حصہ ہیں یعنی پرما (چینتی) پرماتا (چیتنیہ) پرمان (رچت) اور پرمے (چیت) یہاں "پرمان" اور پرمے، "چیتنیہ" کے باہیہ رُوپ ہیں اور پرما اور پرماتا ادھیاتم رُوپ)

پرما - پرماتا - پرمان، پرمے، بروئے ویدانت
چینتی، چیتنیہ، رچت، چیت۔ بروئے یوگ سوتر
دیکھو نقشہ اشاعت شدہ
ماہ نومبر ۱۹۵۸
ادھیاتم رُوپ چیتن کے[۱] باہیہ روپ چیتن کے[۲]

Exterior Form[۲] -- Interior Form[۱]

گیان گراہیہ یدارتھ سے رنگا ہوا ہو کر، گراہیہ وشیہ اور گرہن کرن ان دونوں کے آکار میں بھاستا ہوا اسی جاتی کے سنسکار کو بنا آرنبھ کرتا ہے،

(انو بھو کرنے کے وقت یعنی جس وقت علم حاصل ہوتا ہے، علم دو وستوؤں کی شکل اختیار کرتا ہے، ایک تو وشیہ یعنی اشیائے جن کا علم حاصل کرتا ہے اور دوسرا انتہ کرن جو کے اندر داخل ہوتا ہے۔ علم اِن دونوں کی شکل میں محسوس ہوتا ہے، انتہ کرن میں اس علم سے اسی جاتی یعنی قسم کے جس قسم کا وشیہ ہوتا ہے سنسکار بننے شروع ہو جاتے ہیں)

یہ سنسکار اپنے کو پرگٹ کرنے والے کارن (اناوی سنسکار) کے رنگ کو لیکر گراہیہ وشیہ وگرہن کرن کے سروپ اور آکار والی سمرتی کو آتپن کرتا ہے (جب سمرتی یا یاد دہانی کا وقت آتا ہے۔ تو اس گیان (یا علم والے) یہ سنسکار اس وشیہ اور انتہ کرن کے سروپ اور آکار والی سمرتی کو پیدا کر دیتے ہیں، مگر یہ سنسکار اپنے کو ظہور میں لانے والے کارن (اد بودھک) اناوی سنسکار کے رنگ کو لے کر سمرتی پیدا کرتے ہیں، یعنی بغیر اناوی سنسکار کے رنگ کے نہیں پیدا کر سکتے۔)

وہاں گراہیہ سے پہلے آنے والا ارکرن) گرہن گیان (بدھی کرم)

(B.O.B فٹ نوٹ (۲۹) بدھی (گرہن روپ گیان کرم) ابھگ پرتکشیہ" اسے ارنتھات آتین کرنیوالی چت شکتی ہے، جیسے سوپن میں بدی۔ یہ ہاتھی وغیرہ۔ یہاں یہ تصوّر نہیں ہوتا کہ یہ اشیائے وہی ہیں جو میں نے پہلے دیکھی ہوتی ہیں۔ یہاں نہیں ایک نئے رُوپ میں ہی دیکھا جاتا ہے اس کا سمبندھ پرکرتی سے ہے) جب انتہ کرن میں علم پہلے ہی ہوتا ہے۔ اور یہ پیدا کرنے والی چت شکتی وشیہ کا معاملہ پیدا کرتی ہے جیسے خواب میں دریا وغیرہ۔ یہ گیان آکار سمرتی ایک بدھی کرم ہے۔ اس کو ابھگ پرتکشیہ کہتے ہیں جس کا سمبندھ پرکرتی سے ہے)

اور جیسا ہیں گرہن کرن" سے پہلے گراہیہ وشیہ آتا ہے۔ وہ سمرتی ہے (II)

(B.B فٹ نوٹ (II) سمرتی "پرتی بھاگ پرتکشیہ" ہے یعنی پریہ اتپن کرنیوالی چت شکتی جیسے کپورتھلہ کا وہی ہاتھی امرتسر میں ہے وغیرہ اس کا سمبندھ نمست یعنی ادبودھک کارن سے ہے) (پرتی بھگ پرتکشیہ جہاں پہلے کوئی وشیہ یا شے بطور ادبودھک کام کرتا ہے اور گیان یعنی علم اس کے پیچھے آتا ہے جیسا کہ امرتسر میں پہلے ہاتھی دیکھ کر کپورتھلہ کا ہاتھی یاد آگیا۔ امرتسر کا ہاتھی ادبودھک ہوا اور کپورتھلہ کا ہاتھی سمرتی ہوئی)

یہ سمرتی (پرتی بھگ پرتکشیہ) بھی دو قسم کی ہوتی ہے (۱) بھاوی سمرتویہ یعنی پیدا کر کے سمرن کرنے یوگیہ پدارتھ (۲) ابھاوی سمرتویہ یعنی نہ پیدا کر کے سمرن کرنے یوگیہ پدارتھ۔ خواب کے وقت بھاوی سمرتویہ (جیو دوارا سرشٹی پدارتھوں) اور جاگرت کال میں ابھاوی سمرتویہ (ایشور دوارا بنائے گئے پدارتھوں کو سمرن کرنے والی ہے (B)

(B.B فٹ نوٹ (B) بھاوی سمرتویہ کو پرتی بھاسک ستا یعنی خوابی یا جیو سرشٹی کہا جاتا ہے۔ اور ابھاوی سمرتویہ ویوہارک ستا یعنی ایشوری سرشٹی، درشمان جگت کہا جاتا ہے۔ ویدانت فلاسفی اس ویوہارک ستا یعنی ایشوری سرشٹی کو فوقیت نہیں دیتی۔ کیونکہ ویدانت میں کرم بھوگی کے پارشدھ تتو "وستو" کا ورنن ہوتا ہے۔ ہمیں سدا دھیان میں رکھنا چاہئے کہ برہم جگیاسا کے لئے یوگتا روپ ساوھن چتشٹ سنپتی ہونا ہی ویدانت درشن کی بنیاد ہے۔ باہرمکھی سنسکاروں کو با ترکیب نشٹ کر کے نردوھ سنسکار کی بدھی (ترکیب) یعنی اس کا سروپ دکھانا ہی یوگ سوتر کا لکشیہ (مقصد) ہے۔ اسی وجہ سے یہ شاستر ویوہارک ستا سے شروع ہوتا ہے)

یہ سب سمرتیاں پرمان، ویپریہ، وکلپ، ندرا اور سمرتی کے انوبھو سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ سب چت کی برتیاں سکھ دکھ موہ کے روپوں والی ہیں۔ سکھ، دکھ اور موہ کا کلیشوں کے مضمون میں ذکر آئے گا۔ "سکھانو بھو" کے پیچھے راگ، اور دکھانو بھو کے پیچھے دویش رہتے ہیں۔ اور موہ اودیا ہے۔ ان سب برتیوں کو نرودھ کرنا ضروری ہے۔ ان کے نرودھ کرنے پر سمپرگیات اور اسمپرگیات سمادھی آتی ہے۔

از مترجم:۔ ویدانت میں پہلے دویت یعنی پرپنچ کو سدھ کر کے بعد ازاں ادویت کو ثابت کیا جاتا ہے۔ اور ادویت کو ثابت کرنے کے بعد دویت کی تردید کی جاتی ہے۔ یہاں بھی پہلے درشمان جگت کو مان کر اور برتیوں کی تشریح کر کے پھر بذریعہ نرودھ اسمپرگیات تک پہنچنے کا اپدیش ہوتا ہے جس میں درشیہ پرپنچ کا ابھاو ہوتا ہے۔

مشکل الفاظ کی تشریح:۔ (۱) گراہیہ وشیہ۔ اشیائے دنیا objects (۲) گرہن کرن:۔ انتہ کرن Receivable (۳) ابھگ پرتکشیہ۔ گیانا کاربدھی کرم۔ گیان کرم گرہن روپ Receivable instrument Productive Faculty (۴) ... (۵) سمرتی پرتی بھاگ پرتکشیہ ہے Intelligence is Productive faculty Memory is Reproductive faculty. (۶) بھاوی سمرتویہ Produced Memorabia (۷) ابھاوی سمرتویہ ← Unproduced Memoralia. (۸) پرتی بھاسک ستا Visionary Phenomenon (۹) ویوہارک ستا Creation of Mind, Creation of God. The Worldly phenomenon.

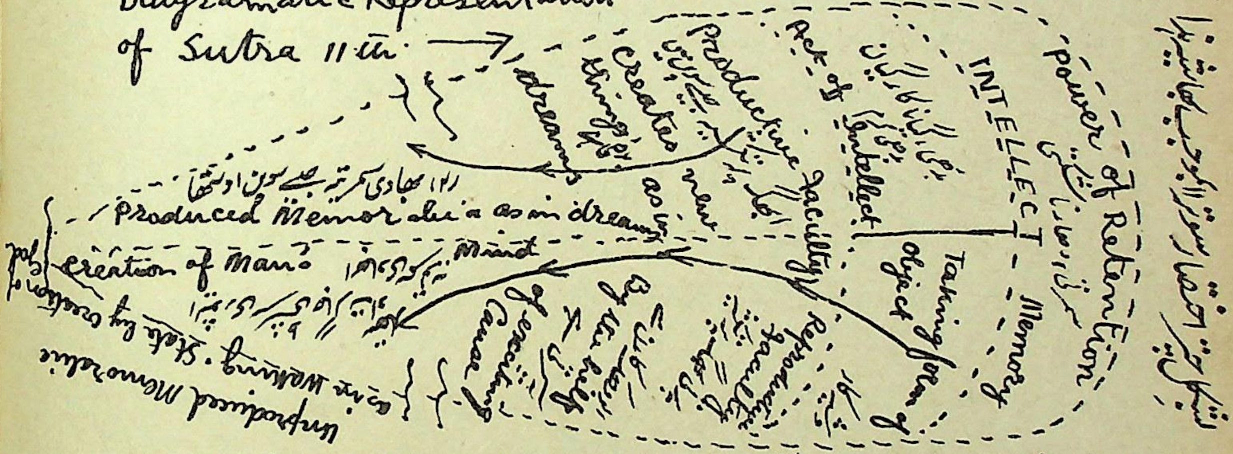
یوگ سوتر منظم مسلسل مطابق تشریح مندرجہ بالا:۔

یوگ سوتر ۱۱/ چت شکتی جو بھو دے نہیں گت وشیوں کا انبھو
چت جب سمرن کرے تو کیا وشیہ یا اس کا گیان؟

دھارن کی اس چت شکتی کو سمرتی کہیں منی سب
مہرشی پرشن کرت ہیں تس کی کیا پہچان؟

گراہیہ، گرہن کے رنگا کار میں چت گیان کا بھاس
اناوی سنسکار کے بل سے پڑھنے پرگٹ کریں سروپ
۱. ابھگ پرتکشر (۱) جہاں گراہیہ سے پہلے چت برتی گرہن کرن ہے آن
۲. پرتی بھاگ پرتکشر (۲) جہاں گرہن کرن سے پورو گراہیہ وشیہ انو بھوت
۳. بھاوی سمرتویہ (۳) ایہہ سمرتی دو پرکار کی ایک سوپن کال میں ہوئے
۴. ابھاوی سمرتویہ، برتی بھاسک شکتا، وِدہارک شکتا (۴) جاگرت کال دوئی سمرتی سروپ پرتھا الیسو کہے بنائے
ایہہ سمرتی او تیرہی کسی نرت کارن کے ہیت
۵. برتی بھاسک شکتا (۵) سوپن کال کی سمرتی رچیتی نے سب کھیل
سرو سمرتی اتپن ہو بیس ان پنچ برتی کے رنگ
جب ہوت سرو نرودھا او شیہ سم پرگیات پراپت ہو

یہ سنسکار اتپن کرے سدا اسی جاتی کے خاص
گراہیہ وشیہ او گرہن کرن کے رنگ کا دیکھیں روپ
تت کال تم جانیو ایہہ بدھی کرم ہے گیان
سمرتی تس کو کہت ہیں گیانی جن او دھوت
جیو دوارا سرشٹ پدارتھ دیکھیں سبھی جب سوئے
چت شکتی کا کھیل ہے یہ گیانی نہ دھوکہ کھائے
چت برتی پورنہ اتپن کرے وشیہ کا سمبست
سبھاو سنبندھت پرکرتی سے اس کا ہے میل
سکھ دکھ اور موہ سروپ کلیش آدی کے انگ
تال تے انتم اسم پرگیات پھل وھیر سمانپ ہو

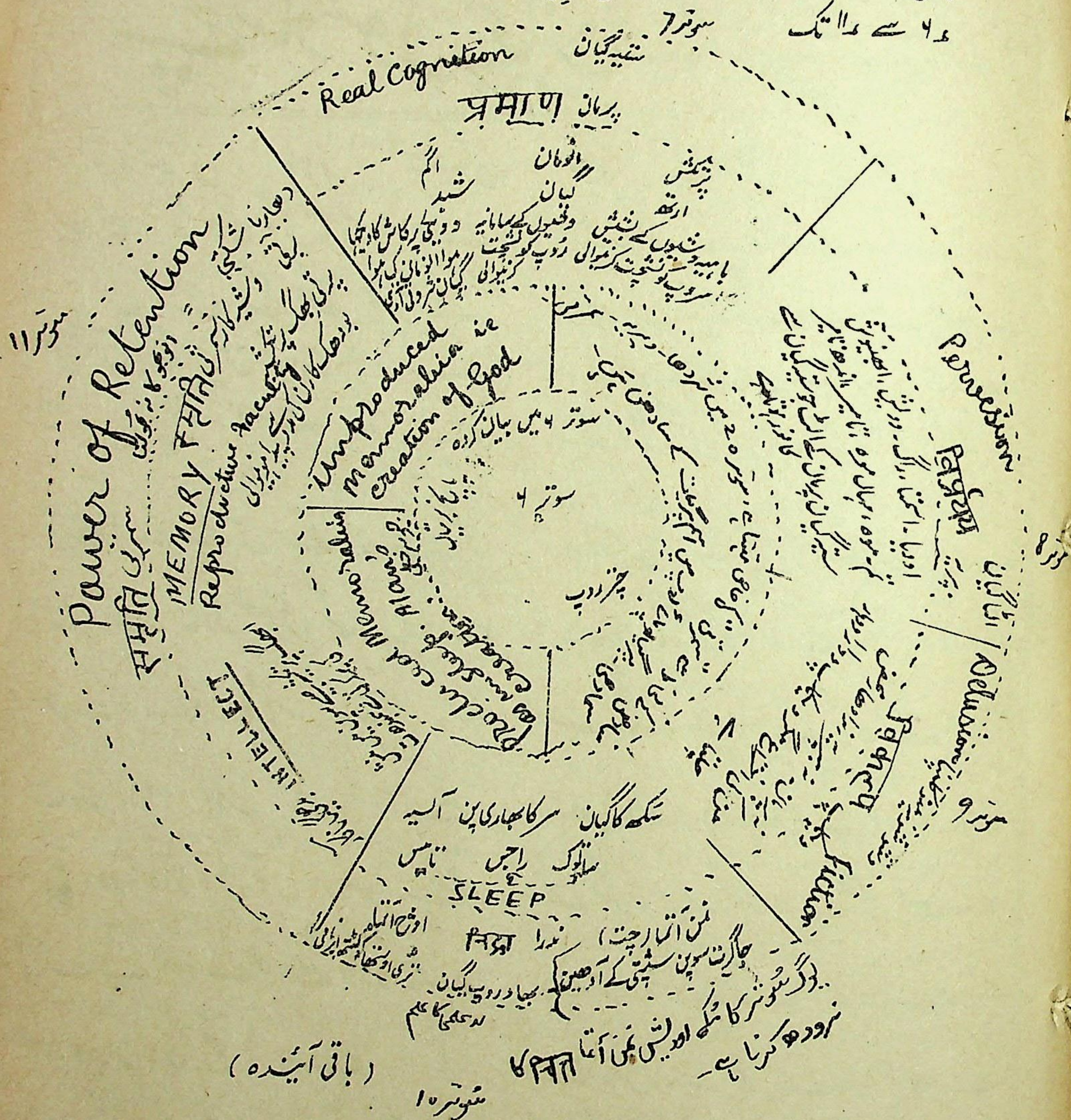


ناظرین اوم کی سیوا میں التماس ہے کہ ان کو "سمرتی" سوتر ۱۱ کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرنا چاہئے کیونکہ "سمرتی" برتی ہی انسان کو جنم مرن کے چکر میں گھماتی ہے۔ بار بار یونیوں میں ڈالتی ہے "سمرتی" ہی انسان کو اپنے عملوں کا ذمہ وار ٹھہرا کر اس کے پھل روپ بھوگ بھوگاتی ہے۔ اگر "سمرتی" قائم اعظم بھگوان عائد نہ کرتے تو دنیا میں نہ پاپ کی سزا اور نہ پن کا پھل کسی کو ملتا، گویا قانون سمرتی برتی کو استعمال کر کے عدالتیں مجرموں کو سزا دیتی ہیں اور فیصلہ جات دیوانی بھی اسی پر مبنی ہیں۔ قانون شہادت محض سمرتی برتی کو بروئے کار لانے کا دستاویز ہے "سمرتی" برتی سے ہی پنر جنم کا ثبوت شاستر کاروں نے دیا ہے۔ دوسری جانب "سمرتی" برتی یعنی دھارنا شکتی کے ذریعہ ہی منش موکش پد تک پہنچتا ہے تمام سادھن "سمرتی" کو پشٹ کرنے کی خاطر پریوگ میں لائے جاتے ہیں۔ اگر نرودھ مکھی برتی دیو متعلق سنسکاروں کی سمرتی نشٹ کرتی ہے۔ تو دوسری جانب پرگیا روپی دیویہ سمرتی اتپن کرتی ہے جب تک سادھک اپنے سروپ کی سمرتی کو پراپت نہیں کر لیتا ایسا کرم جاری رہتا ہے گویا "سمرتی" ہی منش کے اودھار کا کارن بنتی ہے۔ اس لئے "سمرتی" کی اصلیت انکو سمجھنا از حد ضروری ہے۔ آگے چل کر ۲۰ ویں سوتر میں "سمرتی" اپائے پرگیا روپ سادھن کا ایک خاص جزو ہے جس کی ابھیاس سے پراپت کی جاتی ہے۔

Diagramatic Representation of Sutras 6 to 11

MENTAL OPERATIONS چت برتیاں

بشکل دائرہ اختصار سوتر ۶ سے ۱۱ تک



سچّے سادھو کی پہچان

مرسلہ شری اے آر۔ ڈاور

از قلم شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج

م۔ مزہ فقیری دا اوہ چکھے — بےغرض، بے مرض، بے فرض ہووے
پھاہی شرح والی توڑ تاڑ ڈالے — بے مذہب، بے غضب، بے کذب ہووے
دنیا نال نہ بھل کے ہتھ بھیڑے — بے داگ، بے لاگ، بے واگ ہووے
من تن تے دھن قربان کردے — بے سر، بے ڈر، بے زر ہووے
لاطمع، لاجمع ہمیش رہے — بے آس، بے پاس، بے واس ہووے

جیسی آئے نیّت تے رہے راضی — بے سوچ، بے موچ، بے پوچ ہووے
پت پرت ساری گھول گھال پیوے — بے نام، بے کام، بے دام ہووے
نخرے ٹخرے دی بو نہ رہے ماسا — بے رنگ بے ڈھنگ بے ننگ ہووے
ف، ق، ی، ر نوں یاد رکھّے — بے پرواہ، بے چاہ، بے آہ ہووے
داغ دوئی والا دل توں دھو سٹّے — بے فکر، بے ذکر، بے مکر ہووے
شک شبے جھوٹے موٹھے دور کردے — بے شک، بے جھک، بے ٹھک ہووے
جسم و جان دی کجھ نہ رہے رتی — بے نان، بے نشان بے مان ہووے
وانگ الف رہے سدا الف ہو کے — بے کار، بے یار، بے نار ہووے
گو بند دار چڑھ کے اناالحق بولے — بے دھڑک، بے رڑک، بے کڑک ہووے

مہاتماؤں کے جیون چرتر

از
شری سوامی
رام لال
رکھی کیش

سمدرشی بھاؤ، پرانی ماتر میں انوراگ اور
ورکت ہیا مہاتماؤں کے بھوشن بتلائے گئے ہیں۔
اُتراکھنڈ ہمالیہ کے پرسدّھ مہاتما پرم ہنس شٹھی، برہم
شروتری، ویدانت کیسری شری سوامی تپووَنم جی مہاراج نے سمت ۲۰۱۲
بکرمی ماہ ماگھ پورنماشی پراتہ کال برہم مہورت کے سمے کیولیہ سمادھی
لے لی۔ ادھیکات اُتراکھنڈ کی ایک دربیہ جیوتی است ہو گئی۔ شری
سوامی جی کا جنم استھان مدراس پرانت بتلایا جاتا ہے۔ جہاں
شری سوامی شنکر آچاریہ جی کا جنم اُسی پرانت کیرل دیش
میں ہوا تھا۔ سوامی جی کے تپو مئے درشن سے انومان ہوتا تھا کہ
کیا یہ آدی منیشوروں میں سے کوئی ایک منیشور تھے۔ یا بھگوان
شری شنکر آچاریہ جی کے ہی سروپ تھے۔
شری سوامی جی مہاراج کا جنم ایک سرلیشٹ کل میں ہوا
تھا۔ ویراگ کی مورتی جنہوں نے سنسار کے سمت بھوگوں کو
تلانجلی دے کر آتم وشیک گیان پراپتی ہت برہمچریہ آشرم سے
ہی سنیاس لے کر آتم انوبھو دوارے پراچین بھارت سنسکرتی کو
پرجلت کر دیا۔ انہوں نے سنہ ۱۹۳۰ سے پہلے کیلاش مانسرور
کی یاترا پیدل بار تبت کے راستے اور دوسری دفعہ الموڑہ کے
راستے کی تھی۔ اس کے مابعد اُن کا نواس استھان اُتر کاشی
گنگوتری ہنسو تکھ اور رکھی کیش بنا رہا۔ اور سدا کے لئے اپنے
پرانت کو خیرباد کر دیا۔ سوامی جی مہاراج انگریزی اور سنسکرت
بھاشا کے دارشنک وِدوان تھے۔ اور بھگوان شری سوامی
شنکر آچاریہ جی کے ادویت واد سدھانت کے انویائی تھے
سادھو، مہاتما، راجے، مہاراجے، جگیاسو جن ودیشی لوگ
اِن کے ست سنگ میں شامل ہو کر برہم وچار میں نمگن ہو کر امرت
کا رس پان کرتے تھے۔ گیانیوں میں شرومنی سوامی جی مہاراج
اپنے ہنس مکھ تیجسوی چہرے، آتم اکرشن شکتی، انبھو کے
پربھاؤ شالی وچنوں دوارہ جگیاسوں پر امرت ورشا کرتے
تھے۔ آپ کا کتھن تھا کہ سنیاس (تیاگ) اور ویدانت ساتھ ہی
ساتھ چلتے ہیں۔ کیونکہ تیاگ کے بنا ویدانت اور ویدانت
کے بنا سنیاس نرارتھک ہی ہوں گے۔ سوامی جی مہاراج ویدانتا
آچاریہ ہوتے ہوئے بھی عام سبھا میں گرہستیوں کو اُن کی یوگتا کے
انوسار نشکام، ایشور ارپن کرم اور بھگتی مارگ ارتھات پر میرا
مریادا کے مطابق گرہست آشرم سے وان پرست تدنتر
سنیاس آشرم میں پرویش کرنا بتلاتے تھے۔ اسی لئے سائل کو
بھی سنہ ۲۰ پچاس سال کی آیو کے سمے وان پرست آشرم
میں پرویش کرنے کی آگیا دی تھی،
برہم پراپتی کے وشے میں اُن کا کتھن تھا کہ نرگن میں
ورتی کا رہنا ہی سب سے بڑا ابھیاس ہے، انبھوی مہاتماؤں
کے سماگم دوارا ادھیاتم نروپن کا شن کرنے سے سروپ استھتی
مارگ کے کواڑ کھل جاتے ہیں۔ ادھیکات سروپ میں ورتی
لگانے سے ورتی تمرروپاکار ہو جاتی ہے ارتھات تداکار
ہو جانے پر سادھک آنند کا رس پان کرنے کا ادھیکاری
بن جاتا ہے۔
سمادھی اور ترُیا اوستھاؤں میں آہنگ ورتی سوئے
سروپ میں ولین ہو جاتی ہے۔ تب آتم جیوتی پرکاش سے
اتی رکت انیہ (دوسری) کوئی بھی وستو ودھیمان نہیں رہ
جاتی۔ ترُیا اوستھا میں گیان پرکاش کے پربھاؤ سے باہر مکھ
اوستھا میں بھی سادھک کا چہرہ تیجسوی دکھائی پڑتا ہے،
ترُیا اوستھا میں ورتیوں کا ابھاؤ نہیں مانا گیا۔ بلکہ ورتیوں کا
نرودھ ہو جانا بتلایا گیا ہے، کیونکہ ورتیاں اگر لوٹ کر دالیں۔

سچّے سادھو کی پہچان

مرسلہ شری اے۔ آر۔ ڈاؤر

از کوی راج سرداری لال ویدّ

ع عرض ہیں کراں فقیراں اگے — ہور وہ کھڑی کرنی اُداس کی اے
جھگڑے فقراں ہُن تے چھڈ دِتے — پھیر کرنی جگت دی آس کی اے
پچھ جسم والی جدّوں ہٹ جاوے — پھیر کرنی جگت وِچ واس کی لے
بھاویں مذہب جدّوں کٹ جاوے — پھیر کرنی اوہناں گل خاص کی اے
فقراں والا جِنہاں ایہہ اے پاس کیتا — اُنوں ہور کسے دی آس کی اے
جنہاں سب نُوں اپنا رُوپ جاتا — پھیر ہونا اوہناں اُداس کی اے
چاروں طرف گوبند جنہوں نظر آوے — پھیر اوس نے کرنی تلاش کی اے
جنہاں دِلاں وِچ پربھو پرکاش ہووے — کرنا اوہناں نے ہور پرکاش کی اے
جنہاں کام تے کرودھ نُوں مار لیتا — کرنا اوہناں نے ہور سنیاس کی اے
کپڑے مِلے تاں تن نُوں ڈھک لیتا — اوہناں کتنی پھر کپاس کی اے
جنہاں وہڑے وِچ کپلا گئو بنھی — اوہناں ڈھونڈنا چارہ تے گھاس کی اے
جیہڑے برہمچریہ دی کرن پوجا — کرنا اوہناں نے بھوگ بلاس کی اے

جناں دِلاں وِچ ایکتا سدا رہندی — اونہاں کرنا پریم پرکاش کی اے

پُھل سنگھیا جناں توحید وچوں: — ہور لینی پُھلاں دی باس کی اے

جھگڑے جناں نے جگ دے چھڈ دتے — جانا اُنہاں نے پیچھے بن باس کی اے

جیہڑے پہنچ گئے تنّاں سماناں اُتے — کرنا اُنہاں دا کال نے ناس کی اے

جیہڑے کال دے کال اکال ہو گئے — کرے اُنہاں دا کال بناس کی اے

کراں کی میں اپماں یوگیاں دی — کرن واسطے میرے پاس کی اے

امرت گیان والا جناں پان کیتا

کویراج پھر بھکھ تے پیاس کی اے

وید بھوشن پنڈت رام گوپال شاستری ویدک سکالر کی تیار کردہ

چند ادویات

۱۔ کاسا۔ یہ کالی کھانسی کی دوائی۔ جب بچوں کو کالی کھانسی ہوتی ہے تو کھانستے کھانستے الٹی ہو جاتی ہے، منہ نیلا اور لال ہو جاتا ہے سانس رکنے لگتا ہے اگر اس کا علاج نہ کیا جائے تو یہ تین تین ماہ تک رہتی ہے، یہ کھانسی ایک بچے سے دوسرے بچے کے ساتھ کھیلنے سے بھی ہو جاتی ہے کاسا دوائی کے استعمال سے یہ بیماری دور ہو جاتی ہے مکمل آرام کے لئے تین ٹیوب کافی ہیں قیمت فی ٹیوب ۱/۱۰/-

۲۔ سنودھنی کریم۔ جوانی کے کیل، مہاسے دور کرتی ہے چہرے کو سندر اور ملائم بناتی ہے، قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ

۳۔ برمینو دماغی کام کرنے والوں کے لئے یہ ایک تحفہ ہے دماغ کی تھکاوٹ اور یادداشت کی کمی کو ٹھیک کرتی ہے پڑھنے والے ودیارتھیوں اور دماغی کام کرنیوالوں اس کا استعمال ضرور کرنا چاہئے یہ دوائی برہمی بوٹی، شنکھ پشپی، ورشج وغیرہ کئی بوٹیوں سے بنی ہوئی ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ آٹھ آنے -/۲/۸ ہے۔

۴۔ بال شکتی بچوں کو تندرست بناتی ہے اور بنا تکلیف دانت نکلنے میں مدد دیتی ہے، قیمت ایک شیشی ایک روپیہ۔

۵۔ دھتول گولیاں اور تیل جن لوگوں کے بال چھوٹی عمر میں سفید ہو جاتے ہیں انہیں دھتول گولیاں اور تیل استعمال کرنا چاہئے۔ دھتول تیل اور گولیوں کا استعمال بالوں کو پیش از وقت سفید ہونے سے روکتا ہے قیمت ۶۴ گولیاں ایکماہ کے لئے چار روپے تیل فی شیشی ایک روپیہ ۱۰ آنہ کل -/۵/۱۰ روپیہ

۶۔ نشکل وٹی بھاری خوراک کی وجہ سے جب ہاضمہ کمزور ہو جاتا ہے تو بدہضمی کی بیماری شروع ہو جاتی ہے کھٹی ڈکاریں آتی ہیں، منہ سے پانی بہتا ہے اور چھاتی میں جلن ہوتی ہے اس وقت نشکل وٹی معدہ کو قوت بخشتی ہے قیمت فی شیشی ۳۲ گولیاں -/۱/۱ روپیہ

۷۔ لوہ چندر ریکا۔ جن بچوں بوڑھوں اور نوجوانوں میں فولاد اور جونہ کی کمی ہو جاتی ہے ان کا جسم کمزور ہو جاتا ہے تھوڑی دیر چلنے سے ٹانگیں تھک جاتی ہیں، تھوڑا بوجھ اٹھانے سے کمر دکھتی ہے ایسی حالت میں لوہ چندریکا، آئرن کیلسیم کمپونڈ نیا خون پیدا کرتی ہے اور ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے قیمت فی شیشی ۴۰ ٹکیہ دو روپیہ۔

۸۔ اپنڈی سائیٹس کورس۔ پیٹ میں اندھی آنت کی سوجن کو انگریزی میں اپنڈی سائیٹس کہتے ہیں۔ بڑی خطرناک بیماری ہے جب اس کے دورے پڑتے ہیں تو اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ مریض اچھل کر لوٹ پوٹ ہونے لگتا ہے اور آنت پھٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اس بیماری کو دور کرنے کیلئے ۴۰ دن کا کورس استعمال کریں قیمت پورا کورس ۴۰ دن چالیس روپیہ آدھا کورس ۲۰ دن بائیس روپیہ -/۲۲

۹۔ کونٹھلا۔ آجکل گلوں کی سوجن کی بیماری عام ہو گئی ہے زیادہ تر بچوں میں یہ بیماری پھیلی ہوئی ہے گلے کی گلٹیوں کو ٹانسل کہتے ہیں اس کے بڑھنے سے صحت دن بدن گر جاتی ہے اور دماغ کمزور ہو جاتا ہے انگریزی علاج میں اپریشن کے بغیر اسکا کوئی علاج نہیں ہماری ایجاد شدہ کونٹھلا تھوڑے دنوں میں ہی بغیر اپریشن گلوں کو ٹھیک کر دیتی ہے اور جسم کو پوری تندرستی دیتی ہے یہ دوائی ۲۵ برس کی آزمودہ دوا۔ قیمت ایک شیشی ۸۰ گولی -/۳ روپیہ

۱۰۔ پاچک۔ بدہضمی کی اعلیٰ دوا ہے جو بھاری کھانا کھانے سے پتھر کی طرح رکے ہوئے معدہ کو فوراً ٹھیک کرتی ہے قیمت فی شیشی ۳۲ ٹکیاں -/۸/۱ روپیہ

(نوٹ) مندرجہ بالا ادویات کی قیمت کے علاوہ ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہے، فہرست ادویات کارڈ لکھ کر مفت منگوائیں

فون نمبر 51946-52532

سدھاکر اوشدھالیہ آریہ سماج روڈ قرولباغ نئی دلی

اِدھر سے یارو اُٹھاؤ دِل کو

از
تحفہ درویش

ادھر سے یارو اُٹھاؤ دل کو کہ ہے یہ عالم سرائے فانی
کہاں کی دولت کہاں کی حشمت کہاں کا اوج کہاں کی رانی

کہاں کا تاج اور کہاں کا افسر کہاں کا تخت اور کہاں کا کشور
کہاں کی فوج اور کہاں کا لشکر کہاں کی شاہی کہاں کی خانی

سُنیگا بانگِ دہل کہانتک کریگا جنگ و جدل کہانتک
رکھیگا طولِ عمل کہانتک کہ چار دن کی ہے زندگانی

گیا سکندر مُوا وہ دارا رہا نہ دُنیا میں کوئی بچارا
اجل نے اک اک کو آ پچھاڑا چلی نہ رستم کی پہلوانی

کہاں وہ خسرو اور تختِ زریں کہاں وہ مسند کہاں قالین
کہاں وہ فرہاد یار شیریں رہی جہاں میں فقط کہانی

نہ زورِ بازو یہاں دکھاؤ نہ باتیں بڑھ بڑھ کے تم بناؤ
نہ روپ بہروپ بہت بناؤ بڑھاپا آیا گئی جوانی

بناتے ہو کیوں بڑی عمارت دکھاتے ہو تم کِسے امارت
فنا نے سب کو کیا ہے غارت کسی کی باقی رہی نشانی

یہاں جو آیا اُسے فنا ہے مریگا اک دن نہیں بقا ہے
لگاؤ اس سے کہاں روا ہے نہیں جو باقی و جاودانی

کہاں کا غنچہ کہاں کا گُل اور کہاں کا ریحاں کہاں کا سنبل
کہاں کا بلبل کہاں کا عشوہ کہاں کی قمری نہ باغ ہوگا نہ باغبانی

کہاں کا عارض کہاں کا عشوہ کہاں کی چشم اور کہاں کا غمزہ
کہاں کا حُسن اور کہاں کا جلوہ نہ دِل رہیگا نہ دِل ستانی

کہاں کا مجنوں کہاں کی لیلیٰ کہاں کا نجد اور کہاں کا صحرا
کہاں کی گنگا کہاں کی جمنا کہاں کا بُلبُلہ کہاں کا پانی

بتوں کو تا حق کہو نہ کافر ظہورِ حق کا ہے انہیں آخر
جو حق چھپا ہے تو ہوگا ظاہر اگر ہو مُرشد کی مہربانی

وہ نیستی کا مذاق لوٹے جو قیدِ ہستی سے اپنی چھوٹے
تراب کا دل جو سب سے ٹوٹے ملے خُدا سے بنے وہ گیانی

بھسما سُر کی کتھا (ادھیاتمک شکل)

از
پنڈت مہاراج نارائن

شکونی اسُر کے فرزند دلکا سُر نے برہما، وشنو اور شیو ان تینوں دیوتاؤں میں بھگوان شیو کو بہت جلد خوش ہونے والا سمجھ کر اُن کی پرستش بڑی بھگتی کے ساتھ شروع کی۔ شیوجی نے اِن کی تپسیا سے خوش ہو کر اِس کو اِس کی مرضی کے مطابق وردان عطا فرمایا۔ کہ جس کے بھی سر پہ ہاتھ رکھ دے وہ ہی بھسم ہو جاوے۔ شیوجی کے اِس وردان سے مستفیض ہو کر دلکا سُر کو تکبر ہو گیا۔ اور اُس نے اِس کا بیجا فائدہ اُٹھانا شروع کیا۔ پرماتما کی شکتی کو فراموش کر کے ظلم و جبر، جفا اور ستم پر کمر باندھ لی۔ اُس کے مظالم یہاں تک بڑھ گئے کہ ان سے زمین آسمان اور پاتال بھر اُٹھے، تینوں جگہ ہاہاکار مچ گیا۔ یہاں تک کہ ایک روز اُس کی نگاہ جگت جننی ماں پاروتی پر جو پڑی تو اُس نے بھگوان شیوجی کو بھی مار کر پاروتی جی کو اپنانا چاہا۔ اُس نے اِس بات کا مصمم ارادہ کر لیا اور ایک دن شیوجی کے پاس پہنچا کہ اُن کے سر پر بھی ہاتھ رکھے۔ بھگوان شیوجی اِس راکشس کی اِس دیدہ دلیری کو دیکھ کر بہت گھبرائے اور ڈر کر وشنو جی کے پاس بھاگے بھاگے پھرے کیونکہ ان کو خود اپنے وچن کا پاس تھا۔ بھگوان وشنو کو اِس کا یہ تکبر اور غداری بالکل پسند نہیں آئی اور انہوں نے اس کو اِس بدمعاشی کی قرار واقعی سزا دینے کے لئے ایک مایا رچی۔ بھگوان وشنو تکبر کے جانی دشمن ہیں۔ انہوں نے یہ کبھی کا روا نہیں رکھا۔ پھر بھلا اِس غدار اسُر کا تکبر وہ کیسے روا رکھتے یہ تو انہیں ایک آنکھ بھی نہ بھایا۔ انہوں نے فوراً ہی ایک خوبصورت نازنین کی شکل اختیار کی اور چل پڑے اِس کو اِس کی سزا دینے وہ بھسما سُر کو بھسم کیو تب نرمے بنگئے ناری وہ اِس کے سامنے جا کر رقص کرنے لگے۔ اُس کے اوپر اپنے نینوں کے تیر بان چلا کر بے حد سرد آہیں بھرنی شروع کیں۔ مالکشش یہ

اِس طرح اُنہوں نے یہ پوری طرح ظاہر کر دیا کہ وہ اُس پر دل و جان سے عاشق ہو گئے ہیں۔ بھگوان کی اِن حرکات کا بڑا اچھا اثر اسُر پر پڑا، بھسما سُر بھی اُن پر ریجھ گیا اور جس طرح بھگوان ناچتے تھے ہو بہو اِن کی نقل کر کر کے ناچنے لگا۔ بھگوان جو جو حرکات کرتے جاتے۔ بھسما سُر بھی وہی کرتا تھا۔ جب بھگوان نے دیکھا کہ ان کا پورا جادو اِس پر چل گیا ہے۔ تو رقص کرتے کرتے اُنہوں نے سر پہ ہاتھ رکھ کر ناچنا شروع کیا اور جیسے ہی بھسما سُر نے بھی یہ حرکت کی سہ

پل مارنے کی ہوئی جو دلبری
سبحان اللہ کیا شان تیری

یکایک ایک شعلہ نمودار ہوا اور دوسروں کو بھسم کرنے والا خود بھسم ہو گیا۔

جو لوگ دوسروں کو ایذا پہونچاتے ہیں، دغا بازی کرتے ہیں۔ جو اِن کو جنم دینے والا پرماتما ہے اُس کے بناتے ہوئے قاعدوں کو ٹھکراتے ہیں۔ جن میں رحم اور انکساری ذرا بھی نہیں ہوتی۔ جو اپنے مالکِ کُل کے ساتھ غداری کرتے ہیں ایسے ہی لوگ بھسما سُر کہلاتے ہیں۔ جو انسانی جسم آتم گیان کے ذریعہ مکتی داتا ہے اُسے پا کر جب انسان عذاب کے راستہ کی طرف جا کر پتت ہو جاتا ہے اپنے نیک اعمال کے ذریعہ اچھے وردان پا کر اِس کا بے جا فائدہ اُٹھانے لگتا ہے تو جس طرح بھسما سُر اپنے ہی ہاتھوں بھسم ہوا اسی طرح کئی نیک کارناموں کے سلسلے میں مکتی حاصل کرنے کے بجائے یہ جسم انسانی کبھی اپنی اگیانتا کی وجہ سے مایا میں پھنس کر بدفعلیاں اور مظالم کر بیٹھتا ہے اور اِس طرح اپنے تئیں برباد و شیت نابود کر دیتا ہے اِس لئے ہم کو ہمیشہ چاہیئے کہ لاکھوں جنموں کے پھندوں کے

پرتاپ سے جو یہ جسم انسانی عطا ہوا ہے اس کو یوں دغا بازی غداری اور زناکاری کے سے ذلیل کاموں میں نہ لگا کر اسے اچھے اچھے نیک کاموں میں لگائیں۔ جس سے خود کا، قوم کا سوسائیٹی کا اور ملک کا فائدہ ہو۔ اور بعد میں اسے مالک کی	بھگوان کے سری چرن مقدس چرنوں میں لگا کر اور تجربے سے بچتے ہوئے اس دو جہان مالک کی یاد میں محو ہو جائیں جس سے مکتی کا دروازہ کھل جاوے۔ یہی ہے تمام پوجاؤں کا مقصد۔ (ادوم شاستا)

باباجاگ

(از قلم لالہ دولت رام جی پوری
بی اے بی ٹی)

یہ وقت نہیں ہے سونے کا اٹھ نیند کو جلد ہٹا بابا
تو مایا کا ہے جاپ کرے یہ مایا ساتھ نہ جاتی ہے
اس جھوٹی دنیا داری کے پھندوں میں پھنس نہ جھوٹے سبھی
جب دم کر پران نکلتے ہیں اس دم جو بنے سہائی ہے
دکھ دور جو تیرے روز کرے جو پیٹ کو تیرے بھرتا ہے
تو عاشق بن معشوق وہ ہے تو عابد بن معبود وہ ہے
جو یاد پربھو کو کرتا ہے آنند ہمیشہ پاتا ہے
یہ ہستی مثل خواب تیری مٹ جائے مثل حباب کبھی
جو رب نے تجھ کو بخشا ہے تو بخشش مادم غربا کو
وہ مایا کے جو پھندے ہیں بیوپار یہ سارے گندے ہیں

ہے جنم تجھے انمول ملا اٹھ رب سے پریت لگا بابا
جس کام ہمیشہ آنا ہے تو اس کی الکھ جگا بابا
یہ دیش پرایا ہے دنیا تو اپنے دیش کو جا بابا
اس ایشور کو پرمیشور کو نہ من سے بیٹھ بھلا بابا
اس رازق کے دن رات سدا گن سے دل سے گا بابا
گر عشق ہی تو نے کرنا ہے تو اس سے عشق جتا بابا
کر یاد ہمیشہ اس کو تو اور جنم کو سپھل بنا بابا
جو بہشتی مدامی چاہے تو دل ایشور سے تو ملا بابا
جو بھو کے ہیں نادار بشر تو ان کو خوب کھلا بابا
تو ایسے جھگڑوں دھندوں میں ہرگز نہ بھول کے آ بابا

اٹھ مضطر جلدی ہوش میں آ۔ تو ایشور سے تو جلد لگا
ہے تیری بھلائی اس میں نہاں تو ایشور کو اپنا بابا

سوانح زندگی منصور ابن حلاج رحمتہ اللہ علیہ

از سید اقبال احمد جونپور

حالاتِ زندگی: حضرت منصور ابن حلاج کی شخصیت دُنیا کی اُن شخصیتوں میں ہے کہ جس نے جان تو دیدی ہو مگر یہ کہنا گوارا نہ کیا ہو کہ یہاں غیر حق کا بھی وجود مجازی ہے اور یہ توحید کا بہت ہی اعلیٰ مرتبہ ہے۔ آپ نے سب سے پہلے حضرت عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ سے مقام تستر میں علم حاصل کیا اس وقت آپ کی عمر ۱۸ برس کی تھی۔ اُس کے بعد آپ بصرہ تشریف لے گئے اور کچھ روز وہاں قیام کیا بعدہ آپ بغداد تشریف لے گئے اور حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا اور حضرت جنید نے آپ کو خلوت و سکوت کی تعلیم دی آپ کچھ روز صحبت میں رہ کر حجاز کو روانہ ہو گئے وہاں دو سال تک مجاور رہے اور پھر اُس کے بعد صوفیوں کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد آئے اور حضرت جنید سے ایک مسئلہ دریافت کیا جس کا جواب آپ نے نہ دیا اور فرمایا کہ تو بہت جلد لکڑی کا سر نح کریگا یعنی تو سولی پر چڑھایا جاوے گا آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ جس دن میں سولی پر چڑھوں گا حضور بھی اہل ظاہر کا لباس زیب تن کریں گے اور حضرت جنید رح کے عدم جواب سے آپ بہت ہی ملول و رنجیدہ ہوئے اور پھر مقام تستر تشریف لائے اور ایک سال قیام کیا آپ کی بزرگی عبادت و ریاضت دیکھ کر بہت لوگ آپ کے معتقد ہو گئے۔ آپ کی آزادی کا یہ حال تھا کہ آپ اہل زمانہ کا پاس و لحاظ نہ کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے بہت لوگ آپ کے حاسد اور دشمن ہو گئے۔ اور جب بغض و حسد کی آگ بہت روشن ہوئی تو آپ کو بہت رنج ہوا کر آپ نے صوفیوں کا لباس اُتار کر دنیا داروں کا لباس زیب بر کیا اور ۵ برس تک مفقود الخبر رہے مگر اس زمانہ میں آپ کا قیام خراسان تو کبھی ماورا النہر تو کبھی ایران و توران رہا اس کے بعد آپ پھر بصرہ میں رونق افروز ہوئے اور دُنیا داروں کا لباس ترک کر کے صوفیوں کا لباس پہنا اور بہت سے صوفیوں کے ہمراہ مکہ معظمہ پہنچے تو حضرت یعقوب نہر جوری نے کہا کہ یہ تو جادوگر ہیں۔ اُس کے بعد پھر آپ بصرہ میں تشریف لائے تو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ اب اُن ملکوں کی طرف جانا چاہیئے۔ جو مشرک ہیں یعنی خدا کے ساتھ عبادت میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔

ان کو صرف ایک خدا کے عبادت کی دعوت دی جائے اور اس کے بعد آپ ہندوستان تشریف لائے اور کچھ روز قیام کیا اور مخلوق خدا کو توحید خالص کی تعلیم دی پھر خراسان ماورا النہر ہوتے ہوئے چین میں آکر ٹھہرے اور لوگوں کو صرف ایک خدا کے ساتھ معروف کرنے کی کوشش کی اور اس بارے میں کتابیں لکھیں اور لوگوں کو دیں اور جب آپ اپنے مقام کو واپس گئے تو ایشیا کے مختلف شہروں کے لوگوں نے آپ سے متاثر ہو کر آپ کو خطوط لکھے اور نئے نئے خطابات سے آپ کو نوازا، ہندوستان کے لوگ آپ کو ابوالمغیث) لکھتے تھے۔ اور اہل چین ابوالمعین) اور خراسان والے ابوالممیز، اور اہل فارس (ابوعبداللہ زاہد) اور اہل خوزستان حلاج الاسرار، اور بغداد والے مصطلم اور بصرہ والے مجبر کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ہر ملک کے لوگوں نے آپ کو ایک الگ خطاب دیا تھا اُس کے بعد پھر آپ مکہ معظمہ تشریف لائے اور دو برس قیام کیا اب کی مرتبہ آپ کی حالت متغیر تھی آپ لوگوں سے ایسی باتیں بیان کرتے تھے کہ کسی کے سمجھ میں نہ آتی تھیں۔

آپکی کرامات: آپ کو حلاج اس وجہ سے کہتے تھے کہ آپ کا گزر ایک روئی کے ڈھیر کی طرف ہوا آپ نے

اس کی طرف اشارہ کیا تو تمام ٹوٹے روٹی سے خود بخود جدا ہو گئے اور روٹی صاف ہو کر صاف ہو گئی۔ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ میرا دل انجیر کھانے کو چاہتا ہے آپنے اپنا ہاتھ بلند کیا تو انجیر سے بھرا ہوا ایک طباق آپ کے ہاتھ میں آگیا تو آپنے خواہش مندوں کے سامنے پیش کر دیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ چند دوستوں نے آپ سے حلوا گرم کی خواہش کی آپ نے کچھ دیر کے بعد گرم حلوا دوستوں کے سامنے رکھدیا سب نے کھانے کے بعد کہا کہ حضرت ایسا حلوا تو بغداد میں ملتا ہے آپنے فرمایا کہ بھائی میرے نزدیک بغداد جنگل سب برابر ہے اس قسم کے صدہا واقعات آپ کی کرامات کے ہیں۔

آپ کی ریاضت و عبادت آپنے پچاس برس کی عمر میں فرمایا تھا کہ میں نے اب تک کوئی مذہب نہیں اختیار کیا ہے۔ بلکہ تمام مذہبوں میں جو دشوار امر تھا وہی اختیار کیا ہے۔ آج گو کہ میری عمر پچاس برس کی ہے مگر ہزار برس کی نمازیں ادا کر چکا ہوں اور ہر نماز غسل کے ساتھ ادا کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپنے بہت ہی ریاضت مجاہدہ کیا تھا۔ ایک گودڑی آپ اتنے عرصے تک پہنے رہے کہ اس میں بے انتہا جوئیں پڑ گئی تھیں کہ جب لوگوں نے زبردستی اس کو اتارا اور جوں کا وزن کیا تو ایک جوں کا وزن قریباً ایک رتی تھا۔ ایک بار سفر حجاز میں چار ہزار آدمی آپ کے ساتھ تھے اور آپ کعبہ میں سر برہنہ ایک سال تک کھڑے رہے کہ دھوپ کی شدت سے گودا بہا جاتا تھا اور کھال شق ہوتی جاتی تھی اور بدن تمازت آفتاب سے سیاہ ہو گیا تھا مگر آپ حرکت نہ کرتے تھے۔ آپ نے میدان عرفات میں فرمایا کہ اے حیرتمندوں کے رہنما اگر میں کافر ہوں تو میرے کفر کو اور زیادہ کر اور اے بادشاہ اور اے عزیز میں تجھ کو پاک جانتا ہوں اور پاک کہتا ہوں تمام تسبیح کہنے والوں کی تسبیح سے اور لا الہ الا اللہ کہنے والوں کی تہلیل سے اور اے الٰہی تو جانتا ہے کہ میں عاجز ہوں تیرا شکر مجھ سے ادا نہیں ہو سکتا پس تو میرے عوض اپنا شکر آپ ادا کر کہ یہی بس ہے

آپکے ملفوظات کچھ لوگوں نے آپ سے دریافت فرمایا کہ فقر کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ فقر یہ ہے کہ ما سوا اللہ سے مستغنی ہو اور محض اللہ ہی کی طرف ناظر ہو۔ ایک مرتبہ آپنے فرمایا کہ جو کوئی نور ایمان سے حق کو ڈھونڈتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی آفتاب کو تاروں کی روشنی سے ڈھونڈے۔ آپ نے فرمایا کہ طالب حق پہلی ہی نظر میں حق کو پالیتا ہے اور اس کو کوئی شک و گمان باقی نہیں رہتا اور فرمایا جان لو کہ سب سے بڑا اخلاق یہ ہے کہ مخلوق خدا کے ظلم و جفا کا اثر و احساس تک نہ ہو۔ آپنے فرمایا کہ کدورتوں کی ملاوٹ سے عمل کو پاک و صاف کرنا اخلاص ہے آپنے فرمایا کہ مرید اپنی توبہ کے سایہ میں رہتا ہے۔ کچھ لوگوں نے آپ سے صبر کی حقیقت دریافت فرمائی تو آپنے فرمایا کہ حقیقی صبر تو یہ ہے کہ اگر ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر بھی چڑھا دیں تو زبان سے اف نہ ہو۔ اور جب یہ معاملہ آپ کے ساتھ پیش آیا تو آپنے ذرا بھی اف نہ کی۔

آپکا سبب قتل۔ آپ کے حالات ظاہری طور پر کچھ ایسے ہو گئے تھے کہ بڑے بڑے ولیوں اور عالموں کو حیرانی ہو گئی تھی اور سب سے زیادہ حیرانی کی یہ بات تھی کہ آپ حق حق انا الحق کہتے اور یہ کسی انسان کے لیے بہت ہی سخت کلمہ ہے لوگوں نے آپ سے بہت کہا کہ ھوالحق کہو آپنے فرمایا کہ واقعی وہ ذات ہمہ اوست ہے لیکن تم کہتے ہو گم ہوا ہے لیکن وہ گم نہیں ہوا ہے بلکہ منصور ہی گم ہوا ہے بحر محیط بھی کہیں گم ہوا ہے ہرگز نہیں اس پر بہت بڑی علماء کی جماعت آپ کے مخالف ہو گئی اور خلیفہ معتصم اور وزیر علی بن عیسیٰ سے آپ کی شکایت کی خلیفہ نے آپ کو قید کر دیا اس دوران لوگ قید خانے میں آپ کی ملاقات کو جایا کرتے تھے تو آپ سے کہتے تھے کہ خلیفہ اور علماء نے کہا ہے کہ آپ یہ کہنا بند کر دیں تو آپ نماز ہی پڑھا کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ تو کہتے ہیں کہ میں حق ہوں پھر یہ نمازیں آپ کس کی پڑھتے ہیں۔ آپنے کہا کہ اپنا حال ہم خوب جانتے ہیں۔ آپ کے ساتھ قید خانہ میں تین سو قیدی تھے ایک رات آپنے ان قیدیوں سے کہا کہ میں تم کو رہا کر دوں، قیدیوں نے کہا کہ آپ کیا آزاد کریں گے آپ خود تو آزاد ہو جائیے۔ آپنے فرمایا کہ میں خداوند کی

کی قید میں ہوں اور شریعت کا لحاظ کرتا ہوں اگر چاہوں تو ایک
اشارہ سے میں ساری بیڑیاں ٹوٹ جائیں۔ اس کے بعد آپ نے
قیدیوں کی طرف ایک اشارہ کیا تو سب کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں۔
قیدیوں نے کہا کہ دروازہ بند ہے ہم لوگ کدھر سے جائیں۔ آپ نے
ایک اشارہ کیا تو دیوار میں کھڑکیاں نظر آنے لگیں آپ نے
قیدیوں سے کہا کہ لو اب جاؤ۔ قیدیوں نے کہا کہ اب آپ بھی
چلئے۔ آپنے فرمایا کہ مجھ کو اپنے مالک کے ساتھ ایک راز ہے
جس کا حصول بغیر سولی چڑھے ممکن نہیں۔ صبح جو لوگوں نے
دیکھا کہ قیدیوں کا پتہ نہیں آپ سے پوچھا کہ قیدی کہاں گئے آپنے
فرمایا کہ میں نے رات سب کو رہا کر دیا۔ جب یہ خبر خلیفہ
کو پہنچی تو حکم ہوا کہ اب اگر جلدی آپ کو قتل نہ کیا گیا تو فساد
عظیم برپا ہوگا۔ پس آپ جیل خانے سے باہر لائے گئے اور
تین سو درّے آپ کو لگائے گئے مگر آپ نے ذرا بھی
آف نہ کی۔ اس کے بعد جب آپ کو سولی پر چڑھایا گیا تو ایک
لاکھ آدمی کا مجمع تھا آپ سب کی طرف دیکھ کر کہتے تھے
حق حق انا الحق ایک درویش آپ کے پاس آیا اور اس نے
پوچھا کہ عشق کیا ہے آپنے فرمایا کہ تو آج دیکھے گا۔ اس کے
بعد آپ کے خادم نے اس حال میں وصیت چاہی آپ نے
فرمایا کہ اپنے نفس کو خدا کے ساتھ مشغول رکھ ورنہ وہ تجھ کو
کسی ایسے کام میں لگا دیگا کہ پھر تو کسی کام کا نہ رہے گا۔ آپ
کے فرزند نے کچھ وصیت چاہی تو آپنے فرمایا کہ اے فرزند اہلِ
جہان نیک اعمال میں کوشاں ہیں تو ایسے کام میں کوشش کر کہ
اس کا ایک ایک ذرہ جن و انس کے تمام عملوں سے بہتر ہو اور
کچھ نہیں ہے بجز علم حقیقت کے۔ اس کے بعد آپ کو سولی
پر چڑھایا تو آپ نے دعا کی اور کہا کہ جو کچھ ہم نے چاہا پالیا اس
وقت چند مریدوں نے کہا کہ میرے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں
اور اپنے مخالفین کے بارے میں۔ آپنے فرمایا کہ تم کو ایک
ثواب اور اُن کو دو ثواب حاصل ہوں گے اس لئے کہ تم کو
میرے ساتھ محض ایک حسن ظن ہے اور وہ توحید کی قوت
اور شریعت کی سختی سے لرز رہے ہیں اور شرع میں توحید اصل
ہے اور حسن ظن فرع۔ پھر لوگوں نے آپ پر پتھر برسانا شروع
کیا مگر آپ نے ذرا بھی اُف نہ کی مگر جب علما کے اصرار سے
حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چھوٹا سا ڈھیلا آپ کی
طرف پھینکا تب حضرت نے ایک آہ سرد بھری لوگوں نے دریافت
کیا کہ اتنے پتھر برسنے پر تو آپ نے آہ نہ کی اور چھوٹے سے
ڈھیلے پر ایسی آہ سرد۔ آپ نے فرمایا کہ اوروں نے اَن جانی
میں مارا اور اس نے تو جان کے مارا۔ اس کے بعد سولی کی ٹکٹی
پر آپ کے ہاتھ پاؤں کاٹے آنکھیں نکالیں۔ ناک کان
و زبان کاٹی جس کو دیکھ کر لوگوں میں ایک قیامت برپا ہوگئی
اور عین نماز مغرب کے وقت آپکا سر تن سے جدا کر دیا گیا اور
ہر عضو جسم کو پارہ پارہ کر دیا اور دوسرے روز تمام اعضا کو
جلا کر راکھ دریائے دجلہ میں ڈال دیا تو دریا میں ایسا جوش
و خروش ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ سارا بغداد ڈوب جائے گا
مگر آپنے اپنے خادم کو پوشیدہ وصیت کر دی تھی کہ جب ایسی
صورت پیش آوے تو ہماری گدڑی دجلہ کو دکھا دینا چنانچہ
خادم نے ایسا ہی کیا بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ اہلِ طریقت میں
کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں
منصور کے معاملہ سے حیران کہ قیامت کے روز ان بد طینتوں
اور خود غرضوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ حضرت شبلی
فرماتے ہیں کہ میں اُس رات کو تمام رات نماز میں مشغول رہا اور
آخر میں ہم نے بارگاہ الٰہی میں مناجات کی اور کہا کہ اے
الٰہی یہ ایک مومن بندہ اور عارف تھا اور موحد اور محب صادق
پھر اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا گیا۔ آواز آئی کہ ہم نے
اس کو اپنا رازدان بنایا تھا اور ان رازوں کو دریائے دجلہ میں
ہم سے کہنا چاہئے تھا، مگر وہ غیروں سے کہتا تھا اور یہ
بغاوت ہے جس کی یہی سزا ہے اللہ کی رحمت ہو آپکی روح
پاک پر آمین ؎

وہ دُنیا تھی جہاں تم روک لیتے تھے زباں میری
یہ محشر ہے یہاں سُننی پڑے گی داستاں میری

(اظہار خیال) گو بظاہر حضرت منصور کے حالات ایسے

ہوں کہ کوئی تاویل و چون و چرا کی گنجائش نہ ہو، مگر جس قدر بے رحمی
سختی و بیدردی آپ کے ساتھ کی گئی وہ اور کسی بات کا نتیجہ
تھا۔ تاریخ عالم کے اوراق ایسے صدہا و ہزارہا واقعات سے
رنگین ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر ان واقعات کے
پس پشت علماء سوء اور خلیفہ و بادشاہ وقت کی تعظیم و
تکریم اور بیجا خواہش سے انحراف تھا کیا امام اعظم، شیخ
اکبر، امام غزالی، شیخ الاشراق، امام احمد، علامہ ابن تیمیہ، شاہ
ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، سید محمد جونپوری، علامہ نیازی و
علامہ علائی، شیخ سرہندی وغیرہ کے ساتھ بھی اس سے کم وحشیانہ
برتاؤ نہیں کیا گیا۔ کیا کفر و الحاد کی توپیں علماء دنیا کے فلک
بوس مکانوں میں نصب نہ تھیں۔ ہزارہا واقعات قتل و
فتنے کے ہیں مگر یہاں گنجائش نہیں حقیقت تو جب عیاں
ہو کہ جب ان شریعت کے پرستاروں کو آئینہ شریعت میں
دیکھا جاوے کہ خود انہوں نے شریعت کا کہاں تک پاس
و لحاظ کیا۔ یہاں تو صرف اتنا کہنا تھا کہ مذکورہ بالا بزرگوں کے
ساتھ جو ناروا برتاؤ و سلوک کیا گیا وہ کس بات کا نتیجہ تھا
ہمیشہ پوپ، پادری، پنڈت اور علماء سوء کی جب مطلب
براری نہ ہوئی تو اس قسم کا الزامی مقدمہ قائم کیا گیا اس میں
کلام نہیں کہ سب ہی ایسے تھے ہیں مگر اچھوں کی تعداد بہت
ہی کم ہے جیسے دال میں نمک، اور فی زمانہ تو بہت ہی
ناگفتہ بہ حالت ہے ہر طرف پارٹیاں قائم ہو گئی ہیں اور عوام
کے ذہن کو اس قدر تاریک و خراب کر دیا گیا ہے کہ حق
و باطل کا کوئی معیار ہی نہ رہا اپنے تمام باطل خیالات کو حق اور
دوسروں کے تمام حق خیالات کو باطل تصور کیا جا رہا ہے
گویا کہ سچ و جھوٹ دو نہیں بلکہ ایک ہیں۔ اپنے غلط
نظریات کی تائید کے لئے بے سروپا سینکڑوں دلیلیں
اور دوسروں کا حق سننے کے لئے تیار نہیں
دوسروں کے عیب کی تلاش و جستجو میں سب سرگرداں و
پریشاں ہیں اور اپنے عیوب پر قطعی نظر نہیں۔
آج کی دنیا عقل و خرد کی دنیا ہے ہر طرف علم کا
چشمہ بہہ رہا ہے اور ہر سمجھدار انسان دنیاوی کاموں کو اپنی
عقل و سمجھ سے کرتا ہے تو پھر مذہب ہی نے کیا قصور کیا ہے
کہ ہم دوسروں کی عقل و سمجھ سے سمجھیں و اختیار کریں جب کہ
یہی ہماری دوسری دنیا کو کامیاب و شاندار بنانے کا ضامن
ہے انسانو ہوش میں آؤ اور دنیا کے اس معلم رہبر، ہادی
کی تعلیم کو اپناؤ جس نے تمہاری دوسری زندگی کے کامیاب
بنانے کی کوشش کی ہو تعصب کو چھوڑو اور پوپ پادری
پنڈت و مولوی خازی کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ دو ورنہ اس
غلط کاری کی پاداش میں تمہارے علم و عمل سب رائیگاں
جائیں گے یہ یاد رکھو کہ مذہب ایک الہامی چیز ہے جو
خدا کی طرف سے ہے اور عقل بھی خدا ہی کی دی ہوئی ہے
تو اگر مذہب کی باتوں میں خارجی طور پر کوئی ملاوٹ نہیں
اور عقل بھی کامل ہے تو دونوں میں ٹکراؤ ناممکن ہے اور جو
یہ آواز ہر طرف سے بلند ہو رہی ہے کہ مذہب کو عقل کی
کسوٹی پر نہ کسا جائے اور نہ یہ عقل سے سمجھنے کی چیز ہے،
چاہے کوئی بات سمجھ میں آئے یا نہ آئے بس مان لو یہ محض
شیطان کا ایک فریب ہے اور جس مذہب کے پلیٹ فارم
سے یہ آواز بلند ہو اس کا دعویٰ غلط ہے گو کہ ہر مذہب میں
کم و بیش ایسے لوگ ہیں مگر وہ مذہب کے نادان دوست ہیں

پرماتما کے نام

از قلم پریم لین سوامی امرانند جی سرسوتی

خدایا مجھے حوصلہ دے کہ تجھ سے کروں چند باتیں بیاں آج اپنی
تو شاید برا بھی نہ مانے اے مالک جو کھولوں ذرا سی زباں آج اپنی

خدایا؟ اگر واقعی تو خدا ہے تو دنیا میں آنے سے کیوں کانپتا ہے
اے خالق ہے مخلوق تابع تیرے ہر بیاں تجھ سے کیا کوئی کچھ چھینتا ہے

اے میرے خدا تو جو پردہ نشیں ہے یقیناً کوئی بدبخت نازنیں ہے
اگر مرد ہے آ کے سکتہ جما دے وہ تیرا فلک جس پہ تیری زمیں ہے

بتاتے ہیں وہ تو کہ ہم کیا دیکھیں جسم ہے جو نہ منہ ہے نہ سر نہ جبیں ہے
وہ کیا چیز ہے کوئی مجھ کو بتائے کہیں بھی نہیں ہے مگر ہر جا بسی ہے

چلو مان لینگے دلائل کی خاطر کہ کوئی خدا آسماں کا مکیں ہے
فلک اس کا ہے چاند تارے اسی کے یہ دھرتی تری اس کے زیر نگیں ہے

شہنشاہ کون و مکاں وہ خدا ہے۔ خزائیں بہاریں اسی کے ہیں جلوے
غریبی امیری اسی نے بنائی ادھر ہوتے فاقے ادھر مال حلوے
خدایا تو پھر اس کے معنی تو یہ ہیں کہ یہ ساری دنیا تیرے حکم سے ہے
تو ڈکٹیٹری کر رہا ہے جہاں پر یہ جو ہو رہا ہے تیرے حکم سے ہے

میں یہ کہہ رہا ہوں، خدا تو نہ ہوتا تو ماضی میں ظلم و ستم کم ہی ہوتا
غریبوں کی تقدیر ایسی نہ ہوتی انہیں جہل کا بے سبب غم نہ ہوتا

یہ مدفون چہرے یہ کچھ زندہ لاشیں، یہ عصمت فروشی پہ مجبور ہونا
یہ اکھڑے ہوئے سانس محنت کشوں کے تمام دن کو فاقہ کر کے سونا

یہ مجبور و مظلوم انسان ہر سو۔ زمیں پر پڑے ہیں پڑے رینگتے ہیں
ادھر تیرے ایجنٹ ہر اک کے منہ سے نوالے چھپاتے ہوئے چھینتے ہیں

یہ لٹتے ہوئے کارواں چار جانب یہ پھیلے ہوئے تنگ و تاریک سائے
تو اے کاش، خود گھوم کر دیکھ لیتا تجھے اے خدا کوئی کیا کیا بتائے

خدایا؟ تو پھر اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تو جابروں ظالموں کا خدا ہے
تو بے رحم و جبار کا پاسباں ہے تو انصاف کا خود گلا کاٹتا ہے

غریبوں کا ہمدرد غمخوار بننا۔ تیرے جی میں یہ بھول کر بھی نہ آیا
تو عیاش ہے، خودغرض ہے، راشی ہے۔ میں للکار کر کہہ رہا ہوں خدایا
یہی اب تقاضا ہے حالات کا، کسی غمزدہ دل کا ارماں بن جا
ابھی وقت ہے سوچ لے اور سمجھ لے۔ زمیں پر پہنچ اور انساں بن جا
وگرنہ خدایا وہ دن آ چلا ہے۔ تیری ناؤ کو کھینے والے نہ ہوں گے
تو ڈوبے گا منجدھار میں اس طرح کہ تیرا نام تک لینے والے نہ ہوں گے

ضروری نوٹ:- یہ پرچہ جنوری فروری سنہ ۵۹ء دو ماہ کا ہے۔ ماہ فروری میں کوئی علیحدہ پرچہ شائع نہ ہوگا۔ نوٹ فرمادیں۔

(مینیجر)

مایا اور جیو برہم کا رشتہ

(بھگوان رام اور لکشمن کی گفتگو)

از سوامی رامداس جی واس برندابن دھام

اسی انداز سے رہتے ہوئے ہے ذکر اک شب کا　　چھڑا مضمون تھا توحید کا اور تذکرہ رب کا
مشاغل معرفت کے وہ گذر جن تک نہیں سب کا　　لکھن کہنے لگے گر ہو اشارہ جنبشِ لب کا
تو میں بھی جان لوں کیا جیو مایا برہم کا رشتہ
نظر آتا ہے ہر جاندار ان تینوں سے وابستہ

ہنسے رگھوبیر خوش آیا سوال لکشمن ان کو　　پسند آیا وہ پاکیزہ خیال لکشمن ان کو
نظر آیا وہ حق بیں کمال لکشمن ان کو　　عقیدت کا وہ لہراتا نہال لکشمن ان کو
لب نازک سے فرمایا میں اس تحقیق پر قربان
یہ سرِ خاص جو سمجھے فرشتہ ہے نہیں انسان

سنو اے لکشمن پیارے کہ جس کو مایا کہتے ہیں　　یہی ہے وہ بلا جس سے محن آلام سہتے ہیں
وہ ناپید اکنارہ بحر غم میں آپ بہتے ہیں　　یہی پھندہ ہے مایا کا میرا تیرا جو کہتے ہیں
ہوس کے دام میں لاکر یہ انساں کو پھنساتی ہے
چھلاوے میں جو آیا قعر دوزخ میں گراتی ہے

یہی ہوتی ہے موجب اس خرابے میں خرابی کا　　تماشہ دیکھتی ہے یہ بشر کی پیچ و تابی کا
یہی باعث ہے نفسِ بد کے کارِ بے حجابی کا　　سلاتی ہے یہ غفلت میں سبب ہے نیم خوابی کا
یہ وہ علت ہے چھٹکارہ کہیں گر اس سے ہو جائے
سکونِ قلب ہو آغوش میں عرفاں کے سو جائے

یہی زردار کو زر کے لیئے در در پھراتی ہے　　حکومت کا نشہ بن کر یہ حاکم میں سماتی ہے
ہوس میں جاہ و منصب کے کنوئیں لاکھوں بناتی ہے　　طمع بنکر یہی طامع کو شب روز و شب نچاتی ہے
حریم حسن کی یہ جستجو ہے نوجوانوں میں
یہی حب وطن کی قید مٹی کے مکانوں میں

رجوگن اور تموگن اس کے دو جاسوس ہیں بھائی　　جہاں والے ہیں سارے بیش وکم سب اسکے شیدائی
بدلے ہوتے ہیں اسکے فیض صحبت سے وہ سودائی　　مگر قائم ہے اس کی ذات سے دنیا کی زیبائی
اسی کے شعبدے ہیں۔ یہ تکبر بغض اور کینہ
اسی کی مشتعل کردہ حسد کی نارِ دیرینہ

اسی کی ذات سے لچھمن، جہاں کا رنگ قائم ہے　　جوان و پیر مرد و زن پہ قبضہ اس کا دائم ہے

نہ صرف انساں ہی زیرِ اثر اسکے بہائم ہے — ولے مغلوب اس کا بس خسارہ ہی میں دائم ہے
کہاں تک میں کہوں اس کے فسانے عجب شئے ہے
جہاں میں جس جگہ سنئے یہی نغمہ ہی نے ہے

رہا اب جیو کی اور برہم کی تعریف بتلانا — تعلق اک شعاعِ مہر کا نیّر سے سمجھانا
وہ رشتہ قطرۂ آبی کا اک دریا سے دکھلانا — وجودِ ذرّۂ خاکی سے سطحِ خاک بن جانا
طلسمِ قدرتِ قادر کے اندازِ عجائب ہیں
نظر سے مادی آنکھوں سے جو پنہاں ہیں نمایاں ہیں

غلافِ عنصری میں جو نہاں ہے گوہرِ یکتا — ہیں جس کے نور سے روشن منوّر مردم زیبا
ضیائے پاک کا جس کے رخِ انساں میں جلوہ — ہے جس کے دم سے متحرک یہ مشتِ خاک کا پتلا
سمایا عشق بن کر گل رخوں میں مہ جبینوں میں
کشش جس سے ہوئی پیدا ادائے نازنینوں میں

سماعت جس نے بخشی کان کو آنکھوں کو بینائی — زباں کو ذائقہ کا حس دیا اور نطق و گویائی
جسد میں خون کی حرکت و دست و پا کی زیبائی — دماغ و دل نے تخلیقِ تخیل کی صفت پائی
پھنسانا خاک کے پتلے کو ہے گاہے رُلاتا ہے
پھنسا کر دام میں مایا کے وہ عمروں نچاتا ہے

کوئی کہتا ہے اس کو روح تو کوئی جاں کہتا ہے — اسی سے زندگی ہے لو لہا انساں کہتا ہے
سرائے دہر کا اپنے کو اک مہماں سمجھتا ہے — جو اس کی ماہیت پہچان لے عرفاں کہتا ہے
تو قیدِ اماوشند سے جو رہا وہ مست ہو جائے
وہ قطرہ نور رودِ نور میں پیوست ہو جائے

حقیقت میں وہ عارف ہے وجود اپنا جو پہچانے — ہر اک جاندار کو سرچشمۂ نورِ ازل مانے
یہ نیرنگِ جہاں گو پردۂ ظلمت وہ گردانے — تجسس میں کسی کے خاک کوچے عارفاں چھانے
وہی ہے برہم گیانی اور اسی کو رستگاری ہے
کرے جو وصل سے شاداں یہ طرزِ جاں نثاری ہے

سرِ دو رہ نہ جائے جب تعلق دامِ دنیا سے — اٹھا لے آرزو اپنی نمود و نامِ دنیا سے
تخیل گو نہ ہو احساسِ غمِ آلامِ دنیا سے — مزہ دلدار کے دیدار کا لے بامِ دنیا سے
کرے وہ ترکِ تینوں گن دلِ بے مدعا ہو کر
چلے گا کوچۂ براگ میں وہ باصفا ہو کر

حقیقی عشق کی لیکن کشش سب سے زیادہ ہے — جو "میرے" بھگت ہیں بس اُن کو اسکا استفادہ ہے
سرورِ بیخودی بخشے جو سالک کو وہ بادہ ہے — رسائی کے کئی رستے ہیں پر سیدھا یہ جادہ ہے
بھٹکتا کوئی جو بندہ نہیں اس راہ میں بھائی

میں کرتا رہتا ہوں رہ رہ کے اپنی ہمت افزائی

ترشّح سے مرے لبریز جب ہوتا ہے پیمانہ — یگانہ اس کا اک عالم نہیں کوئی بھی بیگانہ

رواں آنکھوں سے آنسو جذبۂ الفت سے دیوانہ — اداؤں سے عیاں مستانگی انداز رندانہ

ترا نیرِ حمد کے میرے لب افسوں فساں چھیڑے
وہ بلبل کیوں نہ اترائے جسے خود باغباں چھیڑے

تخیل ہو تصور کا وظیفہ نام کا میرے — ہو پیاسا غرِ اُس کا متلاشی ہے گلفام کا میرے

زباں پہ تذکرہ ہو اس کے لطفِ عام کا میرے — مری فرقت کے دو آنسو ہوں زیبا جام کا میرے

محبت عشق کے درجہ پہ پہونچے بیخودی آئے
تصور کرتے کرتے وہ مرا مجھ میں سما جائے

یہ راہ معرفت مجھ کو بہت مرغوب ہے بھائی — میں اس کا شیدا رہتا ہوں جو بھکتی کے ہیں شیدائی

نگاہیں عشوہ دلکش کی ہیں اس کی تمنائی — طلب کے رنگ پر ہوتی ہے میری جلوہ آرائی

ہزاروں روپ بھرتا ہوں میں بھگتوں کے رجھانے کو
سمجھتا فخر ہوں میں اپنے روٹھوں کے منانے کو

مہرشی گوتم

از قلم
پنڈت مدن موہن شاستری

دھنیہ ہے پیاری بھارت بھومی، جس میں وقت کے مطابق کوئی نہ کوئی دویہ شریر آ کر اس میں الولک پرکاش پرکاشت کر کے چلا جاتا ہے دنیا کے کسی اور بھاگ کو یہ سوبھاگیہ کبھی نہیں ملا۔ یہ ایک ہماری جنم بھومی ہی ہے۔ جہاں پر برہم بھی ہمارے پیار کا پاتر بن کر اس بھارت میں اوتیرن ہو کر اپنے کو دھنیہ مانتا ہے وہ یوں اگر کسی کا پنیہ پربھاو ہے تو ہمارے ان پوروجوں کا تپ اور تیاگ اور نیک اوصاف تھے۔ جن سے ایشور بھی وِوش ہو کر آ جاتا تھا۔ آج ایسے پرش کا چتر آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، جو ایک تپ و تیاگ کی ساتوک مورتی تھے اور سنسار میں مہاپرلے کے انت تک جن کا نام سورج کی طرح چمکتا رہے گا وہ تھے مہرشی گوتم۔ مہرشی ایک ایسی دویہ وبھوتی تھے، جنہوں نے بھارت درشن کو ہر پرکار کا اتنا اکٹھا کر کے دیا، یہ سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ آپ کی رچنا نیائے شاستر جو کہ چھ شاستروں میں سے ایک ہے آپ کا ہی بنایا ہوا ہے۔ آج ساری دنیا میں جس کے بل پر بھگتی چل رہی ہے۔ اور کوئی بھی شاستر جیو اور برہم کو دو نہیں مانتا۔ پرنتو آپ نے جیو اور برہم دو مان کر بھگتی مارگ سیوا دھرم کی شدھ نیو بھارت میں رکھی اس سے پورو شاستر وہ ہے سبھی شاستروں کا بڑے ترک کے آدھار پر کھنڈن کرنا آپ کا بدھی کوشل تھا۔ اور آج کل جو الوچنا اس دنیا کے اندر چل رہی ہے اس کے سب سے پہلے بھاری ودوان اور اس کے باپ ونڈر بنانے والے مہرشی گوتم کا نام رہتی دنیا تک امر رہے گا۔ آپ سے بہت سی گھٹنائیں سمبندھ رکھتی ہیں۔ جن میں سے بہت تو نہیں دی جا سکتیں، تھوڑا سا مختصر ورنن ہی کر دیا جاتا

ہے۔ ایک گھٹنا تو بڑی پرسدھ ہے۔ کہ اندر کو شاپ دینا، تینی کو پتھر کر دینا، چندر کو پورا نہ ہونے کا شاپ جگ کا پلٹ دینا آدی آدی دیکھئے، بہرحال یہ کا کرشمہ آج تک دُنیا کے سامنے ہے مہرشی اتنی سمرتھا رکھتے تھے کہ دوھاتا کو بے بس کر دیتے تھے، دیکھئے گوتم جی نے مریادا جو کہ دواپر یگ پہلے آنا چاہئے تھا نہ آکر تریتا پہلے لے آئے۔ چندر جو سدا پورن رہتا تھا، کو ماس میں ایک دن پورا ہونے کا شاپ دیا۔ اندر کروپ ہو کر بھاگ گیا۔ جو کہ آج بھی دُنیا کے سامنے جیونت اودھارن ہے۔ اس کے بعد رشی نے جو ہمیں دیا وہ آج جسے گومتی ندی کہتے ہیں اور دوسرے شبدوں میں جسے گوتم گنگا کے نام سے پکارا جاتا ہے اس کے بارے میں گھٹنا ہے۔ کہ آپ ناسک کے جنگلوں میں آشرم بنا کر رہا کرتے تھے۔ ایک بار بھارت میں کال پڑ گیا جس کے کارن وشش سب بھارت کے بڑے بڑے مہارشی گوتم کے آشرم جہاں کہ ہر پرکار سے دھن دھانیہ پورن تھا گئے۔ مہرشی نے اپنے ششیوں کو کہا کہ دیکھو ان مہرشیوں کی سیوا بڑے آدر سے کرو۔ کال کا وقت گذر جانے کے بعد سب مہرشیوں نے گوتم سے آگیا مانگی۔ کیونکہ پراچین بھارت کا یہ اصول تھا کہ جس کے گھر میں کوئی جاوے۔ اور پھر واپس ہونے کے لئے گھر والے کی آگیا سے واپس لوٹنا اچھا مانتے تھے۔ اسی کے آدھار پر انہوں نے آگیا مانگی۔ لیکن ان کو مہرشی نے یہ کہہ کر کہ یہاں پر ہی بھجن پاٹھ پربھو کا دھیان کرو۔ آپ نے واپس جا کر کیا کرنا ہے۔ ٹال دیا۔ ایسے ہی ان کے بار بار کہتے پر ٹالا، سب مہرشی وہاں رہ رہ کر تنگ آ گئے۔ تب پر ان لوگوں نے آپس میں مل کر ایک سازش کی۔ ایک مایا کی گائے بنا دی جو کہ گوتم آشرم کے دھان کو اجاڑنے لگ گئی۔ گوتم جی بیٹھے تپ سندھیا کر رہے تھے۔ کہ دھان اجاڑتی ہوئی گائے ان کے پاس تک پہنچ گئی۔ گائے مارنے کے لئے دوڑی گوتم جی نے پانی کا چھینٹا دیا۔ تو گائے مر گئی، سب مہرشی وہاں اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے۔ کہ آپ سے گئو ہتیا ہو گئی ہے۔ اس لئے اس کا پراشچت کرو۔ گوتم جی نے پوچھا کہ آپ بتاؤ میں کیا کروں۔ تب انہوں نے کہا کہ یہاں پر اگر گنگا کا جل آ جاوے تو پھر ٹھیک ہو جاوے گا۔ مہرشی وہاں سے چلے اور بھگوان شنکر کی تپسیا کر کے گنگا کی دھارا کو لے کر وہاں آ گئے۔ تو وہاں گائے کا کوئی پنجر نہ تھا۔ آکاش بانی دوارا یہ بات سنی گئی۔ کہ اے گوتم جی آپ جیسے دھارمک وکتی کبھی گئو ہتیا نہیں کر سکتے۔ یہ تو ان رشیوں نے مایا کی گائے بنائی تھی، پھر بھی سنسار کا کلیان ہوا کہ ایک بڑی پوتر جل دھارا یہاں پر آ گئی۔ ایسی بانی کو سن کر مہرشی کو بڑا کرودھ آ گیا۔ اور وہ ان کو مخاطب کر کے بولے کہ اے براہمنو! میں نے آپ کی سیوا کی اور آپ لوگوں نے میرے پر گئو ہتیا کا الزام لگا دیا جو کہ مجھے ساری دُنیا کے اندر بدنام کر سکتا ہے۔ یہ ایسا الزام ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی بڑا پاپ نہیں ہو سکتا، مہرشیو تم نے مجھے اچھا لابھ دیا جاؤ میں تم کو شاپ دیتا ہوں کہ تم مانس بھکشی اور کرم ہین بن جاؤ جب انہوں نے کہا تو گگن منڈل سے پھر آواز آئی کہ اے مہرشی آج ستیگ کلجگ میں یہ مہرشی پیدا کریں گے۔ دیکھئے یہ ہے مہرشی کی شکتی جس نے کلجگ کے اندر براہمن جاتی کو ہی نہیں بلکہ ان مہارشیوں کو بھی پھر سے سنسار کے گرت میں گرا دیا۔ افسوس ہے کہ آج کا بھارت اپنے ایسے تیجسوی تپسوی کو بھلا بیٹھا ہے۔ جس نے دُنیا کو فلاسفی کا درشن کرایا ہے سچ پوچھو تو بھارت کے سب سے پہلے بڑے بھاری ودوان ریسرچ سکالروں کے سرتاج اور دارشنکوں کے مکٹ منی گوتم ہی جن کہ کے آگے آج کا سائنسدان بھی سر جھکا دیتا ہے اور ان کے نیائے شاستر کو آج بھی بڑے بڑے ودوان سمجھنے سے قاصر رہے ہیں اور رہیں گے۔ مہرشی کی دین گوتم گنگا دن رات بھر کر مہرشی کے نام کا گن گا گا کر ہر بھارت واسی خصوصاً براہمن کو چیتاونی دے رہی ہے لے براہمن اٹھ اور جاگ۔ آج کے اس نراشاواد میں اٹھ کر سارے سنسار کو جگا دے۔ اور پھر سے دُنیا کو براہمنوں کے سدھانتوں کو بتا کر ان کا کلیان کر۔ اس کی ایک ایک لہر پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اے براہمن سوابھمان کا جیون ہی جیون ہے اور آج چاندی کے چند ٹکڑوں کے پیچھے اپنے آپ کو بیچنے والے انسان دیکھ، تمہارے ایک انگ نے کبھی دیوراج جیسی طاقت رکھنے والے کا ابھیمان چور کیا تھا۔ مہرشی کے سپتر آگے چل کر شتانند ہوئے ہیں جو کہ مہاراج جنک کے پروہت تھے تیاگ اور تپسیا ہی براہمن کا سچا جیون ہے

ساکھی منی گوتم سے خطاب

از
شری نوبت رائے جی شوخ

ریاضت کی تجلّی نے عطا کی وہ نظر تجھ کو
اہنسا میں نظر آئی نجات بشر تجھکو

بہت گہرا تھا استغراق یکسوئی کے عالم میں
رہی کب محویت میں تن بدن کی کچھ خبر تجھکو

دل و جان و جگر اپنے گھلا ڈالے ریاضت میں
ہوئی فکر نجات خلق لاحق اسقدر تجھکو

رہے محروم جبتک ایک بھی فرد بشر اُس سے
نجات دائمی اپنے لیئے تھی بے اثر تجھکو

ترا وہ جذبۂ اُلفت تھا جوہر پا کبازی کا
تری مشق ریاضت نے کیا پاکیزہ تر تجھکو

تڑپ تھی درد عالمگیر کی بیتابی دل میں
بنایا بڑھ کے خود درد نہاں نے چارہ گر تجھکو

کیئے آرام سارے ترک تُو نے قصر شاہی کے
زن و فرزند کا غم رکھ سکا کب باندھکر تجھکو

شب پُر خواب میں لی راہ بن کی جی کڑا کر کے
ریاضت کی چمک سے روشنی آئی نظر تجھکو

تری روشن ضمیری ضَو نمائے خلق ہو نکلی
کہا اہل نظر نے امن کا پیغامبر تجھکو

اہنسا کی اشاعت تُو نے کی اطراف عالم میں
سر آنکھوں پر لگے لینا ادب سے بحر و بر تجھکو

اذیت میں سکوں پیدا ہُوا رُوحانی قوّت سے
دوائے درد کا نسخہ ملا کیا کارگر تجھکو

رہے سارا جہاں امن و اماں کا اک جہاں ہوکر
جو ارباب جہاں رکھیں سدا پیش نظر تجھکو

تری تقلید کرتے ہم جو اے ساکھی منی گوتم
تری تعلیم اعلیٰ سے بناتے راہبر تجھکو

بھگوان کپل منی

بھگوان وشنو کے پانچویں اوتار

ازقلم: پنڈت کرم سنگھ جی دیوگن

پورانوں میں مہاتما وُدیہ جی اور منیریہ رشی کے سنواد میں بہت ربیک اور سانکھ شاستر کے تتوں کی گیان کی پری پورن کتھا ملتی ہے۔ برہماجی کے ایک پرجاپتی مہرشی کردم تھے برہماجی نے بھگوان کردم کو آگیا دی کہ تم سنتان کی اُتپتی کرو۔ تو انہوں نے آگیا پاکر سرسوتی ندی کے تٹ پر دس ہزار ورشوں تک گھور تپسیا آرمبھ کرکے بھگوان شری ہری کی ارادھنا کرنے لگے تب ست جگ کے آرمبھ میں بھگوان شری ہری ان کی تپسیا سے پرسن ہوکر اپنے شبد برہم مئی سوروپ سے مورتی مان ہوکر درشن دیئے۔ بھگوان کی وہ مورتی سوریہ کے سمان تیجومئی تھی۔ پرجاپتی کردم رشی نے ساشٹانگ ڈنڈوت پرنام کے پشچات ادبھت ستتی کی بھگوان! جس پرکار مکڑی جالا بُنتی اور اس کی رکھشا کرتی اور انت میں اسے آپ ہی نگل جاتی ہے ویسے ہی پرکار آپ اکیلے ہی جگت کی رچنا، پالنا اور سنگھار کرتے ہیں۔ پربھو! آپ کلپ برکش ہیں آپ کے چرن سمست منورتھوں کو پورا کرنے والے ہیں، میرا ہردے کام کلوشت ہے۔ میں اپنے ہی سمان سوبھاؤ والی اور گرہستھ دھرم کے پالنے والی شیل وتی کنیا سے وواہ کرنا چاہتا ہوں۔ اور آپ کے چرنوں کی شرن لیتا ہوں، بھگوان تو اس کے ہردے کی بات پہلے ہی جان چکے تھے کہنے لگے جس کے لئے تم نے اتم سنیم آدی کے دوارہ میری ارادھنا کی ہے، تمہارے ہردے نے اس بھاؤ کو جان کر میں نے پہلے سے ہی اس کی ووستھا کر دی ہے۔ پرجاپتے میری ارادھنا تو کبھی بھی نشپھل نہیں ہوتی، پھر جن کا چت نرنتر روپ سے مجھ میں ہی لگا رہتا ہے ان تم جیسے مہاتماؤں دوارا کی گئی ارادھنا کا تو اور بھی ادھک پھل ہوتا ہے اس سمے پرسدھ سمراٹ سوئمبھو منو برہماورت میں رہ کر سات سمندروں والی ساری پرتھوی کا شاسن کرتے ہیں۔ وہ پرسوں مہاراج مہارانی شت روپ کے ساتھ تم سے ملنے کے لئے پرسوں ہی یہاں آ پہنچیں گے۔ ان کی ایک روپ، یوون، شیل اور گنوں سے سمپن شیام لوچنا کنیا اس سمے وواہ کے یوگیہ ہے۔ پرجاپتے! اتم سروتھا اس کے یوگیہ ہو اس لئے وے تمہی کو وہ کنیا ارپن کریں گے۔ برہمن! پچھلے انیک ورشوں سے تمہارا چت جیسی بھاریہ کے لئے سماہت رہا ہے، اور سنگھرہی وہ راج کنیا تمہاری ہی اُتپتی ہو کر بتھیشٹ تمہاری سیوا کرے گی۔ وہ تمہارے سنیوگ سے نو کنیائیں اُتپن کرے گی اور نو لوک رچیتا کے انوسار آپ ان کنیاؤں کو مریچی آدی رشیوں کو وواہ دیں گے جس سے وہ پتر اُتپن کریں گے۔ پھر تم میری آگیا کا اچھی طرح پالن کرنا، شبھ کرموں کا پھل مجھے ارپن کرکے مجھ کو پراپت کرو گے، مہامنے میں بھی اپنے انش کلا روپ سے تمہارے ویریہ کا آشرے لے کر تمہاری پتنی دیوہوتی کے گربھ میں اوتیرن ہو کر سانکھ شاستر کی رچنا کروں گا اتنا ورادان دیکر بھگوان شری ہری اپنے لوک کو چلے گئے۔

وندوسر تیرتھ

مہرشی کردم جہاں پر تپسیا کر رہے تھے اس کا نام وندوسر ہے، پوران میں اس کی اتنی شوبھا ورنن کی گئی ہے۔ کہ یہاں اتنے لیکھ کی گنجائش نہیں، آشرم کے سمیپ سرسوتی کے پوتر جل سے بھرا ہوا سروور جو امرت کے سمان مدھر ہے انیک پرکار کے پکشی، سدا پھل پھول دینے والے اننیت سندر برکش، کودمب چمپک، اشوک آدی ہر رتو میں پھل دینے والے، جل پر تیرنے والے پرند، سارس، ہنس، کررہ، بگل، بطخ، جل مرغ، چکوا اور چکور آدی پکشی اس بن کو اتنا شوبھائمان کئے ہوئے تھے کہ یہاں ورنن نہیں ہو سکتا بھگوان کے بتائے ہوئے سمے انوسار بھگوان منوجی اپنی پتنی اور کنیا دیوہوتی کے ساتھ پرتھوی پر وچرن کرتے ہوئے

مہرشی گردوم کے آشرم پر پہنچ کر دیکھا کہ منی ور اگنی ہوتر سے
نورت ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بہت کال تک تپسیا کرنے کے
کارن ان کا شریر بہت تیجسوی اور کانتی متی دیکھ پڑ رہا ہے کمل
دل کے سمان وشال اور منوہر نیتر ہیں، منو مہاراج کو کٹی میں آکر پرنام
کرتے دیکھا انہیں اپنا آشیرباد دے کر پرسن کیا۔ اور آتتھیہ ریتی
سے ان کا سواگت ستکار کیا۔ جب منوجی ان کی پوجا اگمن
کر سوستھ چت ہو کر آسن پر بیٹھ گئے۔ تب منی ور گردوم جی کو
بھگوان کا دھیان سمرن کر اس پرکار کہا، بھگون! آپ وشنو
بھگوان کی پالن شکتی سوروپ ہیں۔ اس لئے آپ کا کام
پھر کر سجنوں کی رکشا اور دشٹوں کا شکشا دیکر پرجا کو سکھ دینے
کا ہی تو ہے آپ کو نمسکار ہے۔ آپ سورن جڑت اور
ہیروں سے جڑے ہوئے سجے ہاتھ رتھ پر سوار ہو اپنے پرچنڈ
دھنش کی ٹنکار سے ہی پاپیوں کو بڑے بھیت کر دیتے ہیں یدی
آپ ایسا نہ کریں تو دشٹ جن تت کال ہی دھرم و آشرم کی
مریادا کو نشٹ کر دیں۔ تو بھی ویدو رمیں آپ سے پوچھتا ہوں
کہ اس سمے آپ کا آگمن یہاں کس پریوجن سے ہوا۔ ہمارے
لیے جو آگیا ہوگی۔ آسے میں نشکپٹ بھاؤ سے پرکاش سویکار
کروں گا۔ بھگوان منوجی نے کہا، سنئے اوید مورتی بھگوان
برہما جی نے اپنے وید میں وگرہ کی رکشا کے لئے تپ ودیا اور
یوگ سے سمپن تتھا وشیوں سے رہت براہمنوں کو اپنے
مکھ سے پرکٹ کیا ہے۔ اور پھر اس ہزار ہاتھ بھجاؤں والے وراٹ
پرش نے اپنی سہسر دل بھجاؤں سے آپ لوگوں کی رکھشا کے
لیے ہم کشتریوں کو اتپن کیا ہے اس لئے براہمن ہردے
اور کشتری شریر کہلاتے ہیں۔ آپ کے درشن ماتر سے ہی میرے
سارے سندیہہ دور ہو گئے ہیں، میرا پرم بھاگیہ ہے جو مجھے آپکا
درشن ملا ہے، میرے بھاگیہ ادے ہو گئے۔ آپ براہمنوں نے
ہی مجھے راج دھرم کی شکشا دیکر مجھ پر مہان انوگرہ کیا ہے۔
سنئے! میری یہ کنیا اوستھا، شیل اور گن آدی میں اپنا
یوگیہ پتی پانے کی اچھا رکھتی ہے جب سے اس نے نارد جی سے
آپ کے یوگیہ شیل، ودیا، روپ اور گنوں کا ورنن سنا ہے

تبھی سے یہ آپ کو پتی بنانے کا نشچے کر چکی ہے۔ دوبج درا جی
بڑی شردھا سے یہ کنیا آپ کے سمرپن کرتا ہوں۔ آپ اسے
سویکار کیجئے۔ یہ گرہست اچت کاریوں کے لئے سرپرکار
آپ کے یوگیہ ہے۔

مہرشی گردوم نے کہا ٹھیک ہے۔ اس کنیا کا کسی کے
ساتھ واگ دان نہیں ہوا۔ میں وواہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے
ہم دونوں کا سروسریشٹ براہم ودھی سے وواہ ہونا اچت ہوگا۔
پرنتو میں ایک شرط کے ساتھ آپ کی اس سادھوی کنیا کو
سویکار کرتا ہوں، وہ یہ ہے کہ جب تک اس کے سنتان نہ ہو
جائے گی تب تک گرہستھ دھرم انوسار میں اس کے ساتھ رہوں گا
بس وہ اتنا ہی کہہ کر رہ گئے ہیں بھگوان شری ہری کا دھیان دھر
مون ہو گئے۔ اس سمے کے تیج کو دیکھ کر دیوہوتی بہت ہرشائی،
تب بھگوان منوجی نے جان لیا کہ مہارانی شت روپا اور راجکماری
دونوں کی اس دشے پر انومتی ہے اس لئے انہوں نے انیک
گنوں سے سمپن گردوم جی کو انہی کے سمان یوگیہ کنیا کا دان کر دیا۔
بیٹی کو بڑے پریم پوروک، بہو مولیہ آبھوشن وستر،
آدی جہیز میں دیکر نشچنت ہو گئے اور چلتی بار پریم وش بیٹی کو
گلے لگایا اور اشرو دھارا بہہ نکلی۔ تب ہی منوجی کی آگیا لے کر رتھ
پر سوار ہو سرستی ندی کے تٹ پر رشیوں کے درشن کئے اور
اپنی راجدھانی کو چلے گئے۔ برہمشتی نگری برہماورت کی راجدھانی
تھی۔ ماتا پتا کے چلے جانے کے پشچات پتی کے ابھپرائے کو جان کر
سادھوی دیوہوتی گردوم جی کی پریم پوروک سیوا کرنے لگی۔ وہ
جان گئی تھی کہ یہ دیوتوں سے بھی بڑھ کر شکتی مان ہیں۔ وہ ان
سے بڑی بڑی آشائیں رکھتی ہوئی برت آدی پالن کے ساتھ ان کی
سیوا کرتی رہی۔ بہت سمے بیت گیا، رشی جی تو سدا اسی تپسیا
میں ہی لین رہتے۔ ایک دن رشی نے دھیان سے دیوہوتی کو دیکھا تو
وہ بہت دربل اور کھین سی اوستھا میں دیکھ پڑی اور سر کے بال بھی
جٹا جوٹ بن چکے ہیں۔ گردوم جی نے کہا منو نندنی! تم نے میرا بڑا
آدر کیا ہے۔ میں تمہاری اس اتم سیوا اور پریم بھگتی سے بہت
سنتشٹ ہوا ہوں۔ اپنا شریر سبھی جیووں کو پریہ ہوتا ہے پرنتو

آپ نے اس کی بھی پرواہ نہ کرا اپنا دھرم پالن کرتے رہنے سے میرے تپ تپسیا، سمادھی، اُپاسنا اور یوگ کے دوارا بھگوت پرشاد سوروپ جو سدھیاں مجھے پراپت ہوئی ہیں۔ تم اس میں حصّہ دار ہو گئی ہو۔ میں تمہیں دویہ درشٹی پردان کرتا ہوں۔ تم ان سدھیوں کو دیکھ کر تم میری سیوا سے کرتارتھ ہو گئی ہو۔ پتی ورت دھرم پالن سے تمہیں یہ دویہ بھوگ پراپت ہو گئے ہیں۔ اس سے دیوہتی یہ جان کر کرتی دیو سیورن یوگ مایا اور ودیاؤں میں کشل ہیں۔ اس کی ساری چنتا دور ہو گئی۔

دیوہتی نے کہا۔ دوج سریشٹ سوامن! میں جانتی ہوں کہ کبھی نشپھل نہ ہونے والی یوگ شکتی اور ترگن آتمک مایا پر ادھیکار رکھنے والے آپ کو یہ سب ایشوریہ پراپت ہے، کنتو پربھو وواہ کے سمے جو آپ نے پرتگیا کی تھی۔ کہ گربھا دان ہونے تک میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ اور گرہست سکھ کا بھوگ کروں گا اب اس کی پورتی ہونی چاہئے کیونکہ سریشٹ پتی دوارا سنتان اتپن ہونا پتی برتا استری کے لئے اتینت لابھدائک ہے۔ اس لئے ہم دونوں کے سماگم کے لئے شاستر انوسار جو کرتویہ ہو۔ آپ اس کا اپدیش دیجئے گندھ لیپ وستر آبھوشن آدی سب سامگریاں بھی جٹا دیجئے، تاکہ جس ملن کی اچھیا سے دربل ہوا میرا یہ شریر آپ کے انگ سنگ کے یوگیہ ہو جائے۔ اور اس کار یہ کے لئے ایک اچت بھون بھی تیار ہو جائے یہ سب وچار کیجئے — یہ باتیں سن کر کردم جی نے اسی کشن یوگ میں ستھت بھوگ سکھ پردان کرنے والا سب پرکار کے رتنوں سے سنکیت سب پرکار کی دویہ سامگریوں سے بھرپور تھا یعنی بڑھیا سے بڑھیا ریشمی وستر، رتن جڑت آبھوشن اور اس میں پھلواڑی باغیچے، سرود رتنا میں ہر رتو میں کھلنے والے پشپ، ہنس، سارس، بھنورے سب موجود تھے، پلنگ، پنکھے، آسنوں مونگے کی ویدیاں بنی تھیں، ہیرے کی دیواروں پر بڑھیا لال جڑے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر بھی دیوہتی پرسنّ نہیں ہوئی کیونکہ اس کا شریر نو کھین ہو رہا تھا۔ اس بھاؤ کو جان کر مہرشی کردم نے کہا۔ پریہ تم اس دندو سرووَر میں سنان کر اس ومان میں چڑھ جاؤ۔ دیوہتی سنان کر کے ومان پر چڑھ گئی۔ اس کا شریر سورن کی طرح کانتی مئی

ہو گیا۔ سینکڑوں داسیاں وہاں پر ہاتھ جوڑے اس کی آگیا کی پرتکشا کر رہی تھیں۔ پریم آنند میں مگن گرہست سکھ کو بھوگتے لگے بہت ورش بیت گئے۔ پر اوستھا کشور ہی رہی۔ رشی نے نو بھاگوں میں وبھکت ہو کر ویریہ دان دیا،

کنیاؤں کی اُتپتی کے لئے اس سے دیوہتی کے گربھ سے ایک ساتھ نو کنیائیں اتپن ہوئیں۔ وہ سبھی سرواَنگ سندری تھیں، تب دیوہتی نے جان لیا کہ اب اپنی پرتگیا انوسار میرے پتی سنیاس آشرم لے کر بن میں جانا چاہتے ہیں۔ اس نے آنسوؤں کو روک کر ہنستے ہوئے کہا:-

بھگون! جو آپ نے پرتگیا کی تھی۔ وہ تو پورن ہوئی اور آپ نے نبھا دی۔ تو بھی میں آپ کی سرناگت ہوں۔ ایک ابھے دان دیجئے۔ ان کنیاؤں کے یوگ ور کھوجنے کی اوشکتا ہو گی اور آپ کے بن کو چلے جانے کے بعد میرے جنم مرن کے شوک کو دور کرنے کے لئے بھی کوئی ہونا چاہئے۔ میں اندریوں میں ہی رم کر سب بھول بیٹھی اور میں بھگوان کی مایا میں ٹھگی گئی۔ کردم جی نے جب یہ ویراگ کی باتیں سنیں۔ تو انہیں بھگوان وشنو مہاراج کا کتھن سمرن ہو آیا۔ اور بولے راجکماری تم اپنے وشے میں اس پرکار کھید میں نہ پڑو، تمہارے گربھ میں بھگوان وشنو شیگھر ہی پدھاریں گے۔ پریہ تم نے انیک پرکار برتوں کا پالن کیا ہے تمہارا کلیان ہو گا۔ تم شردھا پوروک بھگوان کا بھجن کرو۔ یہ کنیائیں انیک پرکار کی سنتان پیدا کر کے جگت کو بڑھائیں گی، تمہارے گربھ سے بھگوان اوتیرن ہو کر میرا یش بڑھائیں گے اور آپ کو برہم گیان کا اپدیش دیکر تمہارے ہردے کی اہنکار مئی گرنتھی کا چھیدن کریں گے دیوہتی نے مہرشی جی کے آدیش کا پورن وشواس کے ساتھ انوسرن کیا اور شری ہری پرشوتم کی ارادھنا کرنے لگی۔ کچھ سمے بیتنے پر بھگوان وشنو نے مہرشی کردم کے ویریہ کا آشریہ لے کر دیوہتی کے گربھ میں پرویش کیا، میگھوں نے گرج گرج کر اور دیوتاؤں، گندھروں، اپسراؤں نے شادیانے بجائے سبھی سرووَر نرمل اور برکش تھالاؤں پر نئی بہار آگئی سبھی لوگ آنندت ہو گئے، تب مریچی آدی رشیوں سمیت برہما جی کردم رشی کے پاس آئے بولے بیٹا کردم تو نے جو میری آگیا کا پالن

کیا ہے۔ میں اس سے بڑا پرسن ہوں۔ پتروں کی اپنے پتا کی تئیں ہی بڑی سیوا ہوتی ہے۔ کر جو آگیا ...... بیٹی تم دھنیہ ہو، تمہاری یہ سندری کنیائیں اپنے ونش سے اس سرشٹی کو انیک پرکار سے بڑھائیں گی۔ اِن کے سوبھاؤ انوسار اب تم آدی رشیوں کو سمرپن کرو۔ پھر دیوہتی سے بولے۔ راجکماری تمہارے گربھ میں کمل جیسے ڈنٹھل نیتر کو مارنے والے۔ گیان وگیان دوار اکرموں کی واسناؤں کا مول اچھیدن کرنے کے لئے شری ہری نے پرویش کیا ہے۔ سدھ گنوں کے سوامی کپل نام سے ادیتر ہو کر پرتھوی پر وچریں گے۔ اور سانکھ شاستر کے تتوں کا نرمان کریں گے اور سانکھ آچاریہ وکھیات ہوں گے۔ برہما جی دونوں کو اسواشن دیکر سنک آدی اور نارد جی سمیت چلے گئے۔ کردم نے شاستر ودھی انوسار کنیاؤں کو تریجی آدی رشیوں کے اپن کر دیا۔ کردم رشی نے جان لیا تھا۔ گرہ میں ساکشات شری ہری ہیں۔ تب ایکانت میں ان کے سنمکھ جا کر ستتی کی اور آگیا مانگی بھگوان نے آگیا دیدی۔ اور وہ بن کو چلے گئے۔ اور کپل منی جی پرگٹ ہو کر ماتا کے ساتھ وندسر میں ہی رہنے لگے

(باقی پھر)

موت کے فرشتے سے

شری امر چند جی قیس

اے فنائے دل نواز اے پیکرِ حسن و جمال
روئے پُر شوکت سے ظاہر ہے تیری شانِ کمال

تیرا حُسن رُوح پرور ہے مئے گل گُوں کا جام
تیرے دامن میں نہاں ہے راحت و لُطفِ دوام

رنگ تیرا پُر کشش ہے مثلِ ابر برشگال
خُوں فشاں ہیں ہاتھ لب تیرے مئے احمر سے لال

تیری چشمِ پُر سکوں ہے موجبِ لُطفِ نجات
بانٹتا ہے بے غرض تُو موت کا آبِ حیات

خُمخانۂ وحدت

از قلم
ڈاکٹر راہی

تُو اپنے دَرد کی خُود ہی دوا بن جا — خودی کو چھوڑ کر خود آشنا بن جا
خُدا میں اور تجھ میں کیا تفاوت ہے — یہ نکتہ پا کے بندہ سے خُدا بن جا

خُود آگاہی و خُود پہچان ہی تجھکو — غمِ ہستی سے چھٹکارہ دلائے گی
تُو بن جائے گا مالک اپنی قسمت کا — وہی ہوگی جو تیرے دِل کو بھائے گی

ہوا و حرص و کینہ چھوڑ کر دِل میں — فروغِ عشق لامحدود پیدا کر
دوئی کی تیرگی کافور ہو جائے — چراغ و شمعِ وحدت سے اُجالا کر

جگائے کون تجھکو خوابِ ہستی سے — ہٹائے کون تجھکو خُود پرستی سے
تُو جب خُود ہی کوئی کوشش نہیں کرتا — اُٹھائے کون تجھ کو قعرِ پستی سے

مِرے خمخانۂ وحدت میں آ تجھکو — پلاؤں ساغرِ صہبائے رُوحانی
اسے پیتے ہی تجھ پر تیری ہستی پر — کھُلیں گے معرفت کے رازِ پنہانی

اَے مدہوشِ شرابِ غفلتِ ہستی — مئے عرفاں کو پی کر ہوش میں آ جا
تُو اپنے بحرِ دِل میں غوطہ زن ہو کر — دُرِ مقصود و رازِ زندگی پا جا

سشپتی سمادھی اور برہم روپتا

از
شریمان چوہدری جے نرائن سنگھ
ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر

سشپتی سمادھی اور برہم روپتا صرف سشپتی کا شریر سے گہرا یا بےخودی والے انش کے ایک جیسے ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ سشپتی کا اور برہم گیانی اوستھا کے آنند کا کیا مقابلہ۔ سشپتی تو سکھ روپ اس واسطے انوبھو سِدھ ہے کہ جاگرت اور سپن اوستھا میں کام کرنے سے من کا یہ اوزار دماغ تھک جاتا ہے اور اس لئے وہ ان اوستھاؤں کا ابھاو چاہتا ہے اگر سشپتی واقعی میں آتم گیان برہم اوستھا کی طرح پرمانند روپ ہوتی تو اس سے اٹھ کر پھر اسی میں جانے کی اچھا ہوتی اور وہ بھی ہوتا۔ پرنتو ایسا نہیں ہے۔ منش سشپتی سے اٹھ کر پھر اس میں نہیں جانا چاہتا۔ دوسرے سمادھی سے اتر کر یہ پرش ہمیشہ بے حد آنند اور ساتوک بھاوؤں کو انوبھو کرتا ہے مگر سشپتی سے اٹھ کر یہ ضروری نہیں جیسے بعض شرابی گہری نیند سے گالی دیتے یا جھگڑتے ہی اٹھتے ہیں۔ یا گھبرائے ہوئے سے اٹھتے ہیں۔ یا کسی دکھ سے سوپن میں بڑبڑاتے اور چلاتے ہیں۔ میں نے خود ایک ٹھوڑ ڈرائیور کو گہری نیند میں ہی کسی کو سخت فحش گالی دیتے ہوئے پیٹنے کو کہا۔ جو غالباً اس کو کوئی ٹھیلہ وغیرہ سوپن میں دکھائی دیا ہوگا۔ جب جگا کر پوچھا تو اس کو کچھ یاد نہ تھا۔ سمادھی سے اُٹھنا اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہاں بقول شاعر ورڈز ورتھ۔ جو کہ اس نے اپنی نظم میں ورنن کیا ہے

Ode On Immortality Of Soul.

The earth and every common sight
to me did seem.
Appapalled in celestial light
The glory and freshness
of a dream.

ترجمہ:۔ "مجھے زمین اور ہر معمولی نظارہ روحانی نور کا لباس پہنے ہوئے جیسے کہ سوپن کے پدارتھ سندر اور شاندار ہوتے ہیں نظر آتا تھا۔"

ہر ایک چیز سمادھی کے بعد آنند اور ساتوک بھاودں سے بھری ہوئی نظر آتی ہے۔ اگر اس پر بھی کوئی یہ کہے کہ سشپتی اور سمادھی کا آنند یکساں ہے تو پرم تو درکنار آنند کو بالکل وشے آنند سے بھی کم آنند والا ماننا پڑے گا۔ کیونکہ کوئی بھی اگر دماغ نہ تھکے تو وشے آنند چھوڑ کر سشپتی میں نہیں جانا چاہتا۔ نیز یہ بھی انوبھو سِدھ ہے کہ سشپتی اوستھا میں کسی بھی سکھ یا بےخبری کا بھان نہیں ہوتا۔ بلکہ خود سشپتی کے ہونے کا بھی علم نہیں ہوتا اور آدمی انکار کر دیتا ہے کہ میں بالکل نہیں سویا۔ حالانکہ اس کا ساتھی اس کے خراٹے سن کر اس کو کہتا ہے اور جانتا بھی ہے کہ یہ سو گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ سشپتی۔ ایک گیان شونیہ اوستھا ہے۔ زندگی تو سشپتی میں بھی ہے۔ پرنتو وشیش گیان اور سکھ ضروری نہیں، تھوڑی دیر کی سشپتی میں اس کو جاگرت کا انوبھو ہی نہیں گیا۔ بلکہ کہتا ہے کہ میں نہیں سویا یعنی جاگ رہا تھا۔ جب دیر تک کی سشپتی ہو، تو جاگ کر انکار نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ خوب سویا اور ہلکا ہو گیا۔ یعنی جاگرت کے وکشیپ سے جو دکھ کا احساس تھا اس کے دور ہونے کو ہی سکھ روپ ورنن کرتا ہے۔ میری رائے میں تو سمادھی یا برہم گیانی کی اوستھا جاگرت جیسے درڑھ انوبھو والی اور سشپتی جیسے وشے دویت ابھاو والی اور سوپن جیسی سندرتا والی ہونی چاہئے۔ من کی برتی میں اور دڑھ چنتن وشے واسنا کو ہٹانے میں جب کامیاب ہوتا ہے۔ تو ایک ایسی اوستھا کو پراپت ہوتا ہے جس کی بابت وہ خود ہی جانتا ہے اور اس کو پرم آنند کی اوستھا کہتا ہے، بقول غالب ؎

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی

اتنا مزور ہے کہ پھر ذرا سی غفلت سے یہ وشئے آنند کی اوستھا کی طرف گر بھی جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ دراصل یہ کچی حالت کی وجہ ہے۔ گو آنند بہت زیادہ ہے لیکن وشئے آنند برہمانند کے مقابلہ میں آسانی سے پراپت ہونے والا ہے

اور اس کا ابھیاس بھی ہے۔ چونکہ برہمانند بڑے پرشارتھ اور کوشش سے پراپت ہوتا ہے اور یہ ادھیاس گیا نہیں اس لئے اس سے گر جاتا ہے۔ بار بار پریتن کی ہمت نہیں پڑتی، ہاں اگر ابھیاس لگاتار کرے اور ویراگ سہائی ہو۔ اور تیز لاپرواہی ہو تو نہیں گرتا۔ یہی سدھ ہوا، (اوم شانتی شانتی شانتی)

ایک گوپی کے جذبات

از شری گیان چند منصور

سندر شام مراری رے
سندر شام مراری رے

کچھ سندیش نہ کوئی پاتی

ایسی سار لباری رے
سندر شام مراری رے

سونا ہے جمنا کا پن گھٹ

و یا کل ہیں نر ناری رے
سندر شام مراری رے

سپنا ہو گئے ساون، ہولی

سب جھولے پچکاری رے
سندر شام مراری رے

اب تو پتھرا بھی گئیں آنکھیں

اتنی باٹ نہاری رے
سندر شام مراری رے

اب تو آجا، آجا اب تو

تو جیتا، میں ہاری رے

ایک گیت

از پرم ہنس نرل
ویدانت بھکتی

سُریلی موہن! تیری تان
سُریلی موہن! تیری تان

بانس کی یہ سادہ سی پوری

گیتوں کی ہے کان
سُریلی موہن! تیری تان

وایو منڈل گونج اٹھا ہے

سن سن کر یہ گان
سُریلی موہن! تیری تان

جادو سا کرتی ہے من پر

آنکھوں کی مسکان
سُریلی موہن! تیری تان

سری گورو دتاترے جی مہاراج

از
مہرشی شیوبرت
لال ورمن

آغاز داستان

شری دتاترے مہاراج مست اوگھڑ اور مجذوب اگھوری تھے۔ چترکوٹ کے پہاڑ پر رہتے تھے۔ نہ دین سے ربط نہ دنیا کا خبط! شمشان بھومی میں آسن جما کر بیٹھے ہوئے تھے۔ سامنے دو چار کھوپڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ انھیں الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے،

چترکوٹ کا راجہ بھیم دلیو ادھر سے گزرا۔ انھیں دیکھ کر پاس آیا پوچھا۔ کیا ہو رہا ہے،

دتاترے نے جواب دیا۔ یہ دیکھ رہا ہوں کہ ان میں سے کون سی کھوپڑی تیرے باپ کی ہے، کونسی میرے باپ کی ہے۔ کون دولتمند تھا۔ کون غریب تھا اور اب ان کی کیا کیفیت ہے،

بھیم دلیو نے پوچھا اس مشاہدہ سے کیا فائدہ
دتاترے ہنسے

کیوں تھا ان میں ایک شاہِ بحر و بر
جس کے سر پر تھا کلاہِ سیم و زر
کیوں ہوا محتاج و مفلس دوسرا
راز قدرت کا ہے کیا اس میں چھپا

بھیم سین نے پوچھا۔ اس سے کیا فائدہ؟
دتاترے نے اپنی مست آنکھوں کو اوپر اٹھایا اور زور سے قہقہہ لگایا۔

خبط ہے یہ خبط کا ہے خبط یہ
ہیں ہوا خبطی ہے اس کا ربط یہ

بھیم سین نے آرزو کی۔ کیا اچھا ہوتا اگر موت نہ ہوتی زندگی رہتی! کیا اچھا ہوتا کسی کو بیماری نہ ستاتی! صحت ہی صحت رہتی! کیا اچھا ہوتا کسی کو محتاجی اور افلاس نہ ہوتے دولتمندی دولت رہتی اس وقت یہ دنیا ماتم کدہ، حسرت کدہ اور غم کدہ نہ بنتی!

دتاترے نے کہا۔ باولا ہوا ہے۔ بے تکے پن کی باتیں کر رہا ہے۔ موت نہ ہوتی تو تیرا باپ کیسے مرتا اور تو راجہ کیسے ہوتا۔ بیماری نہ آتی تو کسی کو صحت کی خبر اور قدر کب ہونے لگی تھی۔ سب کے سب مالدار ہوتے تو تو کس کو نوکر چاکر رکھتا لشکر اور فوج کیسے اکٹھا ہوتی! شاہی نسبت کا قائم کرنا کیا دشوار اور غیر ممکن نہ تھا؟

نظام دہر ہے اس شکل میں یہاں قائم
یہ سلسلہ ہے جو چلتا ہی رہتا ہے دائم
سوال تیرا ہے بیجا جواب کیا دوں میں
عذاب دِل نہو دِل کو ثواب کیا دوں میں

دتاترے کے گورو

دتاترے کی ماں کا نام انسوئیا تھا۔ باپ اترے کہلاتے تھے۔ دو بھائی اور تھے۔ چندرا اور دُرباسا۔ تینوں کے مزاج مختلف تھے۔ دتاترے کو ان کی ماں نے پڑھایا لکھایا جبر نہیں کیسے تعلیم دی۔ کیونکہ اس وقت تک (ظاہرا) تحریر و تسطیر کا فن ظہور میں نہیں آیا تھا۔ وید کے منتر تھے اور وہ زبانی یاد کیئے جاتے تھے،

دتاترے اپنی ماں ہی کو گورو سمجھتے تھے اور اس کی ذات بابرکات کو محیط عام عنصر خطاب دیتے تھے۔ ماں نے کیا ہدایت کی تھی۔ قدیم نوشتہ جات میں اس کا پتہ نہیں ہے بہر حال چاہے جو کچھ ہو وہ اپنی ماں ہی کے چیلے تھے لیکن چیلے سچے معنی میں تھے اور وہ اسے محض کل جوہر سمجھ کر جہاں

جس سے نکات روحانی سن پانے اُسے بھی گرو سمجھ لیتے تھے،

فقیر کا مرشد پرستی دین ہے — اس کا ہے یہ رسم اور آئین ہے
ذاتِ مرشد میں نہیں محدودیت — شاذ النادر ہی ہے یہ محسوسیت
ظلِ مرشد سایہ گستر دہر ہے — وہ محیطِ دشت و کوہ و شہر ہے
بے مدد مرشد کے گیانی ہوگا کون — جب نہ ہو مرشد تو دھیانی ہوگا کون
دل ہوا ساکن ملا ضبط و قرار — مٹ گئے دل سے سبھی گرد و غبار
فکر کے جانے سے بےفکری ملی — صبر آیا اس سے باصبری ملی

السوئیا انھیں پیار کرتی تھی اور یہ پیار روحانی تھا۔ زمینی یا انسانی نہیں بلکہ یزدانی، حقانی اور آسمانی تھا۔ ایک دن دتاترے نے انسوئیا سے پوچھا: ماتاجی! دنیا کش مکش کی جگہ ہے یہاں سب دکھی ہیں تو نے مجھے کیوں پیدا کیا؟ نہ پیدا ہوا ہوتا تو اچھا ہوتا ؎

درد ہے رنج اور مصیبت ہے یہاں
حزن ہے اندوہ و کلفت ہے یہاں
جس کو دیکھا دکھ سے رہتا ہے دکھی
کون ہے دنیا میں جو ہوگا سکھی

السوئیا نے جواب دیا۔ یہ دنیا کسی خاص مصلحت کو مدِنظر رکھ کر پیدا کی گئی ہے،

دتاترے نے پوچھا۔ وہ مصلحت کیا ہے؟

انسوئیا نے جواب دیا، کش مکش

دتاترے نے پوچھا اسی کی تو شکایت ہے اور تو اسے مصلحت بتاتی ہے،

انسوئیا نے سمجھایا۔ کش کہتے ہیں کھچاؤ کو، مکش کہتے ہیں بغیر کھچاؤ کو۔ یہ ان کے درمیان فرق ہے۔ ایک حالت انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے دوسری سکون اور قرار میں رکھنا چاہتی ہے انسان وہ ہے جو ان دونوں حالتوں کو ذہن نشین رکھتا ہوا ان کے درمیان اور بیچ بیچ اپنی نشست قائم رکھے پھر اسے دنیا میں تکلیف نہ ہوگی۔

دتاترے نے پوچھا۔ دل کو ایک مرکز پر قائم کرنا یوگ کا طریقہ ہے، میں نے ایسا سن رکھا ہے۔

السوئیا نے کہا۔ ہاں! یہ یوگ ہے۔ چت کی ورتیوں کی روک تھام اور دل کے متحد کرنے کے شغل کو یوگ کہتے ہیں اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں، ریچک پورک کمبھک۔ ریچک ریزش کو کہتے ہیں۔ چت کی ورتی سانس کے ساتھ باہر آتی ہے۔ پھر سانس اندر کی طرف واپس جاتی ہے۔ ان دونوں کیفیتوں میں کش ہے اور ان کے بعد جو ٹھہراؤ کی حالت آتی ہے وہ مکش ہے جو شخص ان دونوں حالتوں کی سمجھ رکھ کر ان کے درمیان دل کے ٹھہرانے کا ابھیاس کر لیتا ہے اسے دونوں کش اور مکش سے نجات رہتی ہے اور اسے دکھ نہیں گھیرتا۔ اور دتاترے نے اپنی ماں سے یوگ کے اس عمل کو سیکھا اور اس کی شاگردی اختیار کی۔

ماں بیٹے

ایک دن دتاترے نے اپنی ماں سے پوچھا۔ یہ یوگ تو نے کس سے سیکھا ہے؟

ماں بولی۔ سنو! تمہارے باپ اتری رشی تپ کرتے تھے۔ میں جنگل میں جا کر کند مول کھود لاتی اور پانی کے کمنڈل بھر لاتی اور ان کی خدمت کیا کرتی تھی۔ ایک سال چترکوٹ میں قحط پڑا، خشک سالی آ گئی۔ پہاڑ کے تمام جھرنے اور چشمے سوکھ گئے۔ مجھے پانی لانے کے لئے دور دور جانا پڑتا تھا۔ میں یہ سب کرتی تھی۔ ایسا ہوا کہ نزدیک اور دور کے مقامات تک کے تالاب، نالے اور چشمے بھی خشک ہو گئے۔ ایک دن میں نے میلوں کا سفر کیا۔ پانی کہیں بھی نہیں ملا۔ تب میں پتھر کے چٹانوں پر بیٹھ کر رونے لگی۔ برہما، وشنو، مہیش تینوں دیوتا ادھر سے گزرے، میرے رونے کا باعث پوچھا۔ میں نے کہا میرے پتی دیو تپ کر رہے ہیں۔ میں کند مول اور پانی لے جا کر انھیں کھلاتی پلاتی رہتی تھی۔ آج کہیں پانی نہیں ملا اب آشرم میں کیا منہ لے جاؤں۔ اس دکھ سے دکھی ہوں، تو ہو رہی ہے۔

گھٹ میں ہے ست سُوجھتا وہ کیوں نہیں
گیان من میں بوجھتا وہ کیوں نہیں
اس جگت کی کلپنا ہیں من میں ہیں
وہ نہ پربت نگر میں اور بن میں ہیں

اے دیوی! تو جس چٹان کے اوپر بیٹھی ہے اسے ہر چہار طرف سے کھود اُٹھا دے اور ہر طرف پانی ہی پانی ہو جاوے گا۔

اے بیٹے! میں نے کھود کر جس وقت چٹان کو اُبھارا کر دور ہٹایا بلبلاتے ہوئے پانی کی دھار پھوٹ نکلی اور میرے اردگرد پانی ہی پانی پھوٹ گیا۔ دیوتاؤں کا شکریہ ادا کیا۔

وہ ہنس کر کہنے لگے۔ تو بھی وہ تارشی بیوی پتی اردھنگنی ہے یہ چشمہ کلجگ تک برابر جاری رہے گا۔ یہ تیرے نام سے انسوئیا کہلاوے گا۔ کوئی کوئی اسے جاہنوی بھی کہیں گے اور یہ چترکوٹ کی گنگا جی کہلائے گی۔

میں پانی بھر کر لے آئی۔ اترے رشی تپ سے اُٹھ بیٹھے تھے۔ میں نے کند مول ابالے، پتوں کی تھالی میں رکھ کر پیش کیا۔ کمنڈل کا پانی آگے رکھا اتنے میں نردیو بھی آ پہنچے۔ اتفاق کی بات اس روز میں کند مول زیادہ کھود لائی تھی۔ ان کو تعظیم سے بٹھایا۔ چاروں نے مل کر کھانا کھایا۔ خوش ہوئے اور دعا دیکر مجھے یوگ ودیا سکھائی جس کا سبق میں نے تجھے دیا ہے وہ تینوں میرے یوگ گورو ہیں گورو تو میرے پتی دیو ہی ہیں۔ انھیں ودّیا سکھنے کی وجہ سے میں گورو کہتی ہوں اور انھیں اپنے پتی کا عکس تصوّر کرتی ہوں۔

دتاترے کی پیدائش

دتاترے نے ایک دن پوچھا تو میری اس قدر تعریف کرتی ہے اور کہتی رہتی ہے کہ مجھ میں طبعاً اور فطرتاً یوگ کا سنسکار موجود ہے کیا تو یہ بتا سکتی ہے کہ یہ طبعی اور فطرتی اثر کہاں سے آیا ہے؟

انسوئیا نے جواب دیا، سنسکار اور اثرات کس طرح پر حاصل ہوتے ہیں۔ باپ کی طاقت روحانیت ماں کی قوت مادیت کا ورثہ لڑکے کو ملتا ہے، اور یہی اس کی طبعی فطرت کی گھڑت کا باعث ہوتا ہے میں نے نردیو سے یوگ سیکھا اس کی تعلیم تیرے باپ نے مجھے نہیں دی تردیو میری دلی یکسوئی اور پتی کے سیوا بھاؤ کو دیکھ کر مہربان ہوئے اور اس کا علم اور عمل بخشا۔ یہ سنسکار پہلے مجھ میں آئے اسے سیکھ کر میں اکثر محویت میں رہتی تھی۔ برہما، وشنو، مہیش اکثر میرے پتی سے ملنے آتے تھے۔ وہ طبیب اور وید بھی ہیں۔ ان کو ان سے طبی مشورہ لینے کی ضرورت لاحق ہوا کرتی تھی۔ انھوں نے دیکھا کہ میرے چت کی ورتی میں یکسوئی بہت آگئی ہے خوش ہو کر کہنے لگے دیوی تیرے اولاد نہیں ہے ہم تینوں خوش ہو کر صدق دل سے تجھے دعا دیتے ہیں کہ تیرے ہیں اولاد ہوں اور سب سے بڑے لڑکے کو تیرے یوگ کی محویت کا اثر اسے بطور ورثہ کے ملے اے دتاترے! تو میرا بڑا لڑکا ہے اس سے یہ سنسکار تجھے بطور ورثہ مجھ ہی سے ملے ہیں۔

انوسوئیا کی اولاد

دتاترے نے ایک دن سوال کیا، ہم تین بھائی ہیں، میں چندر اور دُرباسا، ہم تینوں کی پیدائش کیسے ہوئی؟

انوسوئیا نے جواب دیا۔ تردیو ایک دن اترے رشی سے ملنے آئے کہنے لگے اے رشی جس مرد کی شادی نہیں ہوئی وہ ادھورا کہلاتا ہے اور اس کی زندگی غیر مکمل سمجھی جاتی ہے۔ پُرش میں دو انگ ہیں۔ پُر (بستی گھر اور جسم) اور اس (رہنا زندگی اور پران) پُرش وہ ہے جو جسم کے پُر کے اندر رہتا ہے اگر پُر (جسم) نہیں ہے تو پُرش کیسا؟ اس کے فطرتی جذبات یا تو غیر فطرتی طریقہ میں مغلوب رہیں گے یا وہ اپنے لئے غلط راستہ نکال لیں گے۔ تم نے بہت اچھا کیا جو شادی کر لی، دیکھو برہما

کے ساتھ مایا، برہما کے ساتھ ساوتری، وشنو کے ساتھ لکشمی اور شِو کے ساتھ پاروتی رہتی ہے لیکن افسوس ہے کہ تمہارے اولاد نہیں ہے۔ یہ بھی سخت کمی ہے۔

اترے معترض ہوئے۔ دُنیا میں آخر برہمچاری بھی تو ہیں

ترِدیو نے جواب دیا۔ برہمچریہ انسان کے لئے آئندہ زندگی کی منزل ہے جس میں وہ پڑھتا لکھتا، علم و ہنر سیکھتا اور آئندہ زندگی کی منزل میں قدم رکھنے کی تیاری کرتا ہے، ساری عمر برہمچاری بنا رہنا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے متعدد اور مختلف عوارض لاحق ہوں گے۔ آدمی کچھ دنوں برہمچریہ کرے، کچھ دنوں تک گرہستی بنے۔ کچھ دنوں کے لئے بن پرستی ہو اور کچھ دنوں کے لئے سنیاس دھرم اختیار کرے۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ لیکن تمام عمر کنوارا رہنا طبعاً اور فطرتاً، طباً اور اصولاً اچھا نہیں ہے

اترے بولے۔ لیکن دُنیا میں ہیجڑے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح کوئی کوئی فطرتاً برہمچاری بھی پیدا ہوتا ہے،

ترِدیو نے کہا۔ ہیجڑا اپنا قدرتی نقص ہے۔ ناقص کی نسبت تو ہم کچھ نہیں کہتے۔ وہ تو ادھورے کے ادھورے ہی ہیں۔ اگر انسان کامل ہونا چاہے اور انسانی کمالات سے محروم نہ رہنا چاہے تو وہ شادی ضرور کرے، مستثنیات کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے

اترے نے پوچھا۔ اگر شادی نہیں ہوئی تو حرج کیا ہوا؟

ترِدیو بولے۔ اولاد نہ ہوگی۔ پتر نہ ہوگا۔

اترے نے پوچھا۔ تو نقصان کیا ہوگا؟

برہما نے کہا۔ پُت ایک نرک ہے جس میں بے اولاد دھکیلے جاتے ہیں۔ نرک سے تارنے والے کو جو پُت نامی نرک سے تارے وہ پتر کہلاتا ہے، شرادھ ترپن بھی کون کرے گا۔ یہ فرض بیٹا ہی ادا کر سکتا ہے،

وشنو بولے۔ بھائی میں نے بے اولادوں کو اکثر دیکھا ہے کہ بڑھاپے میں جب بوڑھے آدمی کو امراض گھیر لیتے ہیں تو کوئی شخص دوا دارو اور پانی تک دینے والا نہیں ہوتا۔ یوں ہی جیتے جی اُسے نرک ہوتا ہے،

شِوجی نے زبان کھولی۔

دُنیا میں نہیں کوئی ہے فرزند سے بہتر
آرام کوئی لخت جگر سے نہیں بڑھ کر

اترے نے کہا۔ میں نے ادھر توجہ نہیں کی، ساری عمر جپ تپ میں گزاری۔ اب کیا کرنا چاہئے۔

ترِدیو نے بتلایا۔ اولاد پیدا کیجئے۔

اترے نے پوچھا۔ کس طرح؟

ترِدیو نے آشیرواد دیا، انسوئیا کو دوا اور دُعا دیتے ہیں ہم تین ہیں تمہارے تین لڑکے پیدا ہوں گے۔

اس قدر قصہ سنا کر انسوئیا نے دتاترے سے کہا، بیٹے ترِدیو کی دوا اور دعا سے یکے بعد دیگرے میری کوکھ سے تم تین لڑکے پیدا ہوئے۔ دتاترے، چندر اور دُرباسا۔

کشمیر پراچین سمے سے سادھوؤں کے تپسیا کی بھومی ہے یہاں انیک سادھو ہندو مسلمانوں کا جنم ہوا ہے، کشمیر کے ہندو مسلمان سادھوؤں فقیروں کا سلسلہ

از قلم شری ڈی این ولی

شری روپ بھوانی المعروف الکھ ایشوری

یہ کتھا تقریباً ساڑھے تین سو سال پہلے کی ہے۔
جب کہ اس دیوی کا جنم سمت ۱۶۷۷ بکرمی میں کشمیر سری نگر کے چھوٹے بل محلہ خانقاہ سوختہ میں شری پنڈت مادھو جو در کے گھر پیدا ہوا تھا۔ اس کے جنم کے عجیب و غریب حالات سپرد قلم کرنے سے پہلے ناظرین کی توجہ میں آج سے پچاس سال پہلے کشمیری گھریلو تربیت و بچوں کے طریقۂ سدھار کی طرف دلانا مناسب سمجھتا ہوں۔ جس وجہ سے ایسے ایسے سادھو سنتوں، درویش عابدوں کے حالات سینکڑوں سالوں سے سینہ بہ سینہ چلے آتے ہیں۔ تقریباً اتنا ہی عرصہ گذرا جب کہ راقم کے بچپن کا دور تھا۔ عام طور والدین اپنے بچوں کو دھارمک کتھائیں، سادھو سنتوں کے سوانح عمریاں اور ان دو نما شدہ معجزات کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ اس سے اولاد میں آستکتا، دھرم نشٹھا اور پاٹھ پوجا تپسیا کا شوق موجزن ہوتا تھا۔ تاکہ وہ بھی کسی پرکار سے مدد حاصل کر کے باکمال بن سکیں۔ وہ زمانہ آج کے زمانے سے بالکل مختلف تھا۔ آج کے بچوں کو فیشن پرستی، سینما، تھیٹر، ایکٹرسوں کے نام و حالات سے پوری پوری علمیت کی طرف جھکاؤ اور رغبت ہے۔ اور اس زمانے میں رشیوں منیوں کے حالات زندگی اور دھارمک کتھاؤں مثلاً رامائن، شریمد بھاگوت وغیرہ سے بچوں میں پریم ابھارا جاتا تھا۔ انہی دنوں اس سلسلے کا بہت چرچا ہوا کرتا تھا۔ اور اس دیوی کا نام و معجزات زبان زدِ عام و خاص تھے جو اس طرح بیان کئے جاتے تھے۔ کہ

سترھویں صدی بکرمی میں کشمیر کے ایک پنیہ آتما شری مان پنڈت مادھو جو در ایک گرہستی آدمی محلہ خانقاہ سوختہ دیوہ در سری نگر میں سکونت پذیر تھے۔ ان کا نت نیم صبح سویرے بڑے پریم اور شردھا بھاؤ سے "اٹھارہ بھجی ہاری پربت کا پرکرما کرتا تھا۔ ہاری پربت سری نگر کے درمیان ایک چھوٹی سی خوشنما پہاڑی ہے۔ جو سارے سری نگر سے دکھائی دیتی ہے خاص کر ہر ایک پل سے اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ عہد مغلیہ کا بنا ہوا ایک قلعہ اس کی اونچی چوٹی پر موجود ہے اس سے بھی اس پہاڑی کی شوبھا بڑھتی ہے اس ہاری پربت نام کی وجہ تسمیہ شاستروں میں اس طرح لکھا ہے کہ رشیوں منیوں کے زمانے میں یہاں ایک بلوان راکشس سلاسر نامی رشیوں کی تپسیا بھنگ کرتا تھا۔ رشی جگدمبا بھوانی سے شرن ہوئے اور دیوی نے ان کی تسلی کر کے مینا (پرندے) کا روپ دھارن کیا۔ چونچ میں ایک ریت کا دانہ لا کر اس پر گرایا۔ کشمیری زبان میں مینا پرندے کو ہاری کہتے ہیں۔ اسی لئے اس مینا کے چونچ میں لائے ہوئے ریت کے دانے کو ہاری پربت کا نام مشہور چلا آتا ہے، لکھا ہے کہ جب وہ راکشس بہت بلوان ہونے کے کارن اس کے نیچے ہلنے لگا۔ تو جگت امبا نے اٹھارہ بھجا والے روپ میں نمودار ہو کر دیوتاؤں کے سمیت اس پربت پر واس کیا۔ آج بھی بھارت کے ہر ایک تیرتھ اور دیوتا کی پرتشٹھا اس پربت کے کسی نہ کسی حصے میں موجود ہے اور واقف آدمی ہر ایک دیوتا کے نواس کا مقام اس پربت

پر جاتے ہیں۔ اور اس مقام پر دیوتا کا کسی نہ کسی پرکار سے نشان موجود
ہے۔ اس پربت کے سامنے ایک چھوٹا سا میدان موجود ہے جس سے
دیوی آنگن کا نام مشہور ہے ایسے تو پربت کی سندرتا، فضا اس کے
ایک طرف جھیل ڈل کے نظارے . . . . . .
ناقابل بیان ہیں۔ اس کے ارد گرد عہد مغلیہ کا بنا ہوا ایک بھاری
پتھروں کا پختہ دیوار جس کی چوڑائی بہت کافی ہے، خستہ حالت
میں موجود ہے۔ اس دیوار کے اندر بے شمار بادامی درختوں کے
باغ موسم بہار میں اپنے شگوفوں سے پرکرما کرنے والوں کے من
میں ہرش اور شانتی پیدا کرنے والے ہیں۔ اور ایک شردھالو
پریم جاتا ہے کہ اُس نے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے بیچ میں
جگدامبا کی پرکرما کی ہے۔ کشمیر میں آنے والے سیاح
کے لئے یہ نظارہ قابل دید ہے،

اسی طرح اپنے زندگی کے بہت برسوں میں شری بھان
بادشو جو روز ہی بھادرتسمے ہاری پربت جایا کرتے تھے
اتفاقاً ایک دن انہیں کچھ .... دیر ہوئی دوپہر کے سمے
سورج دیوتا نصف النہار پر تھے۔ اور یہ دیوی آنگن میں
بھوانی کے سامنے اپنے دھیان میں محو تھے۔ کہ یکایک اُن
کے نظروں میں چکا چوند سی پیدا ہوئی۔ اور انہوں نے دیکھا
کہ ساکشات بھگوتی (اٹھارہ بھجا والی دیوی) اپنے پورن روپ
میں زرد زیورات پہنے، سفید وستروں سے آراستہ اپنے
ہتھیاروں بھوشنوں سے پیراستہ نورانی شکل سے جگمگ
جگمگ کرتی اُن کے سامنے موجود ہے۔ یہ نظارہ دیکھ کر
وہ از خود بے خود ہو گئے دیوی کے پرگٹ ہونے پر وہ ہر کہت ہوئے اور
طاقت کلام نہ رہا۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد اپنے بھگت
کا ہرش اور حالت دیکھ کر دیوی نے سندر وانی سے ارشاد
کیا، کہ جو کچھ چاہتے ہو مانگ لو۔ اس سے بھگت کا حوصلہ
بڑھا، اور بڑی نمرتا سے بنتی کیا۔ کہ آپ جیسی لڑکی مجھے ملے
جس سے میرا یہ لوک اور دوسرا لوک سدھر جائے۔ بھگت کی
خواہش سن کر دیوی نے کہا، کہ مجھ جیسی تو کوئی نہیں ہے۔ اس لئے
خود ہی تمہارے ہاں کنیا بن کر آؤں گی۔ بردان دیکر جگدامبا

انتردھیان ہوئی۔ اور بھگت اپنے حالات پر وچار کرنے لگا
گھر پہنچ کر اس خوشی میں جگیہ دان اور سنکلپ کئے۔ پورے
نو ماہ کے بعد اس کی پتنی سے سمبت ۱۶۷۷ بکرمی مطابق سنہ [illegible]ء
سدیت رشی میں لڑکی کا جنم ہوا جس کا نام روپی دیوی رکھا گیا
کہا جاتا ہے کہ اس کنیا کے پرگٹ ہونے پر اس کمرے میں ہر طرف
سورج کے سمان پرکاش پھیل گیا۔ والدین کے زیر پرورش
یہ کنیا سات سال کی ہوئی۔ اس عرصے میں اور اس سے بہت
بار معجزے رونما ہوئے۔ جو متعلقین کے توجہ کا مرکز بنے رہے
وقت پر اس لڑکی کا بیاہ سپرو خاندان کے ایک
لڑکے سے ہوا دیوی کے اچھا اور زمانے کے ضرورت نے
ایسے حالات پیدا کئے۔ کہ اس کنیا کو اپنے پتی اور ساس سے
بہت تکلیف پراپت ہوئی۔ اور اُس کو بات بات پر تنگ کرتے
رہے، مثل مشہور ہے۔ کہ کسی اتسو کے سلسلے میں اُس کے پتا
جی کے گھر سے پکائے ہوئے کھیر کا ایک دیگچہ اُس کے سسرال
بھیجا گیا، (دیگچہ پیتل کا ایک بڑا برتن ہوتا ہے۔ جس میں پندرہ
بیس سیر کھیر آ سکتی تھی) دیگچہ دیکھتے ہی اُس کی ساس ناراضگی
کا اظہار کرنے لگی۔ کہ اتنی تھوڑی مقدار رشتہ داروں اور ہمسایوں
میں کیا تقسیم کروں گی۔ دیوی نے عاجزانہ انداز سے پرارتھنا کی
کہ آپ تقسیم کرتے رہیئے۔ جب ختم ہو گا تو میرے ماتا پتا کو کوسنا
شروع کیجئے۔ اس بات سے اس کے (ساس کے) دل
میں زیادہ جلن پیدا ہوئی۔ اور اُس نے اندھا دھند کھیر کی تقسیم
شروع کی۔ مگر دیگچہ خالی نہ ہوا، منوں کھیر تقسیم کرنے کے بعد جب وہ
تھک گئی۔ تو بمصداق قہر درویش بر جان درویش وہ خاموش ہو
کر بیٹھ گئی۔ اور تھوڑا سا کھیر نیظر پرشاد کے اس دیوی کو بھی ملا۔
اس کے بعد دیگچہ خالی دیکھا گیا۔ اس معجزے سے بھی اُن کی
آنکھیں نہ کھلیں۔ اور بدستور اُس کو تنگ کرتے رہے۔ اس کے
دوسرے دن صبح جب یہ دیوی دریا پر ہاتھ منہ دھونے کے
لئے گئی۔ تو خالی دیگچہ ہاتھ میں لے کر دریا میں ڈال دیا۔ اور
دیگچے سے زبانی کہا۔ کہ اس وقت میرے پتا جی دریا پر اشنان
سندھیا کرتے ہیں۔ تو جا کر اُن کے پاس پہنچنا۔ دیگچہ اُن

گئے تیا کے پتن پر پہونچا۔ جہاں شری بان ہادیو جو دور سے دیکھے
پر اپنا نام کندہ ہوا دیکھ کر پہچان لیا۔ اور اپنے گھر لے گئے۔

ان دنوں ایسے ہی بہت سے معجزات رونما ہوئے
جن کی تفصیل کے لئے ایک دفتر کی ضرورت رہیگی۔ عرصہ
گذرتا گیا۔ مگر اس کے پتی اور پتی کے پریوار کے خیالات میں
فرق نہ آیا۔ آخر الامر وہ اس گھر سے کھلم کھلا فرار طریق سے
نکلی۔ اور موضع منگام و موضع لار میں عرصہ دراز جنگل کی ایک
جھاڑی میں لوگ سمادھی لگا کر بیٹھ گئی۔ کئی سال کے بعد ایک
دن اس گاؤں کا ایک باشندہ پنڈت آتما رام اتفاقاً جنگل کی
اس جھاڑی سے گذرا۔ اس نے جھاڑیوں کے بیچ نورانی شکل میں
چمکتے ہوئے اس دیوی کو دیکھا گھبراہٹ سے اس کے سامنے
ہاتھ جوڑ کر بنتی کی۔ کہ وہ آبادی میں آئیے۔ جہاں وہ رات دن
اس کی سیوا اور پوجا کرتے رہیں گے۔ اس کا سچا پریم اور بھاؤ
دیکھ کر ارشاد ہوا کہ وہ اپنے گھر کے پھلواڑی باغ میں ایکانت
کی جگہ ایک چھوٹی سی تنگ و تار کٹیا بنادے۔ اس ارشاد کی
فوراً تعمیل ہوئی۔ اور بہت عرصہ دیوی نے اس استھان پر نواس کیا
ان دنوں موضع لار میں ایک مسلمان فقیر شاہ صادق قلندر رہا کرتے
تھے۔ اس کے ساتھ بارہا دھیان گیان کی باتیں ہوتی رہیں۔ اس
قلندر کا آستانہ آج بھی موضع لار میں موجود ہے۔ اس گاؤں کے
بیچ میں دریائے سندھ کا ایک نالہ گذرتا ہے۔ اور بمقام شادی
پورہ دریائے جہلم کے ساتھ ملتا ہے۔ دیوی اکثر گھاس سے بنے
ہوئے ایک گول چٹائی (جسے کشمیری زبان میں چانگی کہتے ہیں)
پر بیٹھ کر اور نالے کے اوپر سے کشتی کے موافق اس چٹائی پر
بیٹھ کر ادھر ادھر آیا جایا کرتی تھی۔ ایک دن قلندر نے دیوی
سے کہا کہ اگر تم اس پار آؤ گی۔ تو روپا (دیوی کا نام) سے سونا
بن جائے گی۔ جواب میں دیوی نے کہا کہ تم اس پار آؤ گے
تو موختہ رسوتی اور موکش کو پہنچتے ہیں۔ بن سکو گے۔ اس تکرار
پر انہیں اپنی اپنی طاقت کا ظہور کرنا پڑا۔ دونوں دھیان میں مگن ہوئے
کہتے ہیں کہ دیوی نے حضرت کو حضرت پیغمبر صاحب کے سامنے
حاضر باشی میں دیکھا۔ اور قلندر نے دیوی کو رتن جڑت سنگھاسن
ہیں جیسے برہما، وشن، مہیش اٹھائے ہوئے تھے۔ دیکھا بہت سا
عرصہ بعد نالہ سندھ سے شادی پورہ اور دریائے جہلم سے موضع
واسکورہ (امری نگر سے تقریباً ۱۲ میل دور) پہونچی۔ اس گاؤں میں
پانی کی قلت تھی۔ ایک اندھا کمہار دیوی کے پاس آیا۔ دیوی
نے اس اندھے سے ایک کنواں کھودنے کا ارشاد کیا۔ اور کہا
کہ کنوئیں میں پانی آئے گا۔ اس وقت تمہاری آنکھیں بینائی
سے منور ہوں گی۔

کمہار نے کھودائی شروع کی۔ جس وقت کنوئیں میں پانی
آیا۔ اُس کی آنکھیں بھی نور سے مسرور ہوئیں۔ کنواں آج بھی موجود ہے
اس کا پانی معتقدین اور شردھالو سال سال تک گھر میں رکھتے
ہیں۔ روزانہ اس کا چرن امرت پیتے ہیں۔ پانی کبھی خراب نہیں
ہوتا۔ اس پانی میں کسی اچھے چشمے کے پانی سے زیادہ اچھا ذائقہ
اور مٹھاس ہے۔ اس گاؤں میں کنوئیں کے متصل ہی استھان موجود
ہے، وثوق کے ساتھ یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ انسان کا
من یہاں بیٹھتے ہی شانتی آجاتی ہے اور اتنی دیر کے لئے ایک
انسان دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوتا ہے۔ اشنان ہونے کے لئے
یا کسی دوسرے کارج کے لئے یہاں آج بھی منت مانی جاتی
ہے اور سینکڑوں آدمی مراد پاتے ہیں۔ راقم کو بھی اس دیوی کے
انوگرہ سے ایک لڑکا عطا ہوا ہے۔

یہ دیوی روپ بھوانی کے نام سے پھر شری الکھ الیشوری
صاحبہ کے نام سے سارے کشمیر کے ہندو گھرانوں میں مشہور
ہے۔ سینکڑوں معجزے ان سے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ عمر کے
آخری حصہ میں انہوں نے پوز وید واکوں کا ایک بھنڈار کشمیری زبان
میں مرتب کیا ہے اور در خاندان کے ہر ایک گھر میں اس پستک
کی نقل موجود ہے۔ اپنے بھگتوں اور شردھا رکھنے والوں کے لئے
ساڑھے باراں کا نذر مقرر کر کے رکھا ہے یعنی ساڑھے باراں
پیسے، آنے یا روپے جیسا کہ استعداد ہو نذر پیش کیا جاتا ہے
اور اعتقاد رکھنے والے اپنے مشکلوں کا آسان حل سمجھتے ہیں
مشہور ہے کہ انہوں نے ۲۰ سال چشمہ صاحبی سری نگر میں تپسیا
کی۔ اس چشمے کے نام کے ساتھ صاحبی کا نام اسی وجہ سے لگتا ہے

شنشیل اور بھگت جنوں کا اپنے رہنما اپدیش سے ادھار کیا
ایک شلوک اس طرح کہا ہے۔ شری پر ابھسار کا مہا شکتی: ترا توا
ذنر ناہم مینادِ ائر جراپنی شبھ پرتگیا کے انوسار بھگت کے کلیان
کے کارن سمے سمے پر شرن میں آئے ہوئے جیووں کے کلیان ہم
جاتی دھرم، تھا دلیش دھرم کے رکھشا کی خاطر انتر بھتنگ روپ
میں اپنے شری کمار یہ کرم سے دلیش کو شکشا دیتی ہوں بھگت
جنوں کا اپنے رہنما ادھار ہوتا ہے۔

شری الکھ ایشوری صاحبہ کا ہر سال میں دوبار ماگ
کرشن پکش کے دن (انتردھیان ہونے کا دن) سری نگر
میں واسکورہ منایا جاتا ہے۔

یہ چشمہ کشمیر سری نگر کے مشہور شاہی چشمہ کے متصل نہایت ہی
خوشگوار اور لذیذ پانی کا منبع ہے۔ تھا ۲۰ سال موضع منگام میں
۲۰ سال موضع لار اور آخری ۲۰ سال موضع واسکورہ میں رہائش
رکھی رہے۔ وہ فرقہ بندی سے بالاتر تھیں۔ اور ہندو مسلمان، سکھ
سب کو ایک نظر سے دیکھتی تھیں۔ اس لئے سارے مذہبوں
کے لوگ ان کے لئے مساوی طور پر بھگتی اور شردھا رکھتے تھے کہا
جاتا ہے کہ انتردھیان ہونے کے سمے پر وہ بمقام دیدہ مر سری نگر
مقیم تھیں۔ اس لئے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ وہ جاہ حشم
کے ساتھ انہیں دفن کریں۔ ہندوؤں کو یہ ناگوار گزرا۔ دیوی کی اچھیا
سے مسلمانوں میں آپس کی کوئی تکرار ہوئی اور وہ جھگڑے میں مشغول
ہو گئے۔ اس اثنا میں ہندوؤں نے انکی ارتھی اٹھائی
اور داہ سنسکار کے لئے شمشان بھومی لے گئے۔



راستے میں عیدگاہ نامی ایک میدان آتا ہے۔ اس
میدان میں گاؤں سے آتے ہوئے گوجری لوگ جو دودھ
کے مٹکے سری نگر لاتے تھے۔ ان سے ملے۔ اور
دریافت کیا کہ یہ کس کی ارتھی لئے جاتے ہیں
حقیقت حال سنتے یہ گوجری کہنے لگے کہ انہوں
نے ابھی الکھ صاحبہ کو واسکورہ جاتے ہوئے
دیکھا ہے، وہ پیدل کھڑاؤں پہنے اور ڈنڈا ہاتھ
میں لئے جاتی تھی اور فرمایا کہ در خاندان والوں سے
جو ارتھی لئے راستے میں ملیں گے کہہ دینا کہ میں
واسکورہ جاتی ہوں، تختے کا داہ سنسکار کریں
اور جو کچھ تختے سے ملے، واسکورہ بھیجیں۔ یہ سن
کر انہیں محسوس ہوا کہ ارتھی کا وزن کچھ ہلکا ہو رہا ہے
تختہ نیچے رکھ کر دیکھا تو خالی پایا۔ صرف ان کے
سر کے بال لمبی چٹیائیں موجود تھیں۔ یہ ماگ کرشن
پکش سنہی سمت ۱۷۷۱ بکرمی تھا سمت ۴۷۹۶ سپت رشی
کا دن تھا۔ اس دیوی نے پورے ایک سو سال سنسار
میں رہ کر اپنی بال لیلا کا کھ تماشا دکھایا۔ بڑے بڑے
سادھو، مہاتما جو شرن میں آتے، تھا شردھالو

جوشِ جنوں

بشری روگناتھ چہر سیفیر

نوٹ ۔ خمسہ بر غزل شری امر چند جی قیس
یہ غزل جوشِ جنوں کے عنوان سے "پرتاپ" میں شائع ہوئی ہے

اِس بودِ نمودی میں ہر جا ہے تو موجود
پھر کس طرف سجدہ ہے روا اے میرے مسجود
ملتا نہیں جز صافیٔ دِل گوہرِ مقصود
وہ محفلِ جمشید ہو یا محفلِ نمرود
دونوں کے لئے راہ تیرے گھر کی ہے مسدود

سمجھتے ہیں حقیقت کی کشش ہیں جو معمے
حل کرتے ہیں وہ رازِ حقیقت کے معمے
باتوں پہ فقط اکتفا کرتے ہیں نکمے
دیکھے کوئی اس آتشِ عرفاں کے کرشمے
شعلہ بھی ہے کافور تو ہے دُود بھی مفقود

ہے منزلِ عرفاں پہ رسائی کا یہی ڈھنگ
دِل پر نہ رہے زنگِ زمانہ کا کوئی زنگ
اِس ہو شر با شور و شر دہر سے دِل تنگ
ہو روح اگر سازِ خموشی سے ہم آہنگ
پھر صورِ سرافیل بھی ہے بربطِ داوود

اِک عشق کا جذبہ ہے جدا مکر و ریا سے
محفوظ ہے اندیشۂ آسیب و بلا سے
بندہ کو یہ جذبہ ہی ملاتا ہے خدا سے
خالی ہیں دِل و جان اگر مہر و وفا سے
تقریر کی گلباری پیہم بھی ہے بے سود

توحید سے منکر ہیں جو غمخوار خودی کے
کلفت میں گرفتار ہیں بیمار خودی کے

محرمِ حقیقت ہیں پرستار خودی کے — کھل جاتے ہیں آدم پہ جب اسرار خودی کے

رہتا نہیں ترتیبِ عناصر میں وہ محدود

دُنیا ہے عدو رنگ نہیں جائے اقامت — حاصل ہے یہاں رسمِ محبت سے ندامت

معدوم ہے تسکینِ دل اور امن و فراغت — وابستہ تغیر سے ہے عالم کی حقیقت

دم بھر میں ہے موجود تو دم بھر میں ہے نابود

تحقیقِ صداقت میں جو ہیں رات دن مشغول — کرتے ہیں دل و جان اسی شوق میں مکفول

تحصیلِ خرد سے وہی دُنیا میں ہیں معقول — معمورِ صداقت ہو تو ہے فقر بھی مقبول

محرومِ صداقت ہو تو شاہی بھی ہے مردود

ویدانت نے توحید کی تفسیر بتا دی — وحدانیت کی دلنشیں تعلیم بتا دی

سارے جہاں میں ہے اسی عرفاں کی منادی — پندار کے پردہ نے ہی دیوار بنا دی

ورنہ یہ حقیقت ہے نہ عابد ہے نہ معبود

انساں کا عبث تب تلک ہے درس اور تدریس — جب تک نہ خود احساس کی تحقیق سے ہو لیس

ہستی ہے سفیر ایک یہاں مختلف ہیں بھیس — دیدار سے روشن یہ حقیقت ہوئی اے قیس

مشہود بھی شاہد ہے تو شاہد بھی ہے مشہود

سادھوانک دو ماہ کا پرچہ ہے۔ ماہ فروری کا کوئی علیحدہ پرچہ شائع نہیں ہوگا

ایک مہاتما کا پرشاد

از قلم
شری جگن ناتھ جی کھنہ
بی اے، بی ٹی

منشیہ کے نیتر وشال وشو کی ہر ایک وستو کو دیکھ سکتے ہیں، کوئی چیز بھی اُن سے نہیں بچ سکتی، چھوٹی سے چھوٹی، بڑی سے بڑی، درشٹی گوچر ہوتے ہی منشیہ انہیں پہچان لیتا ہے اور ذرا گہری نگاہ ڈالنے سے اُنکی پرکھ بھی کر سکتا ہے۔ پرنتو ایک چیز ہے جو اُس کی نگاہ میں نہیں آتی۔ وہ ہے جگت کی وستوؤں کا استھائی پن وہ چھن چھن میں بدلتی رہتی ہیں لیکن ہمیں اس پریورتن کا بھان نہیں ہوتا۔ آم کے پھل کو روز دیکھتے رہیں تو اُس کا دن پرتی بڑا ہونا ہمیں پرتیت نہیں ہوتا، گنگا ہمارے سامنے بہہ رہی ہے لیکن اس کا پرواہ چھن چھن میں بدل رہا ہے۔ جو آج ہے وہ کل نہیں، ہم سرِ بہتا نوین دھارا میں ہی سنان کرتے ہیں۔ اسی طرح سے دیپک کی لو میں پریورتن ہوتا رہتا ہے لیکن ہم اپنی آنکھوں سے اسے محسوس نہیں کر سکتے　پتہ تب چلتا ہے جب تیل سماپت ہونے سے دیپک اچانک بجھ جاتا ہے یہی حال منشیہ کے اپنے شریر کا ہے۔ وہ بچپن سے لیکر بردھاوستھا تک کئی حالتوں میں گزرتا ہے لیکن دن پرتی ہونے والے پریورتن کا ہمیں بھان نہیں ہوتا۔ ماں اپنے بچے کو ویسا کا ویسا ہی دیکھتی ہے لیکن اس کے شریر کا بڑھنا اس کو محسوس نہیں ہوتا۔ کچھ سمے کے بعد ضرور وہ سمجھ لیتی ہے کہ اب بچہ بڑا ہو گیا ہے، واستو میں سنسار میں ہم جس طرف بھی نگاہ دوڑائیں اور ذرا غور کریں تو ہم محسوس کر لیتے ہیں کہ اس میں تبدیلی آ رہی ہے۔ اور سچ پوچھو تو وہ چھن چھن میں بدل رہا ہے اور اس کی سب چیزوں میں چھنے چھنے تبدیلی آ رہی ہے، کوئی وستو ایک رس نہیں رہتی لیکن اپنا سو کھشتم سا گیان ہوتے ہوئے بھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جن چیزوں سے ہمارا پیار ہے وہ بنی رہیگی، گویا کہ ہمیں ان کے چھن بھنگر ہونے کا نشچے نہیں ہوتا۔ اگر ایسا نشچے ہو جائے اور ہم ان کی اصلیت کو واستوک ریتی سے سمجھ لیں تو ان میں ہماری آسکتی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ایسا ہوتا نہیں، ہمیں شریر میں اتنی آسکتی ہے کہ دوسرے جیووں کو مار کر بھی اس کی پشٹی اور پوشن کا یتن کرتے ہیں۔ اسی طرح سے اور چیزوں کے سمبندھ میں سمجھ لیجئے، واستو میں ہمیں ان وستوؤں کے نت ہونے کا بھرم ہو رہا ہے ہم ان کی اصلیت کو کداپی نہیں سمجھتے اور بھرم میں پڑے ہوئے اپنا امولیہ جیون ویتیت کر رہے ہیں کیونکہ ہم اپنے جیون میں استھر وستوؤں سے ہی پریم کرتے ہیں اور ان میں ہی ہماری آسکتی ہو جاتی ہے جس کے کارن ہمیں طرح طرح کے دُکھ بھوگنے پڑتے ہیں۔ اصلی شاشوت یا استھر، قائم بالذات، رہنے والی وستو تو ایک پرماتما ہے اس لئے ہمارے لئے اُچت یہی ہے کہ دنیا اور اس کی استھر وستوؤں کو چھوڑ کر ایک پرماتما سے پریت لگائیں، ایسا کرنا ہی منشیہ کی سچی بدھی کی دلیل ہے۔ ایسا نہ ہونے کے کارن ہمارا ویوہار بالکل پاگلوں اور دیوانوں جیسا ہے جو اپنی بھلائی اور بُرائی کو سوچ ہی نہیں سکتے۔

جیو کا سبھاؤ ہے کہ وہ کہیں نہ کہیں راگ اور آسکتی میں ضرور پھنس جاتا ہے اور پھر وہاں سے چھٹکارہ پانا اس کے لئے مشکل ہو رہا ہے، پھنستا تو سکھ کی تلاش میں ہے کیونکہ راگ ہی ایک ایسی وستو ہے جس سے پرانی کے ہردے میں پرسنتا ہوتی ہے۔ لیکن ان وستوؤں سے لگاؤ یا راگ ہی اس کے لئے دُکھ کا ہیتو ہو جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ سراب، کا سا منظر ہی ہے جیسے ہرن پانی سمجھ کر اس کی طرف دوڑتا ہے لیکن وہاں اُسے سوائے ریت کے کچھ نہیں ملتا اور وہ

پہلے سے بھی دکھی ہو جاتا ہے۔ یہی حالت دنیاوی جیووں کی
ہے۔ دنیا کی سب چیزوں کو وہ سچا اور سکھدائی سمجھ کر ان میں
لگاؤ پیدا کرنے میں ہی اپنے جیون کی سپھلتا سمجھتے ہیں۔ لیکن
اس کا نتیجہ ان کی امیدوں کے خلاف ہوتا ہے لیکن جب
یہ حقیقت کھلتی ہے تو وہ بالکل بے بس سے ہوتے ہیں۔
کچھ بن نہیں آتا۔ تبھی تو فارسی کے ایک شاعر نے کہا ہے ؎

این جہاں نقشے بر آبے بیش نیست
موج آبے یا سرابے بیش نیست
اوج گردوں جز حبابے بیش نیست
این ہمہ جوش و خروش ہر دو کون
جز خیالات و خوابے بیش نیست

جس کا بھاو ارتھ یہ ہے کہ یہ سنسار ایسی اسار اور بے
بنیاد چیز ہے جیسے پانی پر کھینچی ہوئی لکیر، یا پانی کی لہر یا مستھل
کا درشیہ جس کو پانی سمجھ کر اس کی طرف بھاگنے کی کوشش کی
جاتی ہے۔ اس سے بڑھ کر جگت یا سنسار کی کوئی حیثیت نہیں
ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو آسمان کی بلندی بلبلے سے بڑھ
کر نہیں ہے اور دونوں جہانوں (لوک پرلوک) کا شور و غل
(ہائے ہو) کلپنا ماتر یا سوپن ہی ہے۔ اس سے زیادہ اور کچھ
نہیں۔ انیتھا ہوتے ہوئے بھی ہم تو اسے سچا سمجھ کر ایسا ویوہار
کر رہے ہیں جیسا کہ سوپن اوستھا میں ہوتا ہے۔ جاگنے پر معلوم
ہوتا ہے کہ وہ تو ایک بے حقیقت وستو تھی۔ جب تک ویراگ
کی بھاونا درڑھ نہیں ہوتی۔ سنسار سے چھوٹنا جیو کے لئے
بالکل اسمبھو ہے۔ اگر راگ کرنا ہی ہے جیسا کہ جیو کا سبھاؤ ہے
تو کیوں نہ بھگوان کے چرن کملوں سے ہی کیا جائے۔ اگر ان
سے راگ ہو گیا تو سنسار سے سوتے ہی ویراگ ہو جائے گا جوں
جوں پریم کا رس آنے لگتا ہے دنیاوی چیزیں پھیکی معلوم
دینے لگتی ہیں۔ اگر یہ بھاونا یعنی سنساری پدارتھوں سے راگ
دور نہیں ہوا تو سمجھ لیجئے کہ ابھی بھگوان کا بھجن کرنے کے لئے ہم
میں واستوک اچھا ہی نہیں ہے۔ یہ ایک ڈھونگ ہے
جس کو دنیا میں بہت سے لوگ پورا کرتے دکھائی دیتے ہیں لیکن
اس سے کچھ لابھ نہیں ہوتا۔ بلکہ اور بھی پتن ہو جاتا ہے۔ وسمبھ
کو چھوڑ کر پکے ہردے سے بھگوان سے پریت لگانا ان کے
چرن کملوں کا ہی دھیان کرنا جیون کا آدرش ہونا چاہئے،
باقی سب باتیں ایچ ہیں اور یہی سمجھ کر یہی چیز چاہئے۔ یہی مکھیہ
دھرم ہے۔ بلمپنوں اور اوستھاؤں میں ارتھات جاگرت، سوپن اور
سشپتی میں ایکسار رہے۔ ذرا بھی فرق نہ پڑے ویسے تو تینوں اوستھائیں
بھن بھن ہیں پرنتو جو جاگرت کو جانتا ہے وہی سوپن کو اور وہی
سکھوپتی کو جانتا ہے۔ دیکھنے والا ایک ہی ہے۔ انبھو کرنے والا
اور سمرن کرنے والا بھی ایک ہی ہوتا ہے جو ہم جاگرت میں دیکھتے
ہیں وہی سوپن میں پرنکش کرتے ہیں اور اس کی یا اسی طرح کی رچنا
کرتے ہیں۔ اس لئے یہ سمجھ لینا مشکل نہیں ہے کہ جاگرت کا انبھو
کرنے والا ہی سوپن کا انبھو کرتا ہے۔ پرماتما کا سروپ سمجھ لینے
پر ہی پرماتما کا بھجن بن سکتا ہے۔ انیتھا نہیں۔ اس کے سروپ
کی کبھی وسمرتی نہ ہو تب ہی اس کا بھجن ہو سکتا ہے۔ اس بھجن کا
روپ کیا ہے؟ کیول بھگوان میں بدھی کا لگا رہنا۔ اٹھتے، بیٹھتے
چلتے، پھرتے، انہیں میں من اور بدھی کا لگا رہنا بھگوان کا سروپ
سمجھ لینے سے ہم انہیں کسی وشیش ستھان یا مندر کے اندر قید
ہو کر بیٹھنے والا نہیں سمجھیں گے ان کے بھن بھن روپ میں دستار کو
بھلی بھانتی سمجھ لینا ہی ان کے سروپ کا گیان ہے۔ ویسے تو
ہم دعوے کریں بھجن کا پرنتو جب کبھی دین دکھیا کو دیکھیں تو اس کی
سہائتا کر سکیں بجائے اس کی اپیکشا کریں یہ گیتا اور کشنا کہتے ہوئے
بھی ان کی سیوا نہ کرنا بھگوان کے بھجن کے بالکل ورودھ ہے بھگوان
نے اپنے بھجن کا مارگ سوینگ ہی بتا دیا ہے "سرو دھرمان پری تیجیہ
مامیکنگ شرنگ ورج" (گیتا) جس کا سرل بھاو یہ ہے کہ ہم جو
کچھ بھی کریں بھگوان کی سیوا اور پرسنتا کے نمت کریں۔ اگر ہم ان کی شرن
گرہن کر لیں گے تو پھر ہمارے لئے اور کوئی دھرم بھی نہیں رہے گا۔ اسی
میں سب دھرموں کا سماویش ہو جاتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم کوئی
کام ان کے پرائن ہو کر کرنا ہی نہیں جانتے۔ یاد رہے کہ جو جس کا
دھرم ہوتا ہے وہ اس سے کبھی الگ نہیں ہو سکتا۔ اگنی اوشنتا نہیں
چھوڑ سکتی۔ اگر ایسا کرے تو وہ اگنی نہیں رہتی۔ برف شیتلتا نہیں

عہدِ حاضرہ کا ایک مردِ حق

از
شری امر چند جی
قیس

قارئینِ "ادم" سے معذرت کے ساتھ چند سطور "سادھو انک" کے لئے لکھنے کی گستاخانہ جرأت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ وقت اتنا قریب ہے کہ موزوں نہ تھا۔ بلکہ آئندہ نسلوں کا حق ہے — قیس

آج سے کم و بیش اسّی سال پیشتر پنجاب کے ایک معتبر اور معزز برہمن خاندان میں دریائے راوی کے کنارے ایک مردِ حق کا جنم ہوا۔ جو روح زمانہ کی اہم ضرورت سے ایک قصباتی مکتب میں معمولی تعلیم دلانے کے بعد والدین کی دلی آرزو تھی کہ ان کا اکلوتا نورِ نظر اپنا آبائی پیشہ اختیار کرتے ہوئے تقلیدی زندگی گزارے۔ لیکن اس غیر معمولی روحانی پودے کے ذاتی امکانات خود اظہاری کئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ قدامت پرست تاریک اور کثیف ماحول میں رہ کر بھی اس روح سے جدّت کی شعاعیں اور علو کی امنگیں نمودار ہونے لگتی تھیں۔ زندگی بیرونی رکاوٹوں کو ہمیشہ سنہری مواقع میں بدلنے کی صفت رکھتی ہے۔

پروفیسر نرمل چند بچپن ہی سے فطرت کے عاشق، علم و فن کے شائق۔ اخلاقی کمال کے طالب اور بلا لحاظ مذہب و ملّت بزرگ ہستیوں پر شیدا تھے اور شروع ہی سے یہ ابدی سوال آپ کے دل پر حاوی ہو گیا تھا کہ بنیادی حقیقت اور زندگی کے معنی کیا ہیں۔ آپ تدریس ہی کو اپنے لئے بہترین کام سمجھ کر خود اپنے ہی مدرس ہو گئے چونکہ آپ کے رگ و ریشہ میں بے حد روحانی بھوک تڑپ رہی تھی۔ آپ نے اپنے پیاسے دل کے دروازے ہر طرف کھول رکھے تھے۔ اور کسی بھی جانب سے روشنی کی قبولیت کیلئے بیقرار اور مستعد رہتے تھے۔

پنڈت نرمل چند نے تنہا ہی علمی بلندیوں کی طرف انہماک سے پڑھنا شروع کر رکھا تھا اور خود بخود منطق قدیم و جدید، نفسیات اور روحانیت پر عبور حاصل کرنے لگے تھے، شب و روز، مہینوں اور سالوں تک آپ حقیقتِ زندگی کی تلاش و تحقیق میں مگن تھے۔ سوالات آپ کے اندر ہی سے اٹھ اٹھ کر خود جوابات بھی پاتے تھے۔ خلوت اور خاموشی روحانی ارتقا میں بہت نتیجہ خیز ثابت ہوئے،

۱۹۰۲ء میں جب کہ آپ ملتان کے ایک ہوسٹل میں سو رہے تھے صبح صادق سے پہلے ہی تاروں کی چھاؤں میں کشفِ ذات ہو گیا۔ حالانکہ اس سے متعلق سابقہ تصور یا عقیدہ موجود نہ تھا۔ گویا زندگی کا پھول خود کھل اٹھا،

عہدِ تدریس میں کئی جاذب ارواح نے آپ کے ربط میں آکر غیر جسمانی ظہور حاصل کیا۔ مگر آپ کو اپنے عہد میں ایک وسیع تر کام کرنا تھا اس لئے ملازمت ترک کر کے تحقیق حق میں مصروف ہو گئے۔ اس فرض کے لئے آپ نے کئی زبانوں میں مختلف مذاہب کا نسبتی اور بے تعصبانہ مطالعہ کیا سنتوں، یوگیوں اور فقیروں کی طویل صحبت کی۔ قدیم اور جدید روحانی خزانوں کی کھوج اور دیکھ بھال میں رہے۔ روئے زمین کو اپنا وطن اور ساری انسانیت کو اپنا آپ محسوس کرتے ہوئے مشرق و مغرب کے علوم اور ودیائے جدیدہ سے تعارف حاصل کیا۔ اور سال ہا سال کی متواتر ریاضت شاقہ اور شغل و تفکّر کی راہ علمِ ذات اور فنِ حیات کے گوہرِ مقصود پا لینے میں کامیاب ہوئے اور ۱۹۲۳ء سے ۱۹۴۷ء تک دیال سنگھ

کالج لاہور میں روحانیت کے پروفیسر رہے نیز عثمانیہ یونیورسٹی
حیدرآباد میں بی اے اور ایم اے کے ممتحن بھی۔ اپنی زندگی کی
تمام طاقتوں کو رازِ ہستی کی دریافت میں تین چوتھائی صدی
وقف کرنے کے بعد آپ نے براہِ راست دیکھ لیا کہ
" زندگی ایک لاجواب نعمت ہے اور اپنا مقصد آپ۔
حقیقت ہے اور اس کا کشف ہر طالب کے لئے ممکن ہے
حقیقت، ایک ہمہ گیر اور غیر محدود ہے۔ کوئی مذہب اس
سے کلیتہً محروم یا کوئی مذہب اس کا واحد اجارہ دار نہیں
انسان بذاتِ خود روشنیوں کی روشنی ہے۔ حقیقی زندگی عین
نجات ہے۔ زندگی کا حقیقی مقصد زندگی سے نہیں بلکہ زندگی
کی نجات ہے۔ یہاں اسی وقت اور ابھی سب میں حقیقت
ساری، طاری اور جاری ہے۔ مگر انسان اور صرف انسان اسے
جاننے کا سزاوار ہو سکتا ہے۔ کشفِ حقیقت میں انسان،
انسان کا معاون تو ہو سکتا ہے مگر گورُودم محض دکانداری کا
ہے۔ یہ فقط خود نمائی، خود پرستی اور ذہنی غلامی ہے۔ یہ دُنیا
رسی میں سانپ کی مانند دھوکا نہیں۔ بلکہ حقیقت کا
پُر اسرار، نہایت شاندار، ابد آگاہ و رجا افزا اور قابلِ مدح و احترام
وقد ظہور ہے جو کشفِ ذات کا وسیلۂ اہم، زندگی سے
فرار کی بجائے اس کی قبولیت میں سرِ دکھال ہے۔"

پروفیسر نرمل چندر نے اپنی باطنی شعاعوں کی قدرتی
اشاعت کرتے ہوئے ـــــ "نورِ زندگی" "سرورِ ہستی" "پورن
دھرم" "ستیہ پرکاش" "کشفِ حقیقت" "خود شناسی"
"انسانیت" "جیون دھرم" "سائنس اور مذہب" "جینے
کے معنی" "جینے کی خوشی" "پورن ویدانت" "شرحِ گیتا" وغیرہ
کئی بلند پایہ اور لاجواب کتابیں لکھی ہیں۔

نرمل چندر جی مہاراج کی زندگی اور اس کے ابھیلوں کو
دیکھ کر گمان گزرتا ہے کہ شاید روحانی تجربات کے دوران نارد
رشی جی آپ کو رفیق اور ہر وقت گاہ گاہ ہمکلام ہوا کرتے تھے۔ پروفیسر

عملی جیون

چٹھی از طرف مہاتما دولت رام جی جموں نواسی بنام شری شندا اس جی تلی رشی کیش۔ جموں ۲۸ ستمبر ۵۸ء

۱۔ آپ موجودہ وقت کو چھوڑ کر آئندہ پر زیادہ بھروسہ رکھتے ہیں۔ چاہیئے تو یہ کہ آپ اپنے جملہ کاروبار کو پربھو کی سیوا سمجھ کر اور لیلا جان کر اس میں اشنگتا آسکتی اور موہ کو چھوڑ کر صرف شریر دوارہ اس باہری سوانگ کو نبھاتے ہوئے اسی میں آنند پربن رہنے کا سوبھاؤ بنائیں اور رشی کا بیٹا کا لفظ زبان پر نہ لاویں۔ اس کے سوائے "تیرا بھانا میٹھا لاگے" کا اصول نہیں بن سکتا اور نہ ہی اتر یامی الشور کی پرسنتا ہی پراپت ہوتی ہے۔ کمی اور کچھ نہیں ہر فعل میں اشنگتا اس کے پھل میں اسکتی اور ان کے سادھن سامگری میں ست بدھی اور سروپ وسمرتی روپ موہ ہی بڑی کمی ہے۔ جب اور جہاں دور کرلو آپ کے اختیار میں ہے۔

(۲) من کو شکشا وا کیوں کے دوہرانے سے اتنی نہیں ہوتی جتنی ان پر عمل کرنے سے ہوتی ہے۔ کھانڈ مصری ہزار بار کھانے سے بولنے سے زبان میں ذائقہ نہیں آتا بلکہ ایک بار بھی منہ میں ڈال لی جاوے تو منہ میٹھا اور چت پرسن ہو جاتا ہے۔ لہٰذا واکیوں کے پڑھنے پڑھانے یاد کرنے، دوہرانے سے تو کوئی خاص پریوجن ہی نہیں نہ ہی آپ نے کوئی باہری امتحان اس قسم کا دینا ہے البتہ اس پر وچار اور عمل کرکے ہی من کو تت کال یعنی ساتھ ساتھ ہی شانتی ملتی جاتی ہے ۔ "اسنگو ہم" بولنے میں بھی سنگ ہو سکتا ہے مگر وچار کرکے نشچے بنانے سے سنگ نہیں ہو سکتا۔

اگر اس اصول کو مد نظر رکھ کر آپ ابھیاس درڑھتا اور شوق شردھا تتھا سچی لگن سے متواتر اور کافی عرصہ کریں تو آپ کا سبھی پریوجن جو بھن بھن جپ اور سوادھیائے آدی سے سوچتے ہیں ساتھ ہی ساتھ ملتا جاوے گا۔ اور کامیابی لازمی ہے جو ابھیاس شریر اور سنسار سب کو سنکلپ روپ مہیا جاننے کا بتایا گیا تھا اُس کو شروع کر دینا چاہیئے تھا۔ اس سے سادھن کی پورتی کے ساتھ ساتھ پھل بھی پرگٹ ہونا شروع ہو جاوے گا مگر اس پھل کے پختہ اور رس دار ہونے کے لئے کافی ہمت، لگن، کوشش اور سنتوش، صبر کی ضرورت ہے اور اپنا فرض سادھن کرنا ہے نتیجہ کی طرف دھیان دینا نہیں: من کو راہ راست

پڑھانے سے کہ اس سے بہتر کوئی سادھن نہیں بتا ہو سکتے۔

زگنتھوں کے حوالے جو آپ نے دیئے ہیں وہ عملی چیز ہے لکھتے ہیں جہاں تک سرل ہو سکتا ہے شری سوامی جی نے لکھ ہی دیا ہے آپ اپنے وچار اور بدھی سے کام لے کر ایک ایک قدم پر مضبوطی سے پاؤں بڑھاتے چلیں، کامیابی یقینی ہے، زیادہ وستار میں لانے کی ضرورت نہیں البتہ جو عملی روکاوٹ آپ کو پیش آوے اس کے لیئے بہر حسب ضرورت دوبارہ پوچھ سکتے ہیں مگر وچار عمل کے بعد۔ جو کچھ ویاکھیا کے لئے آپ نے لکھا ہے وہ الفاظ اتنے سرل ہیں کہ اس سے زیادہ گنجائش نہیں اس لئے مجھے اس میں بالکل لمحہ بھر بھی فرصت نہیں اور زیادہ محنت کی شریر بھی اجازت نہیں دیتا۔ اور جو کچھ آپ نے ویاکھیا طلب کی ہے۔ یہ کئی مہینوں کا کام ہے منٹوں گھنٹوں یا دنوں کا نہیں، اور پھر بھی اپنے ابھیاس و وچار کے بغیر سب ویاکھیا وغیرہ بیکار ہی ہے،

۳۔ رہا گیتا کے شلوکوں کے متعلق۔ سو کوئی شلوک بھی سوتنتر روپ سے ارتھ نہیں دیتا اس کا پہلے پچھلے ادھیائے پرسنگ پرکرن اور موضوع اور کئی شلوکوں سے تعلق ہوتا ہے جب تک مکمل مضمون کو ذہن نشین نہ کیا جائے ارتھ غلط ہی ہر دیہ میں بیٹھ جاتا ہے یا شنکا بار بار پیدا ہوتے ہیں۔ آپ نے بارہ شلوکوں کی تشریح مانگی ہے ماسوائے اس کے کہ میں ان کا سرسری بھاو کہہ دوں آپ کی اتنے دور فاصلے پر تسلی نہیں کرا سکتا۔ جب کبھی فرصت دونو طرف سے ملے گی۔ یہ بات پوری تو تب ہی کھلیگی یا خود ہی اندر سے انوبھو سے معلوم ہو جاویگی۔ اب سادھارن طور پر ان کا بھاو کہہ رہا ہوتا ہے

۴۔ میں جیوتش شاستر میں وشواس رکھتا ہوا بھی آیو کے متعلق بھروسہ کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ مان لو کہ اتنی دیر اور رہا بھی تو اندر یہ جواب دے گئے تو سادھن کیا خاک ہوگا۔ اب جب کہ اندریاں اور شریر کے درست ہونے ہوئے بھی کچھ بھی نہیں کر سکے یعنی منزل مقصود سے ابھی کافی دور ہیں تو ان آنے والے چند برسوں میں جب کہ کمزوری ناطاقتی روگ

اور مانسک چنتا ادھک ہو سکتی ہیں کیا اور بیدان پار نہیں گئے، اس لئے زمانہ مستقبل کی طرف دھیان نہ دے کر زمانہ حال سے ہی کام لینا درست ہے اور یہی مناسب ہے

اب گیتا کے چند شلوکوں پر تھوڑی سی ہی روشنی ڈالی جاوے گی۔ انہیں غور سے پڑھنا سمجھ کر عملی صورت میں لاویں نہیں تو اس کے بغیر ساری محنت بیکار ہو جاویگی۔

(۱) گیتا کے تیسرے ادھیائے کے اندر ۱۴ شرد ۲ سے ارجن کے پرشن کے اتر میں بھگوان نے کرم فلاسفی کو بڑے اعلیٰ طریقہ سے مع پھل کے بیان کیا ہے اور ان کو دید دوار پرتی پادت کہہ کر ان کی پرمانکتا تحقیق کی ہے اور ادھکاری کے لئے ان کا کرنا لازمی ٹھہرایا ہے۔ اور ان کے نہ کرنے سے زندگی کو فضول اور برباد کہا ہے۔ اور اس کے بعد شلوک ۱۷، ۱۸ میں کرت کرتیہ پرش کے لئے کرموں کی ضرورت نہیں بتلائی کیونکہ اس کے اندریوں اور من کی وشیوں میں پرتی نام ماتر کو بھی نہیں رہی اس کے لئے کرموں کا نشیدھ اس طرح نہیں کیا کہ وہ نہ کرے بلکہ اس کے لئے کچھ کرنے کو گیہ رہ ہی نہیں گیا وہ ان سب منزلوں سے پار ہو چکا ہے اس کو اپنے برہم آتم سروپ کا ساکشاتکار ہو چکا ہے اس کو کرموں کے نہ کرنے کا پاپ نہیں لگتا کیونکہ پاس شدہ لڑکا اب کورس نہ پڑھنے سے کسی بھی خطرے میں نہیں اور اس پر کوئی پابندی بھی نہیں ہے۔ اس کی وشیوں میں پرتی نہ ہو کر کیول اپنے سروپ میں ہی لنشچہ آتمک برتی سدا ٹکی رہتی ہے کوئی یتن نہیں کرنا پڑتا۔ اس کے لئے پتر استری دھن یا شریر ان کے لئے کسی قسم کا کوئی تشش والا سنکلپ وکلپ من میں نہیں اٹھتا جیسے کلر کے پانی کو دیکھتے ہوئے بھی سمجھدار اس کے پینے کو نہیں جاتا اور نہ ہی اس کے لئے سنکلپ اٹھاتا ہے۔ آتم رتی یعنی آتم رہم کا مطلب ہے آتم ہی کا مطمئنانہ ہونا اسی میں اس کی ترپتی اور اسی میں اسکا پرم سنتوش یعنی یوروک قیام ہوتا ہے یعنی انوکول وشیوں کے نہ ملنے سے اس کی اچھا نہیں اور ملنے سے ان میں پرسنتا نہیں اور ان کو بھوگ کر اسمیں سنتوش اور خوشی نہیں ہوتی اور اگیانی کو اس کے برعکس پرارھوں کے نہ ہونے پر ان میں راگ یوروک اچھا پرابتی میں ان سے پرسنتا اور بھوگنے میں رچی اور بھوگ کر ہرش اور رہنہ پر ان کو

یعنی گیانی ابھی اجن گیان کے نہ ہونے کے کارن راگ یکت ہوا ہوا
ان کی طلب اور بھوگ میں پھنسا ہے۔ اور گیانی اپراپتی اور پراپتی
میں ایک سمان ہے کیونکہ اس کی اپنے سروپ میں محویت سے
اس کے لیے باہر کے بے معنی یعنی تچھ ہو جاتے ہیں۔ جیسے
کہ اوپر کلر کے پانی کا درشٹانت دیا ہے۔ ایسے مہانو بھاو
گیانوان کے لیے کوئی فرض کرنے کرانے کا نہیں رہ گیا۔ اور
اس سے کچھ کاریہ ہو یا نہ ہو اس کو کرنے کا نہ تو کوئی پریوجن ہی ہے
نہ کرنے سے پاپ۔ اس کو برہمانڈ بھر میں اب کچھ بھی لینا دینا
پانا یا چھوڑنا، نہ اُسے پالنا باقی نہیں رہ گیا۔ وہ تو جیتے جی ہی
ساکشات برہم روپ ہو چکا ہے جو ایسا جاننے سے پہلے بھی
ہوتے ہوئے بھی ساکشات نہ تھا۔ ذرا اچھا یا اس کے سادھنوں کی
اچھا بنی پڑی تھی۔ اب وہ بھی ختم ہے۔ ایسے مہاپرش کے کرموں
کے کرنے یا نہ کرنے کے لئے اب وید ودھان نہیں کر سکتا،
سنساری کے لیے تو کرم کرنے کی آگیا ہے اور مُمکشو کے لئے
کرموں کو چھوڑنے اور سنیاس لے کر شرون منن ندھیاسن کی آگیا
ہے اور سب کشان کاروائی مجبور کا آدور کے لیے کرنے اور
نہ کرنے دونوں سے اوپر کی اوستھا ہونے سے کوئی آگیا وید کی نہیں
بن سکتی — چونکہ ارجن اس اپدیش کے وقت ابھی گیانی
ہی تھا اس کے لئے نشکام دِرتی سے اپنے ورن آشرم دھرم
پالن کرنے کی آگیا کی گئی جیسا کہ اگلے شلوک نمبر ۱۹ سے لے کر
کہا گیا ہے اور اس گیان کے لئے چت شدھی اور اس کے
لئے نشکام شاستر وکت کرم کی ہی ضرورت ہے جس میں جنک
آدی کا درشٹانت دیا ہے اور کئی دفعہ تو کارک پرشوں کو بھی لوک
سنگرہ کے لیے خود کرم کرنے ہوتے ہیں جن میں اُن کی ذاتی غرض
بالکل نہیں ہوتی۔ ان کا کرم دوسروں کو ترغیب دینے کے لئے
ہی ہوتا ہے کیونکہ جیسا کرم شریشٹھ پرش کرتے ہیں ویسا ہی دوسرے
بھی اس کی دیکھا دیکھی کرتے ہیں۔ یہ نیم ہے
ادھیائے نمبر ۳ شلوک ۳۶، ۳۷ اس سے پہلے بھگوان
نے اس ادھیائے میں کرم، اکرم اور وکرم کی فلاسفی کو وضاحت
سے کہا ہے۔ اور انیک پرکار کے یگیوں کو سنجھا ادھیکار

کہہ کر گیان یگیہ کو سب سے شریشٹھ کہا ہے، پھر گیان کے سادھن
وہرنگ اور انترنگ کہے ہیں۔ گیان کی مہما کو کہتے ہوئے یہ بتایا
ہے کہ سخت پاپ (نہیں بھی) چاہے کتنے بھی ہوں ان سب
کو ایک گیان نوکا سے ہی تر سکتا ہے۔ اور اسی گیان اگنی سے
سب کرم سخت اور کریمان جل سکتے ہیں اس لئے اس سے بڑھ کر
کوئی پوتر وستو سنسار میں ہے ہی نہیں۔ ہاں پراربدھ تو بھوگ دے کر
کی ورشٹی ہیں وہ بھوگتا دکھائی دیتا ہی ہے،

اس کا مطلب یہ ہوا کہ آتم گیان کے لئے پورا یتن
کرنا چاہیئے اس کے بغیر کوئی بھی سادھن جنم مرن چکر کی نورتی
کا نہیں ہے مگر ادھیکاری کے انوسار اپنے ورن آشرم دھرم
کے پالن کرنے سے ہی نشکام کرم دوارا چت شدھی ہو کر جگیاسو
بن سکتا ہے یعنی وویک ویراگیہ شم دم آدی کھٹ سمپتی اور مُمکشتا کو
پورا کر کے پھر شرون منن ندھیاسن میں پرورت ہو کر دڑھ ابھیاس
کے بل سے برہم آتم ساکشات کار کر سکتا ہے جو کہ جنم مرن اور
موہوں کا ناشک ہے۔ اس سے پہلے شلوک ۳۵ میں جیو
جگت اور ایشور میں ایکتا یعنی ابھید روپ سے برہم نشچے
کرنے کا ودھان کیا گیا ہے جو کہ شلوک نمبر ۳۶، ۳۷ کا آدھار
ہے۔ اس گیان کے سروپ اور پھل کو کہہ کر ۳۸، ۳۹ میں اس
کے سادھنوں کا ذکر ہوا ہے۔ جس میں شردھا، تتپرتا اور سنیم
پوروک گورو اور وید کے مہا واکیوں کے ارتھ چنتن کے لئے
زبردست شردھا اور متواتر ابھیاس اور دنیا کے تمام وشیوں
کے تیاگ یعنی سنیاس کی آگیا کر کے گیان کی پراپتی کی سمبھاونا اور
اس سے پھر پرم شانتی یعنی جنم مرن چکر کے سدا کے لیے خاتمہ
کو جتلایا گیا ہے۔ اس کی ادھک ویاکھیا نہ کر کے صرف اتنا کہہ
کر ہی یہاں اس کو سماپت کیا جاتا ہے کہ بھگوان کا آشے
شدھ چت ادھیکاری کو ہی گیان کے سادھن شرون منن
ندھیاسن دوارا موکش روپ پرم شانتی کا اپدیش کرنے میں ہے
انہ ادھیکاری اور دیرگھ سوتری اور وا استا تھا سنسار کے موہ ممتا
والے کے نہیں اس کے نشکام کرم میں اترنے کے لئے پہلے
شاستر وکت نشکام یگیہ یا گیہ آدی کا ودھان ہے،

ادھیائے نمبر ۴ شلوک نمبر ۴۱، ۴۲ میں ایشور ارپن روپ کرم سنیاس کے دوارا پورن ادھکاری ہو کر گیان پراپتی سے سرب سنشیوں کی نورتی ہو، ہمیں سرب سنشے نورتی اس کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ پھر اگر وشیوں کے دھین رہے تو گیان کی پراپتی ناممکن ہے۔ اسی لئے आत्मवन्त (آتم ونت) کہا یعنی پریاورہت سدا سادودھان اپنی من کو ملحر بنانا ہے انا تم سنیتی اور راگ آدی میں نہ جاتے دینے والا۔

ایسا پرش یدی شریر یاترا روپ شَرِیر سمبندھی آدی کرم اتھوا لوک سنگرہ کے لئے شاستری کرم بھی کرے جس میں اپنا سوارتھ یا ابھمان بالکل نہ ہو، اس کو کرم بندھن نہیں ہوتا۔ اسی لئے اگیان سے پیدا ہوئے اور گیان کے ورودھی جیو ایش بھید روپ انیک سنشیوں کو گیان کی تلوار سے کاٹ کر نشکام کرموں کو شریر من اندریہ آدک سے نر ابھمان ہو کر ہونے دے پھر یہ گیان کے پھل دینے میں سہایک ہوتے ہیں ورودھی نہیں

اس کا مدعا یہ کہ کرموں کے ابھمان اور پھل اچھا کا تیاگ۔ ادھکار پراپتی، گورو چرنوں میں بیٹھ کر برہم گیان کا شرون منن اور ندھیاسن اس سے سنشے وپریہ کی نورتی اور پوری سادودھانتا سے سروپ چنتن کا پرواہ جاری رہنے پر ہی سرب کرموں کا چھٹنا کہا گیا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے بھگوان نے ارجن کو نشکام کرموں کے اپنانے پر زور دیا ہے جس کا پھل اس قدر مہان ہے،

ادھیائے ۵ شلوک ۱، ۲، ارجن نے کرم سنیاس اور کرموں کے انوشٹھان دونوں کی تعریف بھگوان کے مکھ سے سن کر دونوں کو ایک دوسرے سے وپریت دیکھ کر ایک ہی سادھک سے دونوں کا انوشٹھان ناممکن جانا اور شروع میں اس ادھیائے میں پرشن کیا کہ آپ دونوں کی باری باری تعریف کر رہے ہیں، نشچے کر کے بتائیے کہ ان دونوں میں سے کون سا کلیان کاری ہے،

اس پر بھگوان نے ارجن کا ادھیکار دیکھ کر یقین دلایا کہ دونوں ہی انت میں موکش کے ہیتو ہیں مگر کرم سنیاس یعنی کرموں کے چھوڑ دینے سے کرموں کا اپن بدھی سے کرنا ہی شریشٹھ ہے کیونکہ

بنا ادھیکار کے کرموں کا سنیاس یعنی تیاگ کر دینے سے ہانی پہنچ سکتی ہے اور کرموں کو بھگوت ارپن بدھی سے کرتے ہوئے شدھ چت سے ہو کر گیان پراپتی کے لئے سنیاس کرنا یا کرم تیاگ کر دینا ہانی کارک نہیں بنتا۔ ہاں گیانی ہو کر سنیاس کرے یہ اس کی جیون مکتی سکھ کا ہیتو ہے۔ گیان کے لئے سنیاس کرے اور شرون منن آدی پرائن ہو یہ گیان کا سادھن ہے اور بنا ادھکار کے کرموں کو چھوڑ کر سنیاس کرے تو ہانی ہی ہانی ہے اس کے لئے کرموں کا نشکام روپ کرنا زیادہ اپیوگی ہے،

تیسرے چوتھے اور پانچویں شلوک میں ایسے ہی نشکام کرم یوگی کو سنیاسی یعنی بیوگرض ہونے سے، سنیاسی کہہ کر ستتی کی گئی ہے جس کا ہیتو یہی راگ دویش نہیں اس کا ہی پھل انت میں گیان ہونے سے ان کے بھید ہی بھید دیکھنے والے کو بالک یا موڑھ بتلایا ہے۔ ادھکار پورک نشکام کرم یوگی تو گیان میں آتا ہی ہے اور نشکام شدھ چت کرم سنیاسی بھی گیان دوارہ اسی کو پاتا ہے اور دونوں کا پھل موکش ہے یعنی سروپ پراپتی،

مگر گیان کی پراپتی دونوں کو ہونے پر بھی کرم سنیاس سے کرم یوگ کو بھگوان کے مت میں آسان اور جلدی اپنے سروپ کو پراپت کرانے والا مانا ہے کیونکہ بنا کرموں کے نشکام روپ سے کئے چت شدھی ہوتی اور بغیر چت شدھی کے کیا ہوا سنیاس کوئی سکھ نہیں دیتا بلکہ دکھ دینے والا ہی ہے کیونکہ اب سنیاس لے کر کسی من کی شدھی کرنے والا کرم کا بھی ادھکاری نہیں رہا اور گیان کے لئے یہ سنیاس چت شدھی کے بغیر اپیوگی نہیں ہو رہا اس لئے وہ ادھکاری سنیاس لے کر مہان سنکٹ کو پراپت ہوتا ہے اور سنیاس سے اب لوٹ جانے کا بھی مہاں پاپ کہا ہے جس کا کوئی پرائشچت ہی نہیں ہو سکتا اس لئے کرموں سے چت شدھی ہو کر وہ گیان کی پراپتی کے سادھن شرون آدک کے لئے سنیاس کر سکتا ہے اگر اس کو پرورتی اس کام کے لئے رکاوٹ ہے۔ ورنہ اگر اس میں اس کو شرون آدک ہو سکتے ہیں تو ایسے اتم ادھکاری کے لئے سنیاس کی ایسے ضرورت نہیں جیسے کہ جنک آدی کو نہ تھی۔ وہ اسی آشرم میں گیان کی پراپتی کر

سکتا ہے مگر جیون مکتی کے لئے اس کو بھی وِدوت سنیاس کی ضرورت ہے۔

جو کرم یوگ سے چت شدھ ہو کر شری من اندریادی کو اپنے ادھین کر کے سب پرانیوں میں ایک آتما درشن کرتا ہے اس کو یہ باہری شاستر وکت شاریرک کرم کرتے ہوئے بھی کوئی لیپ دکھ موہ آدی کا نہیں ہوتا۔ نہ ہی کرنے کا ابھیمان پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی ان کرموں کے پھل کی اچھا ہی ہوتی ہے۔ اس کے لئے اپنی درشٹی سے کوئی کرم نہیں ہوتے اور اندریاں کرتا ابھوگتا اپنے کو نشچے کرتا ہے اور باہر سے سوانگ وت کرتا سا کہا جاتا ہے اس کے بھی درحقیقت کوئی سنبندھ نہیں،

نوٹ: مضمون اس قدر گمبھیر ہے کہ اس کو جتنا بھی لکھا جائے تھوڑا ہے۔ ایسی باتیں سمے پر مہاتماؤں کے سنمکھ بیٹھ کر ہی کھلتی ہیں مگر سارے گرنتھوں میں اتنی گمبھیرتا جانچنے کے لئے وِدیا اور بُدھی بل کی بہت ضرورت ہے مگر سب کا مدعا تو عملی جیون ہے جب تک اپنے ادھیکار کو سمپادن نہیں کر لیتا اس کا ان باتوں میں ادھیکار نہ ہونے سے پوری سپھلتا نہیں ہوتی۔ چونکہ میرے پاس استھل مضامین کے لئے مطلق سمے نہیں لہذا اس میں سنتوش کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ یہی مناسب ہے،

فقط

آپکا دولت رام سچدیو

گورو نانک دیوجی

از

شری اندرجیت گاندھی

(صدر سنٹرل مجلس ادب دہلی رجسٹرڈ)

۲۶ نومبر ۱۹۵۸ء کو انسانیت کے علمبردار گورو نانک دیوجی مہاراج کا جنم دن دیش بھر میں منایا گیا ہے۔ آج ہم گورو نانک دیوجی کا جنم دن منا کر اس دن کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ جب گورو نانک دیوجی تاریکی جہالت اور اخلاقی گراوٹ کے دور میں روشنی کی ایک شعاع بن کر اس دنیا میں آئے اور اپنی تمام زندگی خدمت خلق یعنی غلط راستوں پر چل رہے لوگوں کو گمراہی سے بچانے میں بسر کر دی۔

گورو نانک دیوجی ایک خاص مشن لے کر آئے۔ وہ مشن کیا تھا۔ وہ اصول کیا تھے۔ وہ خیالات کیا تھے اور وہ کونسی تعلیم تھی جس کا پرچار گورو نانک دیوجی زندگی بھر کرتے رہے۔ ان سب کو مکمل طور پر واضح کرنے کے لئے ان گنت کتابیں مرتب کی جا سکتی ہیں لیکن یہاں چند الفاظ میں لکھا جائے گا۔ کہ

گورو نانک دیوجی کا جنم اس زمانہ میں ہوا جب ہندوستان میں اسلامی حکومت تھی۔ جبر و تشدد زوروں پر تھا، ہندو بس رہے تھے۔ تشدد کی بے آواز لاٹھی مظلوموں پر برس رہی تھی۔ مظلوموں کی آہ و فریاد حاکم وقت کے کانوں تک نہیں پہنچ رہی تھی لیکن خالق دوجہاں کے دربار میں یہ فریاد سن لی گئی اور اس ظلم کے خلاف امن اور شانتی کا پرچار کرنے کے لئے ہی گورو نانک دیوجی کو اس دنیا میں بھیجا گیا اور آپ نے اپنی زندگی راستی کا پرچار کرتے ہوئے سادھوؤں کے روپ میں ہی بسر کر دی۔

گورو نانک دیوجی کا جنم اس کھتری گھرانے میں ہوا جہاں کے لوگ دھارمک تعلیم سے کوسوں دور تھے۔ اس گھر کے لوگ کاروباری قسم کے تھے۔ اور جب گورو نانک دیوجی نے ہوش سنبھالا تو آپ کو بھی کاروبار میں ہاتھ بٹانے کے لئے آمادہ کیا گیا۔ اس زمانے میں تعلیم کے ذرائع بہت ہی محدود تھے۔ لیکن گورو صاحب روحانی تعلیم سے مالا مال تھے۔ اس لئے آپ باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے باپ کی طرح کے بیوپاری نہ بن سکے۔ آپ

تو ایسے سودے کرنا چاہتے تھے جن میں کوئی دغا نہ ہو۔ کوئی فریب نہ ہو۔ جھوٹ کی آمیزش نہ ہو اور جب آپ کو کچھ رقم دے کر ضروری چیزیں خریدنے کے لئے بھیجا گیا۔ راستے میں آپ کو کچھ ایسے مہاپرش (سادھو لوگ) مل گئے جن کی صحبت کو گورو صاحب نے از حد ضروری سمجھا، چنانچہ آپ نے تمام رقم آج مہاپرشوں کے لئے بھوجن کا انتظام کرنے میں صرف کر دی اور خود خالی ہاتھ گھر لوٹ آئے۔ پتا جی نے باز پرس کی تو آپ نے ہنس کر کہہ دیا "میں سچا سودا کر آیا ہوں۔" آپ کا یہ جواب ایک حقیقت تھی جس میں کوئی فریب نہ تھا، کوئی دھوکا نہ تھا۔ بلکہ آپ نے تو ان مہاپرشوں کی خدمت کر کے ایک ایسا سودا کر لیا تھا جس کے بدلے میں لوگوں نے گورو نانک دیو جی کو عزت کی نگاہوں سے دیکھا۔ اور آپ اب تک اسی عزت و احترام کے ساتھ یاد کئے جاتے ہیں۔ گورو نانک دیو جی کے اس سچا سودا کی یاد میں چوہڑ کانہ کے نزدیک اب بھی ایک بہت بڑا گوردوارہ سچا سودا کے نام سے یادگار کے طور پر قائم ہے۔

گورو نانک دیو جی جہاں بھی گئے۔ وہ جگہ ان کی تقدیس یادگار بن گئی۔ تلونڈی ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں آپ نے جنم لیا تھا۔ تلونڈی ننکانہ صاحب کے نام میں بدل گیا۔ ننکانہ صاحب میں آج بھی گوردوارہ جنم استھان کے نام سے موجود ہے۔ حسن ابدال اور دوسرے مقامات پر جہاں بھی آپ گئے وہاں مقدس یادگار قائم ہوگئی ہیں۔ اس لئے کہ آپ کا پرچار راستی کا پرچار تھا۔

گورو صاحب نے اتحاد کا پیغام ایسے وقت میں سنا کر ایک اہم ضرورت اور اہم فرض کو سر انجام دیا جب دیش کی سیاسی حالت دگرگوں ہو چکی تھی۔ کوئی کسی کا پرسان حال نہیں تھا۔ لودھی خاندان کی حکومت کا سنگھاسن ڈول رہا تھا۔ بابر کی فوجوں کے حملہ سے ملک میں ایک ابتری سی پھیل گئی تھی۔ ایمن آباد میں تو خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ ظلم کی تلوار مظلوموں کا خون پانی کی طرح بہا رہی تھی۔ گورو نانک دیو جی نے اس ظلم کے خلاف نہ صرف آواز ہی بلند کی بلکہ آپ خود بھی ایمن آباد پہنچے ظلم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے پیار و محبت کے پیغام کو سب کے سامنے رکھا۔ حاکم وقت نے آپ کو گرفتار کر کے جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند کر دیا لیکن جب آپ رہا ہوئے تو آپ نے اپنے خیالات کا پرچار پہلے سے بھی زیادہ زور کے ساتھ شروع کر دیا۔ ہندوؤں کے علاوہ بیشتر مسلمان بھی آپ کے پیغام پر اعتقاد لے آئے۔ آپ نے فرمایا ہے

نہ کوئی بیری نہیں بیگانہ
سگل سنگ ہم کو بن آئی

یہ ایک ایسا پیغام تھا جس میں فرقہ پرستی کا شائبہ تک نہیں تھا۔ یہ پیغام سب قوموں کے لئے اہمیت رکھتا تھا گورو نانک دیو جی نے اپنے اس اتحاد کے پیغام کو لوگوں کے سامنے نہ صرف رکھا ہی بلکہ عملی طور پر آپ ایک روشن مثال بھی تھے۔ آپ کے ساتھ بالا اور مردانہ بھی رہا کرتے تھے بالا ہندو تھا اور مردانہ مسلمان تینوں کا اکٹھے رہنا ہی اتحاد کی ایک بہترین مثال تھی،

گورو نانک دیو جی جہاں بھی گئے اس جگہ، اس ماحول کا لباس اختیار کر لیا اور آپ وہاں کی زبان کو سمجھنے اور لوگوں کو اسی زبان میں سمجھانے کی پوری پوری کوشش بھی کرتے۔ آپ اچھے شاعر بھی تھے۔ آپ روحانی رنگ میں اپنے خیالات کو نظم کی شکل دیتے اور مردانہ اس پیغام کو راگ میں ڈھال کر رباب کے تاروں کے ساتھ گا کر سنایا کرتا، اس طرح آپ کے اس پیغام کو غور سے سنا جاتا۔ آپ کے پرچار کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے جگہ جگہ جماعتیں بن گئیں ٹیلیفون، اخبارات اور دوسرے ذرائع نہ ہونے کے باوجود آپ کے خیالات گھر گھر تک پہنچ گئے۔

گورو صاحب نے ایک "پتا" یعنی ایک خدا کا پرچار بھی کیا۔ ایسا کر کے الگ الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر اور تنگ نظری اور خود غرضی کے تحت بنائے گئے غلط قانونی اور قاعدوں کے تحت اپنے اپنے ڈھونگ کے مطابق پرچار کرنے والوں کے فریب کا پردہ چاک کر دیا۔

گورو نانک دیو جی نے کسی کالج یا سکول سے تعلیم حاصل نہیں کی تھی لیکن آپ چونکہ روحانی تعلیم کے مالک تھے اس لئے

آپ ہر بات کو سمجھنے میں کوشاں رہتے تھے۔ آپ جہاں بھی جاتے وہاں کے مہاپرشوں، ودوانوں، پنڈتوں، مولویوں اور دوسرے صاحب علم لوگوں سے مل کر تبادلۂ خیالات کرتے اس طرح آپ نے علم کا خزانہ حاصل کر لیا اور راستی کا ایسا راستہ ڈھونڈ لیا جس راستہ پر چل کر ہی آج بھارت ترقی کر سکتا ہے۔

آج بھی دیش میں نفرت کا پرچار زوروں پر ہے، تلخی ترشی، لڑائی جھگڑے اپنا دامن پھیلا رہے ہیں۔ بھارت کے اندر اور باہر انتشار پسند طاقتیں مضبوط ہو رہی ہیں۔ آج بھی ضرورت ہے کہ اپنی اپنی راگنی گانے والے اپنی الوقت رہنما عوام کو لڑانے کی بجائے گورونانک دیو جی مہاراج کے بتلائے ہوئے راستہ جو کہ محبت، اخوت، پیار، اتحاد، انسانیت، راستی، سچائی اور ایک خدا کے پرچار کی طرف لے جاتا ہے کو اپنا کر اس پر خود عمل کریں اور دوسروں کو بھی اس راستہ پر چلنے کی تلقین کریں۔ اس لئے کہ

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

تعریف مرشد

از
سوامی دھرمداس جی

کرم کر پیر کامل نے عجب رستہ دکھایا ہے
مجھے معلوم ہوتا تھا سفر جو طے نہ ہونے کا
بتایا ایک نقطہ میں قرآن و وید کا مطلب
تماشا کل خدائی کا ہمیں دیکھا آج اک بت میں
ہمیں سمجھا تھا اوّل جس کو کہیں وہ دور ہے مخفی
سنا تھا عام لوگوں سے نہیں نام و نشاں اس کا
سراپا ذات ربّی یہ نہیں دوئی کی جا اس جا
بنا اب مت کتھا پنڈت ختم کر و ملا اے واعظ
نہ تھی جب تک خبر مجھ کو رہا بندہ تمہارا میں
کروں میں سجدہ کس آگے کروں کس کی عبادت اب
کوئی مانے نہ مانے گر دھرم داسا رضا اس کی

نہیں دھوپ و تکاں جس پر خوشی کا گرد سایہ ہے
بدوں تکلیف محنت کے وہ اک پل میں مُرکایا ہے
نہیں حاجت کتابوں کی سبق ایسا پڑھایا ہے
آہاہا سیر دریا کا نظر قطرہ میں آیا ہے
ہوا اب اس طرح ظاہر نہیں چھپتا چھپایا ہے
یہ سب نام و نشاں اسکے وہی ہر جا سمایا ہے
عبث ہی ہے خیالوں نے دوئی کا شور پایا ہے
نہیں یہ جی کو بھاتے ہیں اٹھو کیوں مغز کھایا ہے
نہیں اب قید ہونے کا یہ کیسا جال لایا ہے
دکھا تو دوسرا جس جا جدا تم جو بھڑایا ہے
نہ ہے میرے سوا کوئی میں یہ سچ ہی کہہ سنایا ہے

۲

ہمیں خود سے خود کو جب کا ہے گنوایا
اٹھا پردہ دوئی کا دل سے میرے

میری رگ رگ میں تب کا تو سمایا
جدھر دیکھا نظر میں تو ہی بھایا

رہی نہ جستجوئے یار باقی
ترا دیدار جب گھر بیچ پایا

سراپا ذات تیری ہے جہاں میں
جہاں کا خیال دل سے ہیں اٹھایا

گیا عشقِ بتاں سب بھول مجھ سے
تیری وحدت سے جب کا دل لگایا

بجز تیرے نہ دیگر دیکھا ہم نے
یہی ہادی نے اک نقطہ پڑھایا

رہی حاجت نشوں کی کچھ نہیں اب
عجب ساقی نے اک ساغر پلایا

ہوئی مدت کی تجھ سے تھی جدائی
ولاں ہادی نے پل میں آ ملایا

کروں کیا تیرتھوں کعبہ میں جا کر
مجھے مرشد نے دل میں تو دکھایا

رہا نہ تسبیح و مالا سے مطلب
وہی ہے دم دم خود بخود منکا ہلایا

اصل مطلب کتابوں کا جو سمجھا
وبدولوں مرشد ناحق تھا سر کھپایا

خودی کو چھوڑ خود کو ہے سنبھالا
توہی ہر وقت ہر جا پر دکھایا

ذکر ہے ذات مطلق سے ہمارا
فکر اسم و صفت کا ہے بھلایا

رہا نہ طنز خلقت کا خطر اب
بدل دشنام پھولوں کو ٹھہرایا

رہی نہ ہوش مجھ کو اپنے تن کی
جبھی اپنے کو اگم در گم گمایا

رہوں خاموش منہ سے کچھ نہ بولوں
مثال گنگ بیٹھا خوب کھایا

تماشا دیکھا ہے کثرت میں وحدت
سبق ہے زیوروں سے زر کا آیا

کہوں کس کو بھلا یا کہ برا میں
ترا ہی جلوہ ہر جا جب کہ چھایا

کوئی نہ دوست ہے دشمن ہمارا
سبھوں کو ذات اپنی سا بنایا

توہی خود ہی ہیں اندر اور باہر
دھرم کا داس خود تو نے کہایا

شری گورو امر داس جی

(ننتیسرے پادشاہ)

از
شری نند و بھائی جی مہاراج

گورو بھگتی اتی کٹھن ہے جیوں کھانڈے کی دھار
بنا سابخ پہونچے نہیں، مہا کٹھن بیوہار

دُنیا میں اکثر دیکھا جاتا ہے۔ جبتک کوئی مہان پُرش اپنے تعلیمی اُصول کی مجسّم تصویر خود بن کر دکھا نہیں دیتا۔ تب تک اُس کے اُصول کی پیروی بھی زور شور کے ساتھ نہیں ہوتی۔ گورو امر داس جی اخلاق، تہذیب، نفس کشی اور ساتشو بھگتی مجسم بن کر آئے تھے۔ اُن کی زندگی شروع سے آخیر تک خاص خاص قسم کے سبق سکھلاتی ہے۔ جو کسی عظمت والے انسان میں مشکل سے نظر آوے گی۔ جو جو اوصاف نمایاں صورت میں اُس بزرگ اور پاک نفس عابد کی ذات میں جھلکتے ہیں۔ وہ مطالعہ کرنے سے ناامید زندگیوں کے لئے اُمید اور ہمت کی مشعل کا کام کرتے ہیں۔ تاکہ بھولے بھٹکے مسافر گمراہ نہ بن کر سیدھے راہ پر قائم رہیں انسان کے لئے کبھی کوئی بات غیر ممکن نہیں ہے۔ گورو امر داس جی نے دُنیا میں گورو بھگتی، گورو سیوا اور گورو بھاؤ کی نظیر قائم کی ہے جو اور جگہ شاذ و نادر نظر آوے گی، سنتوں کی تحریک ہی گورو کی عزت اور خدمت کا بہت زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔

گورو امر داس جی قدرتی طور پر مرشد پرست تھے۔ یہ مہاتما بیساکھ شدی چودس سمت ۱۰۲۶ بکرمی سُکروار کے دن ضلع امرت سر کے واسر گاؤں میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام تیج بھان اور ماں کا نام سُلکشنی تھا۔ ان کی شادی سمت ۱۰۵۶ بکرمی میں ہوئی۔ بیوی کا نام رام کنور تھا۔ اس سے چار اولادیں پیدا ہوئیں۔ دو لڑکے۔ دو لڑکیاں۔

گورو امر داس جی لڑکپن ہی سے پرمارتھی خیال کے تھے کہتے ہیں ۲۱ مرتبہ ننگے پاؤں چل کر آپ نے ہردوار میں گنگا اشنان کیا تھا۔ انہیں سادھوؤں اور فقیروں کے ساتھ بڑا پریم تھا، مگر باسٹھ برس کی عمر ہو چکی تھی اب تک کسی کو گورو دھارن نہیں کیا تھا۔ اُس وقت اُن کی بھگتی من مت بھگتی تھی۔ بے گورو مت نہیں تھے۔ فقیروں اور سنتوں کے مت میں نگورے کو پاک نہیں سمجھا جاتا تھا۔ وہ کسی حالت میں بھی تصوّف کے راز کے ادھیکاری نہیں ہو سکتے۔

ایک مرتبہ جب آپ ہردوار کو جا رہے تھے ایک برہمچاری سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے ان کے چہرے کے جلال کو دیکھ کر کہا۔ کہ آپ کو تو راجہ ہونا چاہیئے تھا۔ امر داس جی نے اس کی باتوں سے خوش ہو کر کچھ دان دینا چاہا۔ اُس نے پوچھا آپ کا گورو کون ہے امر داس جی نے کہا۔ انہیں اب تک گورو دھارن کرنے کا موقع نہیں ملا ہے، برہمچاری نے کہا کہ میں ایسے آدمی کے ہاتھ سے دان نہ لوں گا۔ تم کو گورو دھارن کرنا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک تمہارے روحانی سنسکاروں نے پلٹا نہیں کھایا۔ بغیر گورو کے انسان کی خودی دور نہیں ہوتی، اور نہ وہ مالک کے چرنوں تک پہنچ سکتا ہے،

برتن وِش کی بیلری۔ گورو امرت کی کھان
سیس دیئے جو گورو ملیں۔ تب بھی سستا جان
گورو ملا تب جانیئے، مٹے موہ تن تاپ
ہرش شوک دیاپے نہیں، تب گورو آپے آپ

ان معمولی باتوں سے گورو صاحب کے دبے ہوئے سنسکار اور سوئے ہوئے بھاگ جاگ اٹھے۔ دل میں فکر پیدا ہوا، برہمچاری نے کہا۔ جس کے بچن کو سن کر تم کو تشفی آوے، اُس کو گورو دھارن کرو۔ پھر میں جب کبھی ملوں گا۔ تب آپ کے ہاتھ سے دان قبول

کروں گا۔ اس وقت نہیں۔

برہمچاری تو یہ کہہ کر چلا گیا۔ امرداس جی کو گورو کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اُس وقت ہندو سادھو اور مسلمان فقیر بہت تھے، امرداس جی سب کے پاس گئے۔ شردھا اور بھگتی سے ملے، مگر برہمچاری جی کی کسوٹی پر کوئی بھی نہ چڑھا۔ "گورو کیجئے جان کر، پانی پیجئے چھان کر،" یہ پرانی کہاوت ہے،

گورو کا رکھ، آنکھ اور ماتھا، ست کا نور رہے جس ساتھا
اُس چینہ دیکھ کریں پہچان، گورو پد کا جن ہردے گیان
جب وہ گھٹ کا بھید بتا دیں، سنبھ کی اور سرت من ٹھا دیں
جو گورو پرکھ زیادہ سے گھٹ ہیں، مت تو جائے ایلاپٹ میں

مجبوراً مایوس ہو کر گھر چلے آئے، مگر فکر دور نہیں ہوئی۔ مالک مسبب الاسباب ہے، جس کی تلاش باہر کی جاتی ہے، اُس کا سامان اکثر گھر ہی میں مل جاتا ہے۔ امرداس جی کا ایک بھتیجا گورو انگد صاحب کی صاحبزادی سے بیاہا تھا۔ اس نیک بخت لڑکی کا یہ قاعدہ تھا۔ کہ وہ علی الصبح نہا دھو کر گورو نانک صاحب کی امرت بانی کا پریم کے ساتھ پاٹھ کیا کرتی تھی، اس کے شبد کی بھنک بوڑھے کے کان میں پڑی۔ اس بانی میں امرت کا خواص تھا۔ وہ شوق سے اور پریم سے دو چار دن سنا کیا۔ آخر اُس سے نہ رہا گیا۔ وہ لڑکی کے پاس جا کر بولا۔ نیک بخت! یہ کس بزرگ کا کلام ہے اور تو نے کس سے سیکھا ہے، لڑکی نے جواب دیا۔ یہ شبد گورو نانک دیو جی کے ہیں۔ جو جگت کے چتانے کو آئے تھے، میرے باپ گورو انگد جی اب اُن کی گدی پر ہیں، میری ماں نے مجھ کو یہ بانی یاد کرائی ہے،

امرداس جی نے کہا کہ بیٹی مجھ کو بھی تیرے پتا کے درشن کی ابھلاشا ہے، وہ بولی۔ وہاں تو ہمیشہ دربار سا لگا رہتا ہے، دھرم کے بھوکے پیاسے ہزاروں کی تعداد میں آتے ہیں۔ آپ جلدی کیجئے۔ وقت کو ضائع کرنا اچھا نہیں ہے۔ کیا جانے آج کل کے درمیان کیا ہو جائے،

لڑکی سچ کہہ رہی تھی وقت آچکا تھا۔ پربنا کرنے والا مالک اُس لڑکی کے منہ سے بول رہا تھا۔ امرداس جی اُس کو ساتھ لے کر مہاتما انگد جی کے درشن کو گئے۔ دیکھتے ہی دل چرنوں کی طرف جھکا۔ انگد جی نے رشتہ دار سمجھ کر عزت کی، مگر اس سلسلہ میں جو شبد اُن کی زبان سے نکلے۔ وہ تیر کا کام کر گئے،

ستگورو مارا تان کر۔ شبد سرنگی بان
میرا مارا جو جئے۔ تو کر نہیں گھون کمان
ستگورو سانچا سورما، نکھ سکھ مارا پور
باہر گھاؤ نہ دیکھیئے۔ اندر چکنا چور

پروانہ شمع کے گرد بے خودی کی حالت میں طواف کرنے لگا۔ سچائی کا نور موجود تھا۔ اُس کی روشنی نے دل کے تاریک پردوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور عاشق صادق نے اپنے پریتم کا درشن کر لیا۔ امرداس گورو انگد صاحب کے شاگرد ہو گئے۔ یہ سمت ۱۰۹۷ کا واقعہ ہے۔ اور اس وقت سے پورے بارہ برس تک نہایت سچائی اور پریم سے گورو کی ٹہل اور سیوا کرتے رہے۔ اور ایک دم کے لئے بھی خدمت سے دور نہیں ہونے پاتے تھے ہے

سیوک سیوا میں رہے۔ انت کہیں نہیں جائے
دکھ سکھ سر اوپر سہے۔ کہیں کبیر سمجھائے

جس محبت، جس پریم اور جس سچائی سے بوڑھا بھگت گورو کی سیوا کیا کرتا تھا۔ اُس کی نظیر یا تو وہ خود ہی تھا یا اس زمانہ کے پاک نفس بزرگ وائسے رائے الکرام صاحب بہادر رادھا سوامی دیال میں دیکھی گئی ہے، کوئی کہاں تک بیان کرے۔ امرداس جی رات دن گورو کی سیوا میں لگے رہے،

یہ اُن کا معمول تھا کہ آدھی رات کے وقت اُٹھ کر تین کوس کے فاصلہ سے ایک گھڑا پانی دریاس ندی سے بھر لاتے تھے، اور اس کو گرم کر کے گورو انگد صاحب کو نہلایا کرتے تھے گورو کا ادب اس قدر تھا کہ دریا جاتے وقت اُلٹے پاؤں چلتے تھے تاکہ پیٹھ پھیرنے کی بے ادبی نہ ہو۔ آتے وقت سیدھے پاؤں آتے تھے۔ دن بھر لنگر خانہ کے انتظام میں لگے رہتے تھے جب گورو صاحب خواب گاہ میں جاتے تھے۔ تب یہ تھوڑی دیر کے لئے بیٹھے بیٹھے آرام کرتے تھے یہ بارہ برس تک یک لخت اس طرح خدمت کرتے رہے،

ایک مرتبہ کا ذکر ہے، ساون بھادوں کا مہینہ تھا۔ رات سخت اندھیری تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا تھا، موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ آدھی رات کے وقت یہ بوڑھا بھگت اٹھا۔ سردی سے ہاتھ کانپ رہے تھے، کانپتے ہوئے دریا کے کنارے پہونچے، مشکل سے گھڑا بھر لیا۔ اور بصد شوق وہاں سے چلے، گورو انگد صاحب کے مکان کے قریب ایک جولاہا رہتا تھا۔ اس وقت بارش تھم گئی تھی۔ اندھیرے میں راستہ دکھلائی نہ دیتا تھا، مکان کے قریب پاؤں ڈگمگایا۔ اور امرداس گر پڑے مگر واہ ری ہمت گھڑے کو سنبھال لیا۔ کیونکہ وہ گورو کے خدمت کی چیز تھی۔

سمرن کا سدھ یوں کرو۔ جیوں گاگر پنہار
ہالے ڈولے سرت میں کہیں کبیر پکار

دھماکے کی آواز سنکر جولاہے نے کہا کر کوئی گر پڑا ہے۔ ایسے اندھیرے میں کون اٹھا ہوگا۔ جولاہنی بولی، سوائے امرو بیچارے کے دوسرا کون اس وقت اٹھ سکتا ہے۔ وہی غریب روز دریا سے پانی بھر کر لاتا ہے وہی گرا ہوگا۔ جولاہنی کی بات گورو انگد جی کے کانوں تک پہونچی۔ اس وقت وہ کچھ نہیں بولے۔ چیلے کی خدمت سے بہت خوش ہوئے، یہاں تک کہ پریم کے آنسو آنکھوں سے خود بخود ٹپکنے لگے۔

شوق سے اشنان کیا۔ جب صبح دربار لگا اور سب لوگ حاضر ہوئے، گورو انگد صاحب نے حکم دیا۔ جس جولاہنی نے امرداس جی کی شان میں نامناسب کلمے کہے ہیں۔ اس کو حاضر کرو، جولاہنی ڈرتی کانپتی ہوئی آئی۔ گورو صاحب نے کہا۔ آج سویرے تو نے ہمارے پریمی امرداس کی بابت کیا کہا تھا۔ جولاہنی کے چہرے کا رنگ مارے خوف کے زرد پڑ گیا۔ انگدجی نے فرمایا خوف نہ کر جو کچھ تو نے کہا ہے۔ لفظ بہ لفظ سنا دے ہم اس کو سننا چاہتا ہوں۔

اس وقت امرداس جی وہاں پر حاضر نہیں تھے نیچے کٹیا میں بیٹھے ہوئے بھجن گا رہے تھے،

جولاہنی بولی۔ مہاراج ہم لوگ غریب ہیں ہم کو بات بنانا نہیں آتا۔ آج صبح آپ کا شاگرد امرداس ہمارے جھونپڑے کے پاس گر پڑا۔ تو میں نے اپنے شوہر کے پوچھنے پر یہ کہا تھا کہ سوائے امرو بیچارے کے دوسرا کون اس وقت اٹھ سکتا ہے وہی غریب روز دریا سے پانی لایا کرتا ہے۔ وہی گرا ہوگا۔ مہاراج بات صرف اتنی سے ہے، جو چاہیے مجھ کو سزا دیجئے۔

ابھی بات مشکل سے ختم ہوئی تھی۔ کہ امرداس بھی آ پہنچے گورو صاحب بہت پرسن ہو کر سنگھاسن سے اٹھے اور آنکھوں سے پریم کا جل برساتے ہوئے اس مجمع کے درمیان امرداس جی کو اپنی چھاتی سے لگا لیا۔ اور کہا:۔

گورو سمرتھ سر پر کھڑے۔ کہا کمی تو ہی داس
ردھ سدھ سیوا کریں۔ مکتی نہ چھاڈے پاس
درس دکھی تو میں دکھی آد۔ انت تیہو کال
پلک ایک میں پرگٹ ہوئے، چھن میں کروں نہال

اسی وقت گورو انگد جی نے گدگد بانی سے سب کو سنا کر کہا سنو۔ یہ امرو بیچارہ نہیں ہے۔ یہ گورو امرداس ہے۔ یہ غریب نہیں ہے۔ اس کے پاس پرمارتھ کا قیمتی خزانہ ہے یہ بے چارہ نہیں ہے۔ یہ بڑا عزت والا ہے۔ لاوارثوں کا وارث بے کسوں کا دستگیر اور غریبوں کا پشت پناہ ہے۔

اسی دن گورو انگد جی نے سمت ۱۶۰۹ میں امرداس جی کو اپنی گدی عطا کی۔ اور آپ تھوڑے دنوں کے بعد پرم دھام کو سدھار گئے۔ گورو امرداس نے دریائے بیاس کے قریب اپنے رہنے کی جگہ بنائی۔ وہاں پر سینکڑوں آدمی آ آ کر آباد ہو گئے۔ ہر وقت لنگر جاری رہنے لگا۔ امیر غریب سب کو ان سے فیض پہنچتا تھا۔ گورو کے تمام اوصاف چیلے میں موجود تھے۔ وہی سادگی، وہی فیاضی اور وہی نفس کشی،

گورو امرداس نہایت جفاکش، ریاضت پسند اور نفس کش مہاتما تھے۔ دیوار میں ایک کھونٹا گاڑ رکھا تھا۔ اسی کو پکڑ کر رات دن مالک کی یاد کیا کرتے تھے، سو برس کے قریب عمر ہو گئی تھی، پھر بھی کھاٹ پر نہیں سوتے تھے۔ ان کی ریاضت کی شہرت دور دور تک پہنچی۔ ہندو مسلمان کثیر تعداد میں مرید ہو گئے۔ گورو امرداس جی کے کلام گورو گرنتھ صاحب میں موجود

ہیں۔ بہت رسیلے اور موثر کلام ہیں۔ اکبر بادشاہ گورو امرداس صاحب کا بڑا معتقد تھا۔ بارہ گاؤں کی جاگیر معافی دینا چاہتا تھا۔ گورو صاحب نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا ہم پھنسانے نہیں آئے۔ بلکہ چھڑانے آئے ہیں۔ ہم غلام نہیں بناتے بلکہ لوگوں کو آزاد کرتے ہیں۔ جو ان کی ریاضت کرتا تھا۔ راج ہو جاتا تھا اور شاگردی قبول کر لیتا تھا۔

گورو امرداس جی ۶۲ سال کے تھے جب گورو انگد جی کی سیوا میں آئے تھے۔ بارہ برس تک برابر ان کی سیوا کرتے رہے اس کے بعد بائیس برس تک برابر اپدیش کا سلسلہ جاری رکھ کر ہزاروں آدمیوں کو چتایا اور سنہ ۱۶۳۱ بکرمی بھادوں شکل پکش کی پورنماشی کے دن پرم دھام کو سدھارے۔ گورو امرداس جی بہت سے اوصاف کے مالک تھے سنگتوں کی بھیڑ ان کے گرد جمع رہتی تھی۔

سلامت روی اور آزاد پسندی ان کی تعلیم کی جان تھی سب کو ایک نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مالک کی بھگتی پر زیادہ زور دیا کرتے تھے۔ آپ نے کبھی خیرات کا مال اپنے گھر کے کام میں نہیں لایا۔ دھرم کا روپیہ دھرم کے کام میں خرچ ہوتا تھا۔ دل کی فیاضی کا یہ حال تھا کہ جو کچھ آیا سب غریب محتاجوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ ان کی یادگاریں پنجاب کے شہر گوندوال میں اب تک قائم ہیں۔

"اوم" ایک دھارمک پرچہ ہے اس کی سرپرستی آپ کا اولین فرض ہے

سادھو کی صدا

از حکیم رکھیل داس مضطر کنجپورہ

تُو الکھ نرنجن گا بابا
تن من کے روگ مٹا بابا ... سادھو کی ہے یہ صدا بابا

۱۔ یہ برہمانڈ یہ کیسا پیارا ہے؛ اُس نے ہی رُوپ دھارا ہے
پھر رُوپ اپنے سے نیارا ہے۔ کیا ادبھت کھیل نیارا ہے
تو الکھ نرنجن گا بابا
تن من کے روگ مٹا بابا ... سادھو کی ہے

۲۔ ہے الکھ کوئی لکھ پاتا نہیں۔ کچھ لکھ بھی لے بتلاتا نہیں
یہ راز سمجھ میں آتا نہیں۔ جو یاں پہونچا پھر جاتا نہیں
تو الکھ نرنجن گا بابا
تن من کے روگ مٹا بابا ... سادھو کی ہے

۳۔ یہ پنچھی پکھیرو گاتے ہیں۔ اُس کی مہما بتلاتے ہیں
سب اُسکے گیت سُناتے ہیں۔ اور گا گا کر اُڑ جاتے ہیں
تو الکھ نرنجن گا بابا
تن من کے روگ مٹا بابا ... سادھو کی ہے

۴۔ منتوالے اُس کے سنیاسی۔ دیوانے اُس کے بن باسی
ہو تپسی پاکر گھر واسی۔ جپ الکھ، تو مکتی ہو واسی
تو الکھ نرنجن گا بابا
تن من کے روگ مٹا بابا ... سادھو کی ہے

۵۔ تُو الکھ نرنجن گا تو سہی۔ اس دروازہ پر آ تو سہی
اس نام کا لطف اُٹھا تو سہی۔ سچ آنند ادبھت پا تو سہی
تُو الکھ نرنجن گا بابا
تن من کے روگ مٹا بابا ... سادھو کی

۶۔ دُنیا میں عزت نام ملے۔ پرلوک میں نیک انجام ملے
پھر الکھ نرنجن دھام ملے۔ من مندر میں آرام ملے
تُو الکھ نرنجن گا بابا
تن من کے روگ مٹا بابا ... سادھو کی

۷۔ نرانجن جپ۔ نرانجن ہو۔ سب میل کٹے اور شُدھ تن ہو
ہر حال میں مگن تیرا من ہو۔ آبادی۔ یا نرجن۔ بن ہو
تُو الکھ نرنجن گا بابا
تن من کے روگ مٹا بابا ... سادھو کی

۸۔ ہے مہما اپرمپار اُس کی۔ اِک جھلک ہے یہ سنسار اُسکی
نہیں جان سکا کوئی سار اُسکی۔ سب کھیل کھلائی تار اُسکی
تُو الکھ نرنجن گا بابا
تن من کے روگ مٹا بابا ... سادھو کی

۹۔ آ۔ انسان اِس کے در پہ آ۔ جو درد ہے دل میں اسکو سنا
ہر درد کی یاں ملتی ہے دوا۔ آ۔ اندر آ۔ اور پالے شفا
تُو الکھ نرنجن گا بابا
تن من کے روگ مٹا بابا ... سادھو کی

۱۰۔ یہ شکتی نہیں کہ گُن گاؤں۔ وہ کیا ہے؟ یہ کیا بتلاؤں
بس اُس کے در پہ آ جاؤں۔ اور دل کو یہ ہی سمجھاؤں
تُو الکھ نرنجن گا بابا
تن من کے روگ مٹا بابا ... سادھو کی

۱۱

ہے مضطر اُس کا دیوانا۔ وہ دیپک ہے یہ پروانا
جب لین ہوا من مستانا۔ پھر کیا کھونا اور کیا پانا
تُو الکھ نرنجن گا بابا
تن من کے روگ مٹا بابا
سادھو کی ہے یہ صدا بابا

دی نیو بنک آف انڈیا لمیٹڈ (شیڈولڈ بنک)

ترقی کا ریکارڈ

	۱۹۵۳ء	۱۹۵۵ء	۱۹۵۷ء
اداشدہ سرمایہ	۱۴۹۳۰۰۰/- روپے	۱۴۹۳۰۰۰/- روپے	۱۴۹۳۰۰۰/- روپے
ریزرو اور سرپلس	۴۰۶۰۰۰/- روپے	۱۲۳۳۰۰۰/- روپے	۱۷۰۰۰۰۰/- روپے
ڈیپازٹ	۵۹۰۰۰۰۰/- روپے	۷۳۰۰۰۰۰/- روپے	۱۲۵۷۱۰۰۰/- روپے
نقد و دیگر لکوئیڈ ذرائع	۳۳۶۸۰۰۰/- روپے	۲۸۶۰۰۰۰/- روپے	۷۳۵۳۰۰۰/- روپے
کاروباری سرمایہ	۸۳۷۷۰۰۰/- روپے	۱۰۶۱۱۰۰۰/- روپے	۱۶۴۶۹۰۰۰/- روپے
خالص منافع	۵۴۰۰۰/- روپے	۱۶۲۰۰۰/- روپے	۳۰۴۰۰۰/- روپے
ڈیویڈنڈ		۵ فیصدی ٹیکس فری	۱۰ فیصدی ٹیکس فری

شرح سود

فکسڈ ڈیپازٹ — ۳½ فیصد تا ۵½ فیصد، رقم اور عرصہ کے مطابق

سیونگز بنک — ۳ فیصدی (رقم چیکوں سے نکلوا سکتے ہیں)

کال شارٹ ٹرم اور کرنٹ بموجب انتظام

بنک ۳ سالہ کیش سرٹیفکیٹ بھی جاری کرتا ہے۔ جس پر قریباً ۴ فیصدی سود ملتا ہے۔

دھلی برانچیں

۱۔ نئی دھلی K بلاک کناٹ سرکس
۲۔ نئی دہلی L بلاک کناٹ سرکس
۳۔ نئی دہلی۔ قرولباغ
۴۔ نئی دہلی۔ جنگ پورہ ایکسٹنشن
۵۔ دھلی۔ چاندنی چوک

پنجاب برانچیں

۱۔ امرتسر
۲۔ جالندھر
۳۔ ہنگہ
۴۔ روہتک

ڈی۔ آر۔ تلی سیکرٹری

ایم۔ آر۔ کوہلی منیجنگ ڈائرکٹر

بدھ جی کا گیان

از

شری بنسی لال کول کنول

"مجھے اب اس دنیا میں رہنے کا کوئی حق نہیں جب کہ میں محض مٹی کا پتلا ہوں اور فنا ہونا میری تقدیر ہے۔ میں انسان کے دکھوں کا علاج کر نہیں سکتا تو میں کیا ہوں اور زندہ کیوں ہوں۔ اگر میرے سر پر تاج ہونے والا ہے تو اس مردے کے سر پر کیا تھا جس کی ارتھی میں نے دیکھی، میرا تاج میری زندگی کو آسان اور درست بنا نہیں سکتا۔ مجھے اگر انسانیت معلوم نہیں تو میں انسان نہیں ہوں۔ اگر میں راجکمار ہوں تو کیا ہے ہر کسی کا آغاز وانجام یکساں ہے، مجھے راج کی زندگی گذارنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ میں شاہی محل میں رہوں اور دوسرے لوگ ...... نہیں ...... نہیں ......

میں اب ایک پل کے لئے بھی اس منحوس دنیا میں رہ نہیں سکتا۔"

یہ سوچ کر بدھ جی پلنگ سے اٹھ کر دروازے کی طرف لپکے، کچھ دیر وہیں پر وہ سکتہ کی حالت میں رہ گئے۔ وہ کچھ کھو گئے۔ بیٹے اور بیوی کے پریم نے انہیں آگے جانے سے روکا۔ "نہیں مورکھ تجھے پریم کے بندھن کو توڑنا ہی ہوگا۔ اب یہ دنیا تجھے کچھ دے نہیں سکتی۔ ہاں اگر کچھ ملنا چاہیئے۔ وہ سچائی ہے۔ اور وہ دنیا میں مل نہیں سکتی۔ دور کہیں جہاں انسان نہ ہو وہیں تجھے کچھ مل سکتا ہے۔" یہ سوچ کر انہوں نے اپنے بیٹے کے پاس آکر اسے بوسہ دیا اور کہا "مجھ سے تجھے اتنا ہی مل سکے گا"۔ اور بیوی کو آخری نظر دیکھ کر چل پڑے۔ بچے کے چہرے پر ہنسی تھی اور وہ ماتا کے ساتھ مست سو رہا تھا، بدھ جی کو پریم نے پھر جکڑنا چاہا لیکن وہ اسے توڑ کر گھر سے چل پڑے۔

دو مہینے گذر گئے اور بدھ جی ابھی تک کہیں آسن جما نہ سکے۔ آخر ایک دن وہ ہمالیہ کی ایک اونچی وادی میں پہنچ گئے۔ انہیں یہ جگہ بڑی اچھی معلوم ہوئی۔ ندیاں شور مچاتی بہی جا رہی تھیں گہری وادیاں اپنے سینوں میں سبزہ زار لئے دور دور تک پھیل رہی تھیں، کئی بار انہوں نے سوچا کہ صداقت کا ذخیرہ اگر کہیں ہو سکتا ہے تو وہ دنیا ہے۔ اس سنسان میں نہیں ہو سکتا۔ یہ سوچ کر وہ اپنے ضمیر کو کوستے اور کہتے کہ یہ ایک گندہ خیال ہے اور انہیں یہ کبھی سوچنا نہیں چاہیئے۔

پرارتھنا

از قلم

کوی لوکت نتھ جی دل

ہے کرونا مئے اہے کرونا ندھی
اپنی کرونا سے سنبھالو ہمیں

یہ مایا ایکی ہے پربل نت نو نو درشیہ درشاتی ہے
پگ پگ یہ پھسل جاتے ہیں ہم جب اپنا رنگ جماتی ہے
ہم رین دوس پھنس جاتے ہیں یہ ایسے جال بچھاتی ہے
ہم آپ کو پانا چاہتے ہیں یہ وشیوں میں بھٹکاتی ہے
اس کے پھندے سے بچا لو ہمیں
اپنی کرونا سے سنبھالو ہمیں

یہ شیلم روپ رس گندھ اسپرش کے نندن باغ چلاتی ہے
کر شردن نین جیبھا ناسکا تو چا کو بندھی جاتی ہے
یہ کام کرودھ موہ لوبھ اور ہنکار کی کلا جگاتی ہے
یہ تشنچن کیرتی کامنی ہیں آسکتی ادھک بڑھاتی ہے
اس کے گھیرے سے نکالو ہمیں
اپنی کرونا سے سنبھالو ہمیں

ہم وشیوں کو وش دیتے ہیں یہ امرت انہیں بتلاتی ہے
ہم ترشنا تھپک سلاتے ہیں یہ اسے جھنجھوڑ جگاتی ہے
ہم ہمنا سے منہ موڑتے ہیں یہ اس کو سمجھا لاتی ہے
ہم اپکیں ہونم کے بیٹھتے ہیں یہ اریں اگ لگاتی ہے
اپنا ہی آج بنا لو ہمیں
اپنی کرونا سے سنبھالو ہمیں

اب جیتیں گے اب جیتیں گے یوں بازی ہر گئی جیون کی
مایا نہ جیت سکے بیری ترشنا نہ جیت سکے من کی
لالسا کبھی نہ شانت ہوئی وشنا آشوش کی دھن کی
چنتا نہ کبھی سماپت ہوئی بچوں کے لالن پالن کی

بانوں ہیں اور نہ ٹالو ہمیں
اپنی کرونا سے سنبھالو ہمیں

اس کھولے بٹکے بانو کو کرپنج کا کبھی سہارا دو
اس ڈگمگ کرتی ناؤ کو دکھلا اکبار کنارا دو
اپنگیہ جیو کو کرونا ورشٹی کا کر ایک اشارا دو
کالما سے بھرے ہوئے دل کو پورنما کا اجیارا دو
بس اپنے نکٹ بلا لو ہمیں
اپنی کرونا سے سنبھالو ہمیں۔

لیکھک
کوی لوکنا تھ دل
خوشاب نواسی

شانِ تغزّل

از
شری رشی پٹیالوی

کیا جانیے شوق اپنا اب کیا نظر آتا ہے — احساسِ تمنّا بھی مِٹتا نظر آتا ہے

جلووں کی اگر پوچھو جلوے تو ہیں بے پردا — اپنی ہی نگاہوں پر پردا نظر آتا ہے

جب پھول سمجھ کر میں کانٹوں کو بھی چھوتا ہوں — دامن میرا پھولوں سے بھرتا نظر آتا ہے

دُنیا میں جو رہ کر بھی دُنیا سے ہے بیگانہ — ہم کو وہی دُنیا میں اپنا نظر آتا ہے

سَو پردوں میں بھی ہم نے پہچان لیا اُن کو — پردے کا ہر اِک پہلو جلوا نظر آتا ہے

اُس حسنِ سراپا کی تفسیر نہیں ممکن — وہ حرف و حکایت سے بالا نظر آتا ہے

پایا ہے تو نظروں نے دیکھا ہے تو آنکھوں نے — دل کیوں میرے پہلو سے اُڑتا نظر آتا ہے

طالب ہی کی آنکھوں پر پردا ہو تو کیا کہیئے — نظریں ہوں تو پردا بھی جلوا نظر آتا ہے

روپوش نہ ہو جائیں اپنی ہی نگاہوں سے — اے ذوقِ تجسّس کچھ ایسا نظر آتا ہے

کیا شانِ مسیحائی ہے یاد میں بھی اُن کی
بیمارِ غمِ فرقت اچھا نظر آتا ہے

مشتاق نگاہوں کی قسمت میں زباں ہوتی
کہنے میں نہیں آتا کیا کیا نظر آتا ہے

حیرت ہے رشی دل کی بدلی ہوئی حالت پر
بے شوقِ طلب کیا تھا اب کیا نظر آتا ہے

رعایتی اعلان

یہ رعایت فروری ۱۹۵۹ء تک جاری رہیگی۔ اس نادر موقعہ سے لابھ اٹھاویں

نمبر شمار	نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
۱	مہابھارت حصہ اول کاغذ اعلیٰ	۱۳/-/- روپیہ	۱۲/-/- روپیہ
۲	تلسی رامائن اردو با تصویر مجلد	۱۰/۸/- ،،	۸/۸/- ،،
۳	رتن رامائن (منظوم) مجلد	۲/۸/-	۱/۴/- ،،
۴	شاہراہ زندگی پروفیسر امر دیپ کوشل	۱/۱۲/- ،،	۱/۶/- ،،
۵	درگا پاٹھ	۱/-/- ،،	-/۱۲/- ،،
۶	شانتی کے گُر	-/۴/۶	-/۳/- ،،
۷	آنند کی شاہی سڑک	-/۶/-	-/۴/-
۸	امرت سرود کلاں	۶/۱۰/- ،،	۵/۸/- ،،
۹	حقیقی آنند کا راستہ	۱/۸/- ،،	۱/۶/- ،،
۱۰	نارائن انک ۵۴ء	۲/۴/- ،،	۱/۸/- ،،
۱۱	آپاسنا انک ۵۴ء	۲/-/- ،،	۱/۸/- ،،
۱۲	یوگ انک ۵۵ء	۲/-/- ،،	۱/۸/- ،،
۱۳	ویدانت انک	۲/-/- ،،	۱/۸/- ،،
۱۴	شو انک	۲/-/- ،،	۱/۸/- ،،
۱۵	،، ہندی	۱/-/- ،،	-/۴/-
۱۶	لنڈن یاترا	-/۱۰/- ،،	-/۸/-
۱۷	جپ جی سکھمنی صاحب	۲/۸/- ،،	۲/۴/- ،،
۱۸	گیتا خواجہ دل محمد	۲/۸/- ،،	۲/۲/- ،،
۱۹	شریمد بھاگوت پران	-/۱۲/- ،،	-/۱۰/- ،،
۲۰	شریمد بھگوت گیتا الحروف سرل گیتا صفحات ۴۲۴	۵/۸/- ،،	۴/۸/- ،،
۲۱	رام درشن	۱/۴/- ،،	۱/-/- ،،
۲۲	تحفہ درویش	۲/-/- ،،	۱/۱۲/- ،،

نمبر شمار	نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
۲۳	وگیان جیوتی (ہندی)	۱/-/- روپیہ	-/۱۴/-
۲۴	کول نرسی کا مٹیگمہ	۱/۱۲/- ،،	۱/۱۰/-
۲۵	انسان	۱/۴/- ،،	۱/۲/- ،،
۲۶	نورانی کہانیاں	۱/۴/- ،،	۱/۲/- ،،
۲۷	لطف زندگی	۲/-/- ،،	۱/۱۲/- ،،
۲۸	گیتا نہک	۱/-/- ،،	-/۱۴/- ،،
۲۹	گیتا چہک	۱/-/- ،،	-/۱۴/- ،،
۳۰	گیتا نہک	۱/-/- ،،	-/۱۲/- ،،
۳۱	پریت سنیہے	-/۱۰/- ،،	-/۹/-
۳۲	آدرش تہذیب	-/۸/- ،،	-/۷/-
۳۳	اخباری شمع	۱/-/- ،،	-/۱۴/-
۳۴	امرت کنڈ	-/۱۰/-	-/۹/-
۳۵	نعرۂ حق	-/۱۰/-	-/۹/-
۳۶	ذرا سا	-/۸/-	-/۷/-
۳۷	ارمغان سخن دیوان دوم	۲/۸/- ،،	۲/-/- ،،
۳۸	حب وطن	۱/۴/- ،،	۱/-/- ،،
۳۹	مذاہب اور انسانیت از شری مردیال ایم اے	۲/-/- ،،	۲/۱۰/- ،،
۴۰	شری کرشن اور ان کی تعلیم از فخر قوم لالہ لاجپت رائے	۳/-/- ،،	۲/۱۰/-
۴۱	بیراگی بیر از شری بھائی پرمانند جی	۱/۱۲/- ،،	۱/۸/- ،،
۴۲	نسوانی سنگار	۱/۴/- ،،	۳/۸/- ،،
۴۳	راج سنگھ تاریخی ناول	۲/۸/- ،،	۲/۴/- ،،

نمبر شمار	نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
۴۴	پنڈت جی، سرت چندر	۲/-/- روپیہ	۱/۱۲/- روپیہ
۴۵	ہندو دھرم درپن لالہ ہرگوبند جی ریٹائرڈ ڈپٹی ...	۲/-/- "	۱/۸/- "
۴۶	ٹیگور کے ڈرامے	۲/۴/- "	۲/-/- "
۴۷	دیر رانی درگاوتی ناٹک	۱۰/- "	-/۸/-
۴۸	شریمد بھگوت گیتا بطرز ...		
	راو رشے رشیام	۱/۸/- "	۱/۶/- "
۴۹	بالمیکی رامائن اردو	۱۰/۸/- "	۸/۸/- "
	ڈرامے		
۵۰	لنگوٹی والا	۱/۸/- "	۱/۵/- "
۵۱	کایا پلٹ	۱/۸/- "	۱/۵/- "
۵۲	زخمی پنجاب	۲/-/- "	۱/۱۲/- "
۵۳	دان ویر کرن	۱/۸/- "	۱/۵/- "
۵۴	مرلی منوہر (کرشن اوتار)	۱/۸/- "	۱/۵/- "
۵۵	دھرم ادھرم بدھ مہاتما	۱/۸/- "	۱/۵/- "
۵۶	ویر ابھیمنیو	۲/۴/- "	۲/-/- "
۵۷	سروان کمار	۱/۲/- "	۱/-/- "
۵۸	ستیہ وان ساوتری	۱/۸/- "	۱/۵/- "
	کتب مہرشی شیوبرت لال ورمن		
۵۹	میراں بائی	-/۱۰/-	-/۸/-
۶۰	سادھوں کے سو خیال	۱/-/- "	-/۱۲/-
۶۱	روحانی اشارے	۱/-/- "	-/۱۲/-
۶۲	کبیر لوگ	۸/-/- "	۷/۸/- "
۶۳	کامیابی کی کنجی	-/۱۲/-	-/۸/-
۶۴	استک ناستک سنواد	-/۴/- "	-/۳/-
۶۵	برہمچریہ ڈرامہ	-/۱۲/- "	-/۸/-
۶۶	دہرم صنعت	۲/-/- "	۱/۸/- "

نمبر شمار	نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی
	دیگر کتب		
۶۷	جلیبا نوال رباغ (ڈرامہ)	-/۸/-	-/۶/-
۶۸	شیر اعظم بھگت سنگھ	-/۱۲/-	-/۱۰/-
۶۹	رنگ دکھیاری (ڈرامہ)	۱/۸/-	۱/۴/-
۷۰	تنا تل ڈرامہ	-/۱۲/-	-/۱۰/-
۷۱	چانکیہ نیتی درپن	-/۱۲/-	-/۱۰/-
۷۲	کافیاں بلھے شاہ	۱/۴/-	۱/-/-
۷۴	" الیشر داس	-/۱۲/-	-/۸/-
۷۵	شیواجی	۱/۸/-	۱/۴/-
۷۶	تلسی دبدبی	۲/-/-	۱/۱۲/-
	کتب سوامی نرمل جی مہاراج		
۷۷	جپھائے ناب اردو	۱/۴/-	۱/-/-
۷۸	آب گنگ "	۱/۴/-	۱/-/-
۷۹	کوثر و تسنیم "	۱/۴/-	۱/-/-
۸۰	نرمل وچن امرت ہندی	۱/-/-	-/۱۴/-
۸۱	گوبند پرکاش اردو از سوامی گوبند آنند جی	-/۱۴/-	-/۱۲/-
۸۲	گوبند بلاس ہندی	۱/۸/-	۱/۶/-

اس کے علاوہ ہر قسم کی دھارمک کتابیں بھی مل سکتی ہیں۔
ہر کتاب کا محصول ڈاک ذمہ خریدار ہوگا۔ نوٹ کریں۔

منگوانے پتہ:- دفتر رسالہ "ادوم" بازار اجمیری گیٹ دہلی

کلجگ میں ست جگی مہاتما

شری بالکشن بترہ بی اے ایل ایل بی وکیل

کلجگ میں ست جگی مہاتما لالہ ہمت رائے صاحب نانگیال ملتان نواسی تھے۔ جو تاریخ ۲۷ فروری ۱۹۲۶ء کو اس دارِ فانی سے انتقال کر گئے۔ ریٹائرمنٹ کی معیاد سے پہلے ہردوار اور بنارس جیسے تیرتھ استھانوں پر پرماتما کے دھیان و بھجن میں ہر وقت مگن رہتے تھے۔ اُن کا جیون دھرم کی لڑی میں پرویا ہوا تھا اور کیول دھرم روپ بنا ہوا تھا۔ نربھے ہو کر وہ ست بولتے تھے دنیاوی ہستیوں کی پرستتا کی بجائے کیول پرماتما کی پرستتا اُن کے جیون کا اعلیٰ ادیش تھا۔ دنیاوی لوگ خواہ اُن کی نندا کریں یا استتی۔ خواہ اُن کے ساتھ رہیں یا چھوڑ جاویں۔ مگر وہ اُن کی پرستتا کے لیے ایک انچ بھی دھرم سے پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔ دھرم میں نیتی میں غرضیکہ جس پہلو سے ان کے جیون پر تحقیق کرتے ہیں۔ ہم اُن کو اوچ سے اوچ دیکھتے ہیں۔ اُن کا تیاگ جب ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم حیران ہو جاتے ہیں۔ وہ بھول کر بھی کسی کے گھر اَن گرہن نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ پانی یا آگ تک سے پرہیز کرتے تھے۔ اُن کا مقولہ تھا۔ کہ جب تک انسان اپنے کھان پان کا وِچار نہیں کرتا۔ گویا اپنے حق کی کمائی کا اَن نہیں کھاتا۔ وہ کبھی بھجن میں ترقی نہیں کر سکتا۔ لالہ ہمت رائے جی ہر وقت پرماتما

کی یاد میں مگن رہتے۔ اور اُن کا حکم بجالانے میں اپنے زندگی کے دِن کاٹتے رہے، جسمانی آرام کو رُوحانی آرام کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتے رہے،

اپنی زندگی میں وہ اِس قدر نیک رہے۔ اور پرماتما کو ہر وقت اور ہر جگہ حاضر ناظر جانتے ہوئے پاپ سے بچتے رہے۔ اور وہ کرم کرتے رہے، جو پرماتما کی اچھیا انکول ہیں۔ کرموں نے اِن کو پوتر بنایا۔ اور کرموں سے ہی وہ امرت پد کو پراپت ہوئے۔ اُن کے گرہستاشرم کے ساتھ ہر وقت دھرم کا یوگ تھا۔ اُنہوں نے اِس دُنیا کے بھوگ بھوگے مگر نہایت دھرم اور انکساری سے اُنہوں نے بھوگوں کو تیاگا نہایت شانتی اور پرسنتا سے بھوگ اور تیاگ میں وہ پرماتما کی یاد میں مگن رہے۔ انہوں نے اپنا تمام جیون پرسنتا کی حالت میں بسر کیا۔ سنسار اُن کے لئے سورگ دھام بنا رہا۔ اور سنساری بھوگ اُن کے لئے سکھدائی رہے۔ دُکھ کی حالت میں اُن کے چہرے پر ملال اور سکھ کی حالت میں خوشی نمودار نہ ہوتی۔ اُنہوں نے دھرم کے سہارے اپنے جیون کو اپنے لئے اور آنے والی سنتان کے لئے کارآمد بنایا۔ اُن کی زندگی کے ایام اگرچہ اور لوگوں کی نسبت اِس دُنیا میں بہت تھوڑے تھے، مگر جبتک وہ زندہ رہے اپنی رُوحانی ترقی کے لئے بڑے سرگرم اور فکرمند رہے۔ اپنے لباس اور اپنی خوراک میں وہ اِتنی سادگی سے کام لیتے تھے کہ ظاہرا دیکھنے والے کو مفلس اور ناتواں دکھائی دیتے تھے مگر جب کبھی کوئی اُن کے پاس دو چار منٹ کے لئے بیٹھتا تو وہ اُن کو رُوحانی برکتوں سے مالامال پاتا۔ دُنیا دار اُن کو کِسی الفاظ میں یاد کریں مگر وہ ان کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ دُنیا میں رہتے ہوئے اُن کو دُنیا داروں سے تعلق تھا، مگر وہ تعلق اِتنا گہرا نہ تھا کہ وہ اُن کو بندھن میں جکڑ دیں اُن کا خاص تعلق پرماتما کے ساتھ تھا۔ اور اِس تعلق کو وہ قدم قدم پر مضبوط کرتے جاتے تھے، دُنیا دار اُن کو اُن کی لاپرواہی کی وجہ سے چھوڑ دیتے تھے، مگر وہ شوالش

رکھتے تھے کہ پرماتما ہمارا کبھی تیاگ نہیں کریں گے۔ جب اُنہوں نے اِس فانی چولا کو چھوڑا تو آخری وقت میں اُس بڑے خزانہ کو جو اُن کی آتما کے اندر دیر سے چھپا ہوا تھا۔ اپنے چہرے اور حرکات سے اُن لوگوں پر پرگٹ کیا، جن کو آخری وقت میں اُن کے درشن نصیب ہوئے، جبکہ اُن کی نوالڑیاں جا رہی تھی۔ اُنہوں نے بتلایا کہ اصلی خزانہ وہ ہے جو موت کے بعد آتما کے ساتھ جاتا ہے، درحقیقت وہ اِس دُنیا سے مالامال ہو کر گئے۔ جتنی دیر وہ زندہ رہے اُتم سے اُتم اور نیک سے نیک کام کرتے رہے اُن کو دُنیا فانی سے گزرے ہوئے ۲۲ برس ہوئے ہیں۔ تاہم اُن کی نیک آواز اب تک ہمارے کانوں میں اُن کی نیک اور صاف کی وجہ سے سنائی دے رہی ہے۔ وہ اپنے اوچیہ کرموں کے باعث ابھی تک زندہ ہیں۔ آپ کے منوہر اپدیشوں سے دُنیا میں رہتے ہوئے بھی اِس سے الگ رہو، وقتاً فوقتاً جو نصائح و چند معلومات و رُوحانی باتیں آپ مجھ سے کرتے تھے۔ میں گھر آکر اُن کو لکھ لیا کرتا تھا۔ اُن میں سے چند نصیحتیں ناظرین ادم کے لئے درج کرتا ہوں،

(۱) من کا سنکلپ سے رہت ہونا ہی سچی بندگی ہے

(۲) رُوحانی عروج پر خوشی کا نظارہ ناقابلِ بیان ہے،

(۳) اپنا خزانہ آسمان پر جمع کرو،

(۴) پرانایام صرف خراب ہوا کو باہر نکالتا۔ اور اچھی ہوا کو اندر قائم کرتا ہے اِس میں ادم کا اُچارن سب سے افضل ہے

(۵) سب کو اپنا رُوپ اور اپنے رُوپ میں سب کو سمجھ کر تم دُنیا میں زندگی اِس طرح بسر کرو۔ جیسے پانی میں مچھلیاں رہتی ہیں۔ اور اُن کو پانی سے دُکھ نہیں پہنچتا،

(۶) جنم مرن کے دُکھ سے رہائی پانے اور موجودہ زندگی کو سورگ دھام اور شانتی سے گزارنے کے لئے ایشور کے ساتھ آتمک سمبندھ جوڑ کر اُن کی شرن لینا ضروری ہے

(۷) زیادہ پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اِس پر عمل کرنا ہی پار اُتارنے کی ناؤ ہے۔ جبتک انسان میں عمل نہیں

گدھے پر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہے۔ تھوڑا پڑھو۔ اس کو سمجھو اور عمل کرو۔

۸۔ دکھ اور سکھ اپنے من کی بناوٹ ہے۔ دُنیا نہ بری ہے نہ اچھی، جیسا اپنا دل ہوگا، ویسے نظر یہ دنیا آئے گی۔ مالک نے تمام دُنیا کی اشیا ہمارے خوش کرنے کو بنائی ہیں۔

۹۔ اگر دل میں سچائی اور پرماتما کا پریم ہو تو ہر ایک چیز میں مالک کی قدرت پر وچار کرتا ہوا اس کو ہر جگہ حاضر ناظر دیکھ کر آنند ہوگا۔ ہر ایک چیز میں اس کا جلوہ اور اس سے سبق مل رہا ہے۔ ضرورت صرف انتہ کرن کو مصفا کرنے کی ہے۔ صاف شیشے میں ہر شے مصفا نظر آئے گی۔ اور مالک کا عکس معلوم ہونے لگیگا۔ جس قدر پریم روپ کے نظارہ پر وچار بڑھتا جاوے گا۔ روحانی منزل کی سیڑھی پر چڑھنا ملتا جاوے گا۔

۱۰۔ ہمیشہ صبح کے سہاونے وقت میل دو میل شہر کے باہر شدھ ہوا میں جا کر اپنے دل و دماغ کو طراوت دے کر مالک کی قدرت پر وچار کرو۔

۱۱۔ جتنی غذا پاک رزق سے ہوگی، اسیقدر روحانیت کی کمائی میں وہ سچی مددگار ہوگی۔

۱۲۔ جسم یا من کو کبھی موقعہ نہ دو کہ وہ تم پر غالب آسکے یہ جسم ہمارا ہے۔ ہم جسم کے بنے ہیں، ہمارا اصل مقصد اسکے ذریعے روح کی نجات حاصل کرنا ہے،

۱۳۔ کبھی غیر ضروری و بلا ضرورت شے نہ خریدو، تفکرات سے ہمیشہ دل کو صاف رکھو۔

۱۴۔ اپنی بھلائی دوسروں کی بہتری کے اندر تلاش کرو۔ خدمت کرنا نیکی کرنا و احسان ماننا کبھی نہ بھولو۔ یہ جسم اور روح کو طاقت دے کر خوشی اور عمر کو بڑھاتے ہیں

۱۵۔ اپنا آدرش ہمیشہ بلند رکھو۔ اور اپنی ذات پر پورا بھروسہ رکھو۔

۱۶۔ اپنی آمدنی کا کچھ حصہ دھرم ادتھ یا خیرات میں دو۔ اور سال میں ایک دفعہ ضرور صحت افزا مقامات کی سیر یا تیرتھ یاترا کرو۔

آپ کی تمام منقولہ و غیر منقولہ جائداد کا ایک ٹرسٹ بنا ہوا ہے۔ ہردوار میں جمنا نت گھاٹ کے پاس ایک مکان اور رشی کیش میں بھی زمین ہے۔ ہر سال مستحق لوگوں اور رہبوگان کو ٹرسٹ سے وظیفے ملتے ہیں۔ دھرم اپدیش نامی ہندی لیٹنک طلب کرنے پر بلا قیمت بھیجی جاتی ہے۔

خوشنما دُنیا میں وہ حاجت روا مینار ہیں
روشنی سے جن کی ملاحوں کے بیڑے پار ہیں

درسِ عمل

از قلم پنڈت رتن چند جی رتن
مصنف رتن رامائن

میل من کی دور کر مندر میں جانا چاہیے
پریم کا پرتماں پہ گنگا جل چڑھانا چاہیے

عیش و عشرت میں رہا غلطاں تو ساری عمر
یادِ حق میں بھی ذرا دل کو لگانا چاہیے

یاں تو موٹر ریل گھوڑی پر سفر طے کر لیا
اُس سفر کیواسطے بھی کچھ بنانا چاہیے

فرض اپنا یاد رکھ اپنے دھرم کا پاس رکھ
راستے سیدھے پہ اپنا من چلانا چاہیے

مت کسی کا دل دکھا آرام دے اور دل کو تو
دل کو یکسو کر کے چرنوں میں لگانا چاہیے

خود بخود مل جائیگا پرماتما لیکن ذرا
درمیانی ہے جو پردہ وہ اُٹھانا چاہیے

ہے ضرورت سارے کاموں میں جیسی اُستاد کی
علمِ روحانی کا بھی رہبر بنانا چاہیے

چھوڑ سب سنسار کے دھندے یہ ہیں بالکل فنا
غیر فانی کی شرن میں من لگانا چاہیے

چھوڑ دے پھرنا پھرانا دربدر اور کو بکو
قصرِ عالیشان کا در کھٹکھٹانا چاہیے

روک کر اپنے تخیل کی روانی کو ذرا
بحرِ بے پایاں میں بھی غوطہ لگانا چاہیے

روٹھتا ہے گر زمانہ روٹھ جانے دے اسے
اُس رتن انمول کو پہلے منانا چاہیے

گذشتہ سے پیوستہ

بھارت سادھو سماج

ازقلم
دیوان سنگھی چند بی اے ڈی اے جی
لیٹیٹ بار ایٹ لا

तादात्मय : دیش اور دھرم کا تاداتمیہ
سمبندھ ہے۔ جیساکہ آگ میں لوہے اور اگنی کا سمبندھ ہوتا
ہے اور اسیطرح سے دھرم اور سادھو کا آپس میں ابھنتا کا
سمبندھ ہے اگر سادھو ہوتا ہے تو دھرم بھی قائم ہے اور اگر
دھرم قائم ہے تو دیش بھی قائم یعنی سوتنترتا رہتی ہے۔ دوسروں
کی غلامی میں نہیں جاتا جس دیش میں دھرم نہیں وہاں
سوتنترتا اور سادھوتا بھی نہیں رہتی۔ لہذا دیش۔ دھرم
اور سادھو تینوں کا سنگھٹن ہونے سے ہی راشٹریتا یعنی
قومیت کی مضبوطی ہوتی ہے، جبتک دیش اپنا نہیں ہوتا جبتک
اپنے دیش پر مکمل اپنی حکومت کا اپنا ادھیکار نہیں ہوتا آپ کبھی سکھی نہیں
ہو سکتے۔ جبتک بدیشیوں کا بھارت میں بول بالا رہا خواہ وہ ترک تھے،
پٹھان تھے مغل تھے خواہ وہ انگریز تھے فرانسیسی تھے یا اور تھے آپ،
نہ اپنے ــــ دھرم کو قائم رکھ سکے۔ نہ اپنی دولت کو
سنبھال سکے اور نہ ہی آپ کے سادھو، مہاتما، سنیاسی آرام
سے تپسیا اور دھرم انوشٹھان کر سکے۔

راکششوں کو مارنے کے لئے راکششوں سے حفاظت
کرنے کے لئے مہرشی وشوامتر کو بھی بھگوان رام اور لکشمن کی
ضرورت پڑی۔ آج جبکہ دھرم کشین ہو چکا ہے۔ دھرم
کو از سر نو جیوت کرنا ہے تو کسی نہ کسی طرز سے کل یگ کو
مدنظر رکھکر ایک ایسی پرنالی کو اختیار کیا گیا ہے جس میں تمام
بھارت ورش کے مہاتما، سادھو، سنیاسی اور دیگر
دھارمک لوگ دھرم کا سنچالن کرنے میں اپنا بل پردان کر سکتے
ہیں۔ یہ بھارت سادھو سماج ہے۔ گذشتہ ماہ کے رسالہ
میں بھارت سادھو سماج کے ویدھان اور نیم بتائے گئے
تھے اور یہ ذکر کیا گیا تھا کہ جنتا میں بھارت سادھو سماج
کے متعلق غلط بیانیاں پھیلی ہوئی ہیں اور پھیلائی جا رہی
ہیں جس سے جنتا کو بچانا چاہئے۔ لہذا اصلیت کو اپنانا
چاہیئے۔

"بھارت سادھو سماج" کو ایک سرکاری جماعت کہا
جاتا ہے اور بھارت سادھو سماج میں کام کرنے والے
سادھوؤں کو اور اس کے پروگرام کو اپنانے والے سادھوؤں
کو "گورنمنٹ سادھو" کے نام سے پکارا جاتا ہے گذشتہ
ماہ کے تذکرہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ جماعت
ایک غیر سرکاری جماعت ہے جس کا پردھان بھی ایک
اونچی بھاونا اور اونچے درجے کا مہاتما یعنی مہاراج تکڑوجی ضرب
المثل ہیں اور جتنے بھی مہاتما ان کے ساتھ مختلف کاموں
پر برضامندی خود کام کر رہے ہیں غیر سرکاری ہیں۔
اور "راضی بہ رضائے تو" کو ساتھ لے کر اس
دریائے فانی کو عبور کرنے والے دنیا داروں اور دیگر
مہاتماؤں کے اُدھار کی خاطر ایک جماعت بندی میں منظم
ہوتے ہیں۔ اور زیر ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ رجسٹرڈ ہو کر بھارت
سادھو سماج کے نام سے منسوب ہونے لگے ہیں۔ یہ
بات تو سمجھ میں آگئی ہوگی۔ یہ سرکاری محکمہ یا سرکاری تنخواہ
داروں کی جماعت نہیں ہے،

پبلک میں غلط فہمیوں کا ہو جانا کوئی بڑی بات
نہیں ہے، بھارت سادھو سماج کے قائم ہونے سے
اور اس کے نیموں کی تمام جنتا کو قبولیت ہونے سے اس
کی عظمت کو تمام بھارت ورشی اب پہچان گئے ہیں جو
سادھو، مہاتما بڑے بڑے صاحب جائداد اور مٹھوں کے
مالک ہیں اور اس کی آمدنی کو اپنی ذاتی ملکیت تصور کرتے

ہیں اور ذاتی تصرف میں لاتے ہیں اور لاتے چلے آرہے ہیں ان کے لئے ایک بڑا خدشہ پیدا ہو گیا ہے ان کے لئے بھارت سادھو سماج ایک قہر خدائی نازل ہوا ہے جس کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ ہر طرح سے تیار ہو رہے ہیں۔ لہذا انہوں نے ہی ابتدا سے ایک لغو پراپیگنڈہ اور پرچار بھارت سادھو سماج کے خلاف چلا رکھا ہے تاکہ بھارت سادھو سماج مقبول عام نہ ہو سکے اور عوام الناس کی توجہ اس طرف نہ جا سکے اور جو سادھو مہاتما اس سماج کے ساتھ تعاون کر کے اس کے پروگرام کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی سراہنا نہ کی جائے اور ان کا کہیں بھی سواگت نہ ہو اور ان کے اپدیشوں میں شردھا نہ بڑھے۔ گویا لوگوں کی توجہ کو بھارت سادھو سماج کی طرف سے ہٹانا ہی ان کا ایک پختہ پروگرام ہے لیے

لوگ اپنے دیش اور جاتی کے ہتیشی نہیں ہیں۔ بلکہ دیش اور قوم کو پیچھے پھینک کر اپنے ذاتی مفاد کی دستیابی کرنا چاہتے ہیں۔ جنتا کا اس لئے فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان لوگوں کے دھوکہ اور فریب سے بچائے بھارت سادھو سماج کا یہ ایک اہم کام ہے کہ انہوں نے مندروں مٹھوں اور ایسے دھوکہ باز سادھوؤں کا سدھار کر کے ان جائدادوں کو اپنے قبضہ میں لے کر اس کو دیش کی اُنتی میں لگاتا ہے، بھارت سادھو سماج کو قدرتی طور پر صف دشمناں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ یہ بات بھارت سادھو سماج سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ سادھو شبد کے ساتھ سماج" کا استعمال غیر واجب ہے، سادھو کا سماج نہیں ہو سکتا۔ سادھو تو ورکت ہو کر دنیا سے قطعی تعلق توڑ کر

پھر دوبارہ آسکتی اور تعلق رکھنے والی مریادا کیسے پالن کر سکتا ہے۔ سادھوؤں میں سماج پیدا ہو گیا۔ تو سادھوؤں میں ویسے ہی جیسے دُنیا داروں میں کام کرودھ، لوبھ آدی دوش آجائیں گے جو حقیقی سادھوؤں میں نہیں ہونے چاہیئے۔ لہٰذا اِن کا پروپیگنڈا یہ ہے کہ بھارت سادھو سماج ایک سادھوؤں مہاتماؤں سنیاسیوں کی جماعت نہیں ہے بلکہ یہ اِن لوگوں کی جماعت ہے جو سادھو پن سے گر چکے ہیں۔ اِس لئے اِس غلط پرچار کی تردید کرنی لازمی ہے۔ شری گوسوامی تلسیداس جی نے اپنے "رام چرتر مانس" میں شروع میں ہی دوہا نمبر ۲ بال کانڈ میں "سادھو سماج" کا شبد استعمال کیا ہے ملاحظہ ہو۔

دوہا

سنی سمجھیں جن مُدت من منجھیں اتی انوراگ
کہیں چاری پھل اچھت تنوں سادھو سماج پریاگ

نیز اِس دوہے کے بعد کی چوپائیوں میں سماج کے معنی بھی "ست سنگ" کے شبد سے کئے ہیں۔ لہٰذا "سادھو سماج" جملہ میں کوئی نقص نہیں نکالا جا سکتا۔ مفہوم کے لحاظ سے زبان دانی کے لحاظ سے اور کسی لحاظ سے بھی اِس میں کوئی دوش نہیں دیکھا جا سکتا، مزید تشریح مندرجہ ذیل میں دیکھئے۔ جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ بھارت سادھو سماج کا مفہوم بھارت کے سادھوؤں کا سنگٹھن ہے جو کہ موجودہ زمانہ میں لازمی ہے۔

اگر آپ نے شری گلزاری لال نندہ صاحب منسٹر پلاننگ کا پرچہ انگریزی بنام "The Role of Sadhus in reshaping Indias Destiny" ملاحظہ کیا ہے تو انہوں نے فرمایا ہے کہ

"Bharat Sadhu Smaj is an all India Organisation of Sadhus and Sannyasis. This is an independant and self centered organisation owing allegiance to none."

ترجمہ۔ بھارت "سادھو سماج" تمام بھارت ورش کے سادھوؤں اور سنیاسیوں کی منظم جماعت ہے یہ خود مختار اور اپنے میں ہی منظم ہو کر کسی کے بھی تابع نہیں ہے)

تمام دُنیا کے ممالک میں اور لہٰذا بھارت ورش میں بھی ہر ایک جماعت اپنے اخلاق و تمدن اور اپنی ہستی کی حفاظت کرنے کے لئے اپنے آپ کو منظم کر رہی ہے ہندوستان میں گو یہ صورت حالات مغرب کی تہذیب سے آئی ہے مگر کلی یگ میں جنتا نے جو صورت حالات اختیار کی ہے وہ اِس طرز کی ہے جیسے کسی مشین یعنی کلا میں پرزے جوڑ کر مشین سے کام لیا جاتا ہے اسیطرح سے دُنیا کے کام انسان کو بطور ایک پرزہ مشین سمجھ کر چلائے جا رہے ہیں، تبھی تو اِس زمانہ کو کلیجگ یعنی کلاؤں کا زمانہ کہا گیا ہے۔ انسان بھوتک وگیان کی بڑھوا سے جڑ وادی جڑ وت ہو کر جڑ مشین کے پرزوں کی شکل اختیار کر چکا ہے اور پرزوں کی ہی طرح وہ جب تک ایک سنگٹھن یعنی ایک مشین کی شکل اختیار نہیں کر لیتا یا نہیں کرے گا، وہ اِس کلا کے یگ میں اپنی ہستی اور اپنے تمدن کو قائم نہیں رکھ سکے گا۔ اسی وجہ سے انسانی مشین تمام لیبر یونین کسان یونین، حلوائی یونین اور سرمایہ داروں کی یونین مثلاً ٹرسٹ، کارٹل، سٹاک کمپنی اور دیگر کو آپریٹیو سوسائٹی وغیرہ دُنیا میں نمودار ہوئیں تو اِس میں کونسی تعجب کی بات ہے کہ مہاتماؤں، سادھوؤں اور سنیاسیوں نے بھی جنہوں نے اِس ہی سنسار اور پرتھوی پر اپنے بھوتک شریر کی رکھشا اور اپنے ادھیاتم مارگ کی حفاظت کرنی ہے ایک آل انڈیا آرگنیزیشن قائم کی ہے تا کہ وہ مجموعی طور سے اپنی رکشا

کر سکیں۔ اپنے کاریہ کی رکشا کر سکیں اور اپنے دیش کی رکشا کر سکیں کیونکہ اپنے دیش کی سوتنترتا کے بغیر دھرم قائم نہیں رہ سکتا اور دھرم کے قائم نہ رہنے سے مہاتماؤں کی ہستی خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔ اس لئے دھرم کی رکشا اور دیش کی اُنتی اور قومیت کا جذبہ کا پرچار ایک سلسلہ زنجیر ہے جس کو توڑا نہیں جا سکتا۔ اس تشریح سے واضح ہو گیا ہوگا کہ سماج کے معنی سنگٹھن کے ہیں نہ کہ سہہ واس یا سہہ بھوگ یا کوئی دیگر مفہوم کے ہیں، تمام مہاتما ایک سوتر میں۔ ایک منچ پر اکٹھے ہو چکے ہیں۔ اور ان کا گٹھ جوڑ ہو چکا ہے۔ اور یہ سنگٹھن اب چھوٹے اور بڑے پرابیگنڈا سے ٹوٹ نہیں ہو سکتا۔ اور اب اسی کے ذریعہ دھرم کا پر اُتھان، دیش کا اُتھان اور قوم کا کلیان ہوگا۔ اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

(باقی پھر)

پنڈوری مٹھ کے مٹھا دھیش

از شری رام ناتھ شرما

شری ۱۰۸ ویشنو آچاریہ تپو مورتی شری سوامی مہنت رام داس جی مہاراج آف دربار پنڈوری موجودہ زمانہ کے اورش مہنت پروپکاری اور بھگوت پرائن سنت مہاتما ہیں۔ دربار پنڈوری ایک روحانی مٹھ ہے۔ اس کے مٹھا دھیش ہونے کے ناطے آپ شری مہنت ہیں۔ اور ویشنو براگی سمپرداے کے باون دواروں میں سے بھگوان نارائن دوارہ کے آچاریہ ہونے کی حیثیت سے آپ کو جگت گورو کی پدوی پراپت ہے بھگوت بھگتی اور سادھنا کے لحاظ سے آپ اوچہ کوٹی کے براگی ہیں۔ آپ نے اپنا جیون جنتا جناردھن کے اپکار اور پوجا کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ اس آدیش کی پورتی کے لئے آپ مندرجہ ذیل تین سادھنوں پر عمل کرتے رہتے ہیں۔

۱۔ دین دکھیوں کی سہائتا۔ شری سوامی جی مہاراج سب پرانیوں کے آتما کو اپنے آتما کی طرح دیکھتے ہیں۔ اس عقیدے کے انوسار ہمیشہ سب دین دکھیوں اور حاجتمندوں کی سہائتا کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے در پر آیا ہوا کوئی بھی سوالی نراش ہو کر واپس لوٹنے نہیں پاتا۔ بھوکے کو روٹی، ننگے کو کپڑا، مریض کا علاج، بے ٹھکانے کو ٹھکانہ، مالی امداد کے طلبگاروں کو مالی امداد حاصل ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ آپ کا در بے سہاروں کا سہارا، مایوسوں کی آس اور نتھاووں کا نتھ ہے آپ کا قول ہے کہ "رام کا کھیت اور رام کی ہی چڑیاں"

(۲) پرانیوں میں سدبھاونا اتپن کرنا، سدبھاوناؤں سے ہی جیو کو اس لوک میں اور پرلوک میں سکھ اور شانتی، کلیان پراپت ہو سکتا ہے۔ اس خیال سے جیووں کے بھاوؤں کو دھرم انوکول بنانے کے لئے آپ جنتا کو ہمیشہ اپدیش دیتے رہتے ہیں۔ ہر ایک منش کو اس کے ورن آشرم دھرم انوسار کرتویہ پالن کرنے کا آدیش دیتے ہیں۔ روزانہ ست سنگ میں پراچین رشیوں کے سدھانتوں پر پرکاش ڈالتے ہیں گیتا، رامائن اور شری مد بھاگوت کی کتھا کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ تاکہ ان کے پڑھنے، سننے اور ان پر عمل کرنے سے منش میں سدبھاو پیدا ہوں۔ جس سے جیو کا کلیان ہو سکے۔ اس کے ساتھ ہی بحیثیت جگت گورو آپ اپنے سب سیوکوں کو بھگوت نام کی مہما اور جپ پاٹھ کرنے کی ودھی

ودھان بھی بتلاتے ہیں۔ کیونکہ کل مجگ میں سکھ اور شانتی
اور کلیان کا سب سے بڑا سادھن نام سمرن ہی مانا گیا ہے
پرانیوں میں بھگوت بھگتی اور سدبھاونائیں بڑھانے کے
لئے آپ سوئم اپنے ورن آشرم دھرم انوسار کرتویہ پالن
کا آدرش پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور جو سادہو مہاتما یا شاستر
کے گیاتا پنڈت اس پرکار کا جن ہتکاریہ کرنے والے
ہیں اُن کا دل وجان سے ستکار کرتے ہیں۔ اس کے
علاوہ دھارمک لٹریچر بھی بانٹتے رہتے ہیں۔ غرضیکہ جنتا
کو ستمارگ دکھانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

۳۔ پربھو پرائتا۔ شری سوامی جی مہاراج کا اپنا جیون
بڑا ستوک، پوتر اور تپومئی ہے۔ آپ ہمیشہ دن میں ایک
بار سادہ بھوجن پر اور صرف دو کپڑوں میں بسر اوقات کرتے
ہوئے دن رات اپنے اشٹ دیو راگھویندر بھگوان شری
سیتا رام کے دھیان، سمرن جپ اور پاٹھ میں لگے رہتے
ہیں۔ ستاریک تپ کے لئے ہر ماہ کئی کئی دن نرجل،
نراہار اور مون برت دھارن کئے رکھتے ہیں۔ اس پرکار
کے کٹھن تپ اور برت سے اگرچہ آپ کے جسم میں قدرے
کمزوری آگئی ہے مگر چہرے پر ایسا تیج ہے کہ جس سے درشن
کرنے والے بخوبی جان جاتے ہیں کہ آپ تپومورتی ہیں۔

بھگتی یوگ کے ابھیاسی ہونے سے آپ کی بانی
میں واک سدھی ہے مگر اس بات کو عام لوگ نہیں جان
پاتے کیونکہ آپ اس امر کو ظاہر کرنا نہیں چاہتے پھر بھی کبھی
کبھی جب ہردہ میں پربھو پریم کی ترنگ اٹھتی ہے۔ تو لوگوں
میں بھگتی کی شکتی کا اثر و عظمت کے پرچار کی غرض سے
کوئی چمتکار دکھا دیتے ہیں۔ مجھے دیا سے شری چرنوں میں رہنے
کا سوبھاگیہ پراپت ہونے کی وجہ سے کئی دفعہ ایسے چمتکار
دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ جن کے تحریر کرنے کی مجھے آگیا نہیں
ہے۔ تو بھی میں اس یقین سے کہ سنتوں کی مہما پرگٹ کرنے سے
میرا کلیان ہوگا۔ ایک چمتکار حوالہ قلم کرتا ہوا شری مہاراج جی
سے کشما مانگتا ہوں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شری ۱۰۸ ویشنو آچاریہ
تپومورتی شری سوامی جی مہاراج ہزاریباری وہ آب پربل بڑی
میں کھلنے والے ایک نئے سکول کا اودگھاٹن کرنے کے لئے
کارکنان سکول کی پرارتھنا کو منظور کر وہاں گئے۔ اودگھاٹن
کا پروگرام ختم ہونے تک اندھیرا ہو گیا۔ اس لئے واپس آنے
کے واسطے کسی سواری یعنی کار یا تانگہ کا انتظام نہ ہو سکا۔
کارکنان سکول بڑی دوڑ دھوپ اور کوشش سے ایک
ٹانگہ لائے جو کہ نہایت ردی اور خستہ حالت میں تھا گھوڑا
بھی بڑا دبلا اور کمزور تھا۔ آپ نے اس ٹانگہ میں بیٹھنے سے
انکار کر دیا۔ اور نہر کے کنارے کنارے پیدل ہی چل پڑے
آپ کے سیوا داروں اور شردھالو جنوں نے عرض کی۔ کہ
مہاراج جی سفر کافی ہے۔ اندھیرا بھی ہو گیا ہے۔ اور گرمی کا
موسم ہے۔ آپ پیدل کس طرح دربار پنڈوری تک پہنچیں
گے۔ مہاراج جی نے فرمایا، فکر مت کرو بھگوان سب اچھا
کریں گے۔ ابھی کہہ کر ابھی دس قدم ہی گئے ہوں گے ایک اجنبی
شخص شری مہاراج جی کے پاس سے گزر کر سیوا داروں کے
پاس آیا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ دربار پنڈوری کے مہاراج سوامی
جی یہی ہیں۔ ہاں میں جواب پاکر وہ پھر شری سوامی جی کے پاس
گیا اور چرنوں میں سر جھکا کر عرض کی کہ مہاراج جی میں آپ کو آپ کے
استھان تک پہنچانے کے لئے کار لایا ہوں۔ آپ کرپا کر کے اپنے
سب سیوا داروں سمیت اس میں بیٹھ جاویں اس طرح وہ شری مہاراج
کے آدیش انوسار شری سوامی جی اور ان کے سب سیوا داروں کو کار
میں بٹھا کر منزل مقصود تک پہنچا گیا۔ اس واقعہ کو دیکھنے اور سننے
والے سمجھ گئے کہ یہ شری سوامی جی مہاراج کی روحانی شکتی کا ایک
معجزہ ہے۔

پوتر ہے۔ وہ دیش اور اس کی سرزمین جس میں ایسے تپسوی
تیاگی اور روحانیت کے علمبردار مہاتما اس وقت بھی نواس
کرتے ہوئے وشو کلیان میں لگے ہوئے ہیں۔ اور خوش نصیب
ہیں وہ لوگ جنہیں ایسے مہاتماؤں کے درشن ست سنگ
نش جیون کا لابھ پراپت کرنے کا سوبھاگیہ پراپت ہوتا ہے

Monthly 'OM' Delhi.

Vol. 26 January, 1959 Regd. No. D. 84



